نسخہ

اصول انشائے شرع محمدی

یعنی

تالیف مشعر کلیات و مسائل وراثت اہل سنت و تشیع و معاہدات مضامین متفرقہ

معہ

انتخابات اون فتاوے کے جو عدالتہاے دیوانی تابع احاطہ ملک بنگالہ درباب مسائل مذکور کے تحریر ہوئے

بالحاق

تنبیہات متضمن توضیح و تشریح

مولفہ

ولیم ہے میگناٹن صاحب

حسب ارشاد جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر ممالک مغربی دام اقبالہ کے

لالہ مکند لعل سب اسسٹنٹ سرجن نے

بانتظام محکمہ صدر دیوانی عدالت ممالک مغربی کے زبان اردو مین ترجمہ کیا

اگرہ

باہتمام سید حسین علی مہتمم مطبع حسینی آگرہ کٹرہ نواب خانخانان مین چھاپا گیا

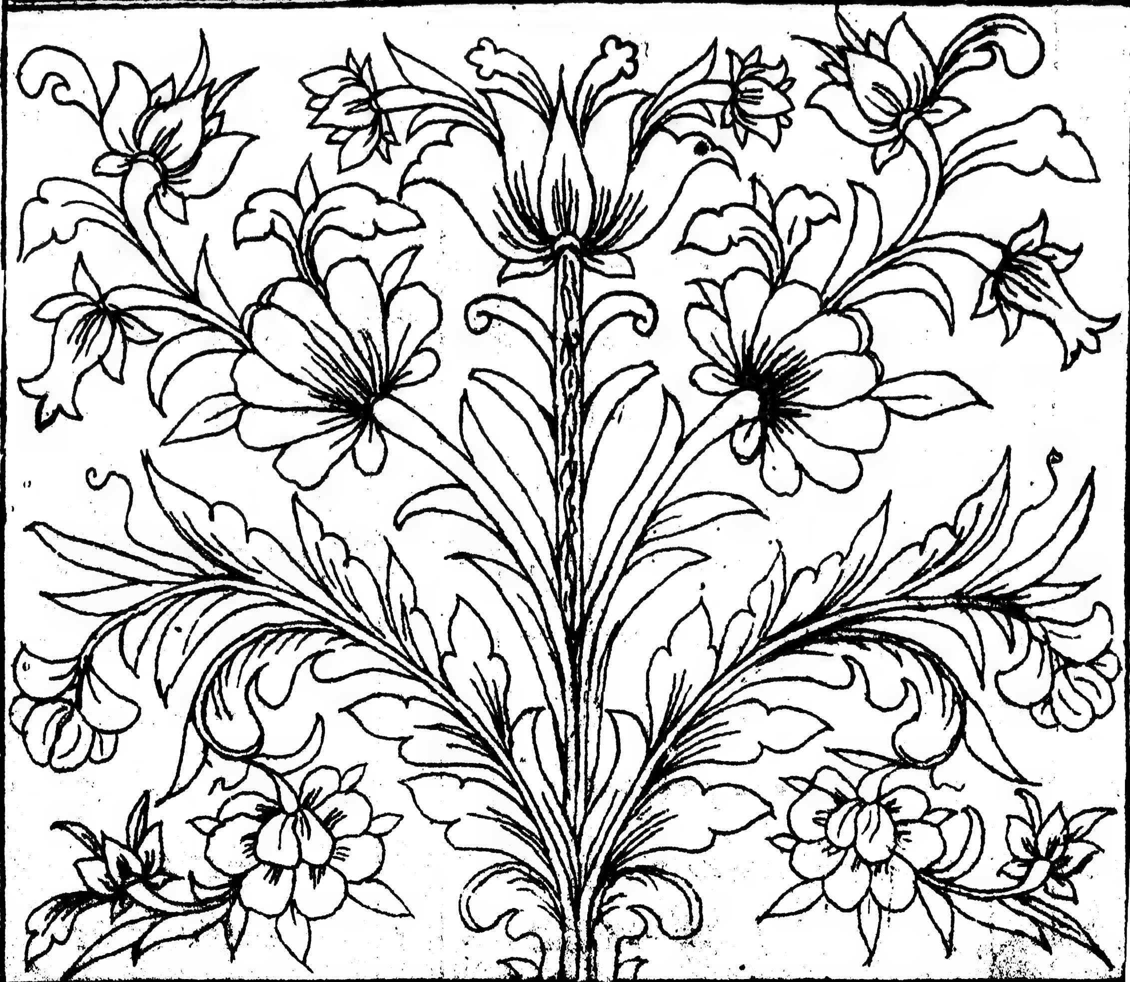
سنہ ۱۸۶۶ع

Price per copy Rupees 3.

فہرست مضامین اصول شرع

مضمون	باب	صفحہ	دفعہ
۳-حفاظت کی مد ۱			
مراتب			
۱-مراتب جنکی تعمیل راہن و مرتہن پر واجب ہے	۱۱	+	۱۷
منقولہ جایداد			
۱-بیع ثانی کی مد ۱			
مدعی			
۱-قواعد کی مد ۱۷			
متباین اعداد			
۱-اعداد متباین	۱	۵	۴۳
۲-قواعد کی مد ۲۸			
معجل			
۱-مہر کی مد ۳			
مدیون			
۱-قرضدار کی مد معائنہ کیجائیے			
۲-ثبوت کی مد ۱			
مشتری			
۱-خریدار کی مدات معائنہ کیجائین			
مذہب			
۱-مذہب متقدین	۷	+	۱۲
مواخذہ			
۱-کس صورت مین بایع سے مواخذہ نہین ہو سکتا	۳	+	۳۲
ملازمی			
۱-بندگی کی مد ۱			

مضمون	باب	صفحہ	دفعہ
متولی			
۱-تاوقتیکہ متولی سے بد اطواری نہو وہ برطرف نہین ہوسکتا ..	۱۰	+	۵
۲-دو متولی کیے جانیکی صورت ..	۱۰	+	۹
محاصل			
۱-تقسیم کی مد ۴			
مناسخہ			
۱-تعریف مناسخہ	۱	۹	۹۶
۲-قواعد کی ۲۵			
۳-تمثیل	۱	۹	۱۰۰
ن			
نسبی			
۱-وارث کی مد ۸			
۲-استثناع کی مد ۱			
نامردی			
۱-نامردی	۷	+	۳۰
نکاح			
۱-دعویدار کی مد ۱			
۲-قواعد کی مدات ۴ و ۴ و ۹			
۳-نکاح کی تعریف ..	۷	+	۱
۴-ارکان نکاح	۷	+	۲
۵-شرائط نکاح ..	۷	+	۳
۶-ایجاب بکیل یا کتابت کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے	۷	+	۴



باب اور فصل کی فہرست

اصول شرع

نظائر

تمت

فہرست مضامین لطائف مسائل شرع

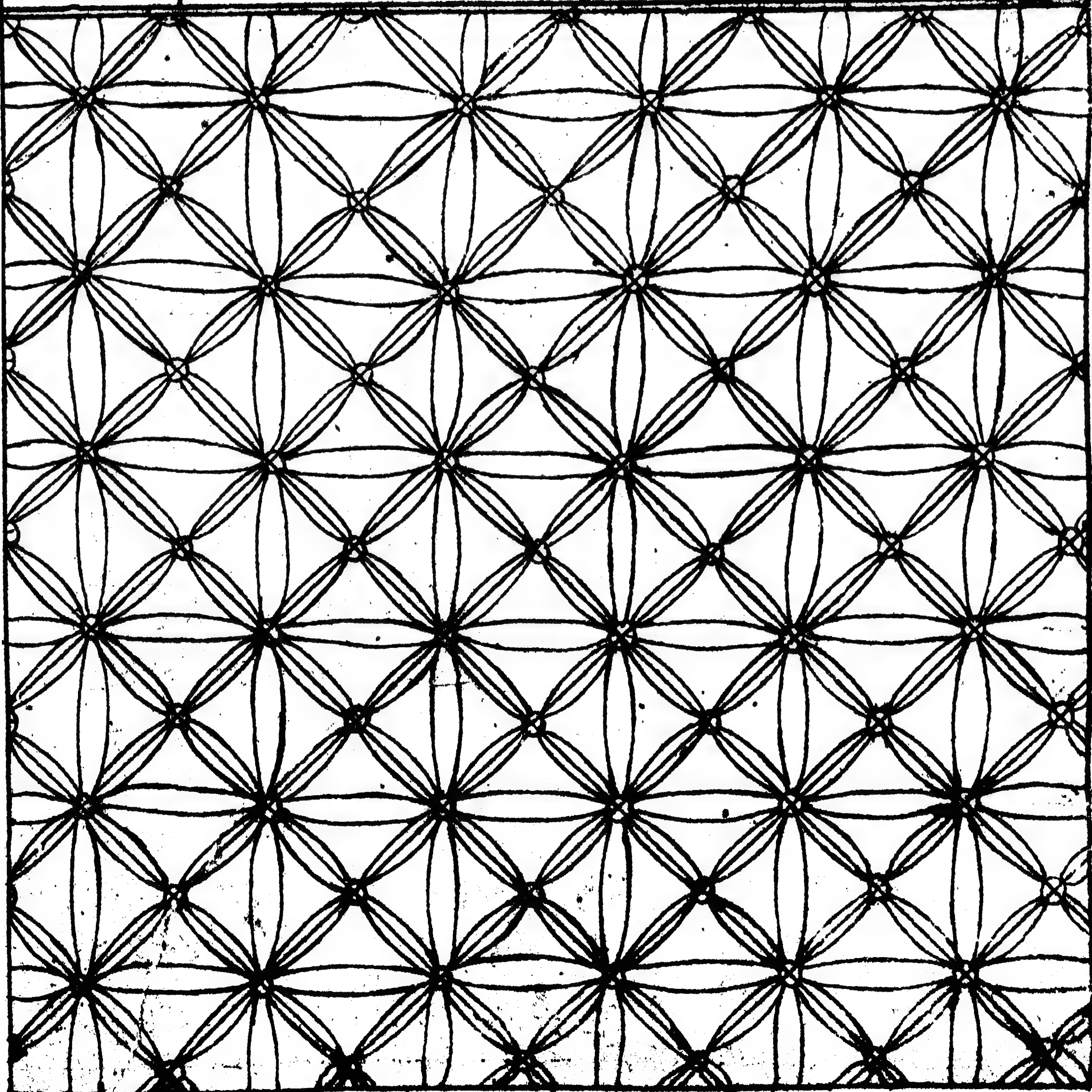
صفحہ	مضمون

مضمون	صفحہ

مضمون	صفحہ

مضمون — صفحہ

تمام ہوئی فہرست مضامین نظائر مسائل شرع



بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصول شرع محمدی

 وراثت و معاہدات اور امور متفرقہ کے بیان مین

پہلا باب

اصول وراثت

فصل پہلی

کلیات

۱ از روے شرع محمدی کے ہر قسم کی جایداد بر عام اس سے کہ وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ خواہ موروثی ہو یا مکسوبہ ورثہ کو پہنچتا ہے +

ہر قسم کی جایداد بلا تخصیص ورثہ کو پہنچتا ہے +

۲ خلف اکبر ہونے کی وجہ سے حق زیادہ نہین ہو سکتا بلکہ جتنے بیٹے ہون سب کو ورثہ برابر پہنچتا ہے +

خلف اکبر +

۳ اگر ورثہ دختر اور پسر کو بشمول پہنچے تو دختر کا حصہ پسر کے حصہ سے نصف ہوگا +

دختر کا حق بشمول پسر کے +

۴ اگر ایک پسر یا کسی وارث کے حق مین بمضرت دیگر وارثون کے وصیت کیجاے تو ایسی وصیت بلا رضامندی اور بیٹون یا وارثون کے نافذ نہین ہو سکتی +

وصیت بحق وارثون کے +

۵ مطالبہ دیون کا وصیت پر مقدم ہے اور قبل تقسیم ورثہ کے وصیت کا نفاذ ہونا چاہیے مگر شرط یہ ہے کہ جایداد موصی بہ ترکہ وصی کی ایک ثلث سے زاید نہو +

ذکر قرضہ و جایداد موصی بہ +

۶ غلامی اور قتل انسان اور اختلاف دین اور اختلاف متابعت حاکم کے سبب سے ارث کا استحقاق زایل ہو جاتا ہے +

مجوب الارث ہونیکے سبب +

۷ لیکن جو شخص دین محمدی کے پیرو نہون وے اپنے اہل مذہب کے وارث ہو سکتے ہین اور جو شخص دین اسلامی کے پیرو ہین انکی نسبت اختلاف ارباع ارث نہین ہے +

استثنار +

۸ شخص متوفی کا ترکہ اسکے مختلف قرابت دارون کو بقدر سہام معینہ کے زمانہ واحد مین مل سکتا ہے اور یہہ جائز ہے کہ بزمانہ واحد کچھہ ترکہ وارثان اعلی کو پہنچے اور کچھہ اسفل کو +

وارث ہونا متعدد شخص کا زمانہ واحد مین +

۹ جو شخص اپنے باپ کے سامنے فوت ہوا اوسکا بیٹا قایم مقام اوسکا نہین ہو سکتا یعنی جسطرح کہ خود پسر متوفی بحالت زندگی کے حقدار ہوتا اوسطرح بیٹا اوسکا حقدار نہوگا بلکہ اگر پسر متوفی کا کوئی بھائی موجود ہو تو وہ بھتیجا محروم الارث ہوگا مثلاً زید دادا اور بکر باپ اور عمرو بیٹا ہو اور بکر اپنے باپ زید کے سامنے مر جاے تو عمرو کو اپنے پدر بکر کی قایم مقامی کا استحقاق حاصل نہوگا بلکہ متوفی کا زید کے دیگر پسران کو پہنچیگا +

بذریعہ قایم مقامی کے حق وارث حاصل نہین ہوتا +

۱۰ بیٹے اور پوتے اور اونکی اولاد نسبی کے واسطے گو اوس اولاد کا واسطہ مورث سے کتنا ہی بعید ہو کوئی حصہ خاص معین نہین ہے قاعدہ کلیہ یہہ ہے کہ جو کچھہ جایداد بعد دینے حصون دیگر مستحقین کے بچے وہ بیٹے اور پوتے اور اولاد ذکور کا حق ہے لیکن در صورت ہونے دختران کے ہر دختر کو نسبت پسر کے حصہ کے نصف حصہ ملتا ہے مثلاً اگر باپ اور مان اور شوہر یا زوجہ یا بیٹیان وا بغیرہ ہون تو پسران کو قلیل حصہ ملتا ہے لیکن اگر بیٹیان اور دیگر حصہ دار جائز نہون تو کل جایداد پسران کو پہنچتی ہے +

بیٹے اور پوتے کے واسطے حصہ خاص معین نہین ہے بلکہ حصہ انکا بلحاظ تعداد دیگر وارثون کے قرار پاتا ہے +

تفصیل اون وارثون کی جو ورثہ پانے سے محروم نہین رہ سکتے

۱۱ والدین اور اولاد اور شوہر اور زوجہ قطع نظر تعداد اور بعد یا قرب دیگر وارثون کے ہر حال مین حصہ پانے کے مستحق ہین +

قواعد عام درباب حصہ بھائیون اور بہنون کے

۱۲ قاعدہ کلیہ یہہ ہے کہ بھائی کو بہن سے دوچند حصہ ملے مگر یہہ قاعدہ برادران و ہمشیرگان اخیافی کی نسبت صادق نہین آتا +

حصص ذوی الفروض +

۱۳ جو شخص صرف ذوی الفروض ہین نہ عصبہ اون کے حصونکا تعین ہو سکتا ہے لیکن جو لوگ کہ علاوہ پانے سہام معینہ کے عصبہ بھی ہو سکتے ہین اُن کے

ذکر حصص عصبات

حصہ کے باب مین کوئی قاعدہ کلیہ قرار نہین پاسکتا بلکہ ایسے حصہ کا تعین ہر صورت خاص پر موقوف ہے - مثلاً چونکہ زوجہ و شوہر صرف سہام معین کے مستحق ہین لہذا کل صورتون مین حصہ اون کا مقرر ہے مگر بیٹیان اور بہنین بعض صورتون مین سہام معین کے مستحق ہین اور بعض صورتون مین عصبہ ہین اور باپ اور دادا بھی بعض صورتون مین عصبہ ہوتے ہین لہذا اون کے حصص کا تعین دیگر وارثون کی تعداد اور اون کے بعد و قرب پر منحصر ہے +

+ اگر بیٹے موجود نہون تو بیٹیان ذوی الفروض ہین اور علی ہذا القیاس در صورت موجود نہونے بھائیون کے بہنین بھی ذوی الفروض ہین مگر بحالت ہونے بیٹے یا بھائی کے بیٹیان اور بہنین صرف عصبہ ہوتی ہین اور اگر بیٹے یا پوتے موجود ہون تو دادا اور باپ ذوی الفروض ہوتے ہین اور جب صرف بیٹیان ہون تو وے عصبہ اور نیز ذوی الفروض ہون گے +

فصل دوسری

ذوی الفروض اور عصبات کے بیان مین

بیوہ کا حصہ +

۱۴ اگر متوفی یا اسکے پسر کی اولاد موجود ہو تو گو اولاد پسری کا واسطہ کتنا ہی بعید ہو بیوہ کو ترکہ شوہری سے اٹھوان حصہ ملتا ہے اور اگر کچھ اولاد نہو تو ایک ربع +

شوہر کا حصہ +

۱۵ اگر شوہر یا اسکے پسر کی اولاد موجود ہو تو گو اولاد پسری کا واسطہ کتنا ہی بعید ہو شوہر کو زوجہ کے ترکہ سے چوتھائی حصہ پہنچتا ہے اور اگر کچھ اولاد نہو تو نصف

دختر کا حصہ +

۱۶ اگر بیٹا نہو اور صرف ایک ہی دختر ہو تو دختر کو ترکہ سے شرعاً نصف حصہ پہنچتا ہے +

دو یا زیادہ دخترونکا حصہ

۱۷ اگر بیٹا نہو اور دو یا زیادہ بیٹیان ہون تو حصہ اون کا ترکہ سے شرعاً دو ثلث ہوگا +

پسر کی دختر کا حصہ +

۱۸ اگر پسر موجود نہو اور نہ دختر اور نہ پوتا تو پوتیان مثل دخترون کے حصہ پائین گی یعنی ایک پوتی ہو تو اوسکو نصف حصہ ملیگا اور دو یا دو سے زیادہ ہون تو دو ثلث ملین گے +

ایضاً

۱۹ اگر صرف ایک بیٹی ہو تو پوتیونکو چھٹا حصہ پہنچتا ہے اور اگر دو یا دو سے زیادہ بیٹیان ہون تو پوتیون کو کچھ نہین ملیگا +

پسر کی دختر کا حصہ

۲۰ اگر پوتا یا پرپوتا موجود ہو تو پوتیونکو بمقدار نصف اُس حصہ کے ملتا ہے جو پوتے یا پرپوتے کو ملے +

بھائی اور بہن کا حصہ

۲۱ اگر بیٹا یا پوتا یا اسی سلسلہ مین اور نا اولاد ہو یا باپ یا دادا موجود ہو تو بلالحاظ بعید ہونے اولاد مذکور کے بھائی اور بہنون کو متوفی کی جایداد سے کچھ حصہ نہین پہنچتا ہے +

ایضاً

۲۲ برادران حقیقی کے موجود ہونے کی حالت مین ہر بہن کو بمقدار حصہ بھائی کے نصف حصہ ملیگا اور چونکہ بھائی ایسی صورت مین عصبہ ہوتے ہین لہذا تعین اُن کے حصہ کا حسب حال صورت خاص کے ہوگا +

بہائی اور بہن کا حصہ +
۲۳ اگر بیٹے اور پوتے اور بیٹیان اور پوتیان موجود نہون اور حقیقی بہائی بہی نہو لیکن صرف ایک بہن ہو تو اوسکو جایداد سے نصف حصہ ملیگا +

ایضاً
۲۴ اگر بیٹے اور پوتے اور بیٹیان اور پوتیان نہون اور حقیقی بہائی بہی نہو لیکن دو یا دو سے زیادہ بہنین موجود ہون تو انکو جایداد سے دو ثلث ملینگے +

ایضاً
۲۵ اگر بیٹیان یا پوتیان موجود ہون لیکن بہائی نہون تو بہنون کو بعد ملنے حصے بیٹیون اور پوتیون کے باقی جایداد ملے گی یعنی اگر

+ اگر متوفی کا دادا موجود ہو تو حسب طریق اہل سنت اسکے برادران حقیقی و علاتی محجوب الارث ہونگے اور اہل تشیع جو مطابق راے دو خلفا کے عمل کرتے ہین اونکی راے اس باب مین مختلف ہے دادا اور دادی کا لفظ ان کل مورثان اصول پر جاری ہے جنکو متوفی کے ساتہ بغیر واسطہ کسی عورت کے قرابت حاصل ہو +

صرف ایک بیٹی یا پوتی ہو تو جایداد سے نصف اور درصورتیکہ دو یا دو سے زیادہ ہون تو ایک ثلث ملیگا +

برادران و ہمشیرگان اخیافی و علاتی
۲۶ برادران و ہمشیرگان اخیافی اور علاتی مین یہہ فرق ہے کہ برادران و ہمشیرگان علاتی کو بحالت موجود ہونے حقیقی بہائی اور بہنون کے جایداد سے ترکہ نہین پہنچ سکتا لیکن برادران او رہمشیرگان اخیافی بشمول برادران حقیقی کے مستحق ارث ہوتے ہین +

ہمشیرگان علاتی
۲۷ اگر متوفی کی صرف ایک ہی حقیقی بہن ہو تو ہمشیرگان علاتی درصورت نہونے برادر حقیقی کے مستحق چہٹے حصے کے ہون گے +

ایضاً
۲۸ اگر متوفی کی دو یا دو سے زیادہ حقیقی ہمشیرہ ہون تو خواہران علاتی درصورت نہونے برادر حقیقی کے کچہہ حصہ نہ پائین گی +

ایضاً
۲۹ لیکن اگر علاوہ خواہران علاتی کے انکا برادر حقیقی بہی ہو تو ہر ہمشیر کو بقدر نصف حصہ برادر مذکور کے ملیگا +

برادران و ہمشیرگان اخیافی کو مساوی حصہ ملیگا نہین قاعدہ کلیہ کہ ذکور کو بہ نسبت اناث کے دوچند حصہ ملنا چاہیے اونکی اولاد سے متعلق ہوگا +
۳۰ برادران و خواہران اخیافی کی صورت مین عورت اور مرد کا حصہ مساوی ہوتا ہے مگر برادران و ہمشیرگان حقیقی و علاتی کی حالت مین ایسا نہین ہو سکتا۔ اور قاعدہ کلیہ کہ ذکور کو بہ نسبت اناث کے دوچند حصہ ملنا چاہیے برادران و ہمشیرگان اخیافی کی اولاد سے متعلق ہوگا +

ایک بہائی یا ایک ہمشیرہ اخیافی اور دو یا دو سے زیادہ بہن یا بہائی اخیافی +
۳۱ اگر ایک بہائی یا بہن اخیافی موجود ہو تو اوسکو چہٹا حصہ پہنچیگا بشرطیکہ متوفی یا اوسکے بیٹے کی اولاد یا باپ یا دادا نہون اور اگر دو یا دو سے زیادہ اخیافی بہائی یا بہنین ہون تو اس صورت مین انکو ترکہ کا ثلث ملیگا +

باپ +
۳۲ اگر متوفی کا ایک بیٹا یا پوتا یا اسی سلسلہ مین کوئی اور اولاد ہو تو باپ کو چہٹا حصہ پہنچیگا +

مان +
۳۳ اگر متوفی یا اوسکے بیٹے کی اولاد یا دو یا دو سے زیادہ بہن و بہائی موجود ہون تو مان کو چہٹا حصہ پہنچیگا +

ایضاً
۳۴ اگر شوہر یا زوجہ مرجاے اور اوسکے یا اوسکے بیٹے کے اولاد نہو مگر صرف ایک بہائی یا بہن موجود ہو تو مان کو درصورت موجود ہونے دادا کے تیسرا حصہ ملیگا اور اگر باپ موجود ہو تو بعد دینے حصص عبدالزوجین کے باقی جایداد سے ایک ثلث پہنچیگا +

دادا +
۳۵ اگر باپ موجود ہو تو دادا کو جایداد سے کچہہ حصہ نہین پہنچتا +

دادا کا حصہ +
۳۶ اگر متوفی کا ایک بیٹا یا پوتا یا اسی سلسلہ مین کوئی اور اولاد ہو اور باپ موجود نہو تو دادا کو چہٹا حصہ پہنچیگا +

نانی و دادی +
۳۷ اگر مان موجود ہو تو نانی کا کچہہ حق نہین ہے اور بحالت موجود ہونے باپ کے دادی کو کچہہ حصہ نہ ملیگا +

جدات انستا
۳۸ اگر دادا موجود ہو تو جدات کا کچہہ حق نہین ہے الا خاص دادی مستحق ترکہ ہوگی کیونکہ اوسکی قرابت دادا کی جہت سے نہین ہے +

۳۹ نانی کو نواسہ کے ترکہ سے چھٹا حصہ ملتا ہے اور اگر باپ ہو تو دادی بھی چھٹے حصہ کی مستحق ہے

حصہ جدات صحیحہ و فاسدہ

۴۰ اگر دو یا تین جدات مساوی درجہ کے موجود ہون تو ہر ایک ترکہ کے ایک سدس مین حقدار مساوی ہوگی +

دو یا دو سے زیادہ جدات کا حصہ +

۴۱ بحالت موجود ہونے جدہ قریبہ کے جدہ بعیدہ محروم ہوگی +

بحالت موجودگی جدہ قریبہ کے جدہ بعیدہ محروم رہیگی

۴۲ نانا اور نانا کی مان مستحق ترکہ نہیں ہین کیونکہ وے نہ ذوی الفروض مین داخل ہین نہ عصبات مین اور اونکو مورثان فاسد کہتے ہین +

مورثان فاسد

فصل تیسری

ذوی الارحام کے بیان مین

ذوی الارحام صنف اول

۴۳ اگر بیٹا یا دختر یا پوتا یا پوتی یا اسی سلسلہ مین کوئی اور اولاد یا باپ یا دادا یا ذکور سے کوئی اور وارث نسبی یا مان یا نانی یا دادی یا اناث سے کوئی اور وارث نسبی یا زوجہ یا شوہر یا بھائی یا برادر علاقی یا اخیافی یا حقیقی یا برادران حقیقی یا علاقی یا اخیافی کے بیٹے یا ہمشیرہ علاقی یا اخیافی یا حقیقی یا چچا یا چچا کا بیٹا یا اسی سلسلہ مین کوئی اور اولاد موجود نہون تو دختر اور دخترون کی اولاد کو ورثہ پہنچیگا اور واضح ہو کہ منجملہ اشخاص مذکور الصدر کے بیٹیان اور پوتیان ذوی الارحام صنف اول کہلاتی ہین اور باقی ذوی الفروض یا عصبات ہین

+ جن وارثون کا ذکر اس جگہہ کیا گیا ہے منجملہ اون کے ذکور سے باپ اور دادا اور اور وارث نسبی اور شوہر اور برادر اخیافی اور اناث سے بیٹی اور پوتی اور زوجہ اور مان اور دادی اور ہمشیرہ حقیقی اور علاقی اور اخیافی ذوی الفروض ہین اور حصہ اونکا باعتبار صورت کے

ذوی الارحام صنف دوم

۴۴ درصورت نہونے وارثان مذکور الصدر کے اس قسم کے اجداد اور جدات وارث ہوتے ہین جو ذوی الفروض اور عصبات مین داخل نہون اور اونکو ذوی الارحام صنف دوم کہتے ہین +

ذوی الارحام صنف سوم

۴۵ اگر اشخاص مذکور الصدر نہون تو ہمشیر کی اولاد اور بھائی کی بیٹیان اور برادران اخیافی کے بیٹے ترکہ پائینگے اور اونکو ذوی الارحام صنف سوم کہتے ہین +

ذوی الارحام صنف چہارم

۴۶ اگر وارثان مذکور الصدر بھی نہون تو عمات اور اعمام اخیافی اور ماموں اور خالہ وارث ہونگے اور اونکو ذوی الارحام صنف چہارم کہتے ہین

ذوی الارحام کی اولاد

۴۷ درصورت موجود نہونے اون وارثون کے جنکا ذکر اوپر ہوا ہے عمات اور اعمام اخیافی اور ماموں اور خالہ کی اولاد حصہ پائیگی +

استثنا بنسبت اوس غلام کے جو آزاد کیا گیا ہو +

۴۸ جو قواعد کلیہ کہ اوپر بیان ہوئے ہین اون کے مطابق عصبات کے بعد ذوی الارحام وارث ہوتے ہین مگر ان قواعد کی نسبت یہہ استثنا ہے کہ اگر ترکہ کسی ایسے غلام کا جو آزاد کیا گیا ہو تو اوسکا مالک اور مالک کے وارث بترجیح ذوی الارحام متوفی کے ورثہ پائینگے +

قواعد وراثت ذوی الارحام صنف اول +

۴۹ قاعدہ درباب وراثت ذوی الارحام صنف اول کے یہہ ہے کہ اونکو بلحاظ درجہ قرابت کے حصہ پہنچتا ہے اور درصورت مساوی ہونے درجہ کے اون شخصون کو جو بواسطہ کسی وارث کے دعویدار ہون +

مختلف ہوتا ہے اور بعض خاص صورتون مین جیسا کہ بیان ہو چکا ہے وے ترکہ سے بالکل محروم رہتے ہین اور باقی وارث صرف عصبہ ہین اور اون کے واسطے کوئی حصہ خاص مقرر نہین ہے +

بمقابلہ اون شخصون کے ترجیح حاصل ہے جو بذریعہ شخص غیر وارث کے دعویدار ہون مثلاً پوتی کی بیٹی اور نواسی کا بیٹا مساوی درجہ کے قرابت دار ہین مگر پوتی کی بیٹی کو اس وجہہ سے ترجیح ہے کہ پوتی خود ہی وارث ہے اور نواسی وارث نہین ہے اگر مساوی درجہ کے چند وارث ہون اور جن شخصون کے ذریعہ سے وے دعویدار وراثت ہون وے باعتبار استحقاق وراثت یکسان ہون مگر اونکی کسی پیڑہی مین ذکور و اناث کا اختلاف ہو تو ترکہ بلحاظ اس اختلاف کے تقسیم ہوگا اور جس پیڑہی سے یہہ اختلاف شروع ہو اوسکا لحاظ کیا جائیگا مثلاً نواسہ کی دونوہیان بمقابلہ نواسی کے دو نواسون کے دوچند پائینگی کیونکہ نواسہ کی نواسیون کا مورث مرد تہا اور اوسکا حصہ بنسبت عورت کے دوچند ہے

قاعدہ وراثت ذوی الارحام صنف دوم +

۵۰ اگر ذوی الارحام صنف دوم کو ایک ہی جانب سے قرابت حاصل ہو تو اونکو حسب طریقہ مندرجہ بالا بلحاظ اونکے قرب اور اشخاص درمیانی کے استحقاق و عدم استحقاق وراثت کے ورثہ پہنچیگا اور اشخاص کو مین مرد و عورت کا بہی لحاظ کیا جائیگا اور اگر وے ایک ہی جانب سے قرابت دار نہون تو واسطہ داران پدری کو دو ثلث اور واسطہ داران مادری کو ایک ثلث بلا لحاظ جنس دعویدارون

+ ابو یوسف کی یہہ راے ہے کہ جب وے شخص جو درمیان مورث اور دعویدارون کے واسطہ ہین باعتبار وراثت یکسان ہون تو دعویدارون مین مرد اور عورت کا لحاظ کیا جائیگا نہ اشخاص درمیانی مین اگرچہ یہہ قاعدہ بہت صاف ہے لیکن اکثر تسلیم نہین کیا گیا ہے +

کے پہنچیگا + +

قاعدہ وراثت ذوی الارحام صنف سوم +

۵۱ جو قاعدہ کہ ذوی الارحام صنف اول کے واسطے معین ہے وہی صنف سوم سے بہی متعلق ہے مثلاً برادرزادہ کی دختر اور بہانجی کا بیٹا متوفی سے ساوی درجہ کی قرابت رکہتے ہین لیکن برادرزادہ کی دختر کو ترجیح ہوگی کیونکہ برادرزادہ وارث عصبہ ہے اور جبکہ وارثون کی قرابت مساوی ہو تو ایسی حالت مین وہی قاعدہ جو صنف اول کی بنسبت قرار پایا ہے ایسی صورت سے بہی متعلق ہوگا +

قاعدہ وراثت ذوی الارحام صنف چہارم

۵۲ ذوی الارحام قسم چہارم کی بنسبت اسقدر لکہنا ضرور ہے کہ درصورت مساوی ہونے جہات قرابت کے اعمام اور عمات حقیقی کو سوتیلون پر ترجیح ہے اور اعمام اور عمات علاتی کو بمقابلہ اخیافی کے ترجیح ہے اور اگر ذریعہ قرابت مساوی ہو مثلاً حقیقی ماموں اور خالہ دعویدار ہون تو مرد کو بہ نسبت عورت کے از روے قاعدہ دوچند حصہ پہنچیگا لیکن اگر ایک دعویدار صرف باپ کی جانب سے قرابت رکہتا ہو

+ اس قاعدہ کی تمثیل اس طور پر ہوسکتی ہے کہ اگر نانا اور نانا کی ماں دعویدار ہون تو چونکہ نانا کا واسطہ متوفی سے زیادہ قریب ہے لہذا نانا کی ماں ترکہ نہ پائیگی اور اگر نانا کی ماں اور نانا کا باپ دعویدار ہون تو ایسی حالت مین یہہ دونون باعتبار قرابت وجہت کے مساوی ہین اور ایک ہی شخص کے واسطے سے دعویدار ہین پس اسصورت مین درباب تقسیم ورثہ کے دعویدارون کی جنس پر لحاظ کرکے مرد کو بنسبت عورت کے دوچند حصہ دینا چاہیے +

اور دوسرا صرف ماں کی طرف سے تو ایسی صورت مین دعویدار اخر الذکر کو بمقابلہ دعویدار مقدم الذکر کے ترکہ نہ پہنچیگا مگر شرط یہہ ہے کہ دعویدارون کی جہات قرابت مختلف نہون مثلاً اخیافی خالہ کو بمقابلہ علاتی خالہ کے ترکہ پہنچیگا لیکن اگر دعویدارون کی قرابت کی جہت مختلف ہو مثلاً ایک دعویدار حقیقی پہوپہی ہو اور دوسری حقیقی خالہ تو ایسی حالت مین پہوپہی کو ترجیح نہوگی گو اوسکو بسبب واسطہ پدری کے دو حصے ملینگے ۔

قاعدہ وراثت نسبت ذوی الارحام کی اولاد کے +

۵۳ درباب وراثت اولاد ذوی الارحام یعنی ماموں اور خالہ کی اولاد کے قواعد ذیل لکہے جاتے ہین اور واسطہ دار کی قرابت کا لحاظ ہوگا کہ

سابقہ بمقدم ہے اگر قرابت مساوی ہو تو اوس شخص کو جو بذریعہ وارث کے دعویدار ہو بہ نسبت اوس شخص کے ترجیح ہوگی جو وارث کے ذریعہ سے دعویدار نہو اور ایسی حالت مین دعویدارون کے مرد اور عورت ہونیکا لحاظ نہوگا مثلاً چچا کی دختر کو بمقابلہ پہوپی کے پسر کے ترکہ پہنچتا ہے مگر شرط یہہ ہے کہ پہوپی کو متوفی کے مان اور باپ کی جانب سے واسطہ پہنچتا ہو اور چچا کو صرف مان کی طرف سے لیکن اگر حقیقی پہوپی کا بیٹا اور حقیقی یا علاتی خالہ کا بیٹا دعویدار ہون تو خالہ کا بیٹا بمقابلہ پہوپی کے بیٹے کے ترکہ سے محروم نہوگا اور صرف فرق اسقدر ہے کہ واسطہ دار پدری کو دو ثلث اور واسطہ دار مادری کو ایک ثلث پہنچتا ہے اور اگر قرابت کے واسطہ اور جہات یا اون شخصون کی جنس مین جنکے ذریعہ سے دعوی ہو اختلاف نہو تو ایسی حالت مین خود دعویدارون کی جنس کا لحاظ ضرور ہے +

قاعدہ وراثت دربارہ اولاد ذوی الارحام کی اولاد کے +

۵۴ جو قاعدہ کہ اولاد صنف اوّل سے متعلق ہے اوسی کے مطابق اولاد ذوی الارحام کے وارثون مین ترکہ تقسیم ہوتا ہے مثلاً برادر عمزاد کی دو نواسیون کو بمقابلہ دو بیٹون چچا کے نواسی کے دوچند حصہ پہنچیگا مگر شرط یہہ ہے کہ چچا کی قرابت مساوی ہو اور اگر جملہ دیگر امور مساوی ہون تو دعویدارون کی جنس کا لحاظ ضرور ہے + +

+ درباب مسئلہ وراثت ذوی الارحام کے مراتب مندرجہ ذیل پر لحاظ کرنا ضرور ہے اوّل یہہ کہ متوفی سے انکے درجہ قرابت مین کس قدر بعد ہے — دوم تنقیح اس امر کی ضرور ہے کہ دعویدارون مین سے کوئی شخص وارث کی اولاد ہے یا نہین اگر وارث کی اولاد ہو تو وہ قابل ترجیح ہے — سوم یہہ دیکہنا چاہیے کہ دعویدار حقیقی واسطہ دار ہین یا علاتی یا اخیافی — چہارم جہت قرابت کا بہی لحاظ ضرور ہے یعنی یہہ کہ واسطہ پدری ہے یا مادری — پنجم یہہ کہ بواسطہ جن شخصون کے دعوی کیا جاے وے مرد ہین یا عورت لیکن اس پچہلے امر کی نسبت اختلاف راے ہے بعض عالمون کا قول ہے کہ اگر دعویدار باعتبار دیگر امور کے مساوی ہون تو صرف اوس شخص کی جنس پر لحاظ کرنا ضرور نہین ہے جسکے واسطے سے دعوی کیا جاے بلکہ تصفیہ ارث کا بلحاظ جنس خود دعویدارون کے ہونا چاہیے لیکن جو قول برعکس اس راے کے ہے وہ زیادہ تر مسلم ہے یہہ بہی لحاظ رہے کہ درصورت مختلف ہونے جہات واسطہ کے اقربا پدری بہ نسبت رشتہ داران مادری کے مستحق دوچند حصہ کے ہوتے ہین اور ایسی صورت مین دعویدارون کی جنس پر لحاظ نہوگا +

ذکر اون وارثون کا جنکو بحیثیت ذوی الارحام نہونے کے ورثہ پہنچتا ہے +

۵۵ اگر ذوی الارحام نہون تو اوس شخص کو استحقاق ورثہ پہنچتا ہے جسکو مورث متوفی نے بلحاظ کسی شرط کے یا بلا شرط اپنا قرابت دار قرار دیا ہو لیکن یہہ ضرور ہے کہ متوفی اپنے اقرار سے کبہی منحرف نہوا ہو اور یہہ بہی ثابت نہو کہ جس شخص کی نسبت اقرار کیا گیا وہ دوسرے خاندان سے متعلق ہے + •

بیت المال

۵۶ اگر ان وارثون مین سے کوئی بہی نہو اور نہ وصیت ہوئی ہو تو جایداد داخل بیت المال ہوگی لیکن یہہ صرف اسی صورت مین ہوگا جب کسی شخص کو کچہہ بہی دعوی نہو +

فصل چوتھی

مبادی تقسیم کے بیان مین

۵۷ اگر دو شخص دعویدار ہون اور ایک نصف حصہ کا مستحق ہو اور دوسرا ربع کا تو جایداد کو چار حصون مین تقسیم کرنا چاہیئے مثلاً اگر شوہر اور دختر دعویدار ہون تو ترکہ کے چار حصے ہو کر ایک حصہ شوہر کو پہنچیگا اور دو حصے دختر کو ملینگے اور باقی ایک بیٹی کو +

قاعدہ تقسیم کا اُس صورت مین جب منجملہ دو حصہ دارون کے ایک شخص نصف کا مستحق ہو اور دوسرا ربع کا +

۵۸ اگر دو شخص دعویدار ہون اور ایک کا حصہ نصف ہو اور دوسرے کا اٹھوان حصہ تو جایداد کے آٹھ حصے کرنے چاہئین مثلاً زوجہ اور دختر کے دعویدار ہونے کی صورت مین ترکہ کے آٹھ حصے کرکے دختر کو چار حصے دیئے جاینگے اور زوجہ کو ایک حصہ ملیگا اور باقی تین حصے بھی دختر کو پہنچینگے +

قاعدہ تقسیم کا اُس صورت مین جب ایک شخص نصف کا اور دوسرا اٹھوین حصہ کا مستحق ہو +

۵۹ ایسی کوئی صورت نہین ہوسکتی کہ ایک شخص ترکہ سے ربع کا اور دوسرا اٹھوین حصہ کا مستحق ہو اور نہ ایسی جسمین تین وارثون مین سے ایک شخص نصف کا اور دوسرا ربع کا اور تیسرا آٹھوین حصہ کا حقدار ہو +

ایسا نہین ہوسکتا کہ تین دعویدارون مین سے ایک شخص نصف اور دوسرا چہارم اور تیسرا اٹھوین حصہ کا مستحق ہو +

۶۰ اگر دو شخص وارث ہون اور ایک چھٹے حصہ کا مستحق ہو اور دوسرا ایک ثلث کا مثلاً مان اور باپ تو ترکہ کے چھہ حصے ہو کر مان کو دو حصے ملینگے اور باپ کو ایک حصہ فرض کی رو سے پہنچیگا اور باقی تین حصون کا بھی باپ حقدار ہے +

قاعدہ تقسیم کا اُس صورت مین جب ایک شخص چھٹے حصہ کا مستحق ہو اور دوسرا تیسرے حصہ کا +

۶۱ اگر دو وارثون مین سے ایک کا چھٹا حصہ ہو اور دوسرے کا دو ثلث مثلاً باپ اور دو بیٹیان وارث ہون تو ترکہ کے چھہ حصے کیئے جاینگے باپ کو ایک حصہ فرض کی رو سے ملیگا اور دو بیٹیونکو چار حصے پہنچینگے اور باقی ایک حصہ بھی باپ کو ملیگا +

قاعدہ تقسیم کا اُس حالت مین جب ایک شخص چھٹے اور دوسرا دو ثلث پانیکا مستحق ہے +

۶۲ اگر دو شخص دعویدار وارث ہون اور ایک شخص ثلث کا مستحق ہو اور دوسرا دو ثلث کا مثلاً مان اور دو بہنین تو اُس صورت مین ترکہ کے تین حصے کیئے جاینگے ایک حصہ مان کو پہنچیگا اور دو حصے دونون بہنون کو +

قاعدہ تقسیم کا اُس صورت مین جب ایک شخص ثلث اور دوسرا دو ثلث کا مستحق ہو +

۶۳ ایسا نہین ہوسکتا کہ تین وارثون مین سے ایک شخص چھٹے حصہ اور دوسرا ثلث اور تیسرا دو ثلث کا مستحق ہو +

ایسی کوئی صورت نہین ہوسکتی جسمین ایک شخص چھٹے حصہ اور دوسرا ثلث اور تیسرا دو ثلث کا مستحق ہو +

۶۴ اگر شوہر کو زوجہ لاولد سے ورثہ پہنچے تو وہ مستحق نصف حصہ کا ہے اور اگر دیگر وارث حقدار چھٹے حصہ یا ثلث یا دو ثلث کے ہون مثلاً باپ یا مان یا دو بہنین تو اس حالت مین ترکہ چھہ حصون مین تقسیم کرنا چاہیئے +

قاعدہ تقسیم کا اُس صورت مین جب ایک شخص نصف اور دوسرا چھٹے اور تیسرا دو ثلث کا حقدار ہو

۶۵ اگر زوجہ شوہر اور اولاد چھوڑ کر فوت ہو یا شوہر زوجہ چھوڑ کر لاولد مرجاے تو ان صورتون مین شوہر اور زوجہ کا حصہ ایک ربع ہے علاوہ ازین اگر اور وارث چھٹے حصہ یا ثلث یا دو ثلث کے مستحق ہون تو جایداد کے بارہ حصے کرنے چاہئین +

اگر ایک شخص چہارم اور دوسرا چھٹے اور تیسرا ایک ثلث اور چوتھا دو ثلث کا مستحق ہو تو تقسیم کسطرح ہوگی +

۶۶ اگر شوہر زوجہ اور اولاد چھوڑ کر مرجاے تو زوجہ آٹھوین حصہ کی حقدار ہوتی ہے اور اگر اور وارث چھٹے حصہ یا ثلث یا دو ثلث کے مستحق ہون تو جایداد چوبیس حصون مین تقسیم ہونی چاہیئے +

اگر ایک شخص آٹھوین اور دوسرا چھٹے اور تیسرا ایک ثلث یا دو ثلث کا حقدار ہو تو تقسیم کسطرح ہوگی +

۶۷ اگر ترکہ کو چھہ حصون مین تقسیم کرنا منظور ہو اور اسطرح تقسیم کرنیسے جایداد حصہ دارون کو بلا کسر نہ پہنچ سکے تو بجاے چھہ حصون کے ۷ یا ۸ یا ۹ یا ۱۰ ہو سکتے مین +

کس صورت مین چھہ حصون سے زیادہ تقسیم ہوسکتی ہے +

۶۸ اگر ترکہ کو بارہ حصون مین تقسیم کرنا منظور ہو اور اس طرح تقسیم کرنیسے جایداد حصہ دارونکو بلا کسر نہ پہنچ سکے تو بجاے بارہ حصون کے ۱۳ یا ۱۵ یا ۱۷ ہو سکتے مین +

کس صورت مین بارہ حصون سے زیادہ تقسیم ہوسکتی ہے +

کس حالت مین چوبیس حصون سے زیادہ تقسیم ہو سکتی ہے

۶۹ اگر ترکہ چوبیس حصون مین تقسیم کرنا منظور ہو اور اسطرح تقسیم کرنے سے جایداد حصہ دارون کو بلا کسر نہ پہنچ سکے تو سمجھا ہے چوبیس ۲۴ حصون کے ۲۷ تک بڑھا سکتے ہین +

فصل پانچوین

قواعد تقسیم وراثت کے بیان مین

اعداد متماثل — ۷۰ اعداد متماثل اون عددون سے مراد ہے جو باہم مساوی ہون +

اعداد متداخل — ۷۱ اعداد متداخل اُن دو عددون سے مراد ہے کہ اگر ایک عدد دوسرے سے ضرب دیا جائے تو کسر باقی نرہے +

اعداد متوافق — ۷۲ اعداد متوافق اُن عددون سے مراد ہے جنکی تقسیم عدد ثالث سے ہو سکے +

اعداد متباین — ۷۳ اعداد متباین اُن عددون سے مراد ہے جنکی تقسیم عدد ثالث سے نہو سکے +

قاعدہ تقسیم — ۷۴ تقسیم کے واسطے سات قاعدے معین ہین اور منجملہ اِن کے تین پہلے قاعدون مین یہہ لحاظ کیا جاتا ہے کہ وارثون کے عدد کو تعداد حصص سے کیا مناسبت ہے اور باقی چار قاعدون مین اسطور پر عمل کیا جاتا ہے کہ پہلے وارثون کے ہر فریق کی تعداد اور سہام مین مناسبت دیکھی جاتی ہے اور پھر وارثون کی تعداد مین +

قاعدہ اوّل — ۷۵ پہلا قاعدہ یہہ ہے کہ اگر بعد مقابلہ کے وارثون اور حصص کی تعداد بالکل مساوی معلوم ہو تو ایسی صورت مین کچھہ حساب کی ضرورت نہین ہے مثلاً اگر مان اور باپ اور دو بیٹیان وارث ہون تو والدین سے ہر واحد کا حصہ ایک سدس ہے اور دونون بیٹیون کا حصہ دو ثلث ہے اور اس صورت مین حسب قاعدہ دفعہ ۱۶ کے ترکہ چھہ حصون مین تقسیم ہو کر ایک ایک حصہ مان اور باپ کو ملیگا اور باقی چار حصے دونون بیٹیون کو پہنچین گے +

قاعدہ دوم — ۷۶ دوسرا قاعدہ یہہ ہے کہ تعداد وارثون اور حصص کے مقابلہ سے یہہ ظاہر ہو کہ ترکہ بغیر کسر کے وارثون مین تقسیم نہین ہو سکتا لیکن عدد ثالث جسکو متوافق کہتے ہین دونو کی تعداد کو تقسیم کر سکتا ہے مثلاً اگر باپ اور مان اور دس بیٹیان ہون تو اس صورت مین بموجب دفعہ ۱۶ کے ترکہ چھہ حصون مین تقسیم ہوگا لیکن باپ اور مان کو ایک ایک سدس ملنے کے بعد صرف چار حصے دس بیٹیون مین تقسیم ہونیکے واسطے باقی رہتے ہین اور یہہ تقسیم بغیر کسر کے نہین ہو سکتی اور بعد مقابلہ باقی چار حصون اور تعداد وارثان اُس فریق کے جنکے حصے مین کسر واقع ہوئی عدد ۲ متوافق ہوتا ہے پس ایسی حالت مین قاعدہ یہہ ہے کہ نصف عدد وارثون کو جو اس صورت خاص مین ۵ ہے اصل عدد تقسیم یعنی ۶ کے ساتھہ حسب عمل ذیل ضرب دیجائے یعنی ۵ × ۶ = ۳۰ اس حساب سے باپ اور مان کو دس یعنی ہر واحد کو پانچ پانچ اور دختر کو بیس یعنی ہر واحد کو دو دو حصے دیئے جائینگے +

قاعدہ سوم — ۷۷ تیسرا قاعدہ یہہ ہے تعداد ورثا اور سہام کے مقابلہ سے یہہ ظاہر ہو کہ وارث ترکہ سے اپنا اپنا حصہ بغیر کسر کے نہین پا سکتے اور اُن کی تعداد اور سہام مین تباین کی نسبت ہے مثلاً اگر مان اور باپ اور پانچ بیٹیان وارث ہون تو اس صورت مین بھی

حسب قاعدہ دفعہ ا ہیکے ترکہ ۶ پر تقسیم ہوگا لیکن ماں اور باپ کے ایک ایک حصہ لینے کے بعد صرف چار حصے پانچ بیٹیوں میں تقسیم ہونیکے واسطے باقی رہتے ہیں اور یہہ تقسیم بغیر کسر کے ممکن نہیں ہے پس اگر بعد مقابلہ بقیہ سہام اور تعداد وارثان اوس فریق کے جنکے حصہ میں کسر واقع ہو نسبت متباین پائی جاوے تو اسصورت میں یہہ قاعدہ ہے کہ عدد فریق مذکور کو جو اس حالت خاص میں ۵ ہے اصل عدد تقسیم یعنی ۶ کے ساتھ حسب عمل ذیل یعنی ۵ × ۶ = ۳۰ ضرب دیں اور اس طریق سے ماں اور باپ کو ۱۰ یعنی ہر واحد کو ۵ اور دختروں کو ۲۰ یعنی ہر واحد کو ۴ سہام پہنچینگے +

قاعدہ چہارم

۸ ۷ چوتہا قاعدہ یہہ ہے کہ مختلف فریقوں کے مقابلہ کے بعد جو متماثل میں یہہ ظاہر ہو کہ ایک یا زیادہ فریقوں کے سہام میں کسر واقع ہوتی ہے مثلاً چھہ بیٹیاں اور تین جدات اور تین اعمام ہوں تو اسصورت میں ترکہ کو حسب قاعدہ دفعہ ۶۱ ۶ پر تقسیم کر کے پہلے ہر فریق کی تعداد اور عدد سہام میں مناسبت دیکھنی چاہیے بیٹیوں کا حصہ دو ثلث ہے لیکن ۶ کا دو ثلث ۴ ہے اور اگر ۴ کا بیٹیوں کے عدد کے ساتھ مقابلہ کریں تو یہہ دونوں عدد ۲ پر متوافق ہوتے ہیں علی ہذا القیاس تین جدات کا حصہ ایک سدس ہے مگر ۶ کا سدس ایک ہے اور عدد ایک اور عدد جدات میں نسبت متباین ہے اور باقی ایک حصہ تین اعمام پر تقسیم نہیں ہو سکتا لیکن عدد ایک اور عدد ۳ میں بھی نسبت متباین ہے پس اسصورت میں یہہ قاعدہ ہے کہ ایک فریق کا دوسرے فریق کے ساتھ مقابلہ کیا جاوے یعنی اگر نسبت متداخل یا متباین ہو تو کل کے ساتھ اور متوافق ہو تو وفق کے ساتھ اور اگر ۲ پر متوافق ہو تو نصف کے ساتھ پس بیٹیوں کی صورت میں اول مقابلہ کرنے سے عدد اون کا ۲ پر متوافق ہوا تہا لہذا اونکے نصف عدد کو کل عدد جدات اور اعمام کے ساتھ جو پہلے مقابلہ سے متباین ٹہیرا تہا مقابلہ کرنا چاہیے یعنی ۳ = ۳ کے اور ۳ = ۳ میں نسبت متماثل ہے پس قاعدہ یہہ ہے کہ ان دونوں میں سے ایک عدد کو اصل عدد تقسیم کے ساتھ حسب عمل ذیل یعنی ۳ × ۶ = ۱۸ ضرب کریں اس طریقہ کے مطابق بیٹیوں کو دو ثلث یا ۱۲ حصے یعنی ہر ایک کو ۲ پہنچینگے اور جدات کو ایک سدس یا ۳ یعنی ہر واحد کو ایک اور اعمام کو باقی ۳ یعنی ہر واحد کو ایک ایک حصہ دیا جاویگا +

قاعدہ پنجم

۹ ۷ پانچواں قاعدہ یہہ ہے کہ وارثوں کے مختلف فریقوں کے مقابلہ سے ظاہر ہو کہ ایک یا زیادہ فریقوں کے حصہ میں کسر واقع ہے اور سب فریقوں کی تعداد باہمیں متداخل ہے مثلاً اگر چار زوجہ اور تین جدات اور بارہ اعمام ہوں تو اسصورت میں حسب قاعدہ دفعہ ۶۵ کے ترکہ کو ۱۲ پر تقسیم کر کے اول ہر فریق کی تعداد اور اونکے سہام میں مناسبت دیکھنی چاہیے مثلاً چاروں زوجگان کا حصہ ایک ربع ہے مگر ۱۲ کا ربع ۳ ہوتا ہے اور عدد تین اور زوجگان کی تعداد یعنی چار متباین ہیں اور تین جدات کا حصہ ایک سدس ہے مگر ۱۲ کا سدس ۲ ہے اور ۲ اور جدات کی تعداد یعنی ۳ بہی متباین ہیں اور ۷ سہام اور بارہ اعمام پر تقسیم نہیں ہو سکتے لیکن ۱۲ اور ۷ بہی متباین ہیں پس قاعدہ یہہ ہے کہ فریقوں کی تعداد میں مناسبت دیکھی جاوے یعنی یہہ دیکھنا چاہیے کہ ایک فریق کی کل تعداد کو دوسرے فریق کی کل تعداد سے کیا نسبت ہے اور وجہہ اسکی یہہ ہے کہ جب تعداد ورثا کا مقابلہ سہام کے ساتھ کیا گیا تہا تو ان دونوں میں نسبت متباین پائی گئی تہی یعنی ۴ × ۳ = ۱۲ اور ۳ × ۴ = ۱۲ چونکہ یہہ اعداد متداخل ہیں لہذا ایک دوسرے کو تقسیم کر دیتے ہیں اسصورت میں یہہ قاعدہ ملحوظ ہونا چاہیے کہ عدد اکثر کو اصل عدد تقسیم کے ساتھ حسب عمل ذیل یعنی ۱۲ × ۱۲ = ۱۴۴ ضرب دیا جاوے اس طریق کے مطابق زوجگان کو ایک ربع یا ۳۶ حصے یعنی ہر واحد کو ۹ اور جدات کو ایک سدس یا ۲۴ سہام یعنی ہر واحد کو ۸ اور اعمام کو باقی ۸۴ یعنی ہر واحد کو ۷ سہام پہنچینگے

قاعدہ ششم

۸۰ چھٹا قاعدہ یہہ ہے کہ وارثون کے مختلف فریقون کے مقابلہ کرنے سے ظاہر ہو کہ ایک یا زیادہ فریقون کے حصون کو کسور لاحق ہے اور بعض فریق آپس مین متوافق ہین مثلاً اگر ۴ زوجگان اور ۱۸ بیٹیان اور ۱۵ جدات اور ۱۶ اعمام ہون تو اسصورت مین بموجب قاعدہ دفعہ ۶۶ کے اصل عدد تقسیم ۲۴ ہے پہلے فریقون اور اون کے سہام کی تعداد مین مناسبت دیکھنی چاہئے یعنی چار زوجگان کا حصہ ایک ثمن ہے مگر ۲۴ کا ثمن ۳ ہوتا ہے اور ۳ کی نسبت بمقابلہ عدد زوجگان کے متباین ہے اور ۱۸ بیٹیون کا حصہ دو ثلث ہے مگر ۲۴ کا دو ثلث ۱۶ ہوتا ہے اور ۱۶ بمقابلہ عدد ۱۸ بیٹیون کے ۲ پر متوافق ہے اور ۱۵ جدات کا حصہ ایک سدس ہے اور ۲۴ کا ایک سدس ۴ ہوتا ہے اور عدد ۴ اور ۱۵ یعنی تعداد جدات مین نسبت متباین ہے اور باقی ایک حصہ ۱۶ اعمام کو بلحاظ اون کے عصبہ ہونے کے پہنچتا ہے مگر ایک اور ۱۶ مین نسبت متباین ہے اسصورت مین قاعدہ یہہ ہے کہ وارثون کے فریقون کا مقابلہ کیا جائے یعنی درصورت متباین ہونیکے کل تعداد کے ساتھہ اور بحالت متوافق ہونیکے وفق کے ساتھہ نسبت دیکھنی چاہیے مثلاً ۴ × ۲ = ۹ — ۱ اور چونکہ ان عددون مین نسبت متباین ہے لہذا ایک عدد کو دوسرے عدد کے ساتھہ ضرب دیکے حاصل ضرب کا فریق ثالث کے کل عدد کے ساتھہ مقابلہ کرنا چاہیے کیونکہ عمل سابق کے نتیجہ سے عدد فریق مذکور مین نسبت متباین پائی گئی تھی یعنی ۱۵ × ۲ = ۳۶ — ۶ اور ۶ = ۱۵ — ۹ اور ۶ = ۹ — ۳ چونکہ یہہ اعداد تین پر متوافق ہین لہذا ایک عدد کے ثلث کو دوسرے عدد کے کل مین ضرب دیکر حاصل ضرب کا فریق رابع کی کل تعداد کے ساتھہ مقابلہ کرنا چاہیے کسواسطے کہ نتیجہ عمل سابق سے اس فریق مین نسبت متباین ظاہر ہوئی تھی اور ضرب دینے کا طور یہہ ہے ۶ × ۳۰ = ۱۸۰ اور چونکہ یہہ عدد ۶ پر متوافق ہے لہذا ایک عدد کے سدس کو دوسرے عدد کے کل مین ضرب دینی چاہیے لیکن چونکہ ظاہر ہے کہ اس طریق سے حاصل ضرب متباین ہوگا اسلیے ضرب کی ضرورت نہین ہے پس اسی حاصل ضرب کو اصل عدد تقسیم کے ساتھہ ضرب دینی چاہیے اور صورت اس کی یہہ ہے کہ ۱۸۰ × ۲۴ = ۴۳۲۰ منجملہ ۴۳۲۰ کے چار زوجگان کو ایک ثمن یا ۵۴۰ حصے یعنی ہر واحد کو ۱۳۵ اور اٹھارہ بیٹیون کو دو ثلث یا ۲۸۸۰ یعنی ہر واحد کو ۱۶۰ اور جدات کو ایک سدس یا ۷۲۰ یعنی ہر واحد کو ۴۸ اور اعمام کو بقیہ ۱۸۰ اعمام یعنی ہر واحد کو ۱۰ حصے دیے جاینگے

قاعدہ ہفتم

۸۱ ساتوان یعنی اخیر قاعدہ یہہ ہے کہ وارثون کے مختلف فریقون کے مقابلہ سے معلوم ہو کہ اون کے کل عددون مین نسبت متباین ہے مثلاً اگر دو زوجگان اور ۶ جدات اور ۱۰ بیٹیان اور ۷ اعمام ہون تو اسصورت مین حسب قاعدہ دفعہ ۶۹ کے ترکہ ۲۴ سے تقسیم ہوگا پہلے یہہ ضرور ہے کہ وارثون اور اون کے سہام کی تعداد مین بلحاظ ہر فریق کے مناسبت دیکھی جائے مثلاً دو زوجگان کا حصہ ایک ثمن ہے اور ۲۴ کا ثمن تین ہوتا ہے اور عدد ۳ اور تعداد زوجگان مین نسبت متباین ہے اور چھہ جدات کا حصہ ایک سدس ہے اور ۲۴ کا سدس ۴ ہے اور عدد ۴ اور جدات کی تعداد ۲ پر متوافق ہے اور دس بیٹیون کا حصہ دو ثلث ہے اور ۲۴ کا دو ثلث ۱۶ ہوتا ہے اور عدد ۱۶ اور بیٹیون کی تعداد بھی ۲ پر متوافق ہے اور بقیہ ایک حصہ ۷ اعمام کو پہنچتا ہے لیکن ۱ اور ۷ مین بھی نسبت متباین ہے پس قاعدہ یہہ ہے کہ اعداد وارثون کا مقابلہ باہم کیا جاے یعنی درصورت متباین ہونیکے کل کے ساتھہ اور بحالت متوافق ہونیکے نصف یا دوسرے وفق کے ساتھہ اور اس قاعدہ کی رو سے اول فریق کے کل اعداد کا دوسرے کے نصف سے مقابلہ کرنا چاہیے مثلاً ۲ — ۳ — ۱ اور چونکہ اسمین نسبت متباین ہے لہذا ان عددکو آپس مین ضرب دیکر حاصل ضرب کا دوسرے فریق کے نصف عدد سے مقابلہ کرنا چاہیے کیونکہ نتیجہ عمل سابق سے عدد ۲ متوافق معلوم ہوا تھا مثلاً

مثلاً ۵ = ۶ - ۱ اور چونکہ ان مین نسبت متباین ہے لہذا انکو آپسمین ضرب دیکر مقابلہ حاصل ضرب کا دوسرے فریق کی کل تعداد کے ساتھہ ہو
چاہیے کیونکہ عمل سابق کے نتیجہ سے متباین ہونا اون کی نسبت کا معلوم ہوا تھا - اور ضرب دینے کا یہہ طور ہے کہ ۵ × ۶ = ۳۰ - ۲
اور ۲ × ۳ = ۶ - ۱ چونکہ یہہ عدد آپسمین متباین ہین اس جہت سے اونکو باہم ضرب دینی چاہیے مثلاً ۳۰ × ۷ = ۲۱۰ - پس قاعدہ یہہ ہے
کہ اس حاصل ضرب کو اصل عدد تقسیم کے ساتھہ حسب عمل ذیل یعنی ۲۱۰ × ۲۴ = ۵۰۴۰ ضرب دینی چاہیے اور منجملہ ۵۰۴۰ دو زوجگان کو
ثمن یا ۶۳۰ سہام یعنی ہر واحد کو ۳۱۵ اور جدات کو سدس یا ۸۴۰ یعنی ہر واحد کو ۱۴۰ اور بیٹیون کو ایک ثلث یا ۳۳۶۰ یعنی ہر
واحد کو ۳۳۶ اور اعمام کو بقیہ ۲۱۰ سہام یعنی ہر واحد کو ۳۰ حصے پہنچینگے ۞

۴۲ جب کل تعداد اون حصون کی جنپر ترکہ کو تقسیم کرنا منظور ہو معلوم ہوجائے تو طریقہ دریافت کرنے حصص وارثون کے ہر فریق کا یہہ ہے
کہ جو حصے اون کے واسطے ابتداءً قرار پائے ہون اونکو اوسی عدد کے ساتھہ ضرب دینی چاہیے جسکے ساتھہ اصل حصص کی تعداد مجموعی کو ضرب دیگئی ہو
چنانچہ اس قاعدہ کی تمثیل کے لیے ایک آسان صورت لکھی جاتی ہے یعنی اگر ایک زوجہ اور آٹھہ بیٹیان اور ۴ اعمام ہون تو زوجہ اور بیٹیونکا
حصہ منجملہ ترکہ کے ایک ثمن اور دو ثلث ہوگا اس مقدار کو حسب قاعدہ دفعہ ۲۶ پہلے ۲۴ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اون کے زوجہ کو ۳
اور بیٹیون کو ۱۶ حصے پہنچین گے اور باقی ۵ حصے چار دن اعمام مین تقسیم ہونے چاہئین لیکن یہہ تقسیم بغیر کسر کے نہین ہوسکتی پس اسصورت مین دریافت
کرنا چاہیے کہ سہام اور راون وارثون کی تعداد مین جنکو بغیر کسر کے حصہ نہین پہنچ سکتا کیا مناسبت ہے اور چونکہ ۴ = ۵ - ۱ متباین ہے
لہذا حسب دفعہ ۲۷ یہہ قاعدہ ہے کہ اصل عدد تقسیم کو کل عدد وارثان مذکور کے ساتھہ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۲۴ × ۴ = ۹۶ اب
بنظر دریافت کرنے سہام وارثون کے ہر فریق کے یہہ ضرور ہے کہ ہر فریق کے اصل سہام کی تعداد کو اوس عدد کے ساتھہ ضرب دیجاے
جسکے ساتھہ کل سہام کے مجموعہ کو ضرب دیگئی تھی مثلاً ۳ × ۴ = ۱۲ یہی حصہ زوجہ کا ہے اور ۱۶ × ۴ = ۶۴ حصہ بیٹیون کا ہے اور
۵ × ۴ = ۲۰ حصہ اعمام کا ہے ۞

۴۳ اگر دریافت کرنا ہر وارث کے حصہ کا منجملہ مختلف فریقون کے منظور ہو تو یہہ دیکھنا چاہیے کہ ہر فریق کی تعداد کو اون سہام کی تعداد کے
ساتھہ جو ہر فریق کے واسطے آخرکار قرار دیے جائین کتنے مرتبہ ضرب دیجاسکتی ہے مثلاً ۸ × ۸ = ۶۴ اور ۵ × ۴ = ۲۰ پس اسصورت مین
ہر بیٹی کو ۸ سہام اور ہر عم کو ۵ حصے پہنچینگے اور ان سہام سے بشمول ۱۲ سہام زوجہ کے عدد مطلوبہ یعنی ۹۶ حاصل ہوگا ۞

فصل چھٹی

حجب اور تخارج ورثہ کے بیان مین

۴۴ حجب دو طرح کا ہے یعنی ایک حجب حرمان اور دوسرا نقصان - حجب حرمان سے استحقاق بالکل زائل ہوجاتا ہے اور حجب
نقصان سے یہہ مراد ہے کہ جو حصہ مل سکتا اوسمین کسیقدر نقصان عاید ہو - حجب حرمان اوس صورت مین واقع ہوتا ہے جب وارثون مین منجملہ
اسباب عدم قابلیت مندرجہ قاعدہ ۹ کے کوئی سبب موجود ہو یا کوئی ایسا وارث حائل ہو جس کے نہونے کی صورت مین دعویدار کو ترکہ

پہنچ سکتا لیکن وہ اوس کے توسط کے سبب سے ترکہ نہین پا سکتا +

۸۵ جو شخص بسبب کسی عدم قابلیت ذاتی کے کلیۃً محجوب ہون اون کے محجب کے باعث سے اور وارث کلیۃً یا جزئیاً محجوب نہین ہو سکتے لیکن جو شخص بوجہ حائل ہونے کسی وارث کے محجوب ہون اُن کی وجہہ سے بعض صورتون مین اور وارث محجوب الارث ہوتے ہین +

تمثیل

۸۶ مثلاً ایک شخص دو بہن اور باپ اور مان چھوڑ کر وفات پائے اور دونو بہنین اپنے دین سے مرتد ہون تو باوجود انکی موجودگی کے مان کو ثلث پہنچیگا کیونکہ وے عدم قابلیت ذاتی کی جہت سے محجوب ہین اور اگر وے مرتد نہوتین تو اگرچہ مان اونکی وجہہ سے جزئیاً محجوب ہے اور وے خود بھی بسبب توسط باپ کے کلیۃً محجوب ہین اوسکو صرف ایک سدس ملتا +

۸۷ اگر منجملہ وارثون کے کوئی وارث کچھہ معاوضہ لیکر جزو وراثت سے دست بردار ہونا قبول کرے تو بھی اوس کے حصہ کو تقسیم مین شمار کرنا چاہیئے مثلاً اگر شوہر اور مان اور چچا ہون تو صورت مین جایداد ایک نصف اور ثلث مین تقسیم ہوگی اور اس حالت مین بموجب قاعدہ دفعہ ۲۹ کے ترکہ کو چھہ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ ان کے تین سہام شوہر اور دو مان کو پہنچینگے اور چچا کو بسبب عصوبت کے باقی ایک حصہ ملیگا اگر مثلاً ترکہ چھہ لاکھہ روپیہ کا ہو اور شوہر دو لاکھہ لیلے تو باوجود اس امر کے تقسیم بلحاظ مان کے اسطور پر ہونی چاہیے کہ شوہر بھی اہین شریک ہے اور منجملہ باقی چار لاکھہ کے مان کو دو لاکھہ ملین گے اور اگر شریک ہونا اوسکا تقسیم مین نہ قرار دیا جاے تو مان کو بجاے ایک ثلث چھہ لاکھہ کے جو اوسکو فرضاً ملنا چاہیے صرف چار لاکھہ کا ایک ثلث پہنچتا ہے اور زر بقیہ چچا کو بوجہہ عصوبت کے +

فصل ساتوین
عول کے بیان مین

عول کی تعریف

۸۸ اگر منجملہ چند ذوی الفروض کے ہر شخص حصہ معین کا مستحق ہو اور ترکہ کو حصص مطلوبہ مین تقسیم کرنے کے بعد معلوم ہو کہ کل وارثون کے لیئے سہام کافی نہین ہین تو عدد تقسیم مین افزایش کیجاتی ہے اور اس افزایش کو عول کہتے ہین +

ذکر اون صورتونکا جنمین قاعدہ عول متعلق ہے

۸۹ عول کے قاعدے پر تین صورتون مین عمل کیا جاتا ہے یعنی جب ترکہ ۶ حصون مین تقسیم کیا جاے یا ۱۲ یا ۲۴ سہام مین اور اس باب مین دفعات ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ ملاحظہ طلب ہین اور ایک ہی تمثیل کافی ہوگی +

قاعدہ عول کی تمثیل

۹۰ اگر کوئی عورت شوہر اور دختر اور والدین چھوڑ کر وفات پاے تو ترکہ ۱۲ حصون مین تقسیم کیا جایگا اور شوہر کو ربع یعنی ۳ سہام اور والدین کو دو سدس یعنی ۴ سہام ملینگے اور بعد اس تقسیم کے دختر کو بجاے ۶ سہام یعنی نصف ترکہ کے جو اوسکو شرعاً ملنا چاہیئے پانچ سہام باقی رہتے ہین پس لکو بجاے ۱۲ حصون کے ایک عدد بڑھا کر ۱۳ مین تقسیم کرنا چاہیے تا کہ دختر کو ترکہ سے ۶ سہام ملین +

فصل آٹھوین
رد کے بیان مین

رد کی تعریف

۹۱ درصورت ہونیکے عصبات نسبی کے جو حصہ بعد تقسیم کے بچجاتاہے وہ ذوی الفروض کیطرف عود کرتاہے اس صورت کو رد کہتے ہین اور مسئلہ اسکا ذیل مین لکھا جاتاہے ✦

ذکر اون صورتونکا جنمین رد واقع ہوتاہے ✦

۹۲ رد چار صورتون مین واقع ہوتاہے اول جب صرف ایک ہی قسم کے حصہ دار ہون اور اونکو غیر مستحقین رد سے کچھہ تعلق نہو مثلاً بحالت ہونے دو بیٹیون یا دو بہنون کے حصہ فاضل کو بلحاظ تعداد حصہ دارون کے تقسیم کرکے اون مین علی التساوی بانٹ دینا چاہیے ✦

صورت دوم مع تمثیل ✦

۹۳ دوسری صورت یہہ ہے کہ دو یا دو سے زیادہ قسم کے حصہ دار ہون اور اونکو غیر مستحقین رد سے کچھہ تعلق نہو یعنی بحالت ہونے مان اور دو بیٹیون کے حصہ فاضل کو مطابق سہام مستحقین ورثہ کے تقسیم کرکے ان مین بانٹ دینا چاہیے مثلاً مان کا حصہ سدس اور دو بیٹیون کا دو ثلث ہے پس مقدار فاضل کو پانچ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اون کے مان کو ایک حصہ ملیگا اور بیٹیون کو چار سہام پہنچین گے ✦

صورت سوم مع تمثیل ✦

۹۴ تیسری صورت یہہ ہے کہ صرف ایک ہی قسم کے حصہ دار ہون اور اونکو غیر مستحقین رد سے کچھہ تعلق نہو مثلاً بحالت ہونے تین دخترون اور شوہر کے کل ترکہ کو حتی الامکان ایسے کمتر عدد مین تقسیم کرنا چاہیے بلحاظ جسکے شخص غیر مستحق رد اپنا حصہ ترکہ سے پاسکے چنانچہ اس صورت خاص مین اوسکو چار حصے پہنچینگے اور شوہر کو فرضاً ایک ملنا چاہیے اور بقیہ تین سہام دخترون کو از روے فرض اور رد پہنچینگے لیکن اگر یہہ تقسیم بغیر کسر کے ممکن نہو مثلاً شوہر اور چھہ بیٹیان ہون تو چونکہ عدد ۳ چھہ دخترون مین بغیر کسر کے قابل تقسیم نہین ہے لہذا سہام اور حصہ دارون کی تعداد مین مناسبت دیکھنی چاہیے مثلاً ۳ × ۲ = ۶ اور چونکہ یہہ ۳ پر متوافق ہے لہذا قاعدہ یہہ ہے کہ عدد ۴ کو جس سے ترکہ کا تقسیم کرنا منظور رہتا ہے ۲ کے ساتھہ ضرب دیجاے اور عدد ۲ ایک ثلث اون شخصونکی تعداد کا ہے جو مستحق رد ہین مثلاً ۴ × ۲ = ۸ منجملہ ان آٹھہ حصون کے شوہر کو ۲ حصہ ملینگے اور بیٹیونکو ۶ یعنی ہر واحد کو ایک پہنچیگا اور اگر بعد مقابلہ کے نسبت متباین پائی جاے مثلاً شوہر اور پانچ بیٹیان ہون تو عدد ۴ کو جس سے ترکہ کا تقسیم کرنا منظور رہتا ۵ یعنی کل تعداد مستحقین رد کے ساتھہ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۴ × ۵ = ۲۰ منجملہ ان ۲۰ حصون کے شوہر کو ۵ حصے ملینگے اور بیٹیونکو ۱۵ یعنی ہر واحد کو ۳ پہنچین گے ✦

صورت چہارم مع تمثیل ✦

۹۵ چوتھی صورت یہہ ہے کہ حصہ دارون کے فریق دو یا دو سے زیادہ ہون اور اونکو غیر مستحقین رد سے کچھہ تعلق نہو مثلاً بحالت ہونے ایک زوجہ اور چار جدات اور چھہ ہمشیرگان اخیافی کل ترکہ کو حتی الامکان ایسے کمتر عدد مین تقسیم کرنا چاہیے بلحاظ جسکے شخص غیر مستحق رد اپنا حصہ ترکہ سے پاسکے چنانچہ اس صورت خاص مین اوسکو چار حصے پہنچینگے پس بعد دینے زوجہ کے تین حصے جدات اور ہمشیرگان اخیافی کے واسطے باقی رہتے ہین لیکن جدات کا حصہ سدس اور ہمشیرگان اخیافی کی ایک ثلث ہے اور تاکہ وے اپنا اپنا حصہ پاوین یہہ ضرور ہے کہ ترکہ باقی ۳ حصون مین تقسیم کیا جاے مگر اس عدد کا ثلث اور سدس ۳ یعنی اوس عدد کے مساوی ہے جس سے اون مین ترکہ کو تقسیم کرنا منظور ہے منجملہ ان تین حصون کے ہمشیرگان اخیافی کو ۲ حصے ملین گے اور ایک حصہ جدات کو۔ اگر صرف ایک جدہ ہوتی اور صرف دو ہمشیرگان اخیافی تو اس صورت مین کچھہ زیادہ حساب کی ضرورت نہوتی کیونکہ جدہ کو ایک ثلث ملتا اور دو ہمشیرگان اخیافی کو بقیہ دو ثلث پہنچتے لیکن ظاہر ہے کہ دو حصے چھہ ہمشیرگان اخیافی مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتے اور نہ ایک حصہ چار جدات مین پس واسطے دریافت کرنے اس امر کے کہ باقی ترکہ کو کیتنے حصون مین تقسیم کرنا چاہیے یہہ ضرور ہے کہ مطابق ساتوین قاعدہ تقسیم کے عمل کیا جاے یعنی پہلے حصہ دارون

اور سہام کی تعداد مین مناسبت دیکھنی چاہیے مثلاً ۲×۳ = ۶ اور عدد ۶ عدد ۲ پر متوافق ہے اور ۱×۳ = ۳ – ۴ – ۱ چونکہ انمین
نسبت متباین ہے اسلیئے حصہ دارون کے ایک فریق کی کل تعداد کا مقابلہ دوسرے فریق کی تعداد کے نصف کے ساتہہ کیا جایے مثلاً
۳ – ۴ – ۱ چونکہ ان مین بہی نسبت متباین ہے اسواسطے ایک عدد کو دوسرے کے ساتہہ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۳×۴ = ۱۲ اس عدد کو
اصل عدد تقسیم کے ساتہہ ضرب دیجایے یعنی ۴×۱۲ = ۴۸ منجملہ اِن کے جدات کو ۱۲ سہام یعنی ہر واحد کو ۳ حصے پہنچین گے اور ۱۲ کو ۴۸ سے
ساتہہ وہی نسبت ہے جو ایک کو ۴ کے ساتہہ ہے اور ہمشیرگان عینانی کو ۲۴ یعنی ہر واحد کو ۴ حصے پہنچین گے اور ۲۴ کو ۴۸ کے
ساتہہ وہی نسبت ہے جو ۲ کو ۴ کے ساتہہ ہے اور بقیہ ۱۲ حصہ زوجہ کو پہنچین گے - اگر اشخاص غیر مستحق رد کے سہام مطابق اس عدد کے
ہون جو بعد سہام حصہ غیر مستحقین رد کے باقی رہے تو ایسی حالت مین بموجب ایک اور قاعدہ کے عمل ہوگا مثلاً بحالت ہونے ایک زوجہ
اور ۹ دخترون اور ۶ جدات کے ترکہ کو پہلے ۸ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے اور ۸ وہ کمتر عدد ہے بلحاظ جسکے زوجہ کو اپنا حصہ ملسکتا
ہے پس بعد دینے حصہ زوجہ کے دخترون اور جدات کے واسطے ۷ حصے باقی رہتے ہین لیکن جدات کا حصہ سدس اور دخترونکا
دو ثلث ہے اور تاکہ وے اپنے حصص پاسکین یہہ ضرور ہے کہ جس جایداد کا اُن مین تقسیم کرنا منظور ہو اسکے چہہ حصے کیے جائین
لیکن اس عدد کا سدس اور دو ثلث مساوی ۵ کے ہے اور عدد ۵ مطابق اس عدد کے نہین ہے جس سے جایداد کو تقسیم کرنا منظور
ہے پس ایسی حالت مین قاعدہ یہہ ہے کہ اُن شخصون کے عدد سہام کو جو مستحق رد ہون پہلے تقسیم کے عدد کے ساتہہ ضرب دیجایے
مثلاً ۸×۵ = ۴۰ منجملہ اون چالیس حصون کے زوجہ کو ۵ اور دخترون کو ۲۸ اور جدات کو ۷ حصے پہنچین گے لیکن ظاہر ہے کہ
۲۸ سہام ۹ دخترون مین بغیر کسر تقسیم نہین ہوسکتے اور نہ ۷ حصے ۶ جدات مین پس واسطے دریافت کرنے اس عدد کے جس سے
ترکہ مابقی کو تقسیم کرنا چاہیے یہہ ضرور ہے کہ مطابق چھٹے قاعدہ تقسیم کے عمل کیا جایے یعنی پہلے یہہ دیکھنا چاہیے کہ حصہ دارون
اور اون کے سہام کی تعداد مین کیا مناسبت ہے مثلاً ۹×۳ = ۲۸ – ۱ اور ۶ = ۷ – ۱ اور چونکہ اِن دونون عددون مین
نسبت متباین ہے اسلیئے ایک فریق کی کل تعداد کا مقابلہ دوسرے فریق کی کل تعداد کے ساتہہ ہونا چاہیے - مثلاً ۶ – ۹ – ۱ چونکہ ۹ عدد
۳ پر متوافق ہے اسلیئے قاعدہ یہہ ہے کہ ایک عدد کے ثلث کو دوسرے کل عدد کے ساتہہ ضرب دیجایے یعنی ۳×۶ = ۱۸ پس ۱۸ کو حاصل ضرب
سابق کے ساتہہ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۴۰×۱۸ = ۷۲۰ منجملہ اِن ۷۲۰ حصون کے دخترونکو ۵۰۴ یعنی ہر واحد کو ۵۶ سہام ملین گے
اور ۵۰۴ کو ۷۲۰ سے وہی نسبت ہے جو ۲۸ کو ۴۰ سے ہے اور جدات کو ۱۲۶ یعنی ہر واحد کو ۲۱ سہام ملینگے اور ۱۲۶ کو ۷۲۰ سے
وہی نسبت ہے جو ۷ کو ۴۰ سے ہے اور بقیہ ۹ سہام زوجہ کو ملین گے ❊

فصل نوین
مناسخہ کے بیان مین

تعریف مناسخہ

۹۶ اگر کوئی شخص چند وارث چہوڑکر وفات پایے اور ان مین سے بعض وارث قبل تقسیم ترکہ کے مرجائین تو حصہ ترکہ سے اشخاص

قواعد مناسخہ — حی القائم کو پہنچتا ہے اوسکو مناسخہ کہتے ہین — اسصورت مین قاعدہ یہہ ہے کہ جو شخص پہلے وفات پائے اسکا ترکہ ان وارثون مین تقسیم ہونا چاہیے جو اوسکی وفات کے وقت زندہ ہون اور یہہ تصور کرنا چاہیے کہ اونکو اپنا اپنا حصہ مل گیا +

ایضاً — **۹۷** دوسرے شخص متوفی کی نسبت بہی یہی قاعدہ ملحوظ ہونا چاہیے مگر فرق یہہ ہے کہ جو سہام شخص مذکور کو پہلے تقسیم کے وقت ملتے اون کی تعداد اور راوس عدد مین نسبت دیکھنی چاہیے جس سے اُسکے ترکہ کو واسطے تعین سہام کل وارثون کے تقسیم کرنا منظور ہو +

ایضاً — **۹۸** اگر نسبت مذکور متباین ہو تو قاعدہ یہہ ہے کہ پہلے تقسیم کے کل حصون اور ہر وارث کے حصون کی تعداد کو اس کُل عدد کے ساتہہ ضرب دینی چاہیے جس سے تقسیم مابعد مین ترکہ کو تقسیم کرنا منظور ہو اور تقسیم مابعد کے ہر حصہ کی تعداد کو اون سہام کی تعداد کے ساتہہ ضرب دینی چاہیے جو متوفی کو پہلی تقسیم کے وقت ملتے +

ایضاً — **۹۹** اگر نسبت مذکور متداخل یا متوافق ہو تو قاعدہ یہہ ہے کہ پہلی تقسیم کے کل حصون اور ہر وارث کے حصہ کی تعداد کو اون سہام کے عدد وفق کے ساتہہ ضرب دینی چاہیے جنمین ترکہ کو دوسرے مرتبہ تقسیم کرنا منظور ہو اور جو سہام کہ مرتبہ ثانی کی تقسیم مین ہر وارث کے واسطے قرار پائین اونکی تعداد کو اون سہام کے عدد وفق کے ساتہہ ضرب دین جو متوفی کو پہلی تقسیم کی روسے پہنچتے +

تمثیل — **۱۰۰** ایک شخص نے حمیدہ زوجہ اور زید اور عمرو دو بیٹے اور جمیلہ و محمودہ دو بیٹیان چہوڑکر وفات پائی منجملہ اِنکے حمیدہ اور جمیلہ قبل تقسیم کے مرگئین اور حمیدہ نے مان اور جمیلہ نے شوہر چہوڑا پہلی تقسیم کے وقت ترکہ ۴۸ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ انکے زوجہ کو ۶ اور ہر پسر کو ۱۴ اور ہر دختر کو ۷ سہام پہنچینگے اور چونکہ زوجہ نے مان اور دو پسر اور دو دختر چہوڑکر وفات پائی لہذا اسکے ترکہ کو اوّل ۳۶ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اِنکے مان کو ۶ اور ہر پسر کو ۱۰ اور دختر کو ۵ سہام ملینگے لیکن چونکہ یہہ صورت مناسخت کی ہے اسلیے ضرور ہوا کہ جو سہام متوفیہ کو پہلی تقسیم کے وقت ملتے اونکی تعداد اور راوس عدد مین نسبت دیکھی چاہیے جس سے ترکہ کو تقسیم کرنا ضرور ہو مثلاً ۶×۶ = ۳۶ اور ۳۶ اور ۶ مین نسبت متداخل ہے پس قاعدہ یہہ ہے کہ پہلی تقسیم کے کل حصون اور ہر وارث کے حصہ کی تعداد کو ۶ یعنی اون سہام کے عدد متداخل کے ساتہہ جنمین ترکہ کو مرتبہ ثانی تقسیم کرنا ضرور ہو ضرب دیجائے مثلاً ۴۸×۶ = ۲۸۸ اور ۱۴×۶ = ۸۴ اور ۷×۶ = ۴۲ لیکن چونکہ وفق تعداد اون سہام کا جو متوفیہ کو پہلی تقسیم کی روسے پہنچتے صرف عدد ایک ہے لہذا تقسیم ثانی کے سہام کو اسکے ساتہہ ضرب دینا بے فائدہ ہے اگر ایک دختر دو بہائی اور ایک بہن اور شوہر چہوڑکر مرجائے تو اُسکے ترکہ کو ابتداءً ۱۰ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اِنکے شوہر کو ۵ اور ہر بہائی کو ۲ سہام ملینگے اور بہن کو ایک حصہ پہنچیگا لیکن یہہ صورت مناسخت ہے پس ضرور ہے کہ جو سہام متوفیہ کو پہلی تقسیم مین ملتے اون کی تعداد اور راوس عدد مین مناسبت دیکھی جائے جسپر اوسکے حصہ کو تقسیم کرنا ضرور ہو لیکن متوفیہ کو دونون تقسیم سابقہ سے ۴۷ سہام یعنی پہلے مرتبہ ۴۲ اور دوسری دفعہ ۵ ملتے تہے مثلاً ۴۷ - ۱۰×۴ = ۷ اور ۱۰ - ۷ = ۳ اور ۷ - ۳ = ۴ اور ۴ - ۳ = ۱ چونکہ اِن کل عددون مین نسبت متباین ہے لہذا قاعدہ یہہ ہے کہ پہلی تقسیم کے کل حصون اور ہر وارث کے حصہ کی تعداد کو ۱۰ یعنی اون سہام کی کل تعداد کے ساتہہ ضرب دینی چاہیے جنپر ترکہ کو تیسرے مرتبہ تقسیم کرنا ضرور ہو مثلاً ۲۸۸×۱۰ = ۲۸۸۰ اور ۴۸×۱۰ = ۴۸۰ اور ۲۴×۱۰ = ۲۴۰ اور ۴۲×۱۰ = ۴۲۰ اور ۶×۱۰ = ۶۰ اور ۱۰×۱۰ = ۱۰۰ اور ۵×۱۰ = ۵۰ پس جو سہام تیسری تقسیم مین

قرار پایا مین اون کی تعداد کو اون سہام کی تعداد کے ساتھہ ضرب دینی چاہیے جو ہر شریک متوفیہ کو از روے تقسیم ماے سابقہ کے پہنچے مثلاً عمرو کو ۵ × ۴۷ = ۲۳۵ اور ۲ × ۴۷ = ۹۴ اور ۱ × ۴۷ = ۴۷ منجملہ ۲۸۰ سہام کے زید کو ۸۴۰ × ۱۰۰ × ۹۴ = ۱۰۳۴ اور عمرو کو ۸۴۰ × ۱۰۰ × ۹۴ = ۱۰۳۴ - اور محمودہ کو ۴۲۰ × ۵۰ × ۴۷ = ۵۱۷ اور حمیدہ کی ماں کو ۹۴ اور جمیلہ کے شوہر کو ۲۳۵ حصے پہنچین گے +

فصل دسوین

اشخاص مفقود الخبر اور متوفی کی اوس اولاد کے بیان مین جو اوس کے بعد پیدا ہو

اشخاص مفقود الخبر

۱۰۱ شخص مفقود الخبر کی جایداد کی بنسبت نوے برس تک انتظار کرنا چاہیے اور اس عرصہ مین جو اور اشخاص وفات پائین اون کے فوت ہونے سے ترکہ مفقود الخبر مین کچھہ افزایش نہوگی اور جو شخص کہ اس مدت مین وفات پائے مفقود الخبر سے ترکہ پائیگا +

ذکر اوس صورت کا جبکہ شخص مفقود الخبر مشمول اور شخصون کے وارث ہو +

۱۰۲ اگر شخص مفقود الخبر کو مشمول اور شخصون کے ورثہ پہنچے تو ترکہ بلحاظ اور وارثون کے تقسیم ہوگا مگر شرط یہہ ہے کہ وارثان مذکور قطع نظر حیات و ممات مفقود الخبر کے بہر صورت ترکہ پانیکے مستحق ہون مثلاً اگر کوئی شخص دو دختر اور ایک پسر مفقود الخبر اور پسر مفقود الخبر کا بیٹا اور بیٹی چھوڑکر مرجائے تو اس حالت مین دخترون کو نصف ترکہ پہنچیگا کیونکہ حصہ اوسکا بہر حال اسیقدر ہے لیکن پوتے اور پوتی کو کچھہ نہ ملیگا کسواسطے کہ وے بسبب زندہ متصور ہونے اپنے باپ کے ترکہ سے محروم رہینگے +

ذکر اس امر کا کہ اگر وقت وفات باپ کے چند پسر موجود ہون تو انمین سے ہر ایک کو جو بعد اوسکی وفات کے پیدا ہو کسقدر ترکہ پہنچیگا +

۱۰۳ اگر کوئی شخص چند پسر چھوڑکر مرجائے اور اوسکی زوجہ وقت وفات اوسکے حاملہ ہو تو ترکہ سے ایک حصہ واسطے اوس پسر کے باقی رکھا جائے جو بعد مرنے باپ کے پیدا ہو +

اگر وقت وفات شوہر کے زوجہ حاملہ ہو تو اور حصہ دارون کی بنسبت جو صرف بحالت نا ولد ہونے متوفی کے وارث ہوتے کسطرح عمل کرنا چاہیے

۱۰۴ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو حاملہ چھوڑکر وفات پائے اور اوسکے اولاد ذکور نہو مگر اور ایسے اقربا موجود ہون جو صرف بحالت لاولد ہونے اوسکے ترکہ پاسکین مثلاً بھائی یا ہمشیر تو ترکہ فوراً تقسیم نہوگا +

اگر زوجہ شوہر کی وفات کے وقت حاملہ ہو تو اور وارثون کی بنسبت جو بہر صورت مستحق ترکہ کے ہین کسطور سے عمل کرنا چاہیے

۱۰۵ اگر اقربا مذکور مستحق کسیقدر حصہ کے ہون یعنی حصہ اون کا بحالت موجود نہونے پسر یا دختر متوفی کے زیادہ ہو اور در صورت موجود ہونے کے کم تو ترکہ تقسیم کیا جائیگا اور اقربا مذکور سے مان موجود ہو تو اوسکو چھٹا حصہ جسکی وہ فی الواقع مستحق ہے پہنچیگا - اگر متوفی کی زوجہ وقت وفات شوہر کے حاملہ ہو لیکن بچہ زندہ پیدا نہو تو مان کو ایک ثلث پہنچیگا +

فصل گیارہوین

اوس صورت کے بیان مین جب چند شخص زمانہ واحد مین مرگ مفاجات سے مرجائین

قاعدہ وراثت کا اوس صورت مین جب دو یا دو سے زیادہ اشخاص زمانہ واحد مین مرگ مفاجات سے مرجائین

۱۰۶ اگر دو یا دو سے زیادہ شخص زمانہ واحد مین مرگ مفاجات سے مرجائین اور یہہ معلوم نہو کہ کون شخص پہلے مرا تو بعض کے قول کے مطابق یہہ تصور کیا جائیگا کہ کمسن شخص پیچھے فوت ہوا لیکن بموجب اوس مسئلہ کے جو زیادہ صحیح اور مروج ہے یہہ فرض کیا جائیگا کہ کل اشخاص زمانہ واحد مین مرگئے اور ترکہ اونکا وارثان حی القائم مین اوسیطرح تقسیم ہوگا گویا وارثان متوسط مجمل بالکل ساتھہ زمانہ واحد مین موجود ہی نہ تھے + +

+ اس قاعدہ کی تمثیل صورت ذیل سے معلوم ہوتی ہے مثلاً زید و بکر و عمرو بترتیب جد و پدر و پسر ہین منجلہ ان کے زید و بکر سمندر مین غرق ہو گئے اور اون کی ہلاکت کا حال کچھہ معلوم نہوا اس صورت مین عمرو بحالت موجود ہونے دیگر پسران زید کے ترکہ کا مستحق ہوگا کیونکہ شرعاً قائم مقامی کی رو سے پہہ حق نہین پہنچتا اور در صورت موجود ہونے بیٹون کے پوتونکو ورثہ نہین ملتا - گرشین صاحب نے بلاکسٹن صاحب کی شرح قانون انگلشیہ کے صفحہ ۵۱۶ جلد ۲ مین ایک مسئلہ عجیب کی بحث جو چند روز ہوئی عمل مین آئی تھی بصورت حاشیہ لکھا ہے اوسمین یہہ بحث پیش ہوئی تہی کہ اگر باپ اور لڑکا ایک ہی زمانہ مین مرجائین اور یہہ معلوم نہو کہ ان مین سے پہلے کون مرا تو بر حسب قاعدہ آئین قدیمہ رومیہ کے یہہ تصور کیا جائیگا کہ لڑکا پیچھے فوت ہوا لیکن مصنف مذکور نے یہہ بھی لکھا ہے کہ میری یہہ رائے ہے کہ عدالت مین واسطے ثبوت اس قسم کے دعوی کے شہادت ظنی سے بہتر ثبوت درکار ہوگا - شرح مذکور کی جلد سوم مین بصفحہ ۲۱۲ اور صفحات مابعد مین مرگ مفاجات کی بعض عجیب و غریب نظائر کا ذکر مقدمات نادر کی ذیل مین لکھا ہے منجملہ ان کے ایک کی یہہ صورت ہے کہ باپ اور بیٹا میدان جنگ مین بزمان واحد قتل ہوئے اور اوسی روز دختر بہی تارک الدنیا ہوئی چنانچہ اس باب مین قرار یہہ پایا کہ فوت ہونا دختر کا بلحاظ اسکے تارک الدنیا ہونے کے قبل ہلاکت اوسکے باپ اور بہائی کے تصور کرنا چاہیے اور چونکہ بہائی سن بلوغ کو پہنچ چکا تہا لہذا یہہ فرض کرنا چاہیے کہ وہ بعد اپنے باپ کے مرا +

فصل بارہوین
تقسیم ترکہ کے بیان مین

وجہ داران اور ترکہ کا ذکر

۱۰۷ جو کچھہ اوپر بیان ہوا ہے وہ درباب تنقیح اون حصص کے ہے جو مختلف وارثون کو ملنے چاہئین لیکن بعد تنقیح تعداد اون سہام کے جنپر ترکہ کو تقسیم کرنا منظور ہو مقدار ترکہ اور تعداد حصہ دارون مین مطابقت کلی کم پائی جاتی ہے یعنی اگر یہہ دریافت ہو جائے کہ ترکہ کو دس یا پچاس حصون پر تقسیم کرنا چاہیے تو ایسا کم ہوتا ہے کہ مقدار ترکہ کی مالیت بجنسہ مساوی دس یا پچاس اشرفی یا روپیہ کے ہو پس واسطے دریافت کرنے صحیح مقدار سہام مختلف فریقون وارثون اور قرضخواہان کے قواعد مندرجہ ذیل منضبط کیے جاتے ہین +

قواعد تقسیم ترکہ

۱۰۸ جب تعداد اون سہام کی جنپر ترکہ کو تقسیم کرنا ضرور ہو اور نیز ہر فریق وارثان کے حصص کی تعداد معلوم ہو جائے تو تعداد سہام کا مقابلہ مقدار ترکہ کے ساتہہ کیا جائے اگر ان دونون کی تعداد مین نسبت متباین پائی جاوے تو قاعدہ یہہ ہے کہ وارثون کے ہر فریق کے حصہ کو مقدار حصص کے ساتہہ ضرب دیکر حاصل ضرب کو اون سہام کی تعداد سے تقسیم کرنا چاہیے جنپر ترکہ کو تقسیم کرنا ضرور متصور ہوا ہو مثلاً اگر کوئی شخص ایک زوجہ اور دو دختر اور چچا اور جایداد مالیت پچیس روپیہ کی چہوڑ کر مرجاوے تو اس صورت مین ترکہ کو ابتداءً ۲۴ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ ان کے زوجہ کو ۳ اور ہر دختر کو ۱۶ اور چچا کو ۵ حصے ملینگے پس بنظر تنقیح اس امر کے کہ وارثون کو ترکہ سے کسقدر سہام ملنے چاہئین قاعدہ مذکور الصدر پر عمل کرنا واجب ہے مثلاً ۳×۲۵=۷۵ اور ۲۵×۱۶=۴۰۰ اور ۵×۲۵=۱۲۵ لیکن $\frac{75}{24}=3\frac{3}{24}$ اور $\frac{400}{24}=16\frac{16}{24}$ اور $\frac{125}{24}=5\frac{5}{24}$ +

۱۰۹ اگر نسبت متوافق ہو تو قاعدہ یہہ ہے کہ وارثون کے ہر فریق کے حصہ کو مقدار ترکہ کے ساتہہ ضرب دیکر حاصل ضرب کو

اون سہام کے عدد مین دفق سے تقسیم کرنا چاہیے جسپر تقسیم کرنا ترکہ کا ضرور تہا مثلاً اگر کوئی شخص ورثا حسب تصحیح دفعہ مقدمہ بالا اور پچاس روپیہ کی جایداد چہوڑکر فوت ہو تو چونکہ ۲۴ اور ۵۰ عدد ۲ پر متوافق ہین لہذا دونون عدد کا نصف دفق ہے مثلاً

$25 \times 3 = 75$ اور $25 \times 16 = 400$ اور $25 \times 5 = 125$ لیکن $\frac{75}{12} = 6\frac{3}{12}$ اور $\frac{400}{12} = 33\frac{4}{12}$ اور $\frac{125}{12} = 10\frac{5}{12}$ +

ہر وارث کے مقدار حصص صحیح دریافت کرنیکا قاعدہ +

۱۱۰ اگر یہہ دریافت کرنا منظور ہو کہ وارث کو ترکہ سے کسقدر حصہ پہنچتا ہے تو قاعدہ مذکورہ بالا پر عمل کرنا چاہیے مگر اوسمین جو تعداد ہر وارث کے واسطے مقرر ہوا ہو بعد اوس کے ضرب و تقسیم حسب قاعدہ مذکورہ بالا ہونی چاہیے چنانچہ صورت سابقہ مین اصل حصہ ہر دختر کا ۸ تہا اور $25 \times 8 = 200$ اور $\frac{200}{12} = 16\frac{8}{12}$ +

قرضدارون کی مقدار حصص کے دریافت کرنیکا قاعدہ +

۱۱۱ اگر ترکہ قرضخواہون مین تقسیم کرنا منظور ہو تو قاعدہ یہہ ہے کہ اون کے کُل زر قرضہ کی تعداد کو تقسیم قرار دین اور ہر قرضخواہ کے مقدار دین کو اوسکا حصہ تصور کرنا چاہیے مثلاً اگر ایک شخص کا قرضہ بقدر ۱۶ روپیہ اور دوسرے کا بقدر ۵ روپیہ اور تیسرے کا ۳ روپیہ ہون اور مدیون کا ترکہ صرف ۱۲ روپیہ کا ہو تو حسب قاعدہ دفعہ ۱۰۹ قرضخواہ اوّل چودہ روپیہ اور قرضخواہ ثانی چار روپیہ چہہ آنہ اور قرضخواہ ثالث دو روپیہ دس آنہ کا مستحق ہوگا +

فصل تیرہوین

تقسیم کے بیان مین

۱۱۲ اگر دو شخص واسطے تقسیم اوس جایداد کے خواستگار ہون جو اونکو وراثتاً پہنچی ہو تو ایسی درخواست قابل سماعت ہے علی ہذا القیاس اگر صرف ایک وارث دعویدار تقسیم ہو تو اوسکی درخواست بہی منظور کیجاے اِلّا شرط یہہ ہے کہ تقسیم جایداد سے اوس کے انتفاع مین فتور واقع نہو +

علاوہ صورت مذکورہ بالا کے اور حالتون مین تقسیم بغیر رضامندی کل وارثون کے نہین ہونی چاہیے +

۱۱۳ لیکن اگر تقسیم جایداد بلا نقصان اوسکے کسی جزو کے ممکن نہو تو جملہ وارثون کی رضامندی ضرور ہے اور اگر جایداد مختلف قسم کی ہو تو یہی قاعدہ ملحوظ ہونا چاہیے +

طریقہ تقسیم

۱۱۴ اگر ترکہ زر نقد کی قسم سے نہو تو اوسکو چند سہام پر مطابق حصص وارثون کے تقسیم کرنا چاہیے اور بعد تشخیص قیمت ہر حصہ کے ورثا اپنا اپنا حصہ پا دین +

تقسیم محاصل جایداد

۱۱۵ تقسیم کی ایک اور صورت عام باعتبار محاصل کے ہوتی ہے یعنی ہر وارث نوبت بنوبت جایداد سے منتفع ہوتا ہے مگر یہہ طریقہ تقسیم جایداد کے مقابلہ مین دوسرے درجہ کا ہے اور جب ایک حصہ دار تقسیم جایداد اور دوسرا صرف تقسیم منافع کا دعویدار ہو تو شخص مقدم الذکر کا دعوی حتی الامکان ترجیح رکہتا ہے +

دوسرا باب

قواعد وراثت متعلقہ مذہب امامیہ کے بیان مین

حق وراثت تین ذریعون سے حاصل ہوتا ہے ذریعون کی تشریح

۱ حسب قواعد امامیہ کے حق وراثت تین طور سے حاصل ہوتا ہے ۔

۲ اوّل قرابت نسبی اور دوم واسطہ سببی اور سوم ولا ۔

وارثان نسبی کے تین درجے ہین ۔

۳ وارثان نسبی کے تین مدارج ہین اور اگر درجہ اوّل کا کوئی وارث اناث سے بہی موجود ہو تو دوسرے درجہ کا کوئی وارث مستحق ترکہ نہین ہو سکتا علی ہذا القیاس اگر دوسرے درجہ کا کوئی وارث موجود ہو تو تیسرے درجہ کے واسطہ دار کو ورثہ نہین پہنچ سکتا ۔

وارثان درجہ اول نسبی کی تشریح ۔

۴ پہلے درجہ مین والدین اور اولاد اور اولاد کی اولاد جہانتک ہو داخل ہین اور بمقابلہ وارث قریب وارث بعید کو استحقاق نہوگا ۔ والدین کو اولاد یا والدین سے ایک کو بشمول اولاد یا اولاد کی اولاد یا اون کی اولاد کا ورثہ پہنچیگا ۔ لیکن بحالت موجود ہونے اولاد کے نہ اولاد کی اولاد وارث ہوگی نہ اونکی

تفریق وارثان مذکورہ

۵ اس درجہ کے وارثون کی دو قسمین ہین اوّل اصول محدود اور دوم فروع غیر محدود ۔ قسم اوّل مین صرف والدین ہین اور اون کے والدین اون کے قایم مقام نہین ہو سکتے ۔ قسم دوم مین اولاد ہے اور اوس کے قایم مقام اولاد کی اولاد ہو سکتی ہے ان اقسام سے ایک قسم کا وارث دوسرے قسم کے وارث کو محروم نہین کر سکتا گو قرابت اوسکی متوفی کے ساتہہ زیادہ قریب ہو لیکن اگر ورثا ایک ہی قسم کے ہون تو واسطہ دار بعید بحالت موجود ہونے واسطہ دار قریب کے محروم رہتا ہے ۔

ذکر اون وارثون کا جو بحالت موجود ہونے اولاد کے مستحق ترکہ ہوتے ہین ۔ اولاد پسر و دختر

۶ بحالت موجود ہونے اولاد کے سوائے والدین اور زوجہ و شوہر کے کوئی وارث مستحق ترکہ نہین ہوتا ۔

۷ پسر کی اولاد کو پسر کا اور دختر کی اولاد کو دختر کا حصہ بلالحاظ پیڑہی کے ملیگا ۔

دوسرے درجہ کے وارث

۸ درجہ دوم مین اجداد و جدات اور بہائی اور بہن اور اون کی اولاد بلالحاظ پیڑہی کے داخل ہین اور بحالت موجود ہونے واسطہ دار قریب کے قرابت دار بعید کو حق وراثت نہین پہنچتا اور جد اور جدہ کے موجود ہونے کی حالت مین جد کا والد وارث نہین ہوتا ہے اگر بہائی یا بہن موجود ہو تو بہتیجا مستحق ترکہ نہین ہوتا اور بہتیجے یا بہانجے کی موجودگی مین بہائی کا پوتا حقدار نہین ہو سکتا ۔

تفریق وارثان درجہ دوم

۹ اس درجہ کی بہی دو قسمین ہین قسم اوّل مین اجداد و جدات اور قسم دوم مین بہائی اور اون کی اولاد داخل ہین اور دو قسمین غیر محدود ہین یعنی کسی قسم کے واسطہ دار قریب کے نہ موجود ہونے کی حالت مین اوسی قسم کا واسطہ دار بعید بلالحاظ پیڑہی کے وارث ہوتا ہے اون اقسام سے ایک قسم کا وارث دوسرے قسم کے وارث کو محروم نہین کر سکتا مگر قرابت اوسکے متوفی کے ساتہہ زیادہ قریب ہو لیکن اگر وارث ایک ہی قسم کے ہون تو واسطہ دار بعید بحالت موجود ہونے واسطہ دار قریب کے محروم رہتا ہے ۔

تیسرے درجہ کے وارث استحقاق اون وارثون کا بمقابلہ ایکدوسرے کے

۱۰ تیسرے درجہ مین اعمام اور عمات اور خالات اور ماموں اور اون کی اولاد داخل ہین انہین سے بمقابلہ وارث قریب واسطہ دار بعید ورثہ نہین پا سکتا چچا یا چچی کے موجود ہونے کی حالت مین چچازاد بہائی اور ماموں یا خالا کی موجودگی مین ماموں زاد بہائی مستحق ترکہ نہین ہو سکتا ۔

قواعد مزید

۱۱ اس درجہ کے وارث عام اس سے کہ وہ اوپر کی پیڑہی کے ہون یا نیچے کی پیڑہی کے غیر محدود ہین اور بحالت موجود ہونے واسطہ دار قریب کے قرابت دار بعید بلالحاظ پیڑہی کے وارث ہوتا ہے لیکن اگر حقیقی چچا یا چچی یا ماموں یا خالا موجود ہون تو اون کی اولاد وارث نہین ہو سکتی اور اشخاص مقدم الذکر برابر حصہ پاتے ہین الا اوس صورت مین کہ بعض ان مین سے حقیقی ہون اور بعض غیر حقیقی اور بعض اخیافی یا علاتی مثلاً بحالت موجود ہونے حقیقی چچا کے

علاتی چچا کو ترکہ نہین پہنچ سکتا اور بحالت موجود ہونے حقیقی چچا کے لڑکے اخیافی اور علاتی چچا محروم ہوتے ہین +

تیسرے درجہ کے وارثون کی تقریر

۱۳ | اگر ورثائے مذکورہ سے کوئی وارث موجود نہو تو والدین کے چچا اور چچی اور ماموں اور خالا کو ورثہ پہنچتا ہے اور اگر یہہ بہی نہوں تو اون کی اولاد کو وہ کسی پشت ہی کی ہو بلحاظ قرب واسطہ متوفی کے ورثہ پائیگی اور اگر ان مین سے بہی کوئی نہو تو اجداد و جدات کے ماموں اور خالا اور چچا اور چچی بلحاظ قرب واسطہ متوفی کے ترکہ پاتے ہین +

قاعدہ کلیہ دربارۂ وارثان حقیقی اور غیر حقیقی کے

۱۴ | قاعدہ کلیہ یہہ ہے کہ بحالت موجود ہونے حقیقی وارثون کے وارثان اخیافی اور علاتی مساوی درجہ کے ترکہ نہین پاتے لیکن مختلف درجہ کے وارثون مین یہہ قاعدہ ملحوظ نہین ہوتا۔ مثلاً اگر حقیقی بہائی یا بہن موجود ہو تو اخیافی یا علاتی بہائی اور بہن ورثہ سے محروم رہتے ہین لیکن حقیقی بہائی کا بیٹا علاتی یا اخیافی بہائی کو محروم نہین کر سکتا کیونکہ درجہ اون کا مساوی نہین ہے لیکن برادر زادہ حقیقی کے موجود ہونے کی صورت مین مساوی درجہ کا برادر زادہ اخیافی یا علاتی ورثہ نہین پا سکتا علی ہذا القیاس حقیقی ماموں یا چچا اخیافی یا علاتی کے بہائی کو ورثہ سے محروم نہین کرتا لیکن اخیافی یا علاتی ماموں یا چچا کو محروم کرتا ہے +

استثنا

قواعد مزید

۱۵ | یہہ قاعدہ کہ وارثان حقیقی کے موجود ہونے کی صورت مین وارثان علاتی و اخیافی ورثہ نہین پاتے اون مساوی درجہ کے وارثون سے بہی متعلق ہے جو واسطہ داران اطرافی ہون +[^1]

استثنا

مثلاً جب حقیقی بہتیجا یا بہتیجی اور بہانجا یا بہانجی موجود ہو تو اوسکا اخیافی یا علاتی چچا یا چچی یا ماموں یا خالہ ورثہ سے محروم نہونگے لیکن اگر حقیقی چچا کا بیٹا اور علاتی چچا موجود ہون تو بمقابلہ حقیقی چچا کے علاتی چچا کو ورثہ نہ پہنچیگا +

قواعد مزید اس صورت مین جب واسطہ دارون کی جہات مین اختلاف ہو

۱۶ | قاعدہ مذکورہ بالا جو ورثہ سے محروم ہونیکے باب مین ہے اون اعمام اور عمات و اخوال و خالات سے متعلق نہین ہو سکتا جو مختلف جہتوں سے متوفی کے واسطہ دار ہون مثلاً در صورت موجود ہونے حقیقی چچا یا چچی کے اخیافی یا علاتی ماموں اور خالہ ورثہ سے محروم نہین ہوتے لیکن بحالت ہونے حقیقی چچا یا چچی کے اخیافی یا علاتی چچا یا چچی کو ورثہ نہین پہنچ سکتا علی ہذا القیاس اگر حقیقی ماموں یا خالہ موجود ہو تو علاتی یا اخیافی ماموں یا خالہ کو ترکہ نہ ملیگا +

قواعد مزید بحالت اختلاف جہات

۱۷ | اگر کوئی شخص علاتی یا اخیافی چچا اور حقیقی خالہ چہوڑ کر وفات پاوے تو چچا کو بدین وجہ کہ باپ کے واسطہ سے دعویدار ہے ترکہ کے

[^1]: واسطہ داران اطرافی وہ ہے ہین جو ایک ہی مورث اعلی کی اولاد ہون لیکن مورث اعلی کی کسی پشت مین اون کے اصول مختلف ہون مثلاً چچا زاد بہائی باہم واسطہ دار اطرافی ہین کیونکہ اونکا دادا ایک ہے مگر باپ علیحدہ ہین — مترجم +

دو ثلث ملینگے اور خالہ کو جو ان کی جہت سے دعویدار ہے ایک ثلث پہنچیگا کیونکہ اگر چچا یا خالہ نہوتے تو ترکہ اسی حساب سے والدین مین تقسیم ہوتا +

استثنا دربارۂ واسطہ داران علاتی و اخیافی کے

۱۸ | یہہ قاعدہ کلیہ کہ واسطہ داران حقیقی کے موجود ہونے کی صورت مین واسطہ داران اخیافی کو ورثہ نہین پہنچ سکتا اون شخصون کی نسبت موثر نہین ہے جو فرض کی [illegible] حصہ کے مستحق ہون +

بہنیں حقیقی اور اخیافی

۱۹ | اگر کوئی شخص ایک حقیقی اور ایک اخیافی بہن چہوڑ کر مرے تو حقیقی کو نصف اور اخیافی کو سدس ملیگا اور باقی ترکہ بہی حقیقی بہن کو پہونچیگا اور اگر اخیافی بہن ایک سے زیادہ ہون تو اونکو ایک ثلث ملیگا اور باقی [illegible] حقیقی بہن مستحق ہوگی +

قاعدہ وراثت کا اوس صورت مین جب ایک شخص دو جہت سے واسطہ دار ہو +

۱۹ اگر دو وارث ہون اور بخملہ ان کے ایک دو جہت سے قرابت ہو مثلاً ایک شخص ماموں اور چچا چھوڑ کر وفات پائے اور چچا متوفی کا ماموں بھی ہو تو ماموں کو ایک ثلث ملیگا اور چچا کو دو ثلث ملین گے اور چچا کو علاوہ دو ثلث کے اس ثلث سے بھی نصف ملیگا جو ماموں کو ملا اور اس رو سے چچا کو پانچ سدس پہنچین گے اور ماموں صرف ایک سدس پائیگا + +

+ اس صورت کی تمثیل کہ ایک ہی شخص چچا اور ماموں ہو تصریح ذیل سے واضح ہے مثلاً زید کا بیٹا عمرو ایک زوجہ سے ہو اور زید پھر ہندہ سے نکاح کرے اور ہندہ کی ایک بیٹی جمیلہ پہلے شوہر سے موجود ہو اور عمرو کا نکاح جمیلہ کے ساتھ ہو اور ان سے ایک بیٹا خالد پیدا ہو اور زید اور ہندہ سے

دعویداران نسبی

۲۰ دوسرے قسم کے واسطہ دار وے ہین جنکو نکاح کے ذریعہ سے ورثہ پہنچتا ہے مثلاً شوہر اور زوجہ اور بحالت موجود ہونے ان کے حتی الامکان کسی اور شخص کو ترکہ نہین پہنچ سکتا اور بحالت نہونے اولاد کے شوہر کا حصہ نصف اور زوجہ کا حصہ ربع ہوتا ہے اور اولاد ہونے کی صورت مین شوہر کو ربع اور زوجہ کو ثمن ملتا ہے +

وراثت شوہر و زوجہ

۲۱ اگر زوجہ کوئی وارث نہ چھوڑے تو اوسکی کل جایداد شوہر کو پہنچتی ہے اور اگر شوہر سوائے زوجہ کے کوئی اور وارث نہ چھوڑے تو زوجہ کو جایداد شوہر ہی سے ایک ربع ملتا ہے اور باقی تین ربع بیت المال ہوتے ہین +

قاعدہ وراثت خلوت صحیحہ نہ ہونے کی صورت مین +

۲۲ اگر کوئی شخص حالت بیماری مین نکاح کرے اور قبل ہونے خلوت صحیحہ کے عارضہ لاحقہ سے وفات پائے تو اوسکی زوجہ کو ترکہ اوسکا نہ پہنچیگا اور اگر زوجہ اوس سے پیشتر مر جائے تو وہ بھی زوجہ کے ترکہ کا مستحق نہوگا لیکن اگر کوئی عورت بیماری کی حالت مین نکاح کرے اور شوہر اوس سے پیشتر مر جاوے اگرچہ خلوت صحیحہ نہوئی ہو اور نہ عورت نے کبھی عارضہ سے صحت پائی ہو تو بھی وہ مستحق ترکہ شوہر ہوگی +

قاعدہ وراثت اوس صورت مین جب شوہر بحالت قریب المرگ ہونے کے زوجہ کو طلاق دے

۲۳ اگر شوہر قریب المرگ ہونے کے وقت زوجہ کو طلاق دے تو زوجہ ترکہ پائیگی لیکن شرط یہہ ہے کہ شوہر بعارضہ لاحقہ زمانہ طلاق سے ایک برس کے

+ ایک بیٹا جمال پیدا ہو پس جمال خالد کا چچا بھی ہے اور ماموں بھی علی ہذا القیاس اگر کسی شخص کے برادر علاتی اور ہمشیر اخیافی ہو اور یہہ دونوں آپسمین شادی کرلین تو شخص مذکور اون کی اولاد کا چچا بھی ہے اور ماموں بھی +

اندر فوت ہو اور اگر شوہر ایک برس کے بعد مرے تو زوجہ کو ترکہ نہین پہنچیگا +

قاعدہ وراثت طلاق رجعی کی صورت مین +

۲۴ اگر شوہر زوجہ کو طلاق رجعی دے اور شوہر یا زوجہ زمانہ عدت کے اندر مر جاوے تو ایسی حالت مین ایک کو دوسرے کی نسبت ترکہ پانیکا استحقاق ہوگا

متاع

۲۵ جس عورت کے ساتھہ متاع یعنی نکاح عارضی کیا جاوے وہ مستحق ترکہ نہین ہوسکتی + +

دعویداران ولا

۲۶ تیسری قسم کے وارث وے ہین جو بذریعہ ولا مستحق ترکہ کے ہین لیکن اگر واسطہ داران نسبی یا سببی سے کوئی شخص موجود ہو تو واسطہ داران ولا کو ترکہ نہین پہنچ سکتا +

دعویداران ولا کی دو قسم ہین

۲۷ ولا دو قسم کا ہے ایک جو بذریعہ عتق یعنی آزاد کرنے کے ہو اور ایسی حالت مین معتق کو بوجہ اعتاق کے حق وراثت حاصل ہوتا ہے اور ولا کی دوسری قسم صورت متعاقدین کے معاہدہ پر منحصر ہے یعنی دو شخصون مین ایک دوسرے کے ورثہ پانیکا قرارداد ہو جاتا ہے +

پہلی صورت کے واسطہ داران ولا ترجیح رکھتے ہین +

۲۸ اگر پہلے قسم کے واسطہ داران ولا موجود ہون تو دوسرے قسم کے دعویدارون کو ترکہ نہین پہنچ سکتا +

جو قواعد عامہ بموجب مذہب امامیہ بیان کیے قواعد عامہ

۲۹ جو قواعد عامہ بموجب مذہب امامیہ جو ان کے باب مین ہین وے مطابق قواعد اہل سنت کے ہین مگر فرق یہہ ہے کہ طریق امامیہ کی رو سے

ذکور اور اناث مین کچھہ تمیز نہین ہے شلاً اگر پوتا موجود ہو تو دختر کو اور باپ کا چچا موجود ہو تو ماموں کو ترکہ پہنچتا ہے حالانکہ اوزروے

+ اسطرحکا عقد اہل سنت کے نزدیک مذموم ہے اور وے اوسکو قطعی خلاف شرع تصور کرتے ہین - ترجمہ ہدایہ مرتبہ ہملٹن صاحب جلد ا صفحہ ۱۷۶ و ۷۲ +

مسئلہ اہل سنت کے دختر کو صرف نصف حصہ پہنچتا ہے اور بحالت موجود ہونے باپکے چچا کے ماموں قطعی محروم رہتا ہے +

اختلاف دارمانع ارث نہین ہے اور قتل بشرطیکہ بالعمد نہو +

۳۰ اختلاف دار مانع ارث نہین ہے اور قتل جائز یا قتل خطا بہی وراثت سے محروم نہین کر سکتا الا اوس صورت مین کہ اشتعال طبع باعث اوسکا ہوا ہو +

مسئلہ عول جائز نہین ہے +

۳۱ اگر ترکہ کل وارثون مین بغیر کسر کے حسب سہام معینہ تقسیم نہو سکے تو ایسی صورت مین عول جائز نہین بلکہ جو وارث ایسی حالت مین اپنے حصہ واجب سے محروم رہے اوسکے حصہ سے بحساب رسدی سہام کی کیجاے یا جس وارث کے حصہ مین تقلیل ممکن ہو اوسمین کمی کیجاے مثلاً

تمثیل

اگر شوہر اور دختر اور والدین مستحق ترکہ ہون تو ترکہ کو بارہ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجلہ ان کے شوہر کو تین سہام یا ربع اور والدین کو دو سدس یا چار سہام ملینگے اور دختر کو نصف جایداد پہنچیگی لیکن اس صورت خاص مین دختر کے واسطے بجاے نصف جائداد کے جسکی وہ مستحق ہے صرف پانچ سہام بجاے چھہ سہام باقی رہتے ہین - ایسی حالت مین حسب مسئلہ اہل سنت کے دختر کو چھہ حصے ملنے کی نظر سے ترکہ ۱۳ حصون مین تقسیم کیا جاے لیکن اصول امامیہ کے مطابق دختر کو بقیہ پانچ سہام پر قناعت کرنی چاہیے کیونکہ بعض صورتون مین دختر کا حق بابت سہام مقدر کے زائل ہو جاتا ہے مثلاً اگر بیٹا ہوتا تو دختر کو کوئی حصہ خاص نہین ملتا اور وہ عصبہ تصور کیجاتی ہے حالانکہ شوہر یا والدین کسی صورت مین سہام مقدر سے محروم نہین ہو سکتے +

مسئلہ رد

۳۲ جب ترکہ کے سہام کی تعداد وارثون کی تعداد سے متجاوز ہوتی ہے تو حصص زائد وارثون کی طرف عود کرتے ہین اور شوہر از روے رد کے مستحق ورثہ ہے نہ زوجہ اور اگر بہائی موجود ہون تو مان بہی مستحق رد نہین ہوتی اور اگر کوئی ایسا شخص موجود ہو جو جانب سے واسطہ رکہتا ہو تو ترکہ ما بقی صرف اوسیکو پہنچتا ہے +

خلف اکبر کا استحقاق

۳۳ اگر بڑا بیٹا لیئق ہو تو تقسیم ترکہ کے وقت اوسکو باپ کی تلوار اور قران اور پوشاک اور انگشتری دینی چاہیے + +

+ ہمنے خلاصہ مذکورہ بالا مین بہ نسبت اپنے کوئی امر اہم قلم انداز نہین کیا ہے جو سہام کہ وارثون کے واسطے بموجب مسائل اہل سنت کے معین ہین وہی اہل تشیع کے مذہب مین بہی جاری ہین اور دونون فرقون کا عمل قران کے احکام پر ہے اور قواعد تقسیم اور وے قاعدے جنکی رو سے مختلف وعویدارون کے سہام کا تعین بہ نسبت ایک دوسرے کے ہوتا ہے دونو فریقون مین باستثناء بعض تبدیلات کے واحد ہین اور ماسوا اسکے اس تالیف مین بیان کرنا مسائل امامیہ کا در باب معاہدات اور امور متفرقہ کے ضرور نہین ہے چند روز ہوے کہ کرنل جان بیلی صاحب نے چہار جلد وغیرہ زبانون کے ترجمہ عالمگیری خلاصہ مسائل امامیہ کا اس باب مین مرتب کیا تھا مگر وہ نسخہ ناتمام رہا اور شاید وجہ اسکی یہہ ہوئی کہ اون کے نزدیک مفید ہونا اس کتاب کا بمقابلہ محنت و صرف وقت کے متصور نہوا +

تیسرا باب

بیع کے بیان مین

بیع کی تعریف

۱ جو مبادلہ طرفین کی رضامندی سے عمل مین آئے اوسے بیع کہتے ہین +

بیع کا طریق

۲ بیع کا انعقاد طرفین کے اقرار صریح یا تقابض بدلین سے ہوتا ہے +

بیع کی چار قسمین ہین

۳ بیع کی چار قسمین ہین اوّل عین بالعین دوم دین بالدین سوم دین بالعین اور چہارم عین بالدین مگر چوتہی قسم کا بیع عموماً رایج ہے +

بیع چار نام سے موسوم ہے +

۴ بیع چار نام سے موسوم ہے یعنی قطعی و شرطی و ناقص و فاسد +

بیع قطعی +

۵ بیع قطعی وہ ہے جسکا انعقاد فی الفور ہو اور کوئی امر شرعی مانع نہو +

بیع شرطی +

۶ بیع شرطی وہ ہے جسکا انعقاد مالک کی اجازت پر ملتوی رہے اور اگر نابالغ ہو تو ولی کی رضامندی درکار ہے اور اس قسم کے بیع کی نسبت کوئی امر شرعی سوائے رضامندی مالک یا ولی کے مانع نہین ہے نہ کوئی شرط درکار ہے +

بیع ناقص +

۷ بیع ناقص وہ ہے جسکا نفاذ قبضہ پر منحصر ہو اور یہہ نقص شرعی قبضہ کی رو سے رفع ہوتا ہے +

بیع فاسد +

۸ بیع فاسد وہ ہے جسکا نفاذ ممکن نہو یعنی اگر اون اشیا مین جنکا مبادلہ کیا جاے تخالف ہو یا اون مین سے ایک کی قیمت جائز نہو تو ایسا معاملہ کالعدم ہے +

معاوضہ +

۹ جس شے کی قیمت شرعاً جائز ہو وہ درصورت راضی ہونے بایع و مشتری کے دوسری شے کے معاوضہ مین دیجا سکتی ہے اور اختیار ہے کہ مال اصل یا زیادہ یا کم قیمت پر بیع کیا جاے +

فریق بیع +

۱۰ ہر بیع مین دو فریق کا ہونا ضرور ہے اِلّا اس صورت مین کہ بایع و مشتری ایک ہی شخص کو مختار مقرر کرین یا نابالغ کی طرف سے بیع بوساطت باپ یا ولی کے منعقد ہو یا غلام اپنے آقا کی اجازت سے آزادی اپنی خرید کرے +

متعاقدین کی قابلیت

۱۱ بیع کے لئے اسقدر کافی ہے کہ متعاقدین معاہدہ کے اثر سے مطلع ہون اور نابالغ باجازت اپنے ولی اور مجنون دوری بحالت درستی حواس کے بایع یا مشتری ہوسکتا ہے +

وادوستد مین نسیہ جائز نہین ہے

۱۲ اگر مبادلہ عین بالعین یا دین بالدین ہو تو دادوستد مین نسیہ جائز نہین ہے لیکن اگر مبادلہ عین بالدین یا دین بالعین کے قسم سے ہو تو نسیہ جائز ہے +

بیع کے معاملہ مین صراحت ضرور ہے +

۱۳ ہر معاہدہ بیع کے جواز کے واسطے ضرور ہے کہ شے مبیعہ اور معاوضہ کی تصریح اسطرح سے کر دیجاے کہ متعاقدین کے مطلب مین آیندہ کسیطرحکا تنازع نہو +

دیگر شرایط ضروری

۱۴ یہہ بہی ضرور ہے کہ جو شے بیع کے معاوضہ مین دیجاے وہ انعقاد معاہدہ کے وقت فی الواقع وجود رکہتی ہو یا بالفور انعقاد بیع یا آیندہ کسی مدت معینہ مین دیا جانا اوسکا ممکن ہو +

مبادلہ کا ہم مقدار معاوضہ کا ضرور ہے

۱۵ اگر مبادلہ دین بالدین یا عین بالعین کی قسم سے ہو اور بدلین متشابہ تو مساوی ہونا اون کا مقدار مین ضرور ہے +

شرایط ناجائز +

۱۶ قرار پانا کسی ایسی شرط خارجی کا جس سے عہد المتعاقدین کو نفع ہو یا کوئی ایسا امر موہوم پیدا ہو جو آیندہ موجب نزاع ہوسکے جائز نہین ہے

استثنا

لیکن اگر شرط خارجی کی تعمیل فی الواقع کیجاے یا امر موہوم رفع ہو تو معاہدہ برقرار رہیگا +

اختیار فسخ معاہدہ

۱۷ فسخ معاہدہ کی شرط جائز ہے لیکن میعاد مشروط تین روز سے متجاوز نہو +

اداے معاوضہ میعادی کس صورت مین ملتوی ہو سکتا ہے +

۱۸ اگر اداے معاوضہ زمانہ آیندہ پر موعود ہو تو مدت کا تعین ضرور ہے اور التوا اوسکا کسی ایسے امر پر نہین ہونا چاہیے جسکے وقوع کا زمانہ غیر متحقق مگر وقوع اوسکا ضرور ہو مثلاً اداے معاوضہ ہوا کے چلنے یا مینہ کے برسنے پر منحصر نہونا چاہیے اور گو امر موہوم اسقدر ضعیف ہو کہ تعین اوسکے وقوع کے زمانہ کا ہو سکے تو بھی التوا جائز نہین ہے مثلاً ادار معاوضہ تخم ریزی یا فصل کے کاٹنے پر موقوف نہونا چاہیے +

بیع بعوض قرضہ

۱۹ کسی شے کا بیع کرنا بعوض قرضہ ذمگی شخص ثالث کے جائز نہین ہے الا بعوض قرضہ ذمگی بایع کے جائز ہے +

بیع ثانی جائداد منقولہ +

۲۰ جب تک کہ شے مبیعہ فی الواقع مشتری کے قبضہ مین نہ آجاوے بیع ثانی اوسکا نہین ہو سکتا +

شے مبیعہ کا عیب و نقصان سے بری ہونا مفہوم ہوتا ہے

۲۱ بیع کے ہر معاہدہ مین شے مبیعہ کا عیب و نقصان سے بری ہونا مفہوم ہوتا ہے +

اگر شے مبیعہ کی کیفیت مین بایع کے بیان سے فرق پایا جاوے تو کیا ہونا چاہیے +

۲۲ اگر شے مبیعہ مین بلحاظ کیفیت یا کمیت بایع کے بیان سے فرق پایا جاوے تو مشتری کو فسخ معاہدہ کا اختیار حاصل ہے +

بیع اراضی +

۲۳ اگر اراضی بیع کیجاوے تو جو شے مادی یا اوسپر ہو وہ اوسکے ساتھ منتقل نہین ہو سکتی مثلاً گو درخت زمین پر نصب ہونیکی جہت سے خریدار اراضی کا حق ہے لیکن میوہ کے پانیکا استحقاق بائع کو ہوگا +

فسخ بیع کی صورت مین مشتری ذمہ دار نقصان شے مبیعہ کا ہے +

۲۴ اگر مشتری نے فسخ معاہدہ کی بابت شرط کی ہو اور شے مبیعہ اوسکے قبضہ مین ضایع ہو جاے یا اوسمین نقصان پہنچے تو خریدار ذمہ دار ادار ثمن مشروطہ ہوگا لیکن اگر اسطرح کی شرط بایع کی جانب سے ہو تو مشتری صرف بابت مالیت شے مبیعہ کے ذمہ دار ہوگا +

شرط فسخ بیع کس صورتمین منسوخ ہو سکتی ہے +

۲۵ اگر مشتری سے شے مبیعہ کی نسبت کسیطرح کا عمل مالکانہ صادر ہو مثلاً وہ شے مذکورہ کو حالت اصلی سے تبدیل کرے تو فسخ بیع کی شرط باطل ہو جاتی ہے +

خریدار کو بحالت ندیکھنے شے مبیعہ کے فسخ بیع کا اختیار ہے
استثنا +

۲۶ اگر خریدار نے شے مبیعہ کا معائنہ نکیا ہو یا درصورت کافی ہونے نمونہ کے نمونہ ندیکھا ہو اور شے مبیعہ بعد معائنہ کے پسند نہو تو باوجود نہونے شرط فسخ کے بھی شے مذکور واپس ہو سکتی ہے مگر شرط یہہ ہے کہ مشتری کی جانب سے کوئی فعل مالکانہ صادر نہوا ہو +

بایع کو اختیار فسخ بیع حاصل ہے
استثنا +

۲۷ بایع کو اختیار فسخ بیع حاصل نہین ہے اگر بایع نے شے مبیعہ کو ندیکھا ہو اور شرط فسخ بیع نہ قرار پائی ہو تو اوسکے معاہدہ کے فسخ کا اختیار نہوگا الا اوس صورت مین کہ مبادلہ عین بالعین ہو +

اگر شے مبیعہ مین کچھ نقص پایا جاوے تو فسخ بیع ہو سکتا ہے

۲۸ اگر خریدار نے لینا شے مبیعہ کا بلحاظ اوس کے عیوب کے منظور نکیا ہو اور اوسکو شے مذکورہ مین ایسا نقص معلوم ہو جس سے اوسکو وقت خریداری اطلاع نہتی تو اوسکو اختیار ہے کہ شے مذکور واپس کر دیوے لیکن اگر شے مبیعہ مین بحالت قبضہ مشتری کے کچھ زیادہ نقص عاید ہو تو مشتری صرف تاوان پانیکا مستحق ہوگا +

قاعدہ بیع ثانی
استثنا +

۲۹ اگر مشتری شے مبیعہ ناقص کو شخص ثالث کے ہاتھ بیع کر دیوے تو وہ اصل بایع سے تاوان پانیکا مستحق نہین ہو سکتا الا اگر شے مذکور مین قبل بیع ثانی کچھ ترمیم ہو جاوے اور مشتری اوسسے اس وجہ سے بایع اوّل کو واپس نکر سکے تو مشتری کو تاوان ملیگا +

ذکر اون صورتونکا جنمین مشتری کو بسبب نقص قیمت واپس طلب ہو سکتی ہے کس صورت مین صرف تاوان ملتا ہے

۳۰ اگر کوئی شے فروخت کیجاے اور وہ معائنہ کے بعد ناقص معلوم ہو تو گو شے مذکور آزمایش کی حالت مین ضایع ہو جاے تو بھی بایع سے اوسکی کل قیمت کا مطالبہ ہو سکتا ہے مگر شرط یہہ ہے کہ مشتری کو شے مذکور سے کچھہ فایدہ نہ پہنچا ہو اگر مشتری نے مبیعہ ناقص سے فائدہ اوٹھا لیا ہے تو اوسکو صرف بقدر نقصان کے تاوان ملیگا ۔

مشتری اوّل کی کیفیت شے مشتری ثانی سے واپس لینے پر شرط

۳۱ اگر کوئی شخص کچھہ مال خرید کرکے اوسکو فروخت کرے اور اوسکو بعد ازان مال مذکور واپس لیکر قیمت اوسکی پھیر دینی پڑے تو مشتری اوّل بھی اصل بایع سے اسیطرح قیمت واپس پا سکتا ہے بشرطیکہ اوس مال مین نقص ذاتی ہو ۔

کس صورت مین بایع سے مواخذہ نہین ہو سکتا

۳۲ اگر مشتری شے مبیعہ کے نقص سے مطلع ہو کر اوسکو کام مین لاوے یا ایسے نقص رفع کرنیکی تدبیر کرے تو مواخذہ اوسکا بایع سے نہین ہو سکتا کیونکہ شے مذکور کے کام مین لانے یا اس کے نقص رفع کرنے سے تسلیم کرنا بیع کا مفہوم ہوتا ہے لیکن اگر معاہدہ بیع مین کوئی شرط خاص قرار پائی ہو تو بایع سے مواخذہ ہو سکیگا ۔

قواعد عامہ دربارۂ استحقاق واپسی قیمت

۳۳ قاعدہ کلیہ یہہ ہے کہ اگر شے مبیعہ اس قسم کی ہو جسکی تفریق و تقسیم بغیر نقصان ممکن نہو اور بیع کے بعد اوس شے کے ایک جزو مین نقص ظاہر ہو یا وہ کسی شخص ثالث کی ملک قرار دیجاے تو مشتری مجاز نہین ہے کہ منجملہ کل شے کے ایک جزو اپنے پاس رکھکر باقی کو واپس کرے اور بقدر اوس کے واپسی قیمت چاہے بلکہ ایسی صورت مین خریدار کو چاہیے کہ یا تو کل شے مبیعہ اپنے پاس رکھکر تاوان بقدر نقص طلب کرے یا کل شے واپس دیکر پوری قیمت چاہے الا اگر شے مبیعہ کی تقسیم بغیر نقصان ممکن ہو تو اوس صورت مین یہہ قاعدہ صادق نہین آتا ۔

تاوان لینے کا قاعدہ

امور ناجائز

۳۴ اگر کوئی شے قبل وقت بیع و شری خرید کیجاے یا خرید و فروخت اوسکی ایک ہی بازار مین عمل آوے یا بایسہ گرانی کے خرید یا جمعہ کی نماز کے وقت فروخت کیجاے تو یہہ امور ممنوع ہین مگر معاہدہ ناجائز نہوگا ۔

چوتھا باب

شفعہ کے بیان مین

تعریف شفعہ

۱ شفعہ سے یہہ مراد ہے کہ کوئی شے بیع کیجاے اور وہ اوسیقدر قیمت پر حاصل ہو سکے جو مشتری نے اوسکی بابت ادا کی ہو ۔

کس قسم کی جایداد پر شفعہ منتقل ہو سکتا ہے اور کس قسم پر نہین

۲ جو شے بیع کیجاے یا علیحدگی اوسکی بصورت بیع عمل مین آوے اوسکی نسبت حق شفعہ پہنچتا ہے لیکن جو شے از روے ہبہ یا وصیت یا وراثت منتقل ہو اوسکی نسبت جائز نہین ہے الا اوس صورت مین کہ ہبہ باخذ معاوضہ وقوع مین آوے اور معاوضہ کی بابت شرط صریح عمل مین آوے لیکن اگر واہب کو بابت شے موہوبہ کے معاوضہ ملا ہو اور معاوضہ کی بابت شرط صریح قرار نہ پائی ہو تو شفعہ کا دعوی نہین ہو سکتا ۔

قواعد مزید

۳ جایداد منقسمہ ہو یا غیر منقسمہ دونون صورت مین شفعہ جائز ہے لیکن مال منقولہ سے متعلق نہین ہے اور جب تک بیع مکمل نہو حقیت بایع پر دعوی شفعہ قایم نہین ہو سکتا ۔

حق شفعہ کے حاصل کرنے کا [illegible]

۴ ہر شخص حق شفعہ کا دعوی کر سکتا ہے اسمین اختلاف مذہب کو کچھہ دخل نہین ہے ۔

حقوق شفیع

۵ جو حقوق عام خریدار کو حاصل ہوتے ہین اون ہی کا استحقاق شفیع کو بھی پہنچتا ہے ۔

ذکر اون شخصوں کا جو دعویدار شفعہ کے ہوسکتے ہین • شرایط ضروری شفعہ •

۶ اشخاص مذکورہ ذیل جس ترتیب سے اون کا بیان کیا جاتا ہے مستحق شفعہ ہوسکتے ہین یعنی خلیط فی نفس المبیع و خلیط حق المبیع و خلیط جار •

۷ شفیع کو لازم ہے کہ بعنور سننے خبر بیع کے خریداری کا ارادہ ظاہر کرے اور اظہار اس امر کا بشہادت گواہان بایع یا مشتری کے روبرو یا موقع مبیع پر بلا توقف ہونا چاہیے •

دعوی شفعہ کب دائر ہوتا ہے

۸ شفیع کو اختیار ہے کہ بعد تکمیل شرایط تمہیدی کے جسوقت چاہے عدالت مین اپنا دعوی پیش کرے • ۴

۴ اس باب مین بہت اختلاف رایے ہے مگر انصاف مقتضی اس بات کا ہے کہ واسطے ممنوع السماعت متصور ہونے اس قسم کے دعوی کے کوئی میعاد خاص مقرر کیجاوے ورنہ مشتری کے واسطے کوئی صورت اطمینان کی نہو گی - زفر اور محمد کی یہہ رایے ہے کہ اگر شفیع دعوی اپنا ایک مہینے سے زیادہ عرصہ تک بلا وجہہ پیش نکرے تو ایسے توقف سے حق اوسکا زائل سمجھا جایگا اور یہی مسئلہ حسب روایت ابو یوسف کے ہے لیکن حسب رایے ابو حنیفہ اور ایک اور رایے ابو یوسف کے اس باب مین کوئی میعاد خاص معین نہین ہے اور فتاوی عالمگیری اور محیط السرخسی

حقوق مشتری اول کے

۹ جب تک مشتری اول کو زرثمن شفیع سے وصول نہو اوسکو اختیار ہے کہ شئے مبیعہ کو اپنے قبضہ مین رکہے اور اگر تقابض بدلین نہوا ہو تو یہی شرط بایع کی نسبت بہی صادق آئیگی •

قاعدہ درباب اس صورت کے جب جایداد مین بحالت قبضہ مشتری اول کے تبدیل واقع ہو

۱۰ اگر مشتری نے شئے مبیعہ مین کسیطرحکی افزایش کی ہے تو شفیع پر واجب ہے کہ یا تو بقدر افزایش کے قیمت ادا کرے یا عملہ افزودہ کو اوٹہا لیجاوے اور اگر شئے مبیعہ کی قیمت مشتری اول کے کسی فعل سے کم ہو جاے تو شفیع بقدر نقصان کے کمی قیمت کا خواستگار ہوسکتا ہے لیکن اگر کمی قیمت مشتری مذکور کے کسی فعل سے عاید نہو تو شفیع پر لازم ہے کہ یا کل زرثمن ادا کرے یا اپنے دعوی سے قطعاً دست بردار ہو •

قاعدہ درباب اس صورت کے جو شفیع نے جایداد کی حیثیت مین کسی طرحکی افزایش کی ہو اور وہ شخص ثالث کی ملک قرار پاے

۱۱ اگر شفیع جایداد پر قابض ہوکر اوسکی حیثیت مین کسی طرحکی افزایش کرے اور وہ بعدہ شخص ثالث کی ملک قرار پائے تو شفیع بابت افزایش مذکورہ بالا کے معاوضہ کا مستحق نہین ہوسکتا بلکہ اگر شفیع قابض ہوگیا ہو تو ایسی صورت مین اوسکو زرثمن بایع یا مشتری اول سے ملیگا اور اوسکو اختیار ہے کہ عملہ افزودہ کو اوٹہا لیجاوے •

اور ہدایہ مین بہی یہی قاعدہ مندرج ہے اور یہی قول زیادہ صحیح اور عموماً جاری ہے مگر فتاوی عالمگیری کے مولف نے لکہا ہے کہ فتوی دونون صورتون پر دیا جاتا ہے

ذکر اوس صورت کا جب زرثمن کی نسبت تنازع ہو

۱۲ اگر زرثمن کی نسبت شفیع اور مشتری مین نزاع ہو اور طرفین سے کچہہ ثبوت نہو تو مشتری کے اظہار حلفی کو معتبر تصور کرنا چاہیے لیکن اگر طرفین سے ثبوت گذرے تو شفیع کا ثبوت مرجح ہوگا •

شرعی حیلے دعوی شفعہ کے باز رکہنے کے واسطے

۱۳ اکثر شرعی حیلے ایسے ہین جنسے حق شفعہ زائل ہوسکتا ہے مثلاً اگر کسی کو اندیشہ ہو کہ ہمسایہ شفعہ کا دعوی کریگا تو وہ اپنی کل جایداد کو سوا اس جزو کے جو اوس کے ہمسایہ کی ملک سے متصل ہے فروخت کر سکتا ہے اور اگر شریک مبیع کی جانب سے دعوی شفعہ کا اندیشہ ہو تو بایع کو اختیار ہے کہ وہ پہلے مشتری سے کچہہ قیمت زاید بصورت فرضی قرار دے اور بعدہ اوسمین تقلیل کرے اور اگر ایسی صورت مین شفیع دعویدار ہو تو اوسے لازم ہوگا کہ بلا لحاظ قیمت مابعد کے وہ قیمت ادا کرے جو پیشتر قرار پائی ہو •

پانچوان باب

ہبہ کے بیان مین

ہبہ کی تعریف +

۱ اگر کوئی شے بغیر لینے معاوضہ کے دیجاوے تو اوسکو ہبہ کہتے ہین +

شرائط ضروری ہبہ +

۲ جیسا کہ واہب کی جانب سے دست برداری ضرور ہے ویسا ہی موہوب الیہ کا قبول کرنا اور قبضہ لینا جایداد موہوبہ کا ضرور ہے +

ہبہ کا نفاذ کسی امر استقبالی پر مشروط نہین ہو سکتا +

۳ منحصر کرنا ہبہ کا کسی شرط پر جائز نہین ہے نہ نفاذ اوسکا زمانہ آیندہ سے محول ہو سکتا ہے +

قبضہ دینا اور دخیل ہونا ضرور ہے +

۴ یہہ ضرور ہے کہ ہبہ کے ساتھہ ہی دخل لایا جاوے اور موہوب الیہ اوسپر فوراً یا کسی وقت زمانہ مابعد مین واہب کی اجازت سے قابض ہو +

شے موہوبہ کا ہبہ کے وقت فی الواقع موجود ہونا ضرور ہے +

۵ جو شے کہ آیندہ پیدا ہونیوالی ہو وہ ہبہ نہین ہو سکتی گو موہوب الیہ کو ذریعہ پیدا کرنیوالی شے مذکورہ کا حاصل ہو اور جو شے کہ ہبہ کیجاوے اوسکا واقعی موجود ہونا ہبہ کے وقت ضرور ہے +

اگر کوئی شے غیر منقسمہ بلا تعین ہبہ کیجاوے تو ایسا ہبہ جائز نہین ہے +

۶ اگر کوئی شے غیر منقسمہ ہو اور اوسمین دوسری ایسی چیز مخلوط ہو جسکی تفریق ممکن ہو تو ہبہ اوسکا ناجائز ہے الّا اوس صورت مین کہ قبل دینے قبضہ کے شے موہوبہ کا تعین کیا جاوے کیونکہ ایسی صورت مین قبضہ شے موہوبہ کا بغیر اجتماع کسی ایسی شے کے جو اوسمین داخل ہو نہین دیا جا سکتا +

قاعدہ اوس صورت مین ہبہ دو یا دو سے زیادہ موہوب الیہ ہون +

۷ اگر دو یا دو سے زیادہ موہوب الیہ ہون تو ہر موہوب الیہ کے حق کا تعین ہبہ یا قبضہ دینے کے وقت ہونا چاہیے +

ہبہ کا صریح ہونا ضرور ہے اور واہب کو شے موہوبہ سے قطعی دست بردار ہونا چاہیے +

۸ ہبہ بالکنایہ درست نہین ہے بلکہ اوسکا صریح ہونا اور ابہام سے مبرا ہونا ضرور ہے اور واہب کا مقصود بذریعہ دست برداری قطعی شے موہوبہ کی نسبت ظاہر ہونا چاہیے اور اگر واہب سے شے مذکورہ پر کوئی فعل ملکیت صادر ہوتا ہے تو ایسا ہبہ ناجائز اور باطل ہے +

مستثنیات +

۹ اگر زوجہ شوہر کے نام مکان ہبہ کرے یا باپ اپنے پسر نابالغ کو کچھہ جایداد دے تو یہہ صورتین قاعدہ مذکورہ بالا سے مستثنیٰ ہین +

متولی کا قبضہ دینا اور ولی کا نابالغ کا ذکر +

۱۰ اگر کوئی شے متولی کی تفویض مین ہو تو حسب ضابطہ قبض و تسلیم کا عمل مین آنا ضرور نہین ہے اور علیٰ ہذا القیاس یہی کیفیت اوس صورت مین بھی جب ہبہ نابالغ کے نام کیا جاوے اور پہلی صورت مین دخیل ہونا ولی کا کافی ہے +

مرگ کے وقت ہبہ کرنا +

۱۱ جو ہبہ شخص قریب المرگ کی طرف سے عمل مین آئے وہ داخل وصیت ہے اور ترکہ کے ثلث سے زیادہ پر موثر نہین ہو سکتا پس کوئی شخص مجاز نہین ہے کہ قریب المرگ ہونیکے وقت اپنی جایداد کا جزو منجملہ اپنے وارثون کے ایک وارث کو ہبہ کردے کیونکہ ہبہ ہونا وصیت کا ایک وارث کے حق مین بغیر رضامندی اور وارثون کے جائز نہین ہے +

شے موہوبہ کا واپس لینا جائز ہے +

۱۲ واہب کو باستثناء صورتہاے ذیل ہبہ کے استرداد کا اختیار ہے +

مستثنیات

۱۳ اگر موہوب الیہ رشتہ دار ہو یا ہبہ کی عوض مین کچھہ لیا یا گیا ہو یا مال موہوبہ کی حیثیت مین کچھہ افزایش کی گئی ہو یا مال مذکور دوسرے موہوب الیہ یا وارثان موہوب الیہ کے قبضہ مین آیا ہو تو ان صورتون مین ہبہ مسترد نہین ہو سکتا +

ہبہ کی دو خاص قسمین +

۱۴ عام اقسام ہبہ کے علاوہ شرع مین دو قسم کے معاہدے ہبہ کی ضمن مین بیان کیئے گئے ہین لیکن وہ بیع زیادہ تر مثل مبادلہ یا بیع کے ہین اونکو اصطلاح مین ہبہ بالعوض اور ہبہ بشرط العوض کہتے ہین +

ہبہ بالعوض

۱۵ ہبہ بالعوض باعتبار جملہ مراتب کے مثل بیع کے ہے اور اوسکی نسبت مین شرائط بیع نافذ ہین اور جملہ صورتون مین بلا قبضہ فریقین کا ضرور نہین ہے

۱۶ ہبہ بشرط العوض اوایل مین یعنی قبل دیئے جانے معاوضہ کے مثل ہبہ کے ہے اور ایسی صورت مین قابض ہونا واہب اور موہوب الیہ کا ضرور ہے ٭

ہبہ بشرط العوض

چھٹا باب

وصیت کے بیان مین

وصیت زبانی مثل وصیت تحریری کے جائز ہے ٭

۱ وصیت تحریری کو وصیت زبانی پر ترجیح نہین ہے اور گو جایداد موصی بہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ دونون کی وقعت مساوی ہے ٭

وصیت ترکہ کی بابت

۲ منجملہ ترکہ وصی کے ایک ثلث سے زاید کی نسبت بغیر رضامندی وارثون کے وصیت جایز نہین ہے ٭

وصیت ترکہ ایک وارث کی نسبت

۳ اگر چند وارث موجود ہون تو منجملہ اون کے ایک وارث کی نسبت بغیر رضامندی کل وارثون کے وصیت جایز نہین ہے ٭

فرق مابین اس جایداد کے جو ورثہ سے حاصل ہو اور اوسکی جو بذریعہ وصیت ملے

۴ جایداد وراثت اور جایداد موصی بہ مین فرق ہے یعنی جایداد وراثت صرف ازروے شرع کے وارث کی ملک ہو جاتی ہے اور جایداد موصی بلا تصریح یا مفہوم اجازت وارث کے موصی بہ کو نہین پہنچ سکتی ٭

وصیت کو دعوی وراثت پر تقدم ہے

۵ جس جایداد کی بابت بمقدار جایز وصیت کیجاے دینا اوسکا قبل تقسیم ترکہ کے واجب ہے ٭

ادا ے دین وصیت پر مقدم ہے

۶ جو کچھ دین موصی کے ذمہ ہو ادا ہونا اوسکا قبل نفاذ وصیت کے لازم ہے ٭

مجاز کرنا وارث کا قرضہ کے وصول کیواسطے

۷ اگر کوئی شخص بحالت قریب المرگ ہونیکے اپنے وارث کو وصول قرضہ کیواسطے اختیار دے تو یہ امر بمنزلہ وصیت کے ہے لیکن یہہ ضرور ہے کہ قرضہ مذکور ترکہ کے ثلث سے زاید نہو ٭

جایداد موصی بہ

۸ موجود ہونا جایداد موصی بہ کا وصیت نامہ کی تحریر کے وقت ضرور نہین ہے اور اوسکے جواز کیلیے اسیقدر کافی ہے کہ جایداد مذکور حین وفات موصی کے موجود ہو ٭

امور ناجایز

۹ اگر وصیت نامہ مین امور ناجایز درج ہون تو اوس سے وصیت نامہ کے جواز مین بالعموم فتور واقع نہین ہوتا بلکہ جسقدر مضمون وصیت نامہ کا شرع کے مطابق ہو نفاذ اوسکا ہوگا ٭

قاعدہ خاص دربارہ موصی لہ

۱۰ اگر کوئی شخص وصیت کی تحریر کے وقت وارث نہو لیکن قبل وفات موصی کے وارث ہو جاے تو وہ جایداد موصی بہ نہین پا سکتا لیکن اگر کوئی شخص وقت تحریر وصیت نامہ کے مستحق ورثہ ہو اور قبل وفات موصی کے محجوب الارث ہو جاے تو وہ جایداد موصی بہ پا سکتا ہے ٭

مفہوم ... وصیت کا ٭

۱۱ اگر جایداد کسی شخص کے نام وصیت کیجاے اور بعد ازان وہی جایداد دوسرے کے نام تو پہلی وصیت باطل ہو جاتی ہے علی ہذا القیاس اگر جایداد موصی بہ کسی شخص کے ہاتھ بیع کیجاے یا اوسکو دیدیجاے تو بھی ایسا ہی ہوگا بجز اوسکے کہ جایداد مذکور موصی کے قبضہ مین اوسکی وفات کے وقت آئی ہو ٭

قاعدہ ... وصیت ...

۱۲ اگر موصی چند شخصون کے نام مقدار جایز سے زیادہ جایداد وصیت کرے اور اوسکے وارث اسطرحکی وصیت کو جایز نرکہین تو ہر ایک شخص کی جایداد مین بحساب رسدی کمی ہونی چاہیے ٭

قاعدہ ... وصیت ...

۱۳ اگر کسی شخص کے نام پہلے وصیت ہو کر بعد ازان جایداد کیفر کی بابت وصیت کیجاے تو وصیت کیفر نافذ ہوگی لیکن اگر پہلے جایداد کیفر [illegible] وصیت کیجاے اور بعد ازان ... وصیت [illegible] کا نفاذ ہوگا ٭

وصیت دیا جانا ایک ہی جایداد کا دو شخصون کو

۱۴ اگر ایک ہی جایداد دو شخصون کو وصیۃً دیجاے اور اون مین سے ایک شخص قبل واجب ہونے وصیت کے وفات پاے تو کل جایداد شخص حی القایم کو پہنچیگی لیکن اگر ہر شخص کو جایداد بالمناصفہ دیگئی ہو تو شخص حی القایم کو صرف نصف جایداد ملیگی اور باقی نصف موصی کے وارثون کو پہنچیگی علی ہذالقیاس اگر جایداد ایک وارث اور ایک شخص اجنبی کو بالاشتراک وصیۃً دیجاے تو بہی اوس طور پر عمل ہوگا ۔

وصی ۔

۱۵ اگر کوئی شخص وصی مقرر کیا جاے تو باپ یا دادا وصی ہوسکتا ہے ورنہ اون کی وصی ۔

وصیون کا دین محمدی سے ہونا ضرور ہے ۔

۱۶ اہل اسلام کو چاہیے کہ کسی شخص غیر مذہب کو اپنا وصی مقرر نکرے اگر کرے تو ایسا تقرر حاکم عصر کے حکم سے باطل قرار دیا جایگا ۔

وصی مستعفی نہین ہوسکتا ۔

۱۷ اگر کوئی شخص وصی ہونا قبول کرے تو پہر انکار نہین کرسکتا ۔

قاعدہ اوس صورت مین جب دو شخص وصی ہون

۱۸ اگر دو شخص وصی ہون تو اون مین سے صرف ایک شخص کاروبار کے انصرام کا مجاز نہوگا الا بصورت ضرورت یا اوس حالت مین جبکہ جایداد کا نفع مستیقن ہو ۔

ساتوان باب

نکاح اور مہر اور طلاق اور نسب کے بیان مین

نکاح کی تعریف ۔

۱ نکاح سے وہ عقد مراد ہے جو واسطے جواز توالد و تناسل کے عمل مین آئے ۔

ارکان نکاح ۔

۲ عقد نکاح کے لیے ایجاب و قبول کا ہونا ضرور ہے

شرائط نکاح ۔

۳ یہہ ضرور ہے کہ متعاقدین عاقل و بالغ اور حر یعنی آزاد ہون اور در صورت اون کے عاقل نہونیکے عقد نکاح قطعی باطل ہوگا کیونکہ طفل غیر عاقل کے ساتہہ نکاح نادرست ہے اور علی ہذالقیاس مجنون کے ساتہہ اور اگر متعاقدین بالغ اور آزاد نہون تو عقد قابل فسخ ہوگا کیونکہ عاقل نابالغ یا غلام کا نکاح ولی یا آقا کی اجازت پر موقوف ہے اور عورت کی نسبت یہی ضرور ہے کہ اسمین عدم قابلیت شرعی نپائی جاے اور مہر و اعداد اوسکی قرار داد سے وقوف رکہتا ہو اور عقد کیواسطے گواہون کا بہی ہونا ضرور ہے اور ایجاب و قبول ایک وقت مین ہونا چاہیے ۔

گواہان نکاح کی صفات

۴ جو گواہ عقد نکاح کی نسبت ہون اون مین چار صفات کا ہونا ضرور ہے یعنی آزادی و عقل و بلوغ اور دین محمدی سے ہونا ۔

قواعد خاص گواہون کے باب مین

۵ جیسا کہ اور معاہدات مین گواہون کا بسبب لحاظ ضبع و واسطہ داری کے اعتراض ہوسکتا ہے ویسا گواہان عقد نکاح کی نسبت نہین ہوسکتا ۔

ایجاب وکیل یا کتابت کے ذریعہ سے ہوسکتا ہے

۶ ایجاب وکیل یا کتابت کے ذریعہ سے ہوسکتا ہے بشرطیکہ پیغام یا خط کا پہنچنا اور مکتوب الیہ کا رضامند ہونا گواہون سے ثابت ہو ۔

عقد کا اثر

۷ نکاح * کا اثر یہہ ہے کہ متعاقدین کا استمتاع جائز ہو اور اوسکے ذریعہ سے زوجہ شوہر کے تحت حکومت ہوجاتی ہے اور زوجہ کو مہر اور خورد و پوش اور سکونت مکان کا حق حاصل ہوتا ہے اور متعاقدین مین احکام محارم کی رعایت لازم آتی ہے اور جانبین کو استحقاق وراثت حاصل ہوتا ہے اور شوہر کیطرف سے کل زوجات کے ساتہہ مساوی رعایت ہونی چاہیے اور زوجہ کی جانب سے شوہر کی اطاعت ضرور ہے اور زوجہ کے فرمان بردار نہونے کی صورت مین شوہر کو اوسکے تادیب کا اختیار ہے ۔

---

* زوجہ کا استحقاق بابت خورد و نوش کے [illegible] کہا گیا ہے یعنی کہ اگر شوہر مرتد ہوا اور اوس نے کوئی سبیل نان نفقہ کی زوجہ کے واسطے کی ہو تو زوجہ جایداد شوہر سے اپنا خرچ حاصل کر سکیگی اور اگر زوجہ کو طلاق دیا جاے تو وہ عدت مرت تک خورد و نوش پانیکی مستحق ہے ۔

زوجات کی تعداد

۸ حر یعنی شخص آزاد کے واسطے چار نکاح اور رق یعنی غلام کے واسطے صرف دو نکاح جائز ہین ٭

تصریح ان اشخاص کی جنسے نکاح ممنوع ہے ٭

۹ مان اور دادی اور نانی اور ساس اور سوتیلی مان اور سوتیلی نانی اور دختر اور پوتی اور نواسی اور بیٹی کی زوجہ اور پوتے کی زوجہ اور دختر ربیبہ اور بہن اور ہمشیر رضائی اور بھانجی اور بھتیجی اور خالا اور چچی اور مادر رضاعی سے نکاح کرنا ممنوع ہے ٭

امتناع مزید

۱۰ جن دو عورتون مین ایسی قرابت ہو کہ اون کے باہم در صورت ایک کے مرد ہونے کے نکاح جائز نہوتا ان کے زمانہ واحد مین نکاح کرنا جائز نہین ہے ٭

حر اور رق کا نکاح ٭

۱۱ آقا کو اپنے رق یعنی غلام کے ساتھہ نکاح کرنا بیجا ہے لیکن حر کا نکاح اوس رق کے ساتھہ جو خاص اوسکی ملک سے نہو رق کے آقا کی اجازت سے جائز ہے بشرطیکہ حر کا نکاح حرہ کے ساتھہ نہو گیا ہو ٭

مذہب متبائن

۱۲ عیسائی اور یہودی اور اور مذہب کے شخص جو توحید کے قایل ہین اون کا نکاح اہل اسلام کے ساتھہ ہو سکتا ہے ٭

ظن غالب نکاح

۱۳ اگر مرد و عورت کا مدت تک بطور زن و شوہر رہنا ثابت ہو تو بغیر شہادت گواہون کے بھی نکاح مظنون ہوگا لیکن باوجود اسکے ہر نکاح مین گواہون کا ہونا فرض ہے

قابلیت عقد

۱۴ اگر عورت بالغہ ہو تو اوسکو اختیار ہے کہ جاہے جسکے ساتھہ نکاح کرے اور اگر نکاح کفو مین ہو تو ولی کو دست اندازی کا اختیار نہین ہے ٭

ولی کا اختیار

۱۵ اگر نکاح غیر کفو مین ہو تو ولی کو واسطے فسخ عقد کے دست انداز ہونیکا اختیار ہے ٭

عقد نابالغہ

۱۶ نابالغہ کو بغیر رضامندی اپنے ولی کے اختیار نکاح حاصل نہین ہے اور جواز نکاح مطلقاً ولی کی اجازت پر منحصر ہے ٭

تعین میعاد ٭

۱۷ دونون صورتون مین جنکا ذکر اوپر ہوا ہے ولی کو قبل تولد کے دست انداز ہونا چاہیے ٭

کس صورت مین عقد فسخ ہو سکتا ہے ٭

۱۸ اگر نابالغ کا نکاح باپ یا دادا کی جانب سے عمل مین آئے تو وہ جائز اور صحیح ہے اور نابالغ کو بلوغ کے بعد عقد کے فسخ کا اختیار حاصل نہین ہے لیکن اگر نکاح کسی اور ولی کی جانب سے ہوا ہو تو نابالغ کو اپنے بلوغ کے بعد اوسکے فسخ کا اختیار حاصل ہے بشرطیکہ اسقدر توقف نہو جس سے رضامندی کا اطلاق ہو سکے

ولی جنکو عقد کا اختیار حاصل ہے

۱۹ اگر واسطہ داران پدری سے کوئی ولی موجود نہو تو رشتہ داران مادری کو نابالغ کے عقد کا اختیار ہے اور اگر رشتہ داران مادری سے بھی کوئی ولی باقی نرہا ہو تو حاکم عصر قایم مقام ولی ہوگا ٭

اقل مقدار مہر و الادا ہونا مہر

۲۰ نکاح کا لازمہ ضروری مہر ہے اور اس امر کا تعین نہین ہے کہ مہر زیادہ سے زیادہ کتنا ہو سکتا ہے مگر اقل درجہ دس درم ٭ ہے اور گو ادا ہونا جزو مہر کا بالعموم بتاخیر مشروط ہوتا ہے لیکن وہ بعد خلوت صحیحہ یا بعد وفات حد الزوجین یا طلاق کے واجب الادا ہوتا ہے ٭

٭ درم کی قیمت معین نہین ہے ایک حساب سے درم ساڑہے تین روپیہ کے مساوی ہے اور اس باب مین تحقیق کا ترجمہ ہدایہ صفحہ ۱۲۲ جلد اول ملاحظہ طلب ہے

اگر مقدار مہر قرار نپائی ہو تو تعین کرنا کسطور پر ہو گا مہر معجل یا موجل

۲۱ اگر مہر کی مقدار معین نہوئی ہو تو زوجہ مستحق پانے اسقدر مہر کی بحساب اوسط ہوگی جو اوسکے باپ کے گھرانے مین عورات کو ملتا چلا آیا ہو ٭

۲۲ اگر تصریح اس امر کی نہو کہ مہر معجل ہے یا موجل تو واجب الادا ہونا کل مہر کا عند الطلب متصور ہونا چاہیے ٭

جو بوجہ نسب کے رشتے ممنوع ہین وہی رضاعت کی رو سے بھی مستثنیات

۲۳ قاعدہ یہہ ہے کہ جو امر نسب کی وجہہ سے ممنوع ہے وہی رضاعت کی رو سے بھی منع ہے لیکن بلحاظ نکاح کے اس قاعدہ کی نسبت ایک یا دو صورتین مستثنی ہین مثلاً بہن کی مادر رضاعی سے یا ہمشیر رضاعی کی مان سے یا پسر رضاعی کی بہن یا برادر رضائی کی بہن سے نکاح جائز ہے ٭

مسائل طلاق

۲۴ شوہر کو اختیار ہے کہ بغیر صادر ہونے کسی بد اطواری کے یا بلا وجہہ زوجہ کو طلاق دے لیکن صرف وہ اس شکل کے جو زیادہ تر تسلیم کیا گیا ہے طلاق بائن اوس صورت مین صادق آتی ہے جب تکرار اوسکی تین مرتبہ ہوا اور یہہ ضرور ہے کہ ہر طلاق دو مرتبہ کے ایک مہینے کا فصل ہو اور شوہر کو اختیار ہے

کہ اس عرصہ مین اسکو صراحتاً یا کنایتاً زوجہ گردانیے +

شرایط نکاح جو بعد طلاق ہو

۲۵ اگر عورت کو تین مرتبہ طلاق بائن دیا گیا تو جب تک عورت کا نکاح کسی اور شخص کے ساتھہ نہو اور اسکو بسبب وفات یا طلاق کے شوہر ثانی سے افتراق نہو شوہر سابق اوسکے ساتھہ مصاحبت نہین کر سکتا لیکن اگر طلاق اوسکا ایک یا دو مرتبہ ہوا ہو تو نکاح ثانی کے واسطے یہہ شرط ضرور نہین ہے +

طلاق وقت قریب المرگ ہونے شوہر کے

۲۶ اگر شوہر قریب المرگ ہونیکے وقت زوجہ کو طلاق دے اور شوہر قبل انقضاے عدت یعنی چار مہینے دس دن کے مرجاے تو بہی زوجہ ترکہ پانیکی مستحق ہے اور عورتکو نکاح ثانی کے قبل اسقدر مدت تک انتظار کرنا لازم ہے +

کونسا امر بمنزلہ طلاق ہے +

۲۷ اگر شوہر زوجہ سے علیحدہ رہنے کا حلف کرے اور چار مہینے تک اپنے اقرار پر قایم رہے تو یہہ صورت بمنزلہ طلاق بائن کے ہے + †

خریدنا طلاق کا

۲۸ زوجہ کو اختیار ہے کہ باجازت اپنے شوہر کے روپیہ دیکر عقد نکاح سے برائت حاصل کرے +

طلاق کا ایک اور طریق +

۲۹ ایک اور صورت افتراق کی یہہ ہے کہ شوہر علیحدہ رہنے کی قسم کہائے اور قسم کے ساتھہ بے عصمت ہونا زوجہ کا بیان کرے اور اگر عورت وقت علیحدگی حاملہ ہو اور شوہر حمل سے منکر ہو تو ایسی اولاد صحیح النسب ہوگی +

نامردی +

۳۰ اگر نامرد ہونا شوہر کا ثابت ہو تو اس بنا پر بہی عورت کا دعوی بابت افتراق کے جایز ہے +

مسائل صحت نسب

۳۱ جو طفل نکاح کے چہہ مہینے بعد پیدا ہو وہ بجمیع الوجوہ شوہر کی صلب سے متصور ہوگا علی ہذا القیاس جو طفل وفات شوہر یا طلاق زوجہ کے بعد دو برس کے اندر پیدا ہو وہ بہی صحیح النسب ہے +

† طلاق رجعی کی ایک صورت کا مسئلہ یہہ ہے کہ شوہر اپنی زوجہ کو اپنی نان یا اور محارم کے اعضا سے تشبیہ دے اور اسکے کفارہ کی تین صورتین ہین یعنی غلام کا آزاد کرنا یا خیرات دینا یا روزہ رکہنا طلاق کی اس خاص قسم کو اصطلاح مین ظہار کہتے ہین — ہدایہ جلد ۴ باب ۹ +

قواعد درباب اولاد جاریہ کے

۳۲ جو اولاد جاریہ سے پہلے مرتبہ ہو وہ آقا کی صلب سے متصور ہوگی بشرطیکہ آقا اس امر کا مقر ہو لیکن اور صورتون مین ایسا نہین ہو سکتا اور اگر آقا پہلی اولاد کا اپنے صلب سے ہونا قبول کرے اور بعد ازان اوسی آقا کے نطفہ سے جاریہ کے اور اولاد ہو تو یہہ اولاد بلا لحاظ اقرار آقا کے اوسی کے صلب سے متصور ہوگی +

تسلیم کرنا صحت نسب کا +

۳۳ اگر ایک شخص کسی کو اپنا بیٹا قرار دے اور ظاہرا کوئی امر نپایا جاے جس سے ایسی قرابت محال متصور ہو تو ایسا بیٹا صحیح النسب ہوگا +

آٹھوان باب

ولائت اور نابالغی کے بیان مین

مدت نابالغی

۱ جب تک سولہوان سال منقضی نہو جاے جملہ اشخاص ذکور و اناث نابالغ متصور ہوتے ہین الا او صورتین کہ علامات سن مذکور سے پہلے ظاہر ہون

مدارج نابالغی

۲ نابالغی کے کئی مدارج ہین گو تصریح اون کی مثل آئین قدیمہ رومیہ کے نہین کی گئی ہے - لفظ نابالغ بالعموم نسبت ان جملہ شخصون کے مستعمل ہوتا ہے جنکی عمر بلوغ کو نہ پہونچی ہو لیکن لفظ صبی کا اطلاق اطفال کی نسبت کیا جاتا ہے اور لفظ مراہق اون شخصون کے واسطے موضوع ہے جو قریب سن بلوغ کے ہون †

† فرق بین جو اشخاص مین کیا گیا ہے بلحاظ بالغی نابالغی کے ہے اور نابالغی کے دو قسم ہین عاقل اور غیر عاقل اور عاقل اور غیر عاقل کی بہی دو قسم ہین طفل اور مراہق

نابالغون کے حقوق

۳ جیسا کہ قانون انگلشیہ مین مختلف مدارج نابالغی کے واسطے حقوق معین ہین ویسا شرع مین نہین ہے ۲

ولیون کا ذکر

۴ ولی دو قسم کے ہین اصلی یا مقرری یعنی جنکا تقرر وصیت کی روسے ہو ۔

ایضاً

۵ ولی کی دو قسمین اور ہین یعنی قریب اور بعید پہلی قسم مین باپ اور دادا اور اون کے وصی اور قایم مقامان وصی اور پچھلی قسم مین وہ واسطہ داران پدری داخل ہین جو بعید ہون اور اون کی ولایت صرف تعلیم اور نکاح نابالغ کی بابت پہنچتی ہے ۔

خلاصہ آئین رومیہ مؤلفہ ٹیلر صاحب ۔ شرع محمدی کے بموجب سن بلوغ سے ۲۴ برس تک زمانہ شباب کہلاتا ہے اور ۵۰ برس کی عمر تک کہل اور بعد ازان اخیر عمر تک زمانہ شیخی ۔

۲ مرد و عورت کے مختلف سن مین مختلف امور کا اختیار ہوتا ہے یعنی مرد ۱۲ برس کے سن مین حلف فرمان برداری کر سکتا ہے اور ۱۴ برس کی عمر مین اوسکو شعور حاصل ہوتا ہے اور بوجہ حاصل ہونے شعور کے وہ اپنا نکاح مقبول یا نامنظور اور ولی منتخب کر سکتا ہے اور اگر صاحب شعور ہونا اسکا بخوبی ثابت ہو تو وہ اپنے مال منقولہ کی نسبت وصیت کرنیکا مجاز ہوگا اور ۱۷ برس کے سن مین مرد وصی ہو سکتا ہے اور ۲۱ برس کی عمر مین اسکو مال غیر منقولہ وغیرہ کے انتقال کا اختیار تامہ حاصل ہوتا ہے ۔ عورت کی نسبت یا مناکحت ۷ برس کی عمر مین ہو سکتی ہے اور ۹ برس کی عمر مین اسکو جہیز پانیکا استحقاق پہنچتا ہے اور ۱۲ برس کے سن بلوغ کو پہنچتی ہے اور ایسی حالت مین اسکو اپنے نکاح کے اقرار یا انکار کا اختیار ہے اگر ذی شعور ہونا اسکا ثابت ہو تو وہ اپنی جایداد منقولہ کی بابت وصیت کر سکتی اور ۱۴ سال مین وہ قانوناً سن شعور کو پہنچتی ہے اور اوسکو ولی منتخب کرنیکا اختیار ہے اور ۱۷ برس کی عمر مین وہ وصیہ ہو سکتی ہے اور ۲۱ برس مین اوسکو اپنے نکاح اور اشیاء غیر منقولہ کے انتقال کا اختیار حاصل ہوتا ہے ۔ شرح مؤلفہ بلاکسٹن صاحب جلد ۱ صفحہ ۴۶۳ ۔

اولیاء قریب کے اختیارات ۔

۶ پہلی قسم کا ولی بمنزلہ محافظ مندکرہ آئین قدیمہ رومیہ اور منصرم مندرجہ مجموعہ قوانین بنگالہ کے ہے اور اوسکو جایداد نابالغ کی نسبت بنظر اسکے منفعت کے کاربند ہونیکا اختیار ہے اور در صورت نہونے ولی قریب کے یہہ اختیار ولی بعید کو حاصل نہین ہوتا بلکہ حاکم عصر کو پہنچتا ہے ۔

ولائت واسطہ داران مادری ۔

۷ واسطہ داران مادری ولیون کی ادنی قسم سے ہین کیونکہ ایسے واسطہ دارون کو تعلیم اور نکاح نابالغ کا اختیار صرف بحالت موجود نہونے واسطہ داران پدری یا مان کے حاصل ہوتا ہے ۔

کس وقت تک مان محافظ تصور کیجاتی ہے

۸ مان کو سات برس کی عمر تک اور بیوہ کو بحالت بیوگی بیٹون کی حفاظت کا اختیار ہے اور دخترون کی نسبت اون کے سن بلوغ تک ۔

قواعد خاص ۔

۹ اگر مان دوسرا نکاح کرے تو اوسکو اختیار محافظت حاصل نہین رہتا مگر بعد ازان بیوہ ہو جانیکی صورت مین یہی اختیار اوسکو پھر حاصل ہو جاتا ہے ۔

واسطہ داران پدری کا استحقاق ۔

۱۰ قرابت داران پدری کو نابالغ کی تعلیم اور نکاح کا اختیار بلحاظ قرابت اور استحقاق وراثت ترکہ نابالغ کے حاصل ہوتا ہے ۔

قرضہ جو ضرورتاً لیا جائے ۔

۱۱ جو قرضہ کہ ولی نے بنظر پرورش یا تعلیم نابالغ کے ضرورتاً لیا ہو اوسکا ادا کرنا نابالغ پر بعد اپنے بلوغ کے واجب ہے ۔

امور جنکا اختیار نابالغ کو نہین ہے

۱۲ نابالغ کو اپنی مرضی کے مطابق اور بغیر اجازت ولی کے نکاح کرنے یا طلاق دینے یا غلام کے آزاد کرنے یا قرض لینے یا دین کے ذمہ دار ہونے یا کسی ایسے معاملے کے انعقاد کرنیکا اختیار نہین ہے جس سے ظاہرا اسکی منفعت متصور نہو ۔

امور جنکا اختیار نابالغ کو ہے

۱۳ نابالغ ہبہ قبول کر سکتا ہے یا ایسا فعل جس سے صریحاً اسکی منفعت متصور ہے ۔

ولی کو جایداد غیر منقولہ نابالغ کے بیع کا اختیار خاص صورتون مین ہے۔ مستثنیات +

۱۴ ولی کو باستثناء ان صورتون کے جنکا ذکر ذیل مین لکہا جاتا ہے نابالغ کی جایداد غیر منقولہ کے بیع کا اختیار حاصل نہین ہے اور وے صورتین یہہ ہین اول یہہ کہ جایداد غیر منقولہ دو چند قیمت کو فروخت ہو سکتی ہو۔ دوم یہہ کہ نابالغ کے پاس اور کچہہ جایداد نہو اور بیع کرنا اسکا واسطے خورو پوش نابالغ کے ناگزیر ہو۔ سوم یہہ کہ مورث نابالغ قرضدار مرجاے اور ادا ہونا اوس کے دین کا بغیر بیع جایداد کے ممکن نہو۔ چہارم جب وصیت نامہ مین ایسی شرایط ہون جنکی تعمیل بغیر بیع کرنے جایداد مذکور کے نہو سکتی ہو۔ پنجم جب جایداد کا محاصل اخراجات جایداد مذکور کے واسطے مکتفی نہو ششم جب جایداد کے ضایع ہونیکا اندیشہ ہو۔ ہفتم جب جایداد غصب کی گئی ہو اور ولی کو بصورت جائز واپس نملنے کا اندیشہ ہو +

ولی کو نابالغ کی جایداد منقولہ کے نسبت اختیار ہے + استفسار

۱۵ جو معاہدہ ولی قریب کی جانب سے بنظر منفعت نابالغ یا خود نابالغ کی طرف سے بصلاح و مرضی ولی مذکور کے جایداد منقولہ کے بابت عمل مین آئے وہ جائز اور نابالغ پر واجب التعمیل ہوگا مگر شرط یہہ ہے کہ ایسے معاہدہ مین کسیطرحکی دغا یا فریب نپایا جاے +

نابالغ کی ذمہ داری

۱۶ اگر نابالغون کی جانب سے امور مالی مین اور شخصون کی جایداد یا حقوق کی نسبت نقصان یا ضرر عمداً عاید ہو تو مواخذہ اوسکا ان سے ہوگا لیکن معاملات فوجداری مین نابالغ قصاص کے مستوجب نہونگے اِلاّ حاکم کو اختیار ہے کہ تادیباً اون کی نسبت تعزیر تجویز کرے +

نوان باب

رقیت یعنی غلامی کے بیان مین

کس قسم کی رقیت شرعاً جائز ہے +

۱ شرع کی رو سے صرف دو قسم کے شخص رق متصور ہو سکتے ہین اول کفار جو جنگ مین اسیر ہون دوم اون کی اولاد۔ ہر قسم کے معاملات اور وراثت مین یہہ شخص مثل اور مال کے متصور ہونگے +

رقیت کی دو قسمین ہین یعنی کامل اور ناقص

۲ رقیت کی دو قسمین ہین یعنی کامل اور ناقص +

رق ناقص +

۳ رق ناقص تین قسم کے ہین اول مکاتب دوم مدبر سوم اُم ولد +

مکاتب +

۴ مکاتب وہ ہے جب رق اور مالک کے باہم یہہ اقرار پاے کہ اگر رق کسیقدر زر نقد بالفعل یا آیندہ یا بالقسط ادا کرے تو وہ فوراً آزاد کردیا جائیگا

قاعدے جو رق مکاتب سے متعلق ہین +

۵ اگر رق کی جانب سے ایفاء شرط ہو تو وہ آزاد کر دیا جائیگا ورنہ وہ بدستور سابق رق کامل متصور ہوگا اور اس عرصہ مین مالک اسکے قبضہ سے دست بردار ہو جاتا ہے نہ اوسکی ملک سے لیکن انتقال اوسکا بذریعہ ہبہ یا بیع یا رہن یا کرایہ کے نہین عمل مین آسکتا +

رق مدبر +

۶ اگر مالک یہہ وعدہ کرے کہ بعد اسکی وفات کے رق آزاد کر دیا جائے تو ایسے رق کو مدبر کہتے ہین اور یہہ وعدہ بہ تعین یا بلا تعین زمانہ ہو سکتا ہے یعنی بالعموم یہہ وعدہ کیا جاے کہ غلام بعد مرنے مالک کے آزاد کیا جائیگا یا یہہ شرط کیا ہے کہ اگر مالک کا میعاد خاص کے اندر وفات پائے تو غلام آزاد ہو جائیگا +

قاعدے جو رق مدبر سے متعلق ہین +

۷ اس قسم کے رق کا بیع یا ہبہ جائز نہین ہے لیکن اوس سے کام لینا اور اوسکو کرایہ پر دینا روا ہے اور اگر جاریہ ہو تو اسکا نکاح کر دینا بہی جائز ہے اور جب اقرار قطعی ہو تو غلام بعد وفات مالک کے آزاد ہو جاتا ہے اور اگر اقرار مشروط ہوا اور مالک میعاد خاص کے اندر وفات پاے تو آزادی اوسکی عمل مین آئیگی +

مستثنیات ... قواعد ... مذکورہ بالا کی نسبت

۸ اِس قسم کے غلامون سے اور دیون کے قاعدے متعلق ہین کیونکہ جسطرح ورثہ کی جایداد وارثون کو پہنچتی ہے اوسیطرح یہہ غلام اون کی [illegible]

داخل سمجھے جاتے ہین اور اگر مالک سوا ایسے غلامون کے اور کوئی جایداد نہ چھوڑے تو اون کی ذات صرف بقدر مالیت ایک ثلث کے آزاد ہو سکتی ہے
اور باقی دو ثلث کی بابت اونکو چاہیے کہ اپنے مالک کے وارثون کی منفعت کے واسطے محنت کرکے آزادی حاصل کرین اور اگر مالک قرضدار مرجاے
تو جب تک وے بنظر منفعت قرضخواہان مالک کے اپنی محنت سے جایداد بقدر اپنی مالیت کے حاصل نکرین آزادی اون کی عمل مین نہ آئیگی ۔

ام ولد ۔

۹ جب مالک کے نطفہ سے جاریہ کے اولاد ہو تو ایسی جاریہ کو ام ولد کہتے ہین ۔

قواعد متعلقہ ام ولد ۔

۱۰ جو قاعدہ رق مدبر سے معین ہے وہی اس قسم کے رق سے بھی ہے مگر فرق یہہ ہے کہ جاریہ مالک کی وفات کے بعد آزاد ہو جاتی ہے یعنی گو مالک متوفی کی
کوئی اور جایداد ہو یا نہو یا اوس کے ذمہ قرضہ ہو یا نہو جاریہ بعد کسی شرط کے آزاد ہو جائیگی لیکن ملحوظ رہے کہ اگر مالک نے ولد اول اپنے نطفہ سے
ہونا تسلیم نکیا ہو تو ایسی اولاد کا نسب ثابت نہوگا ۔

امور جنکے عمل کا غلام کو اختیار نہین ہے ۔

۱۱ غلامون کو شرعاً ہر طرح کی بے اختیاری ہے یعنی وے بغیر اجازت اپنے آقا کے نکاح نہین کر سکتے اور اون کی گواہی بھی قبول نہین ہو سکتی اور تا وقتیکہ
اونکو اجازت حاصل نہو اقرار اون کا معاملات جائداد کی نسبت منظور نہین ہو سکتا اور اون کو بالعموم سررشتہ مال مین کوئی عہدہ نہین مل سکتا اور
نہ وے وصی یا ضامن یا ولی ہو سکتے ہین الا اوس صورت مین کہ آقا کی اولاد کے لیے تقرر خاص کے ذریعہ سے ولی یا وصی نامزد کیے جائین اور وے
ہبہ یا بیع نہین کر سکتے اور نہ وراثت اور وصیت کے مجاز ہین ۔

غلامون کی نسبت رعایت ۔

۱۲ بمقابلہ بے اختیاری مذکورہ بالا کے غلام اکثر اون امور کی تعمیل سے معذور رکھے جاتے ہین جو آزاد شخصون پر واجب ہین مثلاً غلامون پر نالش نہین
ہو سکتی الا اون کے آقا کے روبرو - اون پر محصول کا ادا کرنا واجب نہین ہے اور نہ وے قرضہ کی بابت قید ہو سکتے ہین اور جرائم متعلقہ فوجداری کی
نسبت اون کے واسطے بہت رعایتین ملحوظ رکھی گئی ہین ۔

غلام جنکو خاص امر کے واسطے اجازت دیجاے ۔

۱۳ ہر قسم کے غلام کو کسی امر خاص کے واسطے یا بالعموم تجارت کے لیے اجازت حاصل ہو سکتی ہے اور ایسی صورت مین اونکو بقدر اجازت کے عمل کرنا چاہیے ۔

قواعد متعلقہ نکاح غلامان ۔

۱۴ آقا اپنے غلام کو نکاح کے لیے مجبور کر سکتا ہے - رق کامل کا بیع واسطے ادا کرنے مہر اور خور و پوش اون کی زوجہ کے جائز ہے اور رق ناقص سے بالعوض
اس امر کے خدمت لیجاتی ہے - بحالت موجود ہونے زوجہ حرہ کے جاریہ کے ساتھہ نکاح جائز نہین ہے اور آقا کا نکاح جاریہ کے ساتھہ کسی صورت مین جائز نہین
ہے اور نہ غلام اپنی مالکہ سے نکاح کر سکتا ہے ۔

محارم کی غلامی جائز نہین ہے ۔

۱۵ وے واسطہ دار جنکے ساتھہ نکاح ممنوع ہے وہ ایک دوسرے کے غلام نہین ہو سکتے ۔

غلام کی اولاد ۔

۱۶ اگر ایک شخص کے غلام اور دوسرے کی کنیز سے اولاد پیدا ہو تو ایسی اولاد کی نسبت از رو مسلہ متعارفہ مالک کو شرعاً استحقاق پہنچتا ہے نہ باپ کو ۔

بحث اس امر کی کہ ہر ایک شخص اپنے تئین بطور غلام فروخت کر سکتا یا نہین

۱۷ اس باب مین بحث ہے کہ نہایت ناداری کی حالت مین بیع کرنا اپنے تئین بطور غلام کے کسقدر جائز ہے - محیط السرخسی مین جو معتبر کتاب ہے اس امر کو جائز
لکھا ہے اور اگرچہ معتبر ہونا اس کتاب کا در باب جائز ہونے اسطرح کی بیع کے تسلیم کیا گیا ہے لیکن اس باب مین بالاتفاق یہہ راے ہے کہ بیع سب درخواست
رق کے فسخ ہونا چاہیے اور جو کچھہ قیمت اسکو خریدار سے ملی ہو بالعوض اسکے اوس سے محنت لینی چاہیے ۔

بندگی ۔

۱۸ اس باب مین جملہ عالمون کا اتفاق ہے کہ ہر شخص کو اختیار ہے کہ ساری عمر کے لیے یا جسقدر عرصہ تک چاہے دوسرے کی ملازمی اختیار کرے لیکن اگر اسطرح کی بندگی
بحالت نابالغی اختیار کیجاے تو وہ بعد بلوغ فسخ ہو سکتی ہے ۔

دسوان باب
وقف کے بیان مین

وقف کی تعریف

۱ امور مذہبی کے واسطے متعلق کرنا جایداد کا وقف کہلاتا ہے اور ایسی صورت مین مالک کا حق جایداد مذکور پر باقی نہین رہتا اور محاصل اسکا رفاہ عام مین صرف ہوتا ہے ۔

قواعد متعلقہ وقف

۲ وقف قابل بیع یا ہبہ یا وراثت کے نہین ہے اور اگر قریب المرگ ہونے کی حالت مین جایداد وقف کیجاے تو منجملہ اس کے صرف ایک ثلث وقف تصور کیجائیگی اور جایداد غیر منقسمہ کا وقف جائز ہے ۔

جایداد وقف کا بیع کس صورت مین جائز ہے ۔

۳ اگر جایداد وقف کا بیع واسطے مصارف مرمت مکانات یا دیگر ضروریات کے ناگزیر ہو اور مصارف کی سبیل مکانات کے کرایہ دینے یا کسی اور عارضی طریق سے ممکن نہو تو بیع اوسکا بذریعہ عدالت جائز ہے ۔

جایداد وقف کا دیا جانا ایسے شخص کو جو موجود نہو ۔

۴ اگر جایداد کسی خاص شخص کے نام ساکین مین تقسیم ہونیکی مراد سے وقف کیجاے تو موجود ہونا موقوف الیہ کا وقف کے وقت ضرور نہین ہے مثلاً اگر جایداد زید کی اولاد کے نام وقف کیجاے اور بعد اوسکے اولاد کے تقسیم ہونا اوسکا ساکین مین منظور ہو اور لاولد ہونا زید کا ثابت ہو تو بھی وقف جائز ہوگا اور اوسکا محاصل ساکین کو تقسیم ہوگا ۔

تا وقتیکہ متولی سے بد اطواری نہو وہ برطرف نہین ہو سکتا

۵ جو شخص وقف کنندہ کی جانب سے متولی مقرر کیا جاے اوسکو حاکم عصر برطرف نہین کرسکتا اِلّا اوس صورت مین کہ سرزد ہونا بد اطواری کا اوسکی جانب سے ثابت ہو اور خود وقف کنندہ بھی متولی کو برخاست نہین کرسکتا مگر اوس حالت مین کہ وقت تقرر متولی کے وقف کنندہ نے برطرفی اوسکی بھی اپنے اختیار مین رکھی ہو ۔

متولی کی قایم مقامی

۶ اگر وقف کنندہ کی جانب تصریح اس امر کی نہوئی ہو کہ بعد وفات متولی کے جسکو وہ نامزد کرے تولیت کس شخص کو پہنچیگی اور نہ وقف کنندہ نے کسی شخص کو اپنا وصی نامزد کیا ہو تو متولی مجاز ہے کہ قریب المرگ ہونے کے وقت اپنا قایم مقام بشرط منظوری حاکم عصر کے مقرر کرے ۔

قواعد تولیت ۔

۷ جو شے خاص وقف کیجاے تو مبادلہ اوسکا دوسری شے کے ساتھہ نہین ہوسکتا اِلّا اوس صورت مین کہ وقف کنندہ کی جانب سے اس باب مین شرط قرار پائی ہو یا شے مذکورہ پر قابض رہنا مقتضاے حالات ناممکن ہو یا مبادلہ سے فایدہ صریح متصور ہو علیٰ ہذا القیاس جو اراضی وقف کیجاے اوسکی مالیت سے کم نرخ پر اجارہ دینا جائز نہین ہے اور میعاد اجارہ تین سال سے متجاوز نہو مگر اوس حالت مین کہ میعاد مذکور سے تجاوز کرنا واسطے جایداد موقوفہ کے ناگزیر ہو ۔

کن صورتون مین خلاف وصیت وقف کنندہ کے عمل کیا جاتا ہے

۸ صورتہاے ذیل کے سوا واقف کے احکام کو ملحوظ رکھنا ضرور ہے ۔ یعنی اگر اوسنے یہہ شرط قرار دی ہو کہ متولی حاکم عصر کے حکم سے برطرف نہوگا باوجود ایسی شرط کے برطرفی متولی کی درصورت ثبوت اوسکی بد اطواری کے عمل مین آئیگی علیٰ ہذا القیاس اگر اوسکی جانب سے یہہ شرط ہوئی ہو کہ اراضی وقف ایکسال سے زیادہ مدت کے واسطے اجارہ نہ دیجاے اور ملنا اجارہ دار کا اسقدر قلیل مدت کے لیئے دشوار ہو یا زیادہ میعاد کے اجارہ سے جایداد کا نفع متصور ہو تو حاکم وقت کو ان امور مین بغیر اجازت متولی کے کاربند ہونیکا اختیار ہے اور اگر وقف کنندہ نے شرط کی ہو کہ منافع جایداد کا فقرا اور مسجد مین تقسیم کیا جاے تو باوجود اس شرط کے منافع مذکور اور محتاجین کو دیا جایگا اور اگر اوسنے

محتاجون مین روزانہ کہانا تقسیم کرنیکی شرط کی ہو تو بالعوض اوسکے نقد روپیہ دیا جا سکتا ہے اور اگر حاکم وقت کے نزدیک مناسب متصور ہو تو اوسکو اختیار ہے کہ کار پردازان وقف کا مشاہرہ زیادہ کرے اور اگر جایداد وقف کے مبادلہ سے فایدہ متصور ہو تو حاکم مذکور کو اس امر کا بہی اختیار ہے گو واقف کی طرف سے اس باب مین امتناع صریح ہوا ہو ۔

۹ اگر وقف کنندہ دو شخصون کو بالاشتراک متولی مقرر کرے تو ان مین سے ہر واحد کو تنہا سربراہی کا اختیار نہین ہے لیکن اگر خود وقف کنندہ نصف جایداد کی تولیت اپنے اختیار مین رکہے اور دوسرے شخص کو بقیہ نصف کا متولی قرار دے تو وقف کنندہ تولیت مشترکہ کے ذریعہ سے اور باختیار خود کاربند ہونیکا مجاز ہے ۔

۱۰ اگر حاکم وقت بنظر رفاہ عام بیت المال سے کچہہ وقف کرے اور تولیت کی نسبت تصریح نہ کی گئی ہو تو اہتمام اوسکا کسی نہایت ذی علم شخص کے سپرد کیا جائے لیکن جو وقف رعایا کی جانب سے عمل مین آئے اوسکی نسبت باستثناء صورتون مذکورہ بالا کے وقف کنندہ کے احکام پر لحاظ ہونا چاہیے ۔

گیارہوان باب

دیون اور کفالت کے بیان مین

۱ جو دین مورث کے ذمہ ہو مواخذہ اوسکا وارثون پر بقدر ترکہ واجب ہے ۔

۲ جس دین کی نسبت قریب المرگ ہونیکے وقت اقرار کیا جائے دیا جانا اوسکا تا ادا ہونے اوس قرضہ کے جو حالت صحت مین بدلا کیا ہو ملتوی رہنا چاہیے الا اوس صورت مین کہ واقعی ہونا پہلی قسم کے قرضہ کا مشہور و معروف ہو اور اگر کوئی شخص قریب المرگ ہونیکے وقت ایک وارث کو اپنا قرضخواہ قرار دے تو ایسا اقرار قطعی باطل اور ناجائز ہے الا اوس صورت مین کہ بقیہ وارث واجب الادا ہونا اوس دین کا تسلیم کرین ۔

۳ اگر دو شخص بالاشتراک قرض لین اور ایک اون مین سے مرجائے تو شخص حی القایم صرف نصف قرضہ کا ذمہ دار ہوگا الا جب یہہ شرط صریح ہوئی ہو کہ کل قرضہ ہر واحد کے ذمہ عاید ہوگا کیونکہ شرعاً ہر واحد منافع قرضہ مین شریک مساوی تصور کیا جاتا ہے پس جو منافع ایک شخص کو حاصل ہوا اوسکی بابت دوسرا شخص ذمہ دار نہین ہو سکتا ۔

۴ اگر دو شخص واسطے ادا کرنے کسی قرضہ کے بالاشتراک ضامن ہون اور ایک اون مین سے وفات پائے تو شخص حی القایم کل قرضہ کی بابت ذمہ دار متصور نہوگا مگر جب شرط صریح ہوئی ہو کہ کل قرضہ کا مواخذہ ضامن سے ہوگا اور ہر واحد دوسرے کا ضامن ہوگا ۔

۵ اگر دو شخص کسی تجارت مین شریک ہون اور سرمایہ اون کا برابر ہو اور وے بلحاظ جمیع امور کے مساوی ہون تو ایسی صورت مین مطابق قاعدہ مذکورہ بالا کے عمل نہین ہوتا بلکہ ایسی صورت مین ایک شریک دوسرے شریک کے جملہ افعال اور اوس قرضہ کا ذمہ دار رہتا ہے جو وہ کاروبار کے واسطے لے مگر شرکت کے اور معاملون مین اسطور پر عمل نہین ہوتا یعنی یہہ نہین ہو سکتا کہ قرضخواہ کل قرضہ کا مطالبہ صرف ایک شریک سے کرے بلکہ اوسکو چاہیے کہ اپنے کل قرضہ کا دعوی بالاجمال کرے یا اگر صرف وہ ایک شریک کی نسبت دعویدار ہونا مناسب سمجہے تو دعوی اوسکا صرف بقدر حصہ شخص مذکور کے ہونا چاہیے ۔

۶ جو قرضہ ولی بنظر ضرورت نابالغ کے لے ادا اوسکا نابالغ پر بلوغ کے بعد واجب ہے ۔

(حاشیہ: دو متولی کیے جانیکی صورت — قاعدہ عام ... رعایا کی جانب سے ... — وارثون کی ذمہ داری — دین جسکی نسبت قریب المرگ ہونے کے وقت اقرار کیا جائے — جب دو شخص بالاشتراک قرض لین — جب دو شخص بالاشتراک ضامن ہون — بعض صورتون مین شرکا بالاشتراک ... — قرضہ جو واسطے نابالغ کی ...)

۷ مدیون کی نسبت امتناع کلی اپنے کاروبار کے انصرام کے واسطے نہین ہو سکتا لیکن ہیہ ہو سکتا ہے کہ جو معاملات صریح اوسکے قرضخواہ کے حق مین مضر ہون اون کے انعقاد سے وہ باز رکھا جاے ۔

مدیون کو اجرای کاروبار کے واسطے امتناع نہین ہو سکتا ۔

۸ اگر مدیون پر نالش دایر ہو اور وہ قرضہ سے اقرار کرے تو اوسکو فی الفور قید نکرنا چاہیے لیکن اگر وہ منکر ہو اور قرضہ شہادت سے ثبوت کو پہنچے تو اوسکو فوراً سپرد محبس کرنا چاہیے ۔

قرضہ کا ثبوت بذریعہ اقبال مدیون و بذریعہ شہادت ۔

۹ اگر بغیر صادر ہونے حکم ادار قرضہ کے مدیون حراست مین رکھا گیا ہو اور قرضہ کے ادا کرنے مین اوسکی جانب سے توقف بیجا ہوا ہو اور قرضہ بابت کسی شیئے کے ہو یا بابت منافع کسی معاملہ کے تو دونون صورتون مین باوجود پیش ہونے عذر افلاس کے قرضدار کو سپرد محبس کرنا چاہیے ۔

نادہند قرضدار ۔

۱۰ لیکن اگر مدیون کو کوئی شیئے معتد بہ قرضہ مین نہین ملی ہو بلکہ وہ دوسرے شخص کی جانب سے ضامن ہو تو مدیون کو قید نکرنا چاہیے الا اوس صورت مین کہ دائن مستطیع ہونا اوسکا ثابت کرے ۔

قاعدہ خاص بعض صورتون مین ۔

۱۱ درصورت ظاہر ہونے بے استطاعتی کے حاکم عدالت کو میعاد قید کی تجویز کا اختیار ہے ۔

تعین میعاد قید ۔

۱۲ اگر مدیون ایک مرتبہ رہا ہو جاے تو آیندہ برائت اوسکی دائنون کے مطالبہ سے نہین ہو سکتی اونکو اختیار ہے کہ درصورت ثبوت استطاعت ادار دین کے مدیون کو گرفتار کرائین ۔

ایکمرتبہ رہا ہو جانا دوبارہ قید ہونیکا مانع نہین ہے ۔

۱۳ مال مدیون کی قرقی اور نیلام مین نہایت احتیاط لازم ہے یعنی پہلے اوسکے روپیہ کو ادار دین مین محسوب کرنا چاہیے بعد ازان مال منقولہ اور آخرکار مکانات و اراضی کو ۔

قرقی و نیلام ۔

۱۴ اراضی اور مال منقولہ کے رہن مین شرعاً کچھ فرق نہین ہے ۔

رہن ۔

۱۵ شرع محمدی کے بموجب رہن بالکفالت جائز نہین ہے بلکہ رہن کے واسطے قبضہ ضرور ہے ۔

رہن بغیر قبضہ کے ناجائز ہے ۔

۱۶ دائن کو شیئے مرہونہ کے انتقال و بیع کا کبھی اختیار نہین ہے الا اوس صورت مین کہ فیما بین دائن اور مدیون کے اس باب مین شرط صریح قرار پائی ہو کیونکہ شیئے مرہونہ قرضہ کا بدل تصور کیجاتی ہے اور سود ممنوع ہونیکی جہت سے دین مین زیادتی کا احتمال نہین ہے ۔

بیع شیئے مرہونہ ۔

۱۷ قاعدہ کلیہ ہیہ ہے کہ شیئے مرہونہ کے رکھنے کا صرف مرتہن کے ذمہ اور اوسکے بحال خود قایم رہنے کا خرچ راہن کے ذمہ ہوتا ہے مثلاً اگر گھوڑا رہن رکھا جاے تو راہن کو گھوڑے کی خوراک کا صرف دینا چاہیے اصطبل کی تجویز مرتہن پر واجب ہے ۔

مراتب جنکی تعمیل راہن و مرتہن پر واجب ہے ۔

۱۸ اگر کوئی شیئے قرضہ کی عوض رہن رکھی جاے تو مرتہن بلا اجازت راہن کے اوسکے کام مین لانیکا مجاز نہین ہے اور اگر وہ کام مین لاے تو شیئے مذکور کی کل مالیت کا مواخذہ اوس سے کیا جایگا ۔

مرتہن شیئے مرہونہ کو کام مین نہین لا سکتا ۔

۱۹ اگر شیئے مرہونہ قرضہ کے مساوی ہو اور بغیر کسی فعل مرتہن کے تلف ہو جاے تو دین کا دعوی زایل ہو جاتا ہے اور اگر شیئے مذکور کی مالیت قرضہ سے زایدہ ہو تو مرتہن زیادتی قیمت کا ذمہ دار نہوگا اور اگر مالیت قرضہ سے کم ہو تو راہن پر کمی کا ایفا لازم ہے لیکن اگر شیئے مرہونہ مرتہن کے کسی فعل سے عمداً تلف ہوئی ہو تو مرتہن پر اوسقدر مالیت کا دینا لازم ہوگا جو قرضہ سے زاید ہو ۔

شیئے مرہونہ کا تلف ہونا مرتہن کے قبضہ مین ۔

۲۰ اگر کوئی شخص مرجاے اور اوس کے بہت سے قرضخواہ ہون اور اوس نے منجملہ ان شخصون کے کسی کے پاس کچھ جایداد رہن رکھی ہو تو مرتہن کو

حق مرتہن ۔

جائیداد متوفی سے جبتک وہ قابض ہو مجروم ہی جملہ اور قرضخواہون کے اپنے قرضہ کے وصول کرنیکا اختیار ہے +

بارھوان باب

دعاوی اور معاملات عدالت کے بیان مین

شرعاً مدت سماعت نہین ہے +

۱ امتناع سماعت دعوی کے واسطے شرعاً کوئی قاعدہ میعاد کا معین نہین ہے + +

اقرار زبانی و تحریری وقعت مین ساوی

۲ جو دعوی اقرار زبانی پر مبنی ہو وہ مثل اوس دعوی کے معتبر متصور ہے جو دستاویز پر مبنی ہو +

دستاویزات بیضابطہ +

۳ اگر کوئی معاملہ دستاویز پر مبنی ہو اور وہ دست آویز بیضابطہ ہو تو اس سے معاہدہ مین نقص عاید نہین ہوسکتا مگر شرط یہہ ہے کہ متعاقدین کا مقصود ملحاظ اور مراتب کے بخوبی واضح ہوسکتا ہو +

+ بحر الرایق مین کتاب مبسوط سے ایک یہہ قول منقول ہے کہ اگر کوئی شخص ۳۳ برس کے عرصہ تک بلاوجہہ دعوی کے پیش کرنے مین غفلت کرے تو دعوی اوسکا عدالت مین مسموع نہوگا لیکن یہہ قول مسئلہ مسلمہ کے خلاف ہے +

تقدم زمانہ +

۴ جملہ دعاوی کی نسبت قاعدہ کلیہ یہہ ہے کہ جو معاملہ پہلے وقوع مین آیا ہو اوس کے دعوی کو ملحاظ استحقاق ترجیح ہے +

پیش ہونا دعوی خریداری کا مقابلہ ہبہ کے

۵ اگر دعوی خریداری اور ہبہ کی تقدیم و تاخیر دریافت نہو سکے تو دعوی خریداری کو ہبہ پر ترجیح ہوگی +

معاہدات کا انفساخ [illegible] استثنا +

۶ اگر متعاقدین سے ایک فریق مرجاے تو معاہدہ اکثر باطل نہین ہوتا بلکہ تعمیل اوسکی قایم مقامون پر بقدر ترکہ واجب ہوتی ہے اِلّا اوس صورت مین کہ معاہدہ کسی فریق کی ذات خاص سے متعلق ہو مثلاً اگر اجارہ کے معاملہ مین زمیندار یا مستاجر مرجاے تو اجارہ باقی نہین رہتا +

استثنا مزید +

۷ علی ہذا القیاس یہی قاعدہ ہر قسم کے معاملات شراکت سے اوس صورت مین متعلق ہے جب شرکا حی القایم پر شریک متوفی کے وارثون کے ساتھہ یا وارثون شرکا مذکور کے ساتھہ کاروبار جاری رکھنا لابد نہو اور جسطرح معاہدہ احد المتعاقدین کی وفات سے فسخ ہوجاتا ہے اوسیطرح اوسکے شرعاً محروم ہوجانے سے بھی باطل ہوجاتا ہے +

گواہ

۸ گواہون کو حلف نہین دیا جاتا ہے +

تعداد گواہان

۹ معاملات دیوانی مین گواہی دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتون کی ضرور ہے +

کس قسم کے شخصون کی گواہی نہین لیجاتی

۱۰ غلام اور نابالغ اور وے شخص جو توہین کے جرم مین ماخوذ ہوچکے ہون ادا شہادت کے مجاز نہین ہین +

کس قسم کے اشخاص کی گواہی مقبول نہین ہوسکتی +

۱۱ باپ کی گواہی بیٹے کی نسبت یا دادا کی شہادت پوتے کی نسبت یا برعکس اسکے مقبول نہین ہوسکتی علی ہذا القیاس شوہر کی گواہی زوجہ کی نسبت یا برعکس اسکے جائز نہین ہے اور ملازم کی گواہی آقا کے حق مین یا آقا کی شہادت ملازم کی نسبت درست نہین ہے +

کس قسم کے شخصون کی گواہی مقبول نہین ہوسکتی +

۱۲ علی ہذا القیاس معاملات شراکت مین کسی شریک کی گواہی جائز نہین ہے +

عورت کی گواہی [illegible]

۱۳ جو معاملات خاص عورتون سے متعلق ہین اون مین عورتون کی گواہی بلا تائید مردون کی شہادت کے جائز ہے +

شہادت سماعی

۱۴ سماعی شہادت درباب اثبات تولد و وفات و نکاح و مصاحبت اور تقرر قاضی کے جائز ہے کیونکہ ایسے معاملات مین گواہ رویت اکثر نہین ہوتے +

شہادت [illegible]

۱۵ اگر کسی دعوی کے ثابت کرنیکے لیے تعداد معینہ سے زیادہ گواہ پیش کیے جائین تو اس سے دعوی زیادہ تر قابل لحاظ نہین ہوسکتا +

شہادت جو بیان دعوی سے متجاوز ہو۔

۱۶ جن گواہون کی شہادت سے دعوی مدعی کا بابت اوس شیئے کے ثابت ہو جو مدعی کے بیان مین داخل نہو اون کی گواہی معتبر متصور ہوگی مثلاً اگر مدعی کے گواہ زر مدعا بہ سے واجب ہونا زیادہ روپیہ کا بیان کرین تو اون کی گواہی مسموع نہوگی۔

اختلاف شہادت بناء دعوی کی نسبت

۱۷ اگر مدعی کے گواہ بناء دعوی کی نسبت خلاف اظہار اوسکے گواہی دین تو شہادت اون کی مسموع نہوگی مثلاً اگر مدعی خریداری کی بناء پر دعویدار ہو اور اوسکے گواہ مبنی ہونا دعوی کا ہبہ پر بیان کرین تو شہادت اون کی جائز نہوگی۔

اختلاف شہادت نسبت مقدار یا قیمت

۱۸ اگر دعوی قرضہ کا ہو اور چند گواہ واجب ہونا کل زر مدعا بہ اور بعض صرف اوسکے جزو کا بیان کرین تو مدعی صرف جزو کا مستحق ہوگا۔

انکار قطعی۔

۱۹ اگر مدعا علیہ کو دعوی سے انکار قطعی ہو تو دعوی کا بار ثبوت ذمہ مدعی ہے۔

عذر خاص نسبت برائت۔

۲۰ اگر مدعا علیہ کو اپنی برائت مین زر قرضہ کے ادا یا وصول ہو جانیکا عذر ہو تو اوسکا بار ثبوت اوسکے ذمہ ہے یہہ قاعدہ مثل آئین قدیمہ رومیہ کے ہے یعنی ہر امر متنازعہ کے اثبات کا ثبوت مطلوب ہوتا ہے نہ اوسکے نفی کا۔

انضمام عذر عام و خاص۔ تمثیل۔

۲۱ بعض صورتون مین مدعا علیہ عذر عام و خاص پیش کرنیکا مجاز ہے بشرطیکہ دونون قسم کے عذرات مین تناقض نہو اور اگر پیش ہونا عذر خاص کا واسطے برائت مدعا علیہ کے ضرور نہو تو ایسی حالت مین بار ثبوت مدعی کے ذمہ ہے مثلاً اگر ایک شخص نصف جایداد کی بابت اس بیان سے دعویدار ہو کہ وہ اور مدعا علیہ ایک والدین کی اولاد سے ہین تو ایسی صورت مین مدعا علیہ مجاز ہے کہ اس بیان سے قطعاً منکر ہو اور ساتھہ ہی اوسکے یہہ عذر بھی پیش کرے کہ مدعی دوسرے خاندان کا ہے تو اسطرح کا عذر جائز ہے۔

جو دعوی پہلے دعوی کے خلاف ہو وہ مسموع نہین ہو سکتا۔

۲۲ جو دعوی پہلے دعوی کے خلاف ہو وہ مسموع نہین ہو سکتا کیونکہ دونون دعوی جائز نہین ہو سکتے مثلاً اگر مدعی پہلی نالش مین کسی شخص کے بہائی ہونے سے منکر ہو تو بعدہ اوسکو اپنا بہائی قرار دیکر دعویدار وراثت نہین ہو سکتا۔

اِلّا اوس صورت مین کہ دونون دعوی بلا تناقض قایم رہ سکتے ہون۔

۲۳ اگر پچہلا دعوی پہلے دعوی سے مختلف ہو لیکن دونون دعوی بغیر تناقض کے قایم رہ سکتے ہون تو پچہلا دعوی قابل سماعت ہے مثلاً اگر پہلا دعوی کسی جایداد کی بابت بذریعہ خریداری پیش ہوا ہو تو دعویدار سابق اوسی جایداد کی نسبت وراثت کے ذریعہ سے دعوی کر سکتا ہے لیکن اگر دعوی باقتل وراثت کی بناء پر دائر ہوا ہو تو دعوی مابعد خریداری کے بناء پر مسموع نہین ہو سکتا کیونکہ ایسی صورت مین قایم رہنا دونون دعوون کا بغیر تناقض کے واضح ہے۔ †

قاعدہ اوس صورت کی نسبت جب مدعی ثبوت نرکہتا ہو۔

۲۴ اگر مدعی دعوی پیش کرے اور اوسکی تائید مین ثبوت نرکہتا ہو تو قاعدہ کلیہ یہہ ہے کہ مدعا علیہ سے حلف لیا جاتا ہے اور اگر مدعا علیہ حلف لینے سے انکار کرے تو مقدمہ مدعی کے حق مین منفصل ہوگا اور اگر مدعا علیہ دعوی سے حلفاً منکر ہو تو وہ بری کیا جاویگا۔

فریقون کے ثبوت رکہنے کی صورت۔ استثنا۔

۲۵ اگر فریقین کی جانب سے ثبوت موجود ہو تو بالعموم مدعی کا ثبوت قابل ترجیح ہے مثلاً اگر فیما بین دائن اور مدیون کے مقدار قرضہ کی نسبت نزاع ہو اور طرفین کے پاس ثبوت موجود ہو تو دائن کا ثبوت مرجح ہوگا اور اگر دونون جانب سے ثبوت پیش نہو تو مدیون کا اظہار حلفی معتبر تصور کیا جاویگا۔

† جو استثنا اس جگہہ کیا گیا ہے وہ بادی النظر مین بلا اختلاف صورت معاملہ کے معلوم ہوتا ہے لیکن وجہہ اس قاعدہ کی یہہ ہے کہ جو جایداد وارث کو نہ پہنچے مگر ملنے والی ہو تو وہ اوسکو خرید سکتا ہے اِلّا بعید قیاس ہے کہ جب اوسکو جایداد بعد وفات مورث کے پہنچے اور وہ وراثت کی بناء پر جایداد کی نسبت اپنے تئین باوجود فی الواقع مستحق بیان کرنیکے اوسکو خرید کرے۔

قاعدہ مزید اس صورت کی نسبت جب فریقین کی طرف سے ثبوت موجود ہو۔

۲۶ یہہ بہی قاعدہ کلیہ ہے کہ جب فریقین کی جانب سے ثبوت پیش ہوتا ہے تو قطع نظر دیگر حالات کے اوس فریق کے گواہ قابل ترجیح ہوتے ہین جسکا دعوی

مقدار مین زاید یا جسکو شے متنازعہ سے زیادہ تعلق ہو مثلاً اگر کوئی دعوی معاہدہ بیع کی بنا پر پیش ہو اور بایع او مشتری مین زرثمن کی بابت تنازع ہو اور طرفین ثبوت رکھتے ہون تو جو گواہ واجب ہونا زیادہ روپیہ کا بیان کرین یعنی شہود مدعی قابل ترجیح ہونگے ۔

۲۷ اگر مابین بایع اور مشتری کے زرثمن اور بہی اشیاء معینہ کی نسبت تکرار ہو اور طرفین گواہ رکھتے ہون تو بایع کے گواہون کی شہادت مقدار زرثمن کی نسبت اور گواہان مشتری کی گواہی دربارہ مقدار و کمیت اشیاء مذکورہ کے قابل ترجیح ہوتی ہے ۔

جب بایع اور مشتری مین دربابِ زرثمن اور کیفیت و کمیت اشیاء معینہ کی تکرار ہو اور طرفین ثبوت رکھتے ہون ۔

۲۸ اگر طرفین ثبوت نہ رکھتے ہون تو دونون سے حلف لینا چاہیے اور اگر طرفین حلف لینے پر راضی ہون تو معاہدہ فسخ تصور کیا جائیگا لیکن اگر ایک فریق لینا حلف کا قبول اور دوسرا نامنظور کرے تو جو فریق حلف لے اوسکے حق مین مقدمہ فیصل ہونا چاہیے ۔

جب طرفین ثبوت نہ رکھتے ہون ۔

۲۹ اگر شرایط بیع مثلاً ادا زرثمن وغیرہ کی نسبت تنازع ہو اور طرفین حلف لینے پر راضی ہون تو مدعا علیہ کا اظہار حلفی قابل ترجیح ہوگا ۔

جب مابین بایع و مشتری کے شرط بیع کی [illegible] تنازع ہو ۔

۳۰ اگر مابین شوہر اور زوجہ کے مقدار مہر کی نسبت تنازع ہو اور طرفین ثبوت رکھتے ہون تو زوجہ کا ثبوت زیادہ قابل اعتبار ہے کیونکہ اوس سے مقدار زائد ثابت ہوتی ہے † علی ہذا القیاس اگر مابین زمیندار اور مستاجر کے تنازع ہو تو ہر فریق کے ثبوت پر بلحاظ حقوق متنازعہ ہر فریق کے اعتبار

نالش مابین شوہر اور زوجہ یا مابین زمیندار و مستاجر

† اس قاعدہ کلیہ سے ایک صورت مستثنی ہے یعنی اگر زوجہ مہر کا دعوی کرے اور مہر مثل اوسکا مقدار مدعابہ سے زاید ہوتا ہو تو شوہر کی جانب کا ثبوت قابل ترجیح ہوگا کیونکہ اوس سے ہونا تخفیف کا زوجہ کی جانب سے مقدار مہر مین ثابت ہوتا ہے اور مہر مثل اوسے کہتے ہین جو کسی عورت کے واسطہ وارثان پدری کو دیا گیا ہو ۔ ہدایہ جلد اول صفحہ ۴۰ ۔

کیا جاتا ہے یعنی زمیندار کی جانب کا ثبوت درباب مقدار مالگذاری اور مستاجر کا ثبوت دربارہ میعاد مستاجری کے قبول ہوتا ہے ۔

۳۱ اگر کسی جایداد کا دعوی پیش کیا جاے اور شخص قابض مظہر ہو کہ مالک شے مدعابہ کے پاس امانتاً یا رہن رکھکر چلا گیا ہے اور اپنے اظہار کی تائید مین ثبوت بہی پیش کرے تو دعوی نامنظور کیا جائیگا اور اگر مدعی مستحق ہونا اپنا بذریعہ قایم مقامی مالک غیر موجود کے بیان کرے تو دعوی اوسکا نامنظور کیا جاے ۔

دعوی نسبت جایداد امانت یا مرہونہ کے ۔

۳۲ تجویز یکطرفہ صادر نہین ہوسکتی اور اوسکی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ فیصلہ بلحاظ اقبال مدعا علیہ کے صادر ہونا چاہیے یا بلا لحاظ شہادت گواہان گووہ دعوی سے منکر ہو اور اگر مدعا علیہ موجود نہو تو منکر یا مقبل ہونا اوسکا دعوی سے واضح نہین ہوسکتا ۔

تجویز یکطرفہ ۔

۳۳ اگر مقدمہ سپرد ثالثی کیا جاے تو متفق ہونا ثالثون کا تجویز کی نسبت ضرور ہے ۔

ثالثی

نظایر مسائل شرع

متعلقہ وراثت و معاہدات و مطالب متفرقہ

پہلا باب

نظایر وراثت

مقدمہ ۱

سوال ۱ - ایک شخص تین بیٹے چھوڑکر مرگیا سوال یہ ہے کہ ترکہ اوسکا اونکو کس حساب سے پہنچیگا ۔

جواب ۱ - ترکہ کے تین حصے مساوی ہوکر ہر بیٹے کو ایک ایک حصہ ملیگا ۰ ۴

بیٹوں کو برابر حصہ ملنا چاہیے ۰

۴ قاعدہ ۲ باب وراثت ملاحظہ کیا چاہیے ۰

س ۲ - اگر شخص مذکور نے اپنی جایداد کو مین حیات منجملہ تین بیٹون کے دو بیٹون مین تقسیم کیا ہو اور دونون بیٹے اور اون کے وارث اوس جایداد پر جو اون کو دی گئی قابض رہے ہون تو تیسرے بیٹے کا دعوی جایداد مذکورہ سے کسی جزو کی بابت شرعاً پہنچیگا یا نہین ۰

ج ۲ - اگر باپ نے صحت حواس مین جایداد کو اپنے دو بیٹون مین بحصص جداگانہ تقسیم کر دیا اور وے اپنے اپنے حصے پر جداگانہ قابض رہے تو تیسرا بیٹا منجملہ جایداد مذکور کے کسی جزو کے پانیکا مستحق نہوگا ۰

باپ کو اختیار ہے کہ اپنے بیٹون مین سے جس بیٹے کو چاہیے اپنے مین حیات ورثہ سے محروم رکھے ۰

مقدمہ ۲

س - مدعی نے اپنے چھوٹے بہائی پر بابت حقیت ملکانہ سولہوین حصہ اراضی متروکہ بڑے بہائی کے نالش دایر کی اور معلوم ہوتا ہے کہ یہہ اراضی موروثی نہین بلکہ بالکل بڑے بہائی کی مکسوبہ تہی اور راصل مالک کی وفات کے وقت اوسکی زوجہ اور دختر اور دو بہائی اور دو بہن موجود تہے ایسی صورت مین مالک کی وفات کے بعد اوسکی بہنین جایداد مکسوبہ سے حصہ پانیکی مستحق ہین یا نہین اور اگر مستحق ہین تو بحالت موجود ہونے متوفی کے ایک پسر کے دعوی اون کا صحیح ہوا یا نہین ۰

ج - مالک متوفی کا کل ترکہ اون کے دو بہائیون اور دو بہنون اور زوجہ اور دختر مین تقسیم ہونا چاہیے شرع مین جایداد موروثی و مکسوبہ کی بابت کچہہ فرق نہین ہے ۴ اور اس جہہ سے بہنون کو متوفی کی جایداد مکسوبہ سے حصہ ملنے کا استحقاق پہنچتا ہے اور اگر مالک متوفی کے ایک لڑکا ہوتا تو اوسکے بہائی اور بہنین ترکہ سے محروم رہتین ۴ اور ان کو کچہہ حصہ نہین پہنچتا اور ایسی حالت مین ترکہ صرف متوفی کے بیٹے اور دختر اور زوجہ کو ملتا یعنی زوجہ کو اٹہوان حصہ ملنے کے بعد باقی ترکہ بیٹے اور دختر مین تقسیم ہوگا اور بیٹے کو بہ نسبت دختر کے دوچند حصہ ملیگا ۰ ۹۱

موروثی اور مکسوبہ جایداد مین امتیاز نہین ہے ۰ بہنون کو بھی موروثی بہائیون اور دختر کے حصہ پہنچتا ہے ۰ اگر بیٹا ہو تو بہائی اور بہن کو حصہ نہ ملیگا ۰

مقدمہ ۳

س - ایک عورت کچہہ جایداد جو اوسکو اپنے شوہر اور پسر سے وراثتاً پہنچی تہی چہوڑ کر مر گئی سوال یہہ ہے کہ جایداد مذکور شوہر و پسر متوفیہ کے اون واسطہ داران کو جو خاص متوفیہ سے قرابت نرکہتے ہون پہنچیگی یا بعد متوفیہ کو اوسکے ورثا کی ایسی صورتین فیما بین جایداد منقولہ اور غیر منقولہ کے کچہہ فرق ہے یا نہین ۰

ج - جو جایداد زوجہ کو شوہر اور پسر سے وراثتاً حاصل ہوئی ہو وہ متوفیہ کے شوہر یا پسر کے واسطہ دارون کو جو خاص متوفیہ سے قرابت نرکہتے ہون

عورت کا ترکہ خاص اوسکے واسطہ دارون کو ملتا ہے گو وہ ترکہ کسیطرح حاصل ہوا ہو ۰

جایداد منقولہ و غیر منقولہ مین امتیاز نہین ہے

۴ اصول وراثت کی دفعہ اول ملاحظہ کیجایے ۰

۴ ایضاً ایضاً ۲۱۰ ۰

۵ ایضاً ایضاً ۳ ۰

۹۱ ایضاً ایضاً ۱۴ ۰

پہنچیگی بلکہ متوفیہ کے باپ یا بہائیون یا اور قرابت دارون کو جو اوسکے وارثان جائز ہون اور ایسی صورتین درمیان جایداد منقولہ و غیر منقولہ کے کچہہ امتیاز نہین ہے ۴ بلکہ دونون قسم کی جایداد ایک ہی طور پر ملیگی سراجیہ مین وارثون کی ترتیب بصورت ذیل ہے یعنی پہلے ذوی الفروض اور

اون کے عصبات ہوتے ہین اور عصبات کے بعد واسطہ داران نسبی کو اور در صورت نہونے واسطہ داران نسبی کے رشتہ داران بعید کو حصہ پہنچتا ہے اور اگر رشتہ داران بعید بہی نہون تو اوس شخص کو ترکہ ملنا چاہیے جو از روے معاہدہ قایم مقام قرار دیا جاے اور ان کے بعد اوس شخص کو جسکا رشتہ دار ہونا بواسطہ دوسرے شخص کے تسلیم کیا گیا ہو اگر یہہ بہی نہو تو اوس شخص کو ترکہ پہنچیگا جسکے نام کل جایداد کی بابت وصیت ہوئی ہو اور اگر ان مین سے کوئی شخص بہی نہو تو جایداد داخل بیت المال ہوگی لیکن عورت کے شوہر اور سب کے واسطہ دار بحالیکہ وہ عورت مذکور کے خاص واسطہ دار نہون وارثان متذکرہ بالا سے نہین ہین +

مقدمہ ۴

س - اگر کسی شخص کے جاریہ سے اولاد ہو تو وہ ترکہ پدری سے ورثہ پانیکی مستحق ہے یا نہین +

+ اصول وراثت کی دفعہ اوّل ملاحظہ کیجاے +

ج - متوفی کا ترکہ اوسکی کل اولاد کو خواہ وہ جاریہ سے ہو یا حرّہ منکوحہ سے بلا تخصیص بقدر اپنے اپنے حصص کے از روے فرایض + پہنچتا ہے +

جاریہ کی اولاد مثل دیگر اولاد ورثہ پا سکتی ہے +

مقدمہ ۵

س - متوفی کی زوجہ نے دین محمدی سے مرتد ہونا اپنے طرفثانی کا بعد وفات اپنے شوہر کے بیان کیا ایسی صورت مین طرفثانی ورثہ سے محروم ہوگا یا نہین

ج - اگر بہائی حسب بیان زوجہ متوفی کے اپنے بہائی کے مرنے کے بعد دین محمدی سے مرتد ہو گیا ہو تو وہ وراثت سے محروم نہین ہو سکتا کیونکہ نا مبردہ وقت پہنچنے وراثت کے دین مین تہا + ‡

بعد وفات مورث کے دین سے مرتد ہونا باعث عدم ارث نہین ہے +

مقدمہ ۶

س - جواز بیٹے کے واسطے شرعاً کیا شرائط ضرور ہین اور متبنی کو کیا حقوق حاصل ہین اور جو شخص متبنی کرے اوس کے ترکہ کی بابت متبنی کو وراثتاً کچھ دعوی پہنچتا ہے یا متبنی کرنیوالیکو اختیار ہے کہ اپنی جایداد مین حیات بذریعہ ہبہ یا ہبہ کے منتقل کرکے متبنی کو قطعاً محروم رکہے +

+ اگر کنیز کی اولاد مختلف ماں سے ہو تو اونکے نسب کی صحت کے واسطے باپ کو اس امر کا تسلیم کرنا کہ وہ اوس کے نطفہ سے ہے ضرور ہے لیکن اگر اولاد ایک ہی ماں سے ہو تو جو طفل پہلے پیدا ہوا ہے اوسکی نسبت باپ کا اپنے نطفہ سے تسلیم کرنا کافی ہے - اصول نسب صفحہ ۳۲ +

‡ منجملہ اور اسباب کے اختلاف مذہب بہی مانع ارث ہونیکا ایک سبب ہے - اصول وراثت دفعہ ۶

ج - متبنی کو متبنی کرنیوالے کے مین حیات یا وفات کے بعد اوسکی جایداد کا استحقاق نہین پہنچتا + گود لینے والیکو اپنی جایداد پر اختیار مطلق ہے

متبنی ہونے سے کچہہ حق وراثت پیدا نہین ہوتا +

+ لفظ متبنی ایسے جو اس جگہہ مستعمل ہوا ہے یہہ مراد نہین ہے کہ متبنی داخل جایداد ہو کر اوسکو استحقاق خاص نسباً حاصل ہو بلکہ مقصود اسکا صرف اسقدر ہے کہ گو طفل دوسرے خاندان سے علاقہ رکہے اور یہہ امر معروف و مشہور و مسلم ہو تو بہی متبنی دوسرے خاندان مین داخل ہو سکتا ہے اس باب مین شرع اسلامیہ کو آئین انگلشیہ اور دہرم شاستر کو آئین قدیمہ رومیہ سے اتفاق ہے اور واضح ہو کہ اہل روم مین جیسا کہ ہنود مین اب تک جاری ہے تبنیت کی رسم اہمام و مراسم مذہب مین بالکل داخل تہی اور تبنیت اس نظر سے ضرور سمجہی گئی تہی کہ اگر متبنی نہو تو دیوتے جنکی پرستش خاندان مین ہوتی آئی ہو قایم نرہیگی اور شیار مقدس کا حفاظت نہو سکیگا اور ان امور کا نہونا موجب تذلیل تصور کیا گیا تہا اہل اسلام اور قوم انگلشیہ مین حسب قول ڈاکٹر ٹیلر صاحب کے تبنیت کا طریقہ ظاہراً صرف اس نظر سے اختیار کیا گیا ہے کہ جو مال اولاد کے ذریعہ سے حاصل

سے لاحق ہوا اوسکا بدل ہو جاے اور وہی عالم باب تبنیت کے ایک تنبیہ مین لکھتے ہین کہ یہہ امر معروف ہے کہ ہم لوگون مین اکثر دوسرے خاندان کے اطفال بنظر محبت متبنی کیے جاتے ہین لیکن جو تبنیت ہم لوگون مین عملاً عمل مین آتی ہے اوس تبنیت سے جو رومیون مین مروج تہی بالکل مختلف ہے کیونکہ ہمارے دستور کے مطابق متبنی اور گود لینے والیکو تبنیت کے قطع کرنیکا اختیار ہے لیکن اہل روم مین متبنی کو گود لینے والیکے حاصل ہے۔ اور اوسکو اختیار ہے کہ اپنی جایداد کو بذریعہ بیع یا ہبہ کے یا جسطرح چاہے ہبہ کرے گو اوس صورت مین لیسر متبنی قطعاً محروم رہے +

مقدمہ ۷

س - اگر مدعی جسکا ذکر اسمقدمہ مین ہوا ہے باشتباہ قتل اوس عورت کے ملزم و ماخوذ جرم ہو جسکے ترکہ کی بابت متبنی بطور وارث جائز دعوی پیش کرے تو یہہ امر متبنی کیے حرمان ارث کا باعث ہوگا یا نہین +

اگر اشتباہ قتل بخوبی ثابت ہنو تو حرمان ارث لازم نہین آتا

ج - صرف اشتباہ قتل واسطے محرومی استحقاق وراثت کے کافی نہین ہے اور اگر مدعی مشتبہ کا دعوی وراثت باعتبار اور مراتب کے ناقابل اعتراض ہو تو جب تک جرم قتل اوسکی نسبت بخوبی ثابت ہنو اوسکو وراثتاً جایداد پانیکا استحقاق پہنچتا ہے ++

حقوق بذریعہ وراثت و قایم مقامی حاصل ہوتے ہیں اور گود لینے والا متبنی کو اسکے حقوق سے عمداً محروم نہین کر سکتا تہا ملاحظہ امین رومیہ مؤلفہ ٹیلر صاحب جلد ا صفحہ ۴۷ +

+ ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسمقدمہ مین مدعی ازروے قواعد شہادت متعلقہ آئین فوجداری اسلامیہ کے جو صحیح نہین ہین ماخوذ ہوا اور قاعدہ شرع کا یہہ ہے کہ ملزم کی نسبت بلحاظ جرم کے جو اوسپر قایم ہوا ہو سزا نہین ہوتی بلکہ بنظر مقدار ثبوت جرم کے اور معلوم ہوتا ہے کہ مدعی کی نسبت اشتباہ قتل کی علت مین بارہ برس کی قید تجویز ہوئی حالانکہ واسطے جواز حرمان ارث کے جرم کا ثبوت کامل درکار ہے اور اس جگہہ ہیہ

مقدمہ ۸

س - ایک شخص مسلمان پر بضمانت دوسرے شخص کے قرضہ عاید ہوا اس صورت مین بعد وفات ضامن کے اوسکے وارث بلا لحاظ مقدار جایداد کے جو اون کو وراثتاً پہنچی ہو مستوجب ادای قرضہ ہو سکتے ہین یا نہین اور اگر ضامن متوفی نے کچہہ جایداد نہ چہوڑی ہو تو بہی مواخذہ قرضہ کا اون سے ہونا چاہیے یا نہین اور منجملہ وارثان متوفی یعنی دو بہائی اور ایک بہتیجے اور ایک بیٹے کے کون شخص قرضہ کا ذمہ دار رہیگا +

متوفی کیکہ وارثون پر ادای قرضہ بقدر اوسیکے ترکہ کے لازم ہے نہ زیادہ

ج - اگر مدیون نے کچہہ جایداد چہوڑی ہو تو دائن متوفی کے اوس وارث سے جو اسکے ترکہ پر قابض ہو قرضہ کے دعوی کرنیکا مجاز ہے اور قبل تقسیم ترکہ کے ادا ہونا قرضہ متوفی کا واجب ہے اگر مقدار ترکہ تعداد قرضہ سے زیادہ ہو تو قرضہ ترکہ وارثون مین تقسیم ہوگا لیکن اگر ترکہ مذکور قرضہ سے قلیل ہو تو کل جایداد ادای قرضہ مین صرف ہونی چاہیے اور جسقدر قرضہ باقی رہے اوسکا مطالبہ وارثون سے نکیا جایگا اور اگر متوفی نے کچہہ

لکہنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قتل عمد ہر قسم کا گو غلطی سے بہی سرزد ہوا ہو بخوبی ثابت ہونے کی صورت مین قاتل کو مقتول کے ترکہ سے محروم رکہتا ہے مگر شرط یہہ ہے کہ قاتل اصل سبب اوسکی قتل کا ہوا ہو اور اگر یہہ فعل اوسکا اتفاقیہ باعث قتل ہوا تو وہ ترکہ سے محروم نرہیگا +

جایداد نہ چہوڑی ہو تو قرضخواہون کا دعوی وارثون پر نہ پہنچیگا اور اگر متوفی نے وقت وفات ایک بیٹا اور ایک بہتیجا اور دو بہائی چہوڑے ہون تو ادای قرضہ کا بیٹے پر واجب ہوگا اور بقیہ ترکہ بعد ادای قرضہ قرضخواہون کے صرف بیٹے کا حق ہوگا اور بحالت اوسکی موجودگی کے

بیاہی اور بیاہی کے بیٹے کو استحقاق وراثت نہیں پہنچتا ۔ †

مقدمہ ۹

س ۔ ایک عورت کے دو بیٹے تھے اون میں سے ایک عین حیات اپنی ماں کے ایک لڑکا چھوڑکر مرگیا اور بعد وفات عورت مذکورہ کے یوتی نے اوسکے ترکہ کا دعوی بذریعہ اپنے باپ کے وراثت کے کیا اسصورت میں دعوی لڑکی کا مقابلہ اپنے چچا کے جائز ہوگا یا نہیں ۔

ج ۔ لڑکی کو اپنے چچا پر کچھہ دعوی نہیں پہنچسکتا کیونکہ اوسکا باپ اپنی ماں کے عین حیات مرگیا اور چونکہ اوسکا دوسرا بھائی موجود ہے لہذا لڑکی کو ورثہ نہیں پہنچ سکتا اور اسی وجہ سے لڑکی اپنی دادی کی جایداد نہیں پاسکتی ۔

وراثت کا دعوی بتوسط شخص متوفی کے واسطے سے جائز نہیں ہے

† اصول وراثت کی دفعہ ۲۱ معائنہ کیجایے ۔

‡ اصول وراثت کی دفعہ ۹ معائنہ کیجایے ۔

مقدمہ ۱۰

س ۔ اگر منجملہ وارثون کے کوئی وارث مجنون یا نابینا ہو تو امور مانع استحقاق وراثت ہوسکتے ہین یا نہین ۔

ج ۔ اختلال حواس یا کسی اور قسم کی مجنونیت یا نابینا ہونا موانع ارث مین داخل نہین ہے بلکہ جو شخص ایسے عوارض مین مبتلا ہون وے مثل اور وارثون کے اپنے حصص شرعی پانیکے مستحق ہین ۔ †

مجنون و نابینا ہونا مانع ارث نہین ہے

مقدمہ ۱۱

س ۔ دو عورتون نے عین حیات اپنی ماں کے ایک دستاویز اور دو وارثون کے نام لکہدی اور خود استحقاق وراثت ترکہ مادری سے دستبردار ہوئین اور جن شخصون کے نام اونہون نے دستاویز لکہدی تہی اون سے دونون کو ایک ایک ہزار روپیہ ملا اور ماں کی وفات سے بارہ برس تک دونون عورتون نے مطلق کچہہ دعوی پیش نہین کیا لیکن آخرکار دونون نے منجملہ ترکہ مادری کے اپنے حصص شرعی کا دعوی کیا جن شخصون کے نام لادعوی

† ازروئے قواعد دہرم شاستر کے مجنون و نابینا ہونا باعث حرمان ارث ہے چنانچہ شاستر کا یہہ حکم ہے کہ مخنث اور اشخاص خارج القوم اور جو شخص مادر زاد نابینا ہون یا نقص سماعت رکہتے ہون یا مجنون فطری یا گونگے یا ایسے آدمی جنکا کوئی عضو باطل ہوگیا ہو محجوب الارث ہین ترجمہ دہرم شاستر منو باب ۹ صفحہ ۱۰۴ مرتبہ سر ولیم جونس صاحب ۔ یہہ قواعد غیر صحیحہ بالفعل متروک ہین ۔

لکہا گیا تہا اونہون نے ایک ہبہ نامہ پیش کرکے بیان کیا کہ یہہ ہبہ نامہ دونون عورتون کی ماں کا لکہا ہوا ہے اور ذکر اس ہبہ نامہ کا اوس دستاویز مین بہی ہے جو اونہون نے تحریر کی تہی لیکن تحقیقات کی رو سے ہبہ نامہ مذکور بے وجود قرار پایا ایسی صورت مین دستاویز لادعوی جو دونون عورتون نے لکہی مانع سماعت اس دعوی کے ہے یا نہین ۔

ج ۔ لادعوی سے یہہ مفہوم ہے کہ جس شخص کو کوئی استحقاق حاصل ہو وہ اوس سے دستبردار ہو یا ایسے دعوی کے پیش کرنے سے باز رہے جو دوسرے شخص پر وارد ہوسکتا ہو اور ظاہر ہے کہ ماں کی حیات مین بیٹیون کو استحقاق وراثت حاصل نہین ہوتا اور اسی وجہ سے دعوی اون کا وراثت کی رو سے ماں کی حیات مین کسی شخص پر نہین پہنچ سکتا لہذا اس سے واضح ہے کہ دستبردار ہونا بیٹیون کا ماں کی حیات مین اپنے حصہ سے ناجائز

مورث کی حیات مین وراثت سے دست بردار ہونا ناجائز اور غیر موثر ہے ۔

اور غیر صحیح ہے کیونکہ اس صورت مین درحقیقت دینا اوس شے کا لازم آتا ہے جو وجود نہین رکہتی اور جو استحقاق وراثت ان کی وراثت سے پیدا ہو وہ اس دستبرداری سے ناجائز نہین ہو سکتا اور نہ اس وجہہ سے دعوی اون کا بابت ترکہ مادری کے ممنوع السماعت متصور ہو سکتا ہے اگر دعوی قریب بارہ برس † تک دائر نہو تو اس وجہہ سے وہ ناقابل سماعت نہین ہو سکتا ✦

† جو قاعدہ شرع کا اس بابمین ہے شاید منسوخی اوسکی بسبب مقرر ہونے دوازدہ سالہ از رو دفعہ ۱۴ قانون ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ع اور دفعہ ۸ قانون ۵ سنہ ۱۷۹۳ع اور دفعہ ۱۰ قانون ۲ سنہ ۱۸۰۳ع کے عمل مین آئی ہے اور قانون آخر الذکر کی دفعہ ۳ قانون ۱۰ سنہ ۱۸۱۸ع کے بموجب ترمیم ہو گئی

مقدمہ ۱۲

س۔ ایک شخص نے ایک عورت مساوی الدرجہ سے جسکی نسبت کوئی اعتراض قایم نہین ہو سکتا تہا نکاح کیا اور اوس عورت سے اولاد ہوئی بعد ازان شخص مذکور کے ایک طوائف غیر منکوحہ سے کئی اطفال ہوئے بعد ازان شخص مذکور بلا وصیت کرنے کے مرگیا پس سوال یہہ ہے کہ طوائف مذکورہ کی اولاد منجملہ متوفی کی جایداد کے کس قدر ترکہ پانے کی مستحق ہے یا کل ترکہ اوسکی زوجہ منکوحہ اور اولاد صحیح النسب کو پہنچیگا ✦

لیکن فی الواقع بعضے دعوی اس قسم کے ہین کہ ممنوع السماعت قرار دینا اون کا بوجہہ معین نہونے اون کے اندر میعاد معینہ کے بیجا متصور ہے چنانچہ دعوی مہر کا اسی قسم سے ہے ✦

† پرووِنشل کورٹ کے قاضی اور عدالت شہر پٹنہ کے مفتی نے اس بابمین فتوی ایک ہی مضمون سے دیا تہا لیکن عدالت ضلع شاہ آباد کے مفتی کو اون سے بہی استفتا ہوا تہا اون کے فتوی لیسے اختلاف کیا اور لکہا کہ جب دونون عورتون نے کچہہ معاوضہ لیکر دستاویز لکہدی تو گو حق متعلقہ اوسوقت مین کچہہ وجود نہ تہا تو بہی تعمیل اوس دستاویز کی اون پر واجب ہے آخر کار یہہ مسئلہ مفتیان صدر دیوانی عدالت اور دیگر علما سے پوچہا گیا اور اون کے جوابات سے حسب اطمینان متحقق ہوا کہ اس مسئلہ کی صحیح تعبیر بلحاظ کثرت رائے کے ہونی چاہیے ✦

ج۔ اگر یہہ ثابت ہو کہ متوفی کا نکاح طوائف کے ساتہہ نہین ہوا اور اولاد صحیح النسب نہو تو نسب اس اولاد کا باپ کی نسبت تسلیم نہین کیا جائیگا چنانچہ اس بابمین حدیث نبوی یہہ ہے کہ نکاح کی صورت مین اولاد والدین کی ہوتی ہے نہ زنا کی حالت مین پس چونکہ صحیح النسب ہونا اولاد کا ثابت نہوا اور متوفی کی جانب سے کچہہ وصیت نہین ہوئی لہذا متوفی کے ترکہ سے اولاد حرام کو کچہہ استحقاق نہین پہنچتا بلکہ کل ترکہ اولاد صحیح النسب کو ملیگا۔ نسخہ کافی مین لکہا ہے کہ اولاد حرام اور وہ اولاد جسکو باپ بذریعہ لعن کے عاق کرے صرف ترکہ مادری کی مستحق ہوتی ہے نہ جایداد پدری کی اور باپ کو بہی ایسی اولاد کا ورثہ نہین پہنچتا اور نہ اوسکو ایسی اولاد سے کچہہ واسطہ ہوتا ہے اور اسی وجہہ سے اسطرح کی اولاد کو خاندان پدری سے دعوی واسطہ داری کا نہین پہنچتا۔ اور نسخہ حدیہ مین بہی یہی لکہا ہے کہ اولاد حرام باپ کی اولاد متصور نہین ہوتی ✦

اولاد غیر صحیح النسب کو ترکہ پدری سے ورثہ نہین پہنچتا ✦

مقدمہ ۱۳

س۔ ایک شخص کچہہ جایداد اراضی اور چار بیٹے چہوڑ کر مرگیا اور منجملہ اون کے دو بیٹے لاولد مرگئے اور زید و بکر یعنی دو پسران حی القائم جایداد مذکورہ پر بالاشتراک قابض ہے بعدہ بکر نے دو بیٹے خالد و عامر اور دو بیٹیان جمیلہ و حمیدہ چہوڑ کر وفات پائی اور یہہ اشخاص مشمول اپنے چچا اور اوس کے دو بیٹون کریم و حلیم کے اراضی مذکورہ پر بالاجمال قابض رہے بعد ازان زید مرگیا اور بقیہ اشخاص بدستور سابق دخیل ہے بعد

پہلے خالد اور پہر کریم مرگیا اور حامد غائب و مفقود الخبر ہے ان سب کے بعد عظیم ایک بیوہ چہوڑ کر مرگیا اور اب یہہ بیوہ اور بکر کی بیٹیان جمیلہ و حمیدہ دعویدار ہین اس صورت مین اون وارثون کو ترکہ کس حساب سے پہنچیگا ٭

ج - بنظر حالات مذکورہ بالا ترکہ سولہ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اون کے عظیم کی بیوہ دو حصے اور جمیلہ و حمیدہ سات یعنی ہر واحد کو ساڑہے تین حصے ملینگے اور بقیہ سات حصے جو در حقیقت حامد مفقود الخبر کے ہین بالفعل کسی وارث کو نہین ملنے چاہئین بلکہ منجملہ اون سات حصون کے چار حصے کسی شخص کے سپرد کیئے جائین اور بقیہ تین تا منقضی ہونے اوس میعاد کے جو واسطے انتظار مفقود الخبر کے معین ہے باقی جایداد کے قابض یا قابضون کے حوالہ رہین اور میعاد مذکور تاریخ ولادت مفقود الخبر سے ۹۰ برس تک ہے اور اگر نابردہ اس عرصہ مین واپس آجاے تو کل ساتون حصے اوسکو دیدیے جائین لیکن اگر قبل منقضی ہونے میعاد معینہ کے کچہہ حال اوسکا معلوم نہو تو چار حصے جو سپردار کے قبضہ مین ہین اوسکے وارثون کو پہنچینگے اور باقی تین حصے اون وارثون کو ملینگے جو پہلی تقسیم کی رو سے واجب ہوئے ہون ٭ ٭

شخص مفقود الخبر کی جایداد اوسکی عمر پیدایش کے زمانہ سے ۹۰ برس تک معرض التوا مین رکہنا چاہیئے ٭

٭ اس مقدمہ مین یہہ مسئلہ شرعی قایم ہوا کہ شخص مفقود الخبر اور شخصہ اوسکی جایداد کی نسبت مثل متوفی اور اپنی جایداد کی نسبت زندہ متصور ہوتا ہے اور میعاد ۹۰ سال تک جو واسطے انتظار مفقود الخبر کے معین ہے وہ اور شخصون کا ورثہ نہین پاسکتا اور نہ اس عرصہ مین اور شخص اوسکا ورثہ پاسکتے

مقدمہ ۱۴

س - ایک شخص مسمی رحم علی کی دو زوجہ سماۃ بہورن اور بہیکن تہین اور نامبردہ کچہہ جایداد چہوڑ کر مرگیا اس صورت مین ترکہ اوسکا دونون زوجکان کو بحصص مساوی پہنچیگا یا کس حساب سے یعنی اون کا حق شرعاً مساوی ہے یا مختلف ٭

ہین - بکر کے وارثون مین سے حامد اور جمیلہ اور حمیدہ موجود ہیں اور زید کا وارث حی القایم عظیم تہا اور حامد و جمیلہ و حمیدہ کو از روے استحقاق وراثت اپنے باپ بکر کے آٹہہ سہام ملنے چاہئین ہیں اور عظیم کو آٹہہ حصے بذریعہ وراثت اپنے باپ زید کے - لیکن چونکہ حامد مرد تہا لہذا وہ منجملہ ہیلے آٹہہ سہام کے چار سہام پانیکا مستحق تہا اور جمیلہ اور حمیدہ کو دو دو سہام ملنے چاہئین تہے بعد مفقود الخبر ہونے حامد کے عظیم نے ایک زوجہ چہوڑ کر وفات پائی اور اوسکی زوجہ منجملہ اوسکے آٹہہ سہام کے صرف دو سہام پانیکی مستحق تہی باقی چہہ سہام بکر اوسکے چچا کی اولاد کو وراثتاً پہنچے منجملہ اون کے حامد کو بوجہہ مرد ہونیکے دو چند یعنی تین سہام ملنے چاہئین تہے لیکن چونکہ قاعدہ یہہ ہے کہ شخص مفقود الخبر اپنی جایداد کی نسبت زندہ اور جایداد دیگر اشخاص کی نسبت مثل متوفی متصور ہوتا ہے لہذا بعد مفقود الخبر ہونے حامد کے اوس کے چار سہام جو اوسکو بذریعہ وراثت اپنے باپ کے پہنچے تہے اور جو بوجہ مفقود الخبر ہونیکے بنیتر قابض تہا سپرداردن کے حوالہ کیئے جائین اور تین سہام جو اوسکو صرف بحالت ثابت ہونے اس امر کے ملسکتے کہ وہ وقت وفات اپنے چچیرے بہائی عظیم کے زندہ تہا اور وارثون کو دینے چاہئین اور دیئے اون سہام سے صرف بدین شرط متمتع ہون کہ بصورت واپس آنے شخص مفقود الخبر کے واپسی سہام مذکور کی عمل مین آوے ٭

ج - اولاد موجود ہونیکی صورت مین زوجہ کو ترکہ شوہری سے ایک ثمن اور بحالت نہونے اولاد کے ایک ربع پہنچتا ہے اور دونون صورتون مین دونون زوجکان کا حصہ مساوی ہوگا ٭ ٭

زوجکان کو باہم حصہ مساوی ملتا ہے

مقدمہ ۱۵

س - عقد نکاح سے کیا مراد ہے اور وے کیا شرایط ہین جنکی وجہ سے زوجہ کو جایداد شوہر کی نسبت بعد اوسکی وفات کے استحقاق ارث حاصل ہوتا ہے ٭

سنہ اید نکاح

ج - عقد کے معنی باندہنے کے ہین اور زن و مرد کے ازدواج کو عقد نکاح کہتے ہین اور طرفین کا ایجاب و قبول واسطے انعقاد کے ضرور ہے یعنی عورت کو بالغ ہونے کی صورت مین رضامندی ظاہر کرنی چاہیے اور مجلس نکاح مین ولیون اور گواہون کا ہونا ضرور ہے پس اگر زوجہ کو شوہر نے طلاق ندیا ہو یا اوس نے اپنے شوہر کو قتل نکیا ہو یا وہ جاریہ یا مختلف المذہب نہو تو وہ جایداد شوہری وراثتاً پانیکی مستحق ہوگی اور در صورت موجود ہونے اولاد کے بیوہ کو ثمن اور نہونیکی حالت مین ایک ربع پہنچتا ہے ‡ اور بقیہ جایداد ذوی الفروض کو اور در صورت نہونے اون کے

† اصول وراثت کی دفعہ ۱۴ معائنہ کیجایے +

‡ ایضاً +

عصبات کو اور یہہ بہی نہون تو واسطہ داران بعید کو ملیگی اور کوئی نہو تو داخل بیت المال ہوگی +

مقدمہ ۱۶

ایک شخص کی دو بیٹیان تہین اور ایک بیٹا اور بیٹا مین حیات باپ کے مر گیا اور باپ نے دو بیٹیان مذکور اور ایک زوجہ اور پوتی چہوڑ کر وفات پائی اور یہہ ثابت ہے کہ متوفی نے زوجہ کے واسطے مہر مقرر کیا تہا پس سوال یہہ ہے کہ زوجہ کو ترکہ شوہری سے مہر کی بابت کسقدر حصہ ملنا چاہیے اور وراثت کی روسے بیٹیون اور پوتی کو جائداد مذکور سے کسقدر سہام پہنچینگے +

ج - اگر مقدار مہر ترکہ کی مالیت سے زاید ہو تو وارثون کو مطلق کچہہ نہین ملیگا بلکہ کل ترکہ زوجہ کو دین مہر کی بابت پہنچیگا اور اگر مقدار مہر مالیت ترکہ سے کم ہو تو پہلے دین مہر کا ایفا ہونا چاہیے اور بقیہ جایداد سے ایک ثمن زوجہ کو استحقاق وراثت کی روسے ملیگا اور باقی سات حصے دونون بیٹیون مین بطور مساوی تقسیم کیے جاینگے - پوتی کو بحالت موجود ہونے دخترون کے استحقاق ارث نہین پہنچتا ہے

زوجہ کو علاوہ مہر کے فرضاً ثمن پہنچتا ہے

پوتی کو بحالت موجود ہونے بیٹیون کے ورثہ نہین پہنچتا ہے +

ماخذ

ہدایہ کے اوس باب مین جو نسبت ملازمان ذیحق کے ہے یہہ لکہا ہے کہ اگر کوئی شخص جایداد پر قرضہ چہوڑ کر مر جا تو وارثون کا استحقاق زائل ہو جاتا ہے اور نسخہ وار یعنی غرر کی شرح مین یہہ لکہا ہے کہ اگر متوفی کی جایداد ادا دین کے واسطے مکتفی نہو تو وارثون کا اوسکی نسبت حق باقی نہین رہتا اور شریفیہ یعنی شرح سراجیہ مین یہہ درج ہے کہ متوفی کی کل جایداد سے جو کچہہ بچے اوسمین سے اوسکا قرضہ واجب الادا ہونا چاہیے اور جو کچہہ بعد ادا ہونے اوسکے قرضہ کے باقی رہے منجملہ اوسکے بقدر ایک ثلث اون شخصونکو دینا چاہیے جنکے حق مین وصیت کی گئی ہو اور جایداد باقی اوسکے وارثون مین تقسیم ہونی چاہیے ان قولون سے بخوبی واضح ہے کہ قرضہ کا ادا کرنا قبل تقسیم حصص وارثون کے مقدم ہے چنانچہ شریفیہ مین بہی بیوہ کی بحث مین یہہ لکہا ہے کہ بیوہ کو در صورت موجود ہونے اولاد کے ایک ثمن پہنچتا ہے اور دختر کی بحث مین یہہ درج ہے کہ دو یا دو سے زیادہ بیٹیون کو دو ثلث ملنا چاہیے اور پوتیون کی بحث مین یہہ مندرج ہے کہ بحالت موجود ہونے متوفی کے بیٹون یا بیٹیون کے پوتیون کو حق وراثت نہین پہنچتا اور جو کچہہ جایداد تقسیم ترکہ کے بعد باقی رہے وہ عصبات مستحق کو پہنچیگی

مقدمہ ۱۷

س - ایک شخص نے ایک مکان تعمیر کر کے اپنی بیٹی کو جہیز مین دیا اور بیٹی کے اولاد ہوئی اور اوسکی شوہر کے کسی جاریہ سے بہی کچہہ اولاد پیدا ہوئی بعد ازان زن و شوہر دونون مر گئے ایسی صورت مین مکان صرف زوجہ منکوحہ کی اولاد کو ملیگا یا اولاد جاریہ کا بہی اوسمین کچہہ حق ہے +

ج - اگر شوہر زوجہ سے پہلے مرگیا ہو تو اولاد جاریہ کو مکان کی نسبت کچھہ حق نہین ہے کیونکہ اولاد کو ہان کی کل جایداد منقولہ و غیر منقولہ کی نسبت تمامًا استحقاق وراثت پہنچتا ہے اور اگر زوجہ شوہر سے پیشتر مرگئی ہو تو شوہر زوجہ کی جایداد منقولہ و غیر منقولہ سے ایک ربع کا مستحق ہوگا اور حصہ شرعی اوسکا اوسکی اولاد مین تقسیم ہونا چاہیے گو اولاد اوسکی زوجہ منکوحہ سے ہو یا جاریہ سے اور تقسیم مین یہہ لحاظ رہے کہ بیٹے کو دختر کی نسبت دو چند حصہ دیا جاوے ٭

اگر شوہر زوجہ سے پہلے وفات پائی تو صرف زوجہ منکوحہ کی اولاد اوسکی ترکہ کی مستحق ہوگی لیکن اگر زوجہ شوہر کے روبرو مرجاے تو شوہر بہی وارث ایک ربع پائیگی

مقدمہ ۱۸

س - ایک شخص نے اپنی کل جایداد بابت ایفاء جز و دین مہر کے بذریعہ بیع مقاصہ + زوجہ کے نام منتقل کردی اور زوجہ مین حیات جایداد منتقلہ پر قابض رہی اور اپنے شوہر سے پیشتر لاولد مرگئی اور بعد ازان اوسکا شوہر بہی ایک بیٹا اور ایک بیٹی دوسری زوجہ سے چہوڑ کر مرگیا چنانچہ یہہ دونون متوفی کے ترکہ کی نسبت دعویدار ہین اور زوجہ کے دو بہتیجے کہ اون مین سے بالفعل ایک کا بیٹا موجود ہے کل جایداد کی بابت از روے دست آویز بیع مقاصہ جسکی رو سے جایداد مذکور زوجہ کے نام بابت دین مہر کے منتقل ہوئی تہی دعویدار ہین اس صورت مین جایداد کا استحقاق کس کو پہنچتا ہے ٭

ج - صورت مذکورہ بالا مین زوجہ کا نصف ترکہ اوسکے شوہر کو وراثتًا ملا اور اوسکی وفات کے بعد یہی نصف اوسکی دوسری زوجہ کی اولاد کو پہنچیگا اور بقیہ نصف حصہ شخص متوفی کی پہلی زوجہ کے دونون بہتیجون مین تقسیم ہوگا اور اگر اون مین سے ایک مرجاے تو اوسکا کل حصہ اوسکے بیٹے کو ملیگا ٭ +

اگر زوجہ شوہر سے پہلے لاولد مرجاے تو زوجہ اور شوہر کے وارثون کو ترکہ مساوی پہنچتا ہے

مقدمہ ۱۹

س - ایک عورت نے بحالت موجودگی پہلے شوہر کے دوسرے مرد سے نکاح کیا اور اس دوسرے شوہر کے ساتہہ ۲۹ برس تک رہی اور اس عرصہ مین اولاد پیدا ہوئی اس صورت مین عورت مذکورہ کو بعد وفات شوہر ثانی کے اوسکے ترکہ کا استحقاق پہنچتا ہے یا نہین اور اگر کوئی شخص ایک زوجہ اور تین بیٹے اور ایک بیٹی اور ایک بہائی چہوڑ کر مرجاے تو اوسکی جایداد اون مین سے ہر شخص کو کس حساب سے ملیگی اور اگر متوفی نے مرنے سے پہلے یہہ ظاہر کیا ہو کہ اوسکی کل جایداد اوسکی زوجہ اور اولاد کو ملے تو ایسی وصیت قابل نفاذ ہے یا نہین اور جایداد اوسکی ان مین کس حساب سے تقسیم ہونی چاہیے ٭

ج - جبتک نکاح اوّل بسبب طلاق یا کسی اور وجہ کے باطل نہو جاے نکاح ثانی زن منکوحہ کا قطعی ناجائز ہے اور نکاح ثانی کے بعد مصاحبت ہو تو وہ داخل زنا ہے اور اولاد جو اس طور پر پیدا ہو وہ غیر صحیح النسب متصور ہوگی اور ایسی اولاد اور ماں کو ترکہ متوفی کی نسبت وراثتًا کچھہ استحقاق نہین پہنچتا ہے اگر دوسرا سوال اشخاص مذکور الصدر سے متعلق ہے تو جو عورت اپنے تئین متوفی کی زوجہ ظاہر کرتی ہے اوسکی اولاد متوفی کی جایداد کے کچہہ ترکہ نہین پاسکتی بلکہ کل جایداد متوفی کے بہائی کو از روے استحقاق نسب ملنی چاہیے اور وصیت زبانی جو متوفی نے مرگ سے پیشتر کی تہی بقدر ایک ثلث کے

ذکر اوس صورت کا جب زوجہ شوہر اول کی حین حیات دوسرے شخص سے نکاح کرے اولاد جو مولود ہو نکاح ثانی سے ہو

+ لفظ مقاصہ کے لغوی معنی بدل ہین لیکن جب اصطلاح فقہ مین استعمال اوسکا لفظ بیع کے ساتہہ ہوتا ہے تو اوس سے مبادلہ ایک شیے کا دوسری شیے مساوی المالیت کے ساتہہ مفہوم ہوتا ہے اور ایسے مبادلہ اشیاء کو اصطلاحًا بیع و شری کہتے ہین - ہدایہ ٭

+ اس کی وجہہ یہہ ہے کہ شوہر نے اپنی کل جایداد زوجہ کے نام بعوض دین مہر کے منتقل کردی لہذا اگر شوہر کے وارثون کو در صورت مرجانے اوسکے قبل زوجہ کے ترکہ زوجہ کی نسبت بعد اوسکی وفات کے کچہہ حق وراثت نہین پہنچ سکتا تہا لیکن چونکہ زوجہ شوہر کی حیات مین لاولد مرگئی اسواسطے شوہر زوجہ کے ترکہ سے فرضًا نصف جایداد پانیکا مستحق ہوا اس سبب ہونے تقسیم جایداد کے حیات شوہر مین اوسکے وارث بہی نصف ترکہ پانیکے مستحق ہوے

ترکہ کے نافذ ہوگی اور بقیہ ترکہ سے اوسکی زوجہ اور بیٹون کو حصہ ملیگا اور اگر سوال مذکورہ بالا بالعموم ایسے شخصون سے متعلق ہے جو شرعاً مستحق وراثت ہین تو جواب یہہ ہے کہ بیوہ کو ایک ثمن دیکر باقی ترکہ بیٹون اور دختروں مین بحروم بہائی کے تقسیم ہونا چاہئے اور تقسیم مین لحاظ رہے کہ مرد کا حصہ بہ نسبت عورت کے دوچند ہوگا ۔

مقدمہ ۲۰

س ۔ ایک شخص جایداد اراضی جو اوسکو باپ سے وراثتاً ملی تہی چہوڑ کر مرگیا اوسکے تین زوجہ تہین پہلی ایک بیٹا چہوڑ کر حین حیات شوہر کے مرگئی اور دوسری اور تیسری بعد اوسکی وفات کے زندہ رہین اور اون سے دو بیٹے اور دو بیٹیان موجود ہین اور علاوہ ان کے اوسکی ایک بہن بہی حیات ہے یعنی آٹہہ شخص اوسکی جایداد کے دعویدار ہین اور اوسکے بیٹے کل جایداد پر بغیر دینے حصہ زوجگان اور دختران متوفی کے قابض ہوگئے اور بعد اوسکی وفات کے اوسکی بہن اور بیٹی جو تیسری زوجہ سے ہے بابت اپنے حصص کے دعویدار ہوئین اور واضح ہو کہ بسبب مرجانے بہن کے اوسکے وارث دعوی کرتے ہین اور بیٹے جو جایداد پر قابض ہین یہہ عذر کرتے ہین کہ از روے دستور قدیمہ اون کے خاندان مین اناث ترکہ سے محروم رہتی ہین بجواب اسکے مدعیان اس دستور سے منکر ہوکر مظہر ہین کہ اون کو منجملہ ترکہ متوفی کے کسیقدر اراضی اور زر نقد وراثتاً مل چکا ہے ایسی صورت مین دعویدارون کو ترکہ متوفی سے کچہہ جایداد ملسکتی ہے یا نہین اور اگر ملسکتی ہے تو سہام کی مقدار کیا ہے ۔

بحالت موجود ہونے بیٹون اور بیٹیون کے بہنون کو استحقاق وراثت نہین پہنچتا ہے ۔

ج ۔ قبضہ جسطرح کا ہے اور یہہ بصراحت بیان نہین ہوا ہے کہ متوفی اور اوسکا بیٹا کس ذریعہ اور کتنے عرصہ سے جایداد پر قابض تہا اور نہ جایداد کے اصل پیدا کرنیوالے کا نام اور نہ یہہ بتصریح لکہا ہے کہ علاوہ اشخاص مذکور الصدر وقت وفات مالک کے اور دعویدار نہ تہے اور چونکہ یہہ امر حسب اطمینان واضح نہین ہے لہذا تجویز کرنا اس امر کا کہ ترکہ کتنے سہام پر شرعاً منقسم ہونا چاہئے ناممکن ہے لیکن سوال سے یہہ استنباط کیا جاتا ہے کہ جن شخصون کا ذکر کیا گیا ہے اون کے سہام کا تعین منظور ہے اور یہہ فرض کیا گیا ہے کہ جایداد کے اور شریک موجود نہین ہین چنانچہ بلحاظ اس قیاس کے یہہ بیان ہوسکتا ہے کہ از روے فرایض کے بہن اور اوس کے وارثون کو بحالت موجود ہونے پسران اور دختران متوفی کے ورثہ نہین پہنچتا اگر یہہ فرض کیا جاے کہ منجملہ ان دعویدارون کے کوئی شخص اپنے حقوق سے دست بردار نہین ہوا یا اوسکی جانب سے کسیطرح کا باہم تصفیہ عمل مین نہین آیا اور تصفیہ اون کل مطالبات کا ہوگیا ہے جنکا ایفا قبل تقسیم ارث کے لازم ہے تو زوجگان کو ایک ثمن ملیگا اور ہر پسر کو دو سہام پہنچینگے اور ہر دختر کو ایک ایک حصہ ملیگا چنانچہ اس امر کی نسبت نسخہ شریفیہ مین جو وراثت کے باب مین ہے یہہ لکہا ہے کہ برادران و ہمشیرگان حقیقی و علاتی بحالت موجود ہونے بیٹے اور پوتے کے گو اوسکا واسطہ کتنا ہی بعید ہو ورثہ سے محروم رہینگی اور زوجگان کے حصہ کی دو صورتین ہین یعنی عام صورت مین ربع اور بحالت نہونے اولاد اور بیٹے کی اولاد کے ربع سے زیادہ ملنا چاہئے اور اگر اولاد یا بیٹے کی اولاد ہو تو ایک ثمن پہنچتا ہے اور اگر حقیقی بہائی اور بہن موجود ہون تو ذکور کو بہ نسبت اناث کے دوچند ملنا چاہیے ۔

ماخذ نسبت محرومی بہنون کے ۔

مرد کو دوچند حصہ ملتا ہے ۔

مقدمہ ۲۱

س ۔ مان کو اپنے سوتیلے بیٹے کے ترکہ سے کچہہ حصہ ملسکتا ہے یا نہین ۔

ج ۔ مادر علاتی پر شرعاً مان کا اطلاق نہین ہوتا بلکہ مادر حقیقی پر اور مادر علاتی باپ کی منکوحہ کہلاتی ہے اور چونکہ مادر علاتی بمنزلہ مادر

مادر علاتی ۔

حقیقی کے تصور نہین کیجاتی لہذا اوسکو وہ ترکہ نہین پہنچسکتا جو ان کے واسطے مقرر ہے ✦

مقدمہ ۲۲

س - شوہر نے زوجہ کے نام بعوض دین مہر کے جایداد اپنی منتقل کی بعد ازان زوجہ ایک بیٹا اور ایک دختر حقیقی اور دوسری دختر علاتی چہوڑکر مرگئی ایسی صورت مین منجملہ ان شخصون کے متوفیہ کی جایداد کسکو پہنچیگی ✦

دختر علاتی ✦

ج - متوفیہ کے بیٹے کو دو حصے ملینگے اور اوسکی دختر حقیقی کو ایک حصہ پہنچیگا اور دختر علاتی کا مطلق کچہہ استحقاق نہین ہے ✦

مقدمہ ۲۳

س - ایک شخص کو کچہہ جایداد اراضی ہبہ کے ذریعہ سے ملی تہی بعدہ وہ دادی اور مان اور علاتی چچا چہوڑکر مرگیا ایسی صورت مین ان شخصون مین سے ترکہ کسکو پہنچیگا اور کس حساب سے اور اگر یہہ فرض کیا جاے کہ متوفی کا دوسرا چچا علاتی بہی ہے تو جایداد چار وارثان مذکور الصدر مین کسطور پر تقسیم ہوگی ✦

دادی اور مان کا حصہ ✦

ج - اگر کوئی شخص دادی اور مان اور صرف ایک علاتی چچا چہوڑکر مرجاے تو جایداد کے تین حصے ہوکر منجملہ اون کے ایک حصہ مان کو ملیگا اور دو سہام علاتی چچا کو دیئے جائینگے اور اگر متوفی کے دو علاتی چچا ہون تو ہر واحد کو ایک ایک حصہ ملیگا اور بقیہ ثلث متوفی کی مانکو پہنچیگا ✦ †

مقدمہ ۲۴

س - ایک شخص بہائی کے بیٹے جو مدعی ہین اور مان چہوڑکر مرگیا اگر واسطہ ان شخصونکا متوفی کی نسبت تسلیم کیا جاے تو اونکو جایداد کس حساب سے پہنچیگی ✦

انکا استحقاق بحالت موجودگی بہائی کے بیٹون کے ✦

ج - مان کو ایک ثلث ملیگا اور مدعیون کو واسطہ نسب کے ذریعہ سے اور از روے استحقاق عصوبت کے دو ثلث ملینگے ✦ ‡

مقدمہ ۲۵

س - ا - مسماۃ جمیلہ کی تین دختر فرخندہ وحمیدہ وسعیدہ تہین سعیدہ مان کی حیات مین اولاد چہوڑکر مرگئی اور بعد وفات جمیلہ کے اوسکی بیٹیان فرخندہ وحمیدہ اوسکے ترکہ پر قابض ہوئین بعد ازان فرخندہ مرگئی ایسی صورت مین فرخندہ کی جایداد مابین اوسکی بہن حمیدہ اور سعیدہ متوفیہ کی اولاد کے کسطور پر تقسیم ہوگی اور واضح ہو کہ سعیدہ کی اولاد مین ایک بیٹا جمال اور ایک بیٹی رضیہ ہین ✦

ہمشیرہ کا استحقاق بحالت موجود ہونے اولاد ہمشیرہ متوفیہ کے ✦

ج - ا - حسب حالات مظہرہ بالا جایداد از روے شرع صرف حمیدہ کو پہنچیگی کیونکہ سعیدہ اپنی مان کی حیات مین اور فرخندہ اوسکی وفات کے بعد ایک بہن حمیدہ چہوڑکر مرگئی اور جمال اور رضیہ کو شرعاً استحقاق وراثت نہین پہنچتا کیونکہ صرف حمیدہ وارث جائز ہے یعنی فرضاً وہی مستحق حصہ ہے اور جمال اور رضیہ واسطہ داران بعید ہین اور اون کے واسطے ایسی صورت مین کچہہ قرار نہین پاسکتا اور اونکو بحالت موجود ہونے واسطہ دار ذوی الفروض کے حق ارث حاصل نہین ہوسکتا چنانچہ اس امر کی نسبت شرح بخاری مین یہہ لکہا ہے کہ بحالت موجود ہونے ذوی الفروض کے واسطہ دار بعید کو ورثہ نہین پہنچتا ✦

---

† اس صورت مین دادی کو از روے دفعہ ۲۷ اصول وراثت کے کچہہ استحقاق نہین ہے ✦

‡ اس مقدمہ مین یہہ فرض کیا گیا ہے کہ بیٹے اور بیٹون کی اولاد اور بہائی اور بہن موجود نہین ہین اور ایسی حالت مین بموجب دفعہ ۲۴ اصول وراثت کے مان کو ایک ثلث ملنا چاہیے ✦

س - ۲ - چونکہ سعیدہ اپنی مان کی حیات مین مرگئی تو اوسکی اولاد اپنی نانی کے ترکہ سے محروم رہیگی یا نہین اور اگر محروم نہ ہیگی تو اوسکو ترکہ کس حساب سے ملیگا ؎

استحقاق دختر کا بحالت موجود ہونے اولاد دوسری دختر متوفیہ کے ؎

ج - ۲ - چونکہ سعیدہ نے اپنی مان کے حین حیات وفات پائی لہذا اوسکی اولاد اپنی نانی کے ترکہ سے کچھہ نہین پاسکتی کیونکہ فرخندہ دختر جمیلہ ذوی الفروض سے ہے اور جمال ورضیہ واسطہ داران بعید ہین اور بموجب مسئلہ منقولہ بالا کے واسطہ داران بعید بحالت موجود ہونے ذوی الفروض کے ورثہ نہین پاسکتے ؎ ✝

مقدمہ ۲۶

س - مساۃ ظہور النسا دو علاقی بہائی اور ایک علاقی بہن اور حقیقی بہائی کا ایک بیٹا اور اوسکی زوجہ اور دو بیٹیان چہوڑکر مرگئی اور حقیقی بہائی اوسکی حیات مین مرگیا تہا اور بحالت دائر رہنے مقدمہ کے مساۃ مذکورہ کے حقیقی بہائی کی زوجہ مرگئی ایسی صورت مین ترکہ ظہور النسا منجملہ قرابت داران مذکور الصدر شرعاً کنکو پہنچیگا اور کس حساب سے ؎

استحقاق برادران وہمشیرگان علاقی بحالت موجود ہونے پسران ودختران برادر حقیقی کے ؎

ج - حسب حالات مرقومہ بالا ظہور النسا کی کل جایداد اوسکے علاقی بہائیون اور بہن کو ملنی چاہیئے یعنی جایداد کو پانچ حصون پر تقسیم کرکے منجملہ اون کے برادران علاقی سے ہر واحد کو دو حصہ ملینگے اور ہمشیر علاقی کو ایک حصہ دیا جایگا اور برادر حقیقی کے دو بیٹے اور زوجہ اور دختران کو ترکہ متوفیہ کی نسبت کچہہ استحقاق نہین پہنچتا ہے کیونکہ بہائی کی زوجہ کو حق وراثت حاصل نہین ہے اور بحالت موجود ہونے برادران علاقی اور ہمشیر علاقی کے برادر حقیقی کے بیٹے اور دختران کو از روے فرائض کے وراثت کا منصب نہین ہے ✝

مقدمہ ۲۷

س - زید جایداد اراضی اصل مالک تہا اوسکے ایک بیٹا بکر اور دختر زینب تہی بکر زید کی حیات مین ایک بیٹا عمرو چہوڑکر مرگیا بعد ازان زید بہی زینب اور عمرو چہوڑکر مرگیا اور قبل تقسیم کے زینب نے دو بیٹیان کلثوم اور سکینہ چہوڑکر وفات پائی ایسی صورت مین ترکہ زید اور بکر کا کلثوم اور سکینہ اور عمرو اون کی وارثون کو کس حساب سے ملیگا ؎

اگر بیٹا باپ کی حیات مین مرگیا ہو تو بیٹے اور دو نواسیون کا کیا حق ہوگا ؎

ج - چونکہ عمرو کا باپ یعنی بکر حین حیات زید کے جو عمرو کا دادا تہا مرگیا لہذا اس امر سے حجب نقصان ¶ اسکا لازم آتا ہے اور اگر ایسا نہوتا تو عمرو منجملہ تین حصون کے دو حصے باپکا مستحق ہوتا اور زینب کو صرف ثلث پہنچتا بنظر حالات مندرجہ سوال ایک نصف زینب کا حق ہے

✝ اصول وراثت کی دفعہ ۹ ؎

✝ اصول وراثت کی دفعات ۲۶ اور ۳۰ مین مابین برادران علاقی واخیافی کے امتیاز کیا گیا ہے یعنی برادران اخیافی کو ہر صورت مین استحقاق وراثت حاصل ہوتا ہے لیکن اگر برادر متوفی کی اولاد یا اوسکے بیٹے کی اولاد کسی درجہ تک موجود ہو یا باپ یا دادا وغیرہ موجود ہون تو برادران اخیافی مستحق ترکہ نہین ہوسکتے کیونکہ وے ذوی الفروض ہین اور برادران اخیافی صرف عصبات مین داخل ہین لیکن بمقابلہ برادران اخیافی اور علاتی کے بہائیون کی اولاد کو گو وہ ایک ہی والدین سے ہو حق وراثت نہین پہنچ سکتا ؎

¶ اس مقدمہ مین جو لفظ حجب نقصان استعمال کیا گیا ہے اوس سے اس مقدمہ کے فتوی مین غلطی معلوم ہوتی ہے حجب نقصان سے یہہ مراد ہے کہ وارث کا حق نسبت ایک حصہ کے خارج اور نسبت دوسرے حصہ کے جایز رکہا جاے اور یہہ صورت صرف پانچ شخصون کی نسبت صادق آتی ہے یعنی شوہر یا زوجہ

اور نصف ثانی عمرو کو پہنچتا ہے اور چونکہ زینب دو بیٹیان یعنی کلثوم و سکینہ اور ایک بہتیجا عمرو چہوڑ کر مرگئی لہذا نصف جایداد جو اوسکو وراثتاً
پہنچی تہی تین حصون پر تقسیم ہونی چاہیے منجملہ اون کے دو حصے کلثوم اور سکینہ کو ملنے چاہئین اور ایک حصہ عمرو کو چنانچہ اس ذریعہ سے عمرو کو اپنے
دادا زید کے کل ترکہ سے آخرکار دو ثلث پہنچین گے اور کلثوم اور سکینہ زید کی نواسیان اوس کے ترکہ سے صرف ایک ثلث پانیکی مستحق ہین اور یہی طریق
عمرو کے ورثون اور کلثوم اور سکینہ کے ورثا کی نسبت بہی صادق آتا ہے *

مقدمہ ۲۸

س - مسمی شیخ احمد بابت کل جایداد منقولہ و غیر منقولہ مسماۃ موتی جان متوفیہ اور یہی واسطے اوس قرضہ کے جو مسماۃ مذکورہ کا دو شخصون پر واجب تہا
اس بیان سے دعویدار ہوا کہ میرے دادا نے کسی قدر اراضی متوفیہ کو اس شرط سے دی تہی کہ وہ حین حیات اپنے اوسکے منافع سے متمتع ہو اور بعد اوسکی
وفات کے وہ اراضی بدستور اصل واہب کی طرف عود کرے اور مسماۃ نے اپنی حین حیات مین تہوڑے عرصہ پیشتر مرنے سے ایک ہبہ نامہ میرے نام لکہدیا تہا
اوسکی رو سے اوس نے اراضی مذکور معہ اپنی اور جایداد منقولہ و غیر منقولہ کے میرے نام منتقل کر دی تہی اور چہ رانوے روپیہ تیرہ آنہ جو مسماۃ کو دو شخصون
مذکور الصدر سے پانے تہے وہ بہی اوس نے میرے نام لکہدیئے تہے علاوہ شیخ احمد کے چار شخص اور یعنی مانخان اور میان خان و جیون خان و چاند خان
دعویدار ہین اور مانخان اوسکو اپنے امون کی بیٹی بیان کرتا ہے اور جیون خان اور چاند خان بیان کرتے ہین کہ وہ ہمارے دادا کے بہائی کی زوجہ
تہی اور مسمیان شیخ احمد اور میان خان نے خاطر خواہ ثبوت اپنے بیانات کی تائید مین پیش کیا ہے ایسی صورت مین منجملہ دعویدارون کے کس شخص کو ترکہ
متوفیہ کی نسبت استحقاق وراثت پہنچتا ہے *

ج - مسمیان شیخ احمد یا جیون خان یا چاند خان کو جایداد متوفیہ کی نسبت استحقاق وراثت نہین پہنچتا لیکن شیخ احمد کا بیان ہبہ کے باب مین گواہون سے بخوبی ثابت ہے اور ہبہ فی الحقیقت بصورت وصیت ہے کیونکہ گواہون کی شہادت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہبہ قبل وفات متوفیہ کے بیماری کی حالت مین عمل مین آیا ہے اور جو ہبہ کہ قریب المرگ ہونیکے وقت کیا جاے وہ بطور وصیت متصور ہوتا ہے چنانچہ شرح وقایہ مین یہہ لکہا ہے کہ اگر ہبہ بالوصیت فی الواقع عمل مین آئے تو بہی نفاذ اوسکا واہب کی وفات تک ملتوی رہنا چاہیے اس لیئے کہ تعمیل اوسکے شرایط کی واہب کی وفات پر منحصر ہے کیونکہ اگر ترکہ واہب کا واسطے ادا کل قرضہ کے مکتفی نہو تو ہبہ باطل ہوگا اور اگر ترکہ پر کچہہ قرضہ نہو تو ہبہ بقدر ایک ثلث ترکہ کے نافذ ہوگا علاوہ اسکے معدن مین یہہ لکہا ہے کہ اگر کوئی شخص قریب المرگ ہونیکی حالت مین ہبہ کرے تو نفاذ اوسکا اوسکے ترکہ کے صرف ایک ثلث کی نسبت ہونا چاہیے پس جو کچہہ جایداد بعد ادا مصارف تجہیز و تکفین اور ادا قرضہ کے بچے منجملہ اوسکے ایک ثلث شیخ احمد کو بذریعہ وصیت ملنا چاہیئے چنانچہ اس امر کی نسبت سراجیہ مین یہہ لکہا ہے کہ متوفی کے ترکہ پر چار امور لازم ہین اوّل اوسکی تکفین و تدفین لیکن ان مراسم کے مصارف مین نہ زیادتی ہونی چاہیئے نہ کمی - دوم ادا کرنا

براد رشوہر کے پوتو نکا ذکر * — ہبہ بالوصیت *

اور مان اور پوتی اور ہمشیر علاتی - زوجہ کا حصہ در صورت نہونیے اولاد کے ایک ربع ہے اور بحالت موجود ہونے اولاد کے اوسکو ایک ربع نہین ملکتا
بلکہ حصہ اوسکا صرف ایک ثمن ہوتا ہے لیکن اگر بیٹا یا پوتا باپ کی حیات مین مرجاے تو اوسکا بیٹا وراثتاً حصہ پانے سے قطعی محجوب ہوتا ہے اور حصہ اوسکا صرف
باستحقاق عصوبت باقی رہتا ہے اور زینب کا حصہ شرعاً نصف ہے اور نصف ثانی بیٹے یا پوتے کو عصبہ ہونیکی جہت سے پہنچتا ہے اور دوسری تقسیم
کی رو سے کلثوم اور سکینہ کا حصہ دو ثلث ہے اور بقیہ ثلث بیٹے یا پوتے کو بذریعہ عصبہ ہونے کے ملیگا +

اوسکے کل قرضہ واجب کا جائداد ما بقی سے - سوم تعمیل وصیت بقدر ثلث اوس جایداد کے جو بعد ادائے قرضہ بچے - چہارم تقسیم کرنا بقیہ جایداد کا اوسکے وارثون مین بموجب قران اور احادیث اور احکام علماء کے - اوّل اون شخصونکو حصہ پہنچتا ہے جنکے واسطے قران مین حصص خاص معین ہین بعدہ عصبات یعنی واسطہ دارون کو اور یہہ وے شخص ہین جو بعد ذوی الفروض کے حصہ پاتے ہین اور بعد عصبات کے ایک خاص صورت مین رق معتق یعنی آزاد کیئے ہوئے غلام کا ترکہ آقا اور اوسکے وارثان ذکور کو جو عصبات مین داخل ہون پہنچتا ہے بعد ازان اون شخصونکو جو اپنے حقوق کے مطابق نسبًا حصہ پانیکے مستحق ہون اور اون کے بعد واسطہ داران بعید کو پس بان خان و میان خان واسطہ داران بعید سے ہین اور چونکہ عصبات یا ذوی الفروض موجود نہین ہین لہذا واسطہ داران بعید کو ورثہ پہنچتا ہے اور اس صورت مین بعد مصارف تجہیز و تدفین اور ادائے قرضہ متوفی اور تقسیم جایداد موصی بہ بقدر ایک ثلث ترکہ مابقی کے اون دونون شخصونکو موجب سراجیہ کے دو ثلث ملنے چاہئین + †

مقدمہ ۲۹

س - ایک شخص نامی زید کو کچہہ جایداد اوسکے دادا سے وراثتًا ملی تہی بعد اوسکی وفات کے اوسکی زوجہ حمیدہ اوس جایداد پر قابض ہو گئی اور اپنی حین حیات اوسپر دخیل رہی لیکن یہہ بخوبی واضح نہین ہے کہ دخل اوسکا کس استحقاق کے ذریعہ سے ہوا اور اب حمیدہ کا سوتیلا بہائی اور زید کی ہمشیرہ علاتی کا پوتا دعویدار ہین اس صورت مین منجملہ اون دو دعویدارون کے جایداد کسکو ملنی چاہئے اور اگر دونونکو ملیگی تو کس حساب سے +

ج - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جایداد متنازعہ موروثی تہی لیکن یہہ تحقیق نہین ہے کہ حمیدہ کس استحقاق کے ذریعہ سے اوسپر قابض ہو گئی اور چونکہ وہ موروثی تہی لہذا ہونا اوسکا زید کی ملکیت سے ظاہر ہے اور بعد اوسکی وفات کے وہ اوسکے وارثونکو پہنچی ہو گی اور حمیدہ کے قبضہ سے استحقاق ملکیت اوسکا ہرگز ثابت نہین ہوتا اور سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ زید کے وارث سوائے اوسکی زوجہ اور ہمشیرہ علاتی کے پوتے کے اور کوئی نہین ہے لیکن حمیدہ اوسکی زوجہ علاوہ وارث ہونیکے اوسکی قرضخواہ بہی ہے کیونکہ شرع کی رو سے ادائے دین مہر نکاح کی صورت مین واجب ہے حتی کہ عقد نکاح بغیر مہر کے درست نہین ہے پس اگر زید نے اپنی حیات مین زوجہ کا دین مہر ادا کر دیا یا وہ خود اپنی رضا و رغبت سے دست بردار ہو گئی تو باوجود اس کے قابض ہونیکے جایداد چار حصون پر تقسیم کیجائیگی منجملہ اون کے حمیدہ زوجہ زید کو ایک حصہ فرضًا ملیگا اور بعد اوسکی وفات کے وہی حصہ اوسکے سوتیلے بہائی کو پہنچیگا اور بقیہ تین حصے زید کی ہمشیرہ علاتی کے پوتے کو ملینگے اور اگر زید بغیر ادائے دین مہر زوجہ کے مرگیا ہو اور حمیدہ اوس سے دست بردار نہوئی ہو تو دین مذکور حمیدہ کے وارث یعنی اوسکے سوتیلے بہائی کو قبل تقسیم ترکہ دینا چاہیے اور اگر بعد ادائے دین مہر کے کچہہ جایداد فاضل بچے تو اوسکے چار حصے کیے جائین اور وہ حسب سہام مصرحہ بالا مستحقین مین تقسیم ہون اور اگر یہہ ثابت ہو کہ حمیدہ جایداد شوہری پر بالکانہ بالعوض مہر کے قابض تہی تو ایسی حالت مین کل جایداد اوسکے سوتیلے بہائی کو بذریعہ وراثت جائز ہونیکے اوسکے ملنی چاہیئے اور زید کی ہمشیرہ علاتی کا پوتا ارث سے محروم رہیگا لیکن سوال سے حمیدہ کا اسطور پر قابض ہونا پایا نہین جاتا بلکہ یہہ ثابت ہے کہ وہ زید کی جایداد موروثی ہے پس اس

† اس صورت مین متوفی اور ماموں کا بیٹا دونون مستحق ورثہ ہین یعنی پہوپی کے بیٹے کو بسبب واسطہ پدری کے دو ثلث ملینگے اور ماموں کے بیٹے کو بذریعہ واسطہ مادری کے ایک ثلث دیا جائیگا اگر ایک ہی درجہ کے دعویدار خاندان کی جہات مختلفہ سے ہون تو ایک وارث کا حق بمقابلہ دوسرے کے زائل نہین ہوتا لیکن اگر منجملہ دعویدارون کے ایک شخص چچیرا بہائی اور دوسرا پہوپی زاد بہائی ہوتا تو پہوپی زاد بہائی حصہ پانیکا مستحق نہوتا - دفعہ ۴۳ اصول وراثت +

سوال کا جواب صحیح وہی ہے جو پہلے لکھا گیا اور جایداد موروثی سے یہہ مراد ہے کہ وہ جایداد زید کے دادا کی ملک سے ہتی اور زید کو وراثتاً ملی ہتی چنانچہ ہدایہ مین یہہ لکھا ہے کہ اگر مورث کا استحقاق کسی جایداد کی نسبت ثابت ہو تو بہی وہ جایداد عدالت کے حکم سے وارثونکو نہین ملسکتی تاوقتیکہ مورث کا وفات پانا اور وارثون کا مستحق ہونا ثابت نکیا جاے پس چونکہ اس مقدمہ مین یہہ ثابت ہے کہ جایداد متنازعہ دادا کی ہتی لہذا اوس سے متحقق ہے کہ بعد وفات دادا کے زید کو اوسکی نسبت استحقاق ملکیت حاصل ہوا اور ہدایہ مین یہہ بہی لکہا ہے کہ دین مہر کا ادا کرنا شرعاً واجب ہے اور سراجیہ مین بہی لکہا ہے کہ متوفی کی کل بقیہ جایداد سے اوسکا قرضہ واجب ادا کرنا لازم ہے اور جو کچہہ جایداد بعد ادائ قرضہ کے بچے اوسمین سے ثلث وصیت کے نفاذ مین دیجا اور بقیہ جایداد وارثون مین تقسیم کیجاے اور وارثون کی نسبت یہہ لکہا ہے کہ باپ یا بہائیون کی اولاد کو ترکہ ملنا چاہیئے اور بعد ان کے واسطہ داران نسبی کا استحقاق مرجح تصور کیا جاتا ہے مثلاً بمقابلہ برادر علاتی کے برادر حقیقی کو ترجیح ہے اور اگر ہمشیر حقیقی بحالت موجودگی دختر کے عصبات مین داخل ہو تو اوسکا استحقاق بمقابلہ برادر علاتی کے مرجح ہوگا اور بعد ازان ورثہ واسطہ داران بعید کو پہنچیگا اور تیسری قسم کے وارث وہ ہین جو متوفی کے والدین کی اولاد سے ہون مثلاً بہن کی اولاد اور بہائی کی بیٹیان ✣

مقدمہ ۳۰

س ۔ اگر کابین نامہ جو ایک عورت بیوہ نے پیش کیا ہے ناجائز قرار پائے تو اوسکے شوہر کا بہائی جو اوسکا مخالف ہے از روے مسائل اہل سنت یا اہل تشیع کے اپنے بہائی کے ترکہ پر وراثتاً قابض ہونیکا مستحق ہوگا یا نہین اور جایداد اوسکی بموجب مسائل دونون طریق کے اوس کے وارثون مین کسطور پر تقسیم ہوگی ✣

ج ۔ از روے مسائل اہل سنت کے متوفی کا بہائی منجملہ اوسکے ترکہ کے بعد دئے جانے حصص ذوی الفروض کے بذریعہ عصوبت ایک حصہ وراثتاً پانیکا مستحق ہوگا اور جسطور پر کہ تقسیم جایداد بلحاظ بیانات ہر فریق کے ہونی چاہیئے اوسکی نسبت دو فہرست جواب کی ذیل مین مندرج ہین ۔ بموجب مسائل اہل تشیع کے بہائی کو بحالت موجودگی دختر کے برادر متوفی کے ترکہ سے ورثہ نہین پہنچتا بلکہ وہ اوسکی زوجہ اور دختر کو بالاشتراک پہنچیگا اور بسبب فرض کرنے اس امر کے تعین کرنا حصص ترکہ کا ضرور نہین ہے ✣ ✝

استحقاق بہائی کا بموجب مسائل اہل سنت اور از روے مسئلہ اہل تشیع کے

مقدمہ ۳۱

س ۔ ایک شخص صرف ایک بیٹی اور برادر علاتی چہوڑ کر مر گیا ایسی صورت مین متوفی کے برادر زادہ کو اوسکے ترکہ کی نسبت وراثتاً کچہہ حق پہنچتا ہے یا نہین ✣

ج ۔ سوال سے واضح ہوتا ہے کہ متوفی نے ایک بیٹی اور برادر علاتی چہوڑ کر وفات پائی اور دونون دعویدار ترکہ ہین ایسی صورت مین متوفی کی جایداد کو چار حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اون کے بیٹی کو نصف یعنی دو حصے فرضاً ملینگے اور نصف ثانی اوسکے چچا

دختر کا حق بمقابلہ برادر علاتی کے

✝ از روے شجرہ مدخلہ بیوہ کے اوسکے شوہر کا بہائی منجملہ ۲۱۶ سہام ترکہ متوفی کے ۳۰ سہام یعنی تخمیناً ترکہ مذکور کے پانچوین یا چہٹے حصہ کا مستحق ہوا اور جو حساب کہ از روے شجرہ مدخلہ برادر شوہر متوفی کے کیا گیا بلحاظ اوسکے وہ مستحق پانے ۴۶ سہام منجملہ ۱۴۶ سہام کے یعنی تخمیناً ترکہ سے چوتہے یا پانچوین حصہ کا متصور ہوا ✣

برادر علاتی کو عصبہ ہونیکے سبب سے پہنچیگا اور اوسکی وفات کے بعد اوسکا بیٹا قایم مقام ہوگا + †

مقدمہ ۳۲

س - ایک شخص نے اپنی دختر کا نکاح کیا اور نکاح کے وقت اوسکو زیورات اور بادرمش قیمت جہیز دین اور اوسکے شوہر نے بہی بعد نکاح اوسکو کچھہ زیور دیا زوجہ نے بعد پیدا ہونے ایک لڑکے کے وفات پائی اور وہ بیٹا بہی مرگیا اب متوفیہ کا باپ بابت اون کل زیورات اور جہیز دین کے دعویدار ہے جو خود اوسنے اور متوفیہ کے شوہر نے اوسکو دین ایسی صورت مین متوفیہ کا باپ کل جایداد پانیکا مستحق ہے یا ایک جزو کا اور اگر وہ مستحق نہین ہے تو اشیا اور زیور شرعاً کسکو ملنا چاہیے +

ج - بعد ادا مصارف تجہیز وتکفین متوفیہ اور انصرام دیگر امور واجبہ کے اوس کی جایداد کو عام اس سے کہ وہ نکاح کے وقت حاصل ہوئی ہو یا اور طور پر بارہ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے اور منجملہ اون کے باپ دو حصے پانیکا مستحق ہوگا اور بقیہ دس سہام کے ملنے کا اوسکے شوہر کو حق پہنچتا ہے + ‡

زوجہ متوفیہ کی خاص جایداد +

مقدمہ ۳۳

س - ایک شخص ایک بہائی اور دو علاتی چچا اور ایک علاتی چچا کی دو بیٹیان چھوڑ کر مرگیا اور یہہ شخص اوسکے ترکہ کے دعویدار ہین ایسی صورت مین منجملہ دعویدارون کے کون شخص از روے فرایض ورثہ پانیکا مستحق ہے +

ج - مان ذوی الفروض سے ہے§ اور علاتی چچا عصبات مین داخل ہین اور یہی شخص ترکہ متوفی کے وارث ہین اور چچا کی بیٹیان اسلئے ذوالارحام بعید ہی مین ہین اور یہہ لوگ بحالت موجود ہونے ذوی الفروض یا وارث عصبہ کے ترکہ سے کچھہ نہین پاسکتے + ¶

واسطہ داران بعید کا حق بحالت موجود ہونے ذوی الفروض یا عصبات کے +

مقدمہ ۳۴

س - ایک عورت کچھہ جایداد جو اوسکو اپنے شوہر سے بابت دین مہر ملی ہتی چھوڑ کر مرگئی اور اب اوس کے ترکہ کی نسبت دو بہنین اور ایک دختر اوس بیٹے کی جو متوفیہ کے حین حیات مرگیا دعویدار ہین ایسی صورت مین جایداد مذکور اون شخصون کو کس حساب سے پہنچیگی +

---

† از روے دفعہ ۲ ایک دختر کو نصف جایداد ملنی چاہیئے اور اس صورت مین صرف ایک وارث عصبات سے ہے اور اوسکو ترکہ کا نصف ثانی بغیر کسر کے پہنچتا ہے لہذا اسمقدمہ سے تقسیم کے پہلے قاعدہ یعنی دفعہ ۷ کی تمثیل حاصل ہوتی ہے +

‡ شوہر کو اسقدر زیادہ حصہ ملنے کی وجہہ یہہ ہے کہ وہ اپنے بیٹے کا وارث ہے اور اسی جہہ سے وہ مستحق ہوا ہے حسب قاعدہ دفعہ ۶ زوجہ کی وفات کے بعد اوسکی جایداد بارہ حصون مین تقسیم ہونی چاہیئے ہتی اور دفعہ ۴ کے بموجب باپ ایک سدس اور از روے دفعہ ۵ ایک شوہر ایک ربع پانیکا مستحق ہوگا اور چونکہ ان دونون کو حصص بغیر کسر کے یعنی ایک کو منجملہ ۱۲ ایک ۲ اور دوسرے کو ۳ ملتے ہین اور بقیہ ۷ حصے بیٹے کے واسطے دیا کہ وہی صرف وارث عصبہ ہے بچتے ہین لہذا اس صورت سے تقسیم کے پہلے قاعدہ یعنی دفعہ ۷ کی تمثیل پائی جاتی ہے +

§ اصول وراثت کی دفعہ ۴ معائنہ کیجاہے +

¶ اس صورت مین مان کا حصہ حسب دفعہ ۳ ایک ثلث ہوتا ہے اور بقیہ دو ثلث دونون چچا کو بذریعہ عصبہ ہونیکے ملنے چاہئین اور ترکہ کے تین حصے بغیر کسر کے ہوجاینگے چنانچہ اس صورت سے اوّل قاعدہ تقسیم یعنی دفعہ ۷ کی تمثیل لازم آتی ہے +

۵ ۳ ۲ ۲۲

دونون بہنون کا حق بحالت موجودگی بیٹے کی دختر کے

ج - جو جایداد کہ متوفیہ نے چہوڑی وہ بلالحاظ اس امر کے کہ دین مہر کی بابت حاصل ہوئی یا اور طور پر چار حصون مین تقسیم ہونی چاہیے اور منجملہ اون کے اوسکے بیٹے کی دختر نصف † یعنی حساب کی رو سے روپیہ مین آٹھہ آنہ کی مستحق ہوگی اور دونون بہنون کو بقیہ نصف ‡ یعنی ہر واحد کو ایک ربع ہی ملیگا +

مقدمہ ۳۵

دختر کا حق بحالت موجودگی شوہر اور چچا کے

س - ایک عورت شوہر اور ایک بیٹی اور ایک چچا چہوڑکر مرگئی ایسی صورت مین ان وارثون مین سے ہر وارث کو اوسکا ترکہ کس حساب سے پہنچیگا

ج - ترکہ متوفیہ کو چار حصون پر تقسیم کرنا چاہیے اور منجملہ اون کے شوہر کو ایک حصہ یعنی ربع فرضاً ملیگا اور دختر کو دو حصے یعنی نصف جایداد فرض کی رو سے ملنا چاہیے اور باقی ایک حصہ چچا کو بذریعہ عصبہ ہونے کے ملیگا +

مقدمہ ۳۶

شوہر کا حق بحالت موجود ہونے ماموں کے +

س - سماۃ شہامت نے ایک بیٹی مسماۃ زینب چہوڑکر وفات پائی اور دختر بعد وفات اپنی ماں کے اوسکے کل ترکہ پر وراثتاً قابض ہوئی بعدازان دختر بہی لاولد مرگئی ایسی صورت مین کل یا جزو اوس جایداد کا جو بیٹی کو ماں سے وراثتاً ملی تہی اوسکے ماموں کو ملنا چاہیے یا کل جایداد اوسکے شوہر کی مقصور ہوگی اور اگر ورثہ دونون کو پہنچتا ہے تو ترکہ باہم اون کے کس حساب سے تقسیم ہوگا +

ج - سوال سے واضح ہوتا ہے کہ سماۃ شہامت ایک بہائی اور ایک دختر چہوڑکر مرگئی اور بیٹی صرف نصف ترکہ کی مستحق ہے اور نصف ثانی کی نسبت متوفیہ کے شوہر کو بوجہہ اوسکے عصبہ ہونے کے استحقاق پہنچتا ہے +

مقدمہ ۳۷

چچا کے بیٹے کا حق بحالت موجود ہونے بیوہ کے + بہن کے بیٹے وغیرہ وارثان بعید مین داخل ہین

س - ایک شخص ایک زوجہ اور چچا کا بیٹا اور دو ہمشیر زادہ اور ہمشیر کی تین بیٹیان اور چچا کے چہہ پوتے چہوڑکر مرگیا منجملہ اون کے کن اشخاص کو متوفی کی جایداد پہنچیگی اور کس مقدار مین +

ج - اوّل ادا ہونا متوفی کے مصارف تجہیز و تکفین اور اوسکے قرضہ واجب کا لازم ہے اور بعدازان اوسکے ترکہ سے ثلث کی نسبت وصیت کا نفاذ ہونا چاہیے اور ان مراتب کے بعد ترکہ چار حصون پر تقسیم کیا جاے منجملہ اون کے ایک حصہ بیوہ کو فرضاً ملیگا ¶ اور باقی جایداد چچا کے بیٹے کو بوجہہ عصبہ ہونیکے پہنچیگی اور چچا کے پوتے بسبب موجودگی اون کے باپ کے ورثہ نہین پاسکتے اور بقیہ اشخاص واسطہ داران بعید مین داخل ہین ¶ پس بلحاظ ان حالات کے چچا کے پوتے اور دور واسطہ دار ترکہ سے حصہ پانیکے مستحق نہین ہین + E

---

† اصول وراثت دفعہ ۱۸ +

‡ اصول وراثت دفعہ ۲۵ +

* دفعہ ۰ ، مسائل تقسیم قاعدہ اوّل +

¶ اصول وراثت کی دفعہ ۳ ملاحظہ کیجایے +

¶ اصول وراثت دفعہ ۴۰ +

E اس صورت مین بہی اوّل قاعدہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۰ کی تمثیل صادق آتی ہے یعنی درصورت متوفی کے لاولد ہونے کے بیوہ ایک ربع کی مستحق ہے

مقدمہ ۳۸

بہائی کا استحقاق بحالت موجود ہونے بہن کے +

س- ایک عورت ایک بہائی اور بہن چہوڑکر مرگئی اس صورت مین ترکہ اوسکا ان شخصون مین کس حساب سے تقسیم ہوگا +

ج- متوفیہ کا ترکہ تین حصون پر تقسیم ہونا چاہیے منجملہ ان کے دو حصے بہائی کو ملینگے اور ایک حصہ بہن کو پہنچیگا + †

مقدمہ ۳۹

استحقاق بہائی کا بحالت موجود ہونے زوجہ کے +

س- ایک شخص نے زوجہ اور بہائی چہوڑکر وفات پائی پس ترکہ اوسکا ان دونون مین کس قاعدہ سے تقسیم ہوگا اور ہر وارث کو کسقدر حصہ ملیگا +

ج- متوفی کے ترکہ کو چار حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ ان کے زوجہ کو ایک حصہ فرضاً پہنچیگا اور بقیہ تین حصے بہائی کو بذریعہ عصبہ ہونیکے ملینگے ‡ +

مقدمہ ۴۰

زوجہ کا حصہ بحالت موجود ہونے چار بیٹیون اور بہائی کے بیٹے کے +

س- زید اور بکر دو بہائی تہے اونکو جایداد پدری بحصص مساوی وراثتاً پہنچی بعدازان زید ایک بیٹا عمرو چہوڑکر مرگیا اور اوسکے بعد عمرو نے بہی خالد ایک بیٹا چہوڑکر وفات پائی بعدہ بکر ایک زوجہ اور چار بیٹیان چہوڑکر مرگیا اور پہر زوجہ بہی مرگئی ایسی صورت مین دونون بہائیون کا ترکہ اون کے وارثان موجودین کسطور پر تقسیم ہوگا +

ج- کاغذات سے واضح ہوتا ہے کہ زید نے قبل بکر کے اور بکر نے قبل خالد کے وفات پائی ایسی صورت مین کل ترکہ زید کا اوسکی وفات کے بعد اوسکے بیٹے عمرو کو پہنچیگا اور اوسکے بعد بیٹے خالد کو اور منجملہ ترکہ بکر کے ایک ثمن اوسکی زوجہ کو ملیگا اور دو ثلث اوسکی بیٹیون کو بابت ان کے حصص کے پہنچینگے اور خالد عصبہ ہونیکی وجہہ سے بقیہ جایداد پانیکا مستحق ہوگا مثلاً بکر کی جایداد ۲۴ حصون پر ۤ تقسیم کیجاینگی منجملہ اون کے زوجہ ایک ثمن یعنی تین حصے پانیکی مستحق ہوگی اور بیٹیون کو دو ثلث یعنی ۱۶ اسہام ملینگے اور باقی پانچ حصے بہائی کے بیٹے یا پوتیہ کو پہنچینگے اور چونکہ زوجہ تقسیم سے پہلے مرگئی لہذا اوسکا حصہ اوسکے بیٹیون کو ملیگا +

مقدمہ ۴۱

بیٹے کا حق بحالت موجود ہونے ماں اور شوہر کے +

س- ایک عورت نے شوہر اور ایک پسر نابالغ اور ماں اور بہن چہوڑکر وفات پائی اور بحالت موجود ہونے ان کل دعویدارون کے متوفیہ کی ماں نے اپنے داماد پر بابت حصہ دین مہر یافتنی اپنی دختر کے نالش دایر کی ایسی صورت مین متوفیہ کی ماں کو اوسکے شوہر پر دین مہر کا دعوی پہنچتا ہے یا نہین اور اگر پہنچتا ہے تو دین مہر سے کسقدر اور دیگر دعویدارون کو کس حساب سے ورثہ ملیگا +

ج- متوفیہ کی ماں کو داماد پر منجملہ دین مہر یافتنی دختر کے اپنے حصہ کی بابت نالش کرنیکا استحقاق حاصل ہے اور جو روپیہ مہر کی بابت واجب الادا ہے اور ایسی صورت مین جایداد کو چار حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ ان کے زوجہ کو ایک حصہ فرضاً ملنا چاہیے اور بقیہ جایداد چہاکے بیٹے کو بغیر کسیکے پہنچتی ہے

---

† اصول وراثت کی دفعہ ۲۲ اور دفعہ ۷ یعنی تقسیم کا پہلا قاعدہ +

‡ پہلا قاعدہ تقسیم کا جو دفعہ ۷ مین درج ہے معاینہ کیاجا اور وہ یہہ صورت ہے کہ جبتک ان کو بغیر کسیکے حصہ پہنچتا ہے یعنی بموجب دفعہ ۱۴ اصول وراثت کے بیوہ کا حصہ در صورتیکہ نہونے اولاد کے ایک ربع ہے اور جایداد کو چار حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اون کے ایک حصہ زوجہ کو اور بقیہ ترکہ وارث عصبہ کو ملنا چاہیے +

ۤ اگر حصہ دارون کے ایکی نمبرین کا حصہ ایک ثمن ہو اور دوسرے کا دو ثلث جیسا اس صورت مین ہے یا ایک ثلث یا ایک سدس تو حسب قاعدہ مندرجہ

ہے اوسکے بارہ حصے کیے جائین منجملہ بارہ حصون کے ایک ربع † یعنی تین حصہ شوہر کا حق ہے اور ایک سدس ‡ یعنی دو حصہ ماں کو پہنچتے ہین اور سات حصے پسر نابالغ کو لیکن ہمشیرہ کو بسبب موجود ہونے بہائی ☞ کے کچھہ استحقاق نہین پہنچتا ✦

مقدمہ ۴۲

س- ایک شخص دو زوجہ چہوڑکر مرگیا پہلی زوجہ سے ایک بیٹا تہا اور دوسری سے دو بیٹے تہے اور پہلی زوجہ کا بیٹا ایک زوجہ اور دو بیٹے چہوڑکر مرگیا اور اگر یہہ فرض کیا جاے کہ اوسنے اپنی کل جایداد زوجہ کو دین مہر کی عوض دیدی تو زوجہ کے بہائی کو بعد وفات زوجہ مذکورہ اور اوسکے دو بیٹون کے کل جایداد مذکور کی نسبت استحقاق وراثت پہنچتا ہے یا نہین یا وہ مستحق صرف کسی قدر حصہ کا ہے اور اگر یہہ فرض کیا جاے کہ پسر متوفی نے جایداد اپنی دین مہر کی عوض منتقل نہین کی بلکہ اوسکی زوجہ اوسکے حصہ واجب پر قابض تہی تو اوسکا بہائی بعد اوسکی وفات کے حصہ پانیکا مستحق ہے یا نہین ✦

علاتی چچا کا استحقاق بمقابلہ ماموں کے ✦

ج- اگر کوئی شخص اپنی کل جایداد دین مہر کی بابت منتقل کرکے زوجہ اور دو بیٹے چہوڑکر وفات پاجاے اور بیٹے اپنی ماں سے پہلے مرجائین اور وہ ایک بہائی چہوڑکر وفات پاے تو بہائی اوسکے کل ترکہ کے پانیکا شرعاً مجاز ہے لیکن اگر ماں دونون بیٹون یا ایک بیٹے سے پہلے مرگئی ہو اور وہ بیٹے علاتی چچا یا چچیرے بہائی چہوڑکر مرجائین تو ایسی صورت مین علاتی چچا یا اوسکے بیٹے از روے استحقاق عصوبت مستحق پانے ترکہ متوفیان سے ہونگے اور ماموں کو جو واسطہ داران بعید سے ہے مطلق کچھہ نہین ملسکتا اور اگر متوفی نے اپنی جایداد زوجہ کے نام دین مہر کی بابت منتقل نہین کی ہو بلکہ وہ حصہ شوہری پر جو بسبب موجود ہونے بیٹون کے بقدر ایک ثمن کے ہے قابض ہکر حین حیات بیٹون کے مرگئی ہو تو اوسکا حصہ بیٹون کو پہنچیگا اور اونکے بعد علاتی چچا یا اوسکے بیٹون کو ملیگا اور ماموں کچھہ نہین پائیگا اور اگر ایک بیٹا ماں اور بہائی ☞ چہوڑکر مرگیا ہو تو اوسکی جایداد کے تین حصے

دفعہ ۲۶ کے جایداد کو ۲۴ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے یہہ مثال تقسیم کے پہلے قاعدہ کی ہے اور دفعہ ۷ کے مطابق اس صورت مین کل وارث اپنا اپنا حصہ بغیر کسر کے پائینگے ✦

† اصول وراثت کی دفعہ ۱۵ معاینہ کیجاے ✦

‡ اصول وراثت دفعہ ۳۷ ✦

☞ اصول وراثت دفعہ ۲۱ ✦

☞ مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۷ کا پہلا قاعدہ - اگر ایک حصہ دار ربع کا مستحق ہو اور دوسرا سدس کا تو بموجب قاعدہ دفعہ ۱۵ کے ترکہ کو بارہ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے اور اگر اس تقسیم سے کل دعویداران جائز اپنا اپنا حصہ پاسکین تو عمل مزید کی ضرورت نہین ہے ✦

☞ عدالت ضلع ہوگلی کے مفتی نے اپنے فتوی مین یہہ لکہا کہ اگر ماں اور بہائی دعویدار ہون تو ترکہ کو چہہ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے اور ماں ایسی حالت مین صرف ایک سدس کی مستحق ہوگی لیکن یہہ راے ظاہرا غلط ہے کیونکہ اگر بجاے ایک بہائی کے چند بہائی ہوتے تو ماں البتہ صرف ایک سدس کی مستحق ہوتی دفعات ۳۳ و ۳۴ - یہہ مثیل تقسیم کے پہلے قاعدہ کی ہے جو دفعہ ۷ مین درج ہے اور اس صورت مین ترکہ بغیر کسر کے تقسیم ہوسکتا ہے ✦

کیئے جائینگے اور منجملہ اوسکے مان کو ایک حصہ ملیگا اور بقیہ دو حصے اوسکے بہائی کو پہنچینگے اور اگر دوسرا بیٹا مان اور علاتی چچا یا اوس چچا کے بیٹے چہوڑ کر فوت ہوا ہو تو اوسکا ترکہ تین حصون پر تقسیم ہوگا منجملہ اوسکے ایک حصہ مانکو ملیگا اور باقی دو حصے علاتی چچا یا اوسکے بیٹون کو بذریعہ استحقاق عصوبت ملینگے اور اگر بعد ازان مان صرف ایک بہائی چہوڑ کر مرجاے تو اوسکے کل ترکہ کا بہائی مستحق ہوگا اور چونکہ یہہ تحقیق نہین ہے کہ منجملہ ان شخصون کے کون شخص سب سے پیچہے مرا لہذا وراثت اونکی بالانفرام مناسخت کی رو سے قایم نہین ہوسکتی ✦

مقدمہ ۴۳

س - ایک شخص کسیقدر اراضی کا مالک مشمول اپنے نواسہ کے قابض تہا بعدہ وہ اراضی خود اوسکے نواسہ مذکور کے نام حسب ضابطہ عطا ہوئی بعد ازان اوسکی بیٹی ایک دختر اور اوسکا شوہر اور اپنا شوہر اور ایک بیٹا یعنی وہ جسکا نام عطا مین داخل تہا چہوڑ کر مرگئی اور چند عرصہ بعد اوسکی وفات کے شخص مذکور بہی مرگیا اور نواسہ اوسکا جو کسی مقام بعید کی جانب گیا تہا مدت مدید سے مفقود الخبر ہے بعدہ شخص مذکور کی نواسی بہی ایک بیٹا اور ایک دختر اور شوہر چہوڑ کر وفات پائی اور اوسکے بعد شخص مذکور کا داماد بہی ایک بیٹا دوسری زوجہ سے چہوڑ کر مرگیا ایسی صورت مین منجملہ اشخاص مذکورہ بالا یعنی نواسی کے شوہر اور پسر اور دختر اور حقیقی نواسہ کے برادر علاتی کے کس کو اصل مالک متوفی کی اراضی کی نسبت شرعاً استحقاق پہنچتا ہے اور کس حساب سے ✦

نواسہ اور نواسی کا استحقاق ✦

ج - بنظر حالات سوال کے گو اراضی مذکور اصل مالک کے مشمول نام اپنے نواسہ کے بذریعہ عطا حاصل ہوئی لیکن صرف وہی اوسکا مالک متصور ہے کیونکہ شرعاً اشتراک نام قابل لحاظ نہین ہے بلکہ اصل ملکیت اگر دختر اصل مالک سے پہلے مرگئی تو وہ اوسکے ترکہ سے مطلق کچہہ حصہ نہین پا سکتی اور اگر شخص مذکور ایک نواسہ اور ایک نواسی اور داماد اور نواسی کا شوہر چہوڑ کر مرگیا ہو تو اس صورت مین ترکہ اوسکا تین حصون مین تقسیم کیا جایگا منجملہ اوسکے نواسہ کو دو حصے ملینگے اور نواسی کو ایک اور داماد اور نواسی کا شوہر حصہ پانیکے مستحق نہین ہین جو شخص مفقود الخبر ہوا اور اوسکی مرگ و زیست کا کچہہ حال معلوم نہو اوسکا حق نسبت اوسکی ذاتی جایداد کے قایم اور نسبت اور شخصونکی جایداد کے ساقط متصور ہوتا ہے اور ایسی صورتمین حاکم وقت کو کوئی شخص واسطے انصرام اوسکے کاروبار کے مقرر کرنا چاہیئے اور اوسکا حصہ ۹۰ برس تک قایم رکہا جاے ✝ اور جو اقربا اوسکے اوس مدت مین فوت ہون وے اوسکی جایداد سے حصہ پاینگے اور اگر نواسی ایک بیٹا اور ایک بیٹی اور شوہر چہوڑ کر مرگئی ہو تو اوسکا ترکہ چار حصون پر منقسم ہوکر اوسکے وارثون مین اسطرح سے تقسیم ہوگا کہ ایک حصہ اوسکے شوہر کو ملیگا اور ایک اوسکی بیٹی کو اور دو حصے اوسکے پسر کو اور اگر اصل مالک کا داماد علاوہ جایداد مالک مذکور کے خاص اپنی جایداد چہوڑ کر فوت ہوا ہو تو وہ اوسکے بیٹے کو پہنچیگی ✦ ‡

استحقاق بہائی کا بحالت موجود ہونے بہن کے ✦

تصریح تعین حصص

زید متوفی ۱۲/۴

فہمیدہ	خالد	عمرو	جمیلہ	بکر
جمیلہ کی دختر ایک حصہ	جمیلہ کا پسر دو حصے	دختر کا پسر ۸ حصے	دختر کی دختر ۴ حصہ	جمیلہ کا شوہر

جمیلہ متوفیہ ۴ — بکر جمیلہ کا شوہر ایک حصہ

میزان کل

فہمیدہ	خالد	بکر	عمرو	۱۲
ایک حصہ	۲ حصے	ایک حصہ	۸ حصے	

✝ یہہ مدت تاریخ ولادت مفقود الخبر سے محسوب ہوگی ✦

‡ قاعدہ اول مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۴۲ ✦

۱۲ اول مرتبہ زید کے ترکہ کو تین حصون پر تقسیم کرنا چاہیے کیونکہ عمرو اوسکا نواسہ اور جمیلہ نواسی حصہ پانیکی مستحق ہین اور نواسہ کا حصہ

مقدمہ ۴۴

س - ایک شخص نے اپنی زوجہ کو بد رویہ ہونیکی وجہہ سے نکال دیا اور عورت نے چار سال تک خاص اپنی محنت سے اوقات بسر کی بعد ازان شوہر اور بہائی کا بیٹا چہوڑکر مرگئی اسصورتمین منجملہ اِن دونون شخصون کے کون شخص از روے فرائض اوسکے ترکہ کا مستحق ہے +

ج - اگر شوہر نے افتراق کے وقت زوجہ کو طلاق دیا تو صرف اوسکے بہائی کا بیٹا شرعاً مستحق اوسکے ترکہ کا ہے لیکن اگر شوہر نے اوسے بغیر طلاق کے نکال دیا ہو تو وہ بدستور شوہر کی حفاظت مین تصور کیجائیگی اور بعد اوسکی وفات کے شوہر اور اوسکے بہائی کا بیٹا ترکہ اوسکا بالاشتراک پائینگے اور ہر واحد مستحق نصف حصہ کا ہوگا یعنی شوہر † فرضاً اور بہائی کا بیٹا عصبہ ‡ ہونیکی وجہہ سے +

افتراق بلا قرم طلاق شوہر کا استحقاق بمقابلہ بہائی کے بیٹے کے +

مقدمہ ۴۵

س - ایک شخص ایک بیٹا اور تین بیٹیان چہوڑکر مرگیا اور بعد اوسکی وفات کے اوسکی بیٹیون کا نکاح ہوگیا ایسی صورتمین ان شخصونکا حصہ ترکہ متوفی سے کسقدر ہوگا +

ج - متوفی کی جایداد پانچ حصون مین تقسیم کیجائیگی منجملہ اون کے بیٹے کو ۲ § اور بیٹیونکو تین حصے ملینگے یعنی ہر دختر ¶ کو ایک حصہ پہونچیگا +

استحقاق ایک پسر اور تین دختر کا

مقدمہ ۴۶

س - ایک عورت نے کچہہ جایداد موروثی چہوڑکر وفات پائی اور اوسکے وارثون مین سے صرف ایک بیٹی اور بہائی کا بیٹا موجود ہین ایسی صورت مین ترکہ اوسکا ان دونون شخصون مین کس حساب سے تقسیم ہوگا +

ج - اگر سواے اون دو وارثون کے جنکا ذکر سوال مین ہوا ہے متوفیہ کا اور کوئی وارث نہین ہے تو جایداد اوسکی ان دونون مین بالمناصفہ تقسیم ہوگی یعنی ایک نصف دختر کو فرضاً ‖ اور نصف ثانی اوسکے بہائی کے بیٹے کو عصبہ E ہونیکی وجہہ سے ملیگا +

استحقاق دختر کا بحالت موجودگی بہائی کے پسر کے

مقدمہ ۴۷

س - ایک زمیندار نے اپنی جایداد اوسکے سولہ آنہ سے جو اوسکی ملکیت خاص تہی چہہ آنہ اپنی حین حیات بیع کیے اور بقیہ دس آنے اپنے وارثون

بہ نسبت نواسی کے دو وجہ سے بعد وفات نواسی کے اوسکی جایداد چار حصون مین تقسیم کیجاے اور اون مین سے اوسکا شوہر ایک ربع پائیگا لیکن جب اوسکے ایک حصہ کو چار مین ضرب دی گئی تو ضرور ہے کہ اور حصے بہی اوسی عدد کے ساتہہ ضرب دیئے جائین مثلاً حصہ زید یہہ ہے ۳×۴ = ۱۲ اور حصہ عمرو کا یہہ ہے ۲×۴ = ۸ +

† اصول وراثت کی دفعہ ۱۵ +

‡ قاعدہ اوّل دفعہ ۵، تقسیم +

§ اصول وراثت دفعہ ۳ +

¶ قاعدہ اوّل دفعہ ۵، تقسیم +

‖ اصول وراثت دفعہ ۱۶ +

E قاعدہ اوّل دفعہ ۵، تقسیم +

یعنی چچا کے ایک بیٹے اور ایک بہن کے واسطے چھوڑے ایسی صورت مین ان شخصونکو از روے فرائض اوسکے ترکہ سے کس قدر حصّہ پہنچیگا +

ج- ترکہ متوفی کا جو بقدر دس آنہ کے ہے اوسکے دونون وارثون مین بالمناصفہ تقسیم ہوگا یعنی ہر واحد کو پانچ پانچ حصّے ملینگے + ✝

بہن کا استحقاق بحالت موجود ہونے پسر عم کے ہے +

مقدمہ ۴۸

س- ایک شخص ایک زوجہ اور ایک بیٹا اور دو بیٹیان چھوڑ کر مرگیا ایسی صورت مین اوسکا ترکہ اوسکے وارثون مین کسطور پر تقسیم ہوگا +

ج- متوفی کا ترکہ ۳۲ حصون مین تقسیم کیا جائیگا منجملہ اون کے زوجہ کو ایک ثمن یعنی چار حصّے ملینگے اور بیٹے کو ۱۴ اور ہر دختر کو سات حصے پہنچینگے + ✝

بیٹے کا استحقاق بحالت موجود ہونے زوجہ اور دو دختر کے ہے +

مقدمہ ۴۹

س- ایک شخص دو بیٹے اور ایک زوجہ چھوڑ کر مرگیا اس صورت مین اوسکا ترکہ اوسکے وارثون مین کس حساب سے تقسیم ہوگا +

ج- متوفی کا ترکہ سولہ حصون مین تقسیم کیا جائیگا منجملہ اون کے زوجہ کو دو حصے ملینگے اور ہر بیٹے کو سات حصے ۱۴

استحقاق دو بیٹون کا بحالت موجود گی زوجہ کے ہے +

مقدمہ ۵۰

س- ۱- ایک شخص نے اپنی دختر کے نکاح کرنیکے بعد چاہا کہ اگر وہ منجملہ اوسکی جایداد کے اپنے حصہ سے حسب قاعدہ دست بردار ہوجاے تو اوسکی بیٹیون کی وجہ معاش مقرر کردیجاے مگر بیٹی نے اس امر کو منظور نہین کیا اس وجہ سے شخص مذکور بہت ناراض ہوا کہ اوسکو عاق کردیا فعل شخص مذکور کا جائز ہے یا نہین ✝

✝ اصول وراثت دفعہ ۳۴ اور قاعدہ اوّل تقسیم دفعہ ۷۵ +

✝ یہہ مثال تقسیم کے تیسرے قاعدہ مندرجہ دفعہ ۷۷ کی ہے اور یہہ وہ صورت ہے کہ وارثون کے ایک فریق کے حصے بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتے یعنی تعداد سہام اور تعداد رؤس مین نسبت متبائن ہے یعنی مخرج اونکا مشترک نہین ہے مثلاً از روے دفعہ ۱۴ اصول وراثت کے زوجہ کا حصّہ ایک ثمن ہے ایسی حالت مین جایداد کو اوّل مرتبہ کم سے کم اٹھہ حصون پر تقسیم کرنا چاہئے اور بعد دینے حصہ زوجہ یعنی ایک ثمن کے سات حصے باقی رہین گے اور علاوہ زوجہ کے چار دعویدار اور ہین اور چار دعویدار لکہنے کی وجہہ یہہ ہے کہ ایک پسر بمنزلہ دو دخترون کے شمار کیا جاتا ہے کیونکہ حصّہ اوسکا دوچند ہوتا ہے پس اب یہہ دیکہنا چاہیے کہ حصہ دارون کی تعداد یعنی عدد ۴ اور ۷ باہم متوافق ہین یا غیر متوافق اور اوسکا طریق یہہ ہے کہ عدد کثیر کو عدد قلیل سے دونون طرف اسطرح گہٹاتے ہین کہ مخرج اون کا واحد قرار پاے مثلاً ۴ = ۷ – ۳ اور ۳ = ۴ – ۱ پس قاعدہ یہہ ہے کہ ۴ یعنی اون حصہ دارون کی تعداد کو جنکو بغیر کسر کے حصّہ نہین ملسکتا اصل تقسیم کے عدد یعنی ۸ کے ساتھہ ضرب دیجاے مثلاً ۴ × ۸ = ۳۲ ہماری نظر سے کوئی ایسا مقدمہ نہین گذرا جس سے تقسیم کے دوسرے قاعدہ کی تمثیل واضح ہو لیکن اوسکی ایک مثال صفحہ ۱۲ مین درج ہے +

۱۴ اس صورت سے تیسرے قاعدہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۷۷ کی بہت سہل تمثیل پائی جاتی ہے چونکہ متوفی کی اولاد بھی ہے لہذا اوسکی زوجہ کا حصّہ از روے اصول وراثت دفعہ ۱۴ ایک ثمن ہے پس جایداد کو آٹھہ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے کیونکہ ۸ وہ عدد اقل ہے جس سے زوجہ کا حصّہ متخرج ہوسکتا ہے اور بعد دینے اوسکے ثمن کے ۷ حصے دو بیٹون کے باقی رہتے ہین مگر ظاہر ہے کہ یہہ سات حصے بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتے لیکن اگر حصہ دارون کے عدد یعنی ۲ کو ۷ مین ضرب دیجاے تو حاصل ضرب مساوی ہے ۷ – ۱ اور ان دو عددون مین نسبت متبائن ہے ایسی حالت مین حسب قاعدہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۷۷ کے اصل تقسیم کے عدد کو اون حصہ دارون کے عدد کے ساتھہ ضرب دینی چاہیے جنکے حصے بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتے مثلاً ۸ × ۲ = ۱۶ +

ج - ۱ - سوال مین جو لفظ عاق مذکور ہوا ہے اوس سے احتمال ہوتا ہے کہ سوال کا مقصود یہہ ہے کہ عاق کرنا باپ کا بیٹی کو شرعاً مانع اوسکی وراثت کا ہوسکتا ہے یا نہین لیکن موانع وراثت صرف چار ہین اوّل قتل کرنا وارث کا مورث کو دوّم اختلاف مذہب سوّم اختلاف دار چہارم رقیت پس اگر باپ نے دختر کو نزاع خانگی کی جہت سے عاق کردیا تو یہہ امر شرعاً مانع وراثت ایسی دختر کا جو صحیح النسب ہو یا جسکا اپنی صلب سے ہونا باپ نے تسلیم کیا ہو نہین ہوسکتا +

عاق کرنا باپ کا دختر کو +

س - ۲ - ایک عورت شوہر اور دختر صغیر سن اور دو بھائی چھوڑکر مرگئی ایسی صورت مین شوہر اوسکے کل ترکہ پانیکا مستحق ہے یا کسیقدر جزو کا +

ج - ۲ - بلحاظ ان حالات کے عورت کا چہارم حصہ † اوسکے شوہر کو پہنچیگا اور نصف ‡ اوسکی دختر صغیر سن اور باقی اوسکے بھائیون کو + ہی

دختر کا حق بحالت موجود ہونے باپ اور دو بھائیون کے

مقدمہ ۵۱

س - ایک شخص زوجہ اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑکر مرگیا اس صورت مین ترکہ اوسکا کتنے حصون مین تقسیم ہوگا اور اونکو کس حساب سے ملیگا +

ج - ترکہ متوفی کو ۲۴ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اونکے زوجہ کو ایک ثمن یعنی تین حصے اور پسر کو ۱۴ یعنی بہ نسبت دختر کے دوچند ملینگے اور دختر بقیہ ۷ اا حصے پانیکی مستحق ہوگی +

پسر کا استحقاق بحالت موجود ہونے دختر اور زوجہ کے

مقدمہ ۵۲

س - ایک شخص زوجہ اور دو بیٹے اور ایک دختر چھوڑکر مرگیا ایسی صورت مین اوسکا ترکہ اوسکے وارثون مین کس قاعدہ اور حساب سے تقسیم ہوگا +

ج - متوفی کا ترکہ چالیس حصون پر تقسیم ہوگا منجملہ اونکے زوجہ کو ایک ثمن یعنی پانچ حصے ملینگے اور ہر پسر کو چودہ حصے اور دختر کو سات پہنچینگے + ما

استحقاق دو پسرونکا بحالت موجود ہونے ایک دختر کے +

---

† اصول وراثت دفعہ ۱۵ +

‡ ایضاً   دفعہ ۱۶ +

ہی اس صورت سے مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۷ کے تیسرے قاعدہ کی تمثیل پائی جاتی ہے جس صورت مین کہ ایک وارث نصف اور دوسرا ربع کا مستحق ہو تو بموجب قاعدہ مندرجہ دفعہ ۵ اصول وراثت کے ترکہ کو پہلے چار حصون مین تقسیم کرنا چاہیے لیکن بعد لینے شوہر کے چہارم یعنی ایک حصہ اور دختر کے نصف یعنی دو حصون کے صرف ایک حصہ دو بھائیون کے واسطے باقی رہتا ہے اور وہ اون مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتا لیکن چونکہ عدد ایک اور عدد ۲ مین نسبت متباین ہے لہذا پہلی تقسیم کے عدد کو اون وارثون کی کل تعداد کے ساتھہ ضرب دینی چاہیے جنکو بغیر کسر کے حصہ نہین ملسکتا مثلاً ۴ × ۲ = ۸ +

اا اس صورت سے تیسرے قاعدہ تقسیم دفعہ ۷ کی تمثیل پائی جاتی ہے اور اگر ترکہ اقل مرتبہ آٹھہ حصون پر تقسیم کیا جاے تو زوجہ کا حصہ ایک ثمن ہوگا لیکن زوجہ کو ایک ثمن دیئے جانیکے بعد ۷ حصے واسطے بقیہ حصہ دارون کے بچینگے اور باقی حصہ دارونکی تعداد کو تین شمار کرنا چاہیے کیونکہ مرد کا حصہ بہ نسبت عورت کے حصے کے دوچند ہوتا ہے اور بقیہ ۷ حصے وارثون مین بحساب دوچند حصہ پسر کے بغیر کسر تقسیم نہین ہوسکتے پس یہہ دیکھنا چاہیے کہ حصص باقی اور حصہ دارون کی تعداد مین کیا نسبت ہے چنانچہ نسبت مذکور متباین پائی جاتی ہے مثلاً ۳ × ۲ = ۷ - ۱ اور اس صورت مین حصہ دارون کی تعداد کو پہلی تقسیم کی تعداد کے ساتھہ ضرب دینی چاہیے تاکہ سہام مطلوبہ کی تعداد معلوم ہوجاے مثلاً ۳ × ۸ = ۲۴

ما اس صورت سے بہی مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۷ کے تیسرے قاعدہ کی تمثیل پائی جاتی ہے اور واضح ہو کہ اس صورت خاص مین پانچ حصہ دار ہین کیونکہ ہر بیٹے کا حصہ بہ نسبت دختر کے دوچند ہوتا ہے بعد منہائی ایک ثمن یعنی حصہ زوجہ کے سات حصے پانچ حصہ دارون کے واسطے

مقدمہ ۵۳

س- ایک شخص جو کسیقدر جایداد غیر منقولہ پر قابض تہا دو زوجہ اور ایک برادرزادہ چہوڑکر لاولد مرگیا اور بعد وفات پہلی زوجہ کے دوسری نے شوہر متوفی کے برادرزادہ کی حیات مین جایداد منقولہ متروکہ متوفی کو بیع کیا ایسی صورت مین بیع مذکور شرعاً جائز ہے یا نہین اور اگر ناجائز ہے تو متوفی کے برادرزادہ اور زوجہ ثانیہ کا حصہ کس قدر ہے +

استحقاق برادرزادہ کا بحالت موجود ہونیکے دو زوجہ کے +

ج- بعد وفات شخص لاولد کے اوّل ادا کرنا اوسکے اخراجات ضروری کا لازم ہے بعد ازان اوسکے ترکہ کو اوسکی ہر دو زوجہ اور برادرزادہ مین بموجب حصص معینہ تقسیم کرنا چاہیے یعنی جایداد غیر منقولہ آٹہہ حصون پر تقسیم کیجاے منجملہ اون کے دونون زوجہ کو † ایک ربع یعنی دو حصے ملینگے اور بقیہ چہہ حصے برادرزادہ کو بوجہہ اوسکے عصبہ ہونیکے پہنچینگے جو بیع کہ زوجہ ثانیہ کی جانب سے بعد وفات پہلی زوجہ کے عمل مین آیا وہ صرف اوسکے حصہ ذاتی کی نسبت جائز ہے نہ بابت اون چہہ حصص کے جنکا مستحق اور مالک برادرزادہ ہے اور اگر پہلی زوجہ نے حصہ اپنا بذریعہ ہبہ یا بیع منتقل نہین کیا اور نہ اوس نے کوئی وارث جائز چہوڑا ہو تو حصہ اوسکا بعد اوسکی وفات کے داخل بیت المال ہے + ‡

مقدمہ ۵۴

س- ایک شخص نے دو بیٹیان اور ایک پوتی چہوڑکر وفات پائی ایسی صورت مین ترکہ اوسکا کتنے حصون مین تقسیم کیا جایگا اور وارثان مذکور ازروے فرائض کس حساب سے حصے پائینگے +

استحقاق بیٹیون کا بحالت موجود ہونیکے ایک پوتے اور ایک پوتی کے +

ج- بنظر حالات مندرجہ سوال کے پہلے متوفی کی تجہیز و تکفین کے مصارف بقدر مناسب اور قرضہ کا ادا کرنا اور جایداد موصی بہ کا بقدر ثلث ترکہ کے دینا واجب ہے بعد ازان بقیہ جایداد کو ۹ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اون کے دخترون کو دو ثلث ۲/۳ یعنی ہر واحد کو تین حصے ملینگے اور پوتے کو بوجہہ عصبہ ہونیکے دو حصے پہنچینگے اور پوتی کو ایک حصہ ملیگا + ‖

بیچتے ہین لیکن تقسیم اون کی حصہ داران مذکورین بغیر کسر کے نہین ہو سکتی اور ربع یعنی حصہ دارون کا عدد مساوی ہے ۲ یعنی عدد سہام نفی ۲ کے اور ۲×۳ = ۵ - ۱ اور اس صورت مین نسبت متباین پائی جاتی ہے پس ازروے قاعدہ کے حصہ دارون کی تعداد کو اصل تقسیم کے عدد کے ساتہہ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۵×۸ = ۴۰ +

† اصول وراثت دفعہ ۱۴ +

‡ اس صورت سے مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۷ کے تیسرے قاعدہ کی تمثیل پائی جاتی ہے اور بنظر اسکے کہ ہر دو زوجہ کو ایک ربع یعنی اپنا حصہ واجب ملیگا ترکہ کو ابتداءً چار حصون پر تقسیم کرنا لازم تہا لیکن عدد ایک یعنی عدد تقسیم کا چہارم دونون زوجہ مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتا اور اونکی تعداد اور اون کے حصہ کی تعداد مین نسبت متباین پائی جاتی ہے مثلاً ۱ = ۲ - ۱ اس صورت مین بموجب قاعدہ کے اصل عدد تقسیم کو ان وارثون کی تعداد کے ساتہہ ضرب دینی چاہیے جنکا حصہ بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتا ۴×۲ = ۸ +

* اصول وراثت دفعہ ۱۶ +

‖ قاعدہ سوم مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۷ - چونکہ اس صورت خاص مین حصہ جائز بقدر دو ثلث کے ہے لہذا جایداد ابتداءً تین حصون

مقدمہ ۵۵

س۔ ایک شخص نے بہ تحریر دست آویز اپنے برادرزادہ کو اپنا قایم مقام ملکیت قرار دیا یہہ دست آویز شرعاً برادرزادہ کی نسبت قابل نفاذ ہے یا نہین اور اگر برادرزادہ بذریعہ دست آویز مذکور متوفی کے کل ترکہ کا استحقاق نہین رکہتا تو ترکہ مذکور دعویدارون مین کس حساب سے تقسیم ہوگا اور واضح ہو کہ دعویدارون مین ماں اور تین ہمشیر اور ایک بہائی کہ وہ اس مقدمہ مین مدعا علیہ ہے اور ایک زوجہ اور خسر داخل ہین +

ج۔ شرعاً دست آویز مذکور ناجائز ہے اور اوسکے ذریعہ سے برادرزادہ کو استحقاق وراثت حاصل نہین ہوسکتا کیونکہ وہ دست آویز مذکور کے ذریعہ سے اصل مالک کی جایداد کا قایم مقام قرار پایا ہے یعنی اسمین بالعموم یہہ لکہا ہے کہ مالک کی کل جایداد بعد اوسکی وفات کے برادرزادہ کو پہنچیگی ایسی تحریر کی نسبت کسی قسم کے معاہدہ جائز کا اطلاق نہین ہوسکتا اور بدین وجہ ایسی دست آویز سے حق مالکیت بطور جائز قایم نہین ہوسکتا اور متوفی کے وارث اوسکی ماں اور بہائی اور تین ہمشیر اور اوسکی زوجہ ہین اور اوسکا خسر وارث نہین ہوسکتا پس اوسکے ترکہ کو حسب تصریح ذیل تقسیم کرنا چاہیئے یعنی بعد ادا اوسکے قرضہ واجبہ کے اوسکی باقی جایداد ساٹہہ حصون مین تقسیم کیجاے منجملہ اون کے پندرہ حصے یعنی ایک ربع † زوجہ کو پہنچیگا اور دس حصے یعنی سدس ‡ ماں کو اور چودہ حصے بہائی کو اور بقیہ اکیس سہام اوسکی تین ہمشیر کو یعنی ہر واحد کو سات سات اور اوسکی زوجہ کا حصہ بعد اوسکے مرجانے کے اوسکے باپ یا اوسکے اور وارثان جائز کو پہنچیگا + ¶

> اگر مالک جایداد کسی شخص کو نام دست آویز اسی تحریر سے ملکیت کا کہ شخص مذکور اوسکی وفات کے بعد اوسکی جایداد کا مستحق ہوگا تو ایسی دستاویز باطل و کالعدم ہے

> استحقاق زوجہ کا بحالت موجود ہونے ماں اور بہائی اور تین ہمشیر کے +

مقدمہ ۵۶

س۔ ایک شخص کو کچہہ جایداد اراضی بذریعہ ہبہ کے حاصل ہوئی تہی اور وہ اوسپر قابض تہا اور قریب آٹہہ برس کا عرصہ ہوا کہ وہ ایک زوجہ اور چار دختر اور ایک بہائی اور دو بہن چہوڑکر مرگیا اور اوسکے بہائی نے بہی چار بیٹے چہوڑکر وفات پائی اور اوسکی ایک بہن بہی ایک دختر چہوڑکر مرگئی اور زوجہ نے اوسکے ترکہ کا ایکجزو بذریعہ بیع کے منتقل کیا ایسا بیع جائز ہے یا نہین۔ اور دعویداران جایداد جو برادر متوفی اور ہمشیر متوفیہ کے قایم مقام ہین جایداد سے کسقدر حصہ پانیکے مستحق ہین یا نہین اور اگر ہین تو اونکو بذریعہ قایم مقامی اپنے مورثون کے کس حساب سے حصے ملینگے +

ج۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شخص متوفی کی زوجہ اوسکے زمانہ وفات سے اوسکے ترکہ پر قابض ہے اور اوس نے ترکہ کا ایک جزو بذریعہ بیع کے منتقل کیا اور دعویداران نے استحقاق وراثت اپنا اوسکے ترکہ کی نسبت پیش کیا اور وہ تسلیم کرتے ہین کہ قابضہ جایداد متوفی کی زوجہ منکوحہ ہے اور واضح ہو کہ حسب رواج اس طرح

> ترکہ شوہر کا بیع منجانب زوجہ کے بحالت موجود ہونے اور دعویداران جائز ہے +

تقسیم ہونی چاہیئے تہی لیکن بعد لینے دو ثلث یعنی دو حصہ دخترون کے صرف ایک حصہ واسطے تقسیم دو دیگر دعویدارون کے باقی رہتا ہے اور اون دونون دعویدارون کو شمار مین تین تصور کرنا چاہیئے کیونکہ بیٹے کا حصہ بہ نسبت دختر کے دوچند ہوتا ہے لیکن عدد ایک یعنی حصہ باقی اور عدد ۳ یعنی دعویدارون کی تعداد مین نسبت متباین ہے پس اصل تقسیم کے عدد کو دعویداران مذکور کی تعداد کے ساتہہ ضرب دینی چاہیئے مثلاً ۳ × ۳ = ۹ +

† اصول وراثت دفعہ ۱۴ +

‡ دفعہ ۳۳ +

§ دفعہ ۲۲ +

¶ قاعدہ سوم مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۷۷ ۔ اگر ایک شخص ثمن اور دوسرا سدس کا مستحق ہو تو از روے دفعہ ۶ اصول وراثت کے ترکہ کو ابتداءً بارہ حصون مین تقسیم کرنا چاہیئے منجملہ اون کے بعد دینے ایک ربع یعنی تین سہام زوجہ اور ایک سدس یعنی دو حصے ماں کے سات حصے بقیہ دعویدارون کے

یعنی پردہ وان بیگم دین مہر کا تخمین ۶۵۰ روپیہ سے کم مقدار پر نہین ہوتا اور بسبب قلیل المقدار ہونے ترکہ کے وصول ہونا سارے چہہ سو روپیہ کا اوسمین سے قابل یقین نہین ہے اور دعوی وراثت کا تا ادا ہونے مہر کے تسلیم نہین ہو سکتا اور اگر دین مذکور ادا ہو گیا ہو تو اصل مالک متوفی کا ترکہ اوسکے وارثان قریب مین اس طرح سے تقسیم ہونا چاہیے کہ اوسکے ۹۶ حصے کیے جاوین منجملہ اون کے زوجہ کو ایک ثمن † یعنی بارہ حصے پہنچینگے اور دختر ونکو دو ثلث ‡ یعنی ۶۴ سہام اور بھائی کو ۱۰ سہام اور ہر ہمشیرہ کو ۵ سہام اور اون شخصون کے قائم مقام بھی اس حساب سے حصہ پاینگے اور بیع جو زوجہ کی جانب سے عمل مین آیا ہے اوسکی نسبت واضح ہو کہ وہ فقط حصہ دار اوسی اپنی جایداد کے اور اگر مشتری کو بیع کی نسبت کچہہ عذر نہو تو بیع مذکور نسبت اوسقدر جایداد کے جو زوجہ کو وراثتاً حاصل ہوئی ہے جائز متصور ہو کر نافذ سمجہا جایگا + §

استحقاق جایداد متوفی کا بحالت موجود ہونے ایک بھائی اور دو بہین اور ایک زوجہ کے +

مقدمہ ۵۷

س - ایک شخص جو کسی قدر جایداد کا مالک تہا اوسکے ترکہ کی نسبت نزاع وراثت درپیش ہے اور اوسکے چار بیٹے تہے اور دو دختر تہین ایک بیٹا اوسکی حیات مین ایک پسر چہوڑ کر مرگیا اور بعد ازان مالک مذکور نے بہی ایک زوجہ اور تین بیٹے اور دو دختر اور ایک پوتا جسکا ذکر اوپر ہوا ہے چہوڑ کر وفات پائی اس صورت مین ترکہ ایسے شخصون مین کس حساب سے تقسیم ہوگا +

ج - ترکہ کو ۹۶ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اون کے ہر پسر کو ۱۴ حصے اور ہر دختر کو ۷ ¶ ملینگے اور زوجہ ایک ثمن ‖ یعنی آٹہہ حصے پائیگی اور پوتا جسکا باپ اپنے باپ کے حین حیات مرگیا محجوب الارث ** ہوگا +

استحقاق تین بیٹون کا بحالت موجود ہونے دو دختر اور ایک زوجہ کے +

واسطے سمجہے بیٹون اور اون باقی دعویداروں کی تعداد کو پانچ شمار کرلینا چاہیے لیکن پانچ اور سات مین نسبت متباین ہے پس اصل تقسیم کے عدد کو اون دعویدارون کی تعداد کے ساتہہ ضرب دینی چاہیے جنکا حصہ بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتا مثلاً ۱۲ × ۵ = ۶۰ +

† اصول وراثت دفعہ ۱۴ +

‡ ایضاً +

§ دفعہ ۱۷ +

¶ قاعدہ سوم مسئلہ تقسیم دفعہ ۷۷ - چونکہ اس صورت مین ایک شخص کا حصہ ایک ثمن اور دوسرے کا دو ثلث ہے لہذا ترکہ کو موجب قاعدہ ۶۶ اصول وراثت کے پہلے ۲۴ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے اور بعد دیئے جانے زوجہ کے ایک ثمن یعنی تین حصون کے ۲۱ حصے چار دختر ون کے واسطے باقی رہتے ہین اور ظاہر ہے کہ تقسیم اون کی دختران مذکورہ مین بغیر کسر کے نہین ہو سکتی اور باہم وارثان مذکور اور اون کے سہام معینہ کے نسبت متباین پائی جاتی ہے مثلاً ۴ × ۵ = ۲۱ - ابر جب قاعدہ کے اس صورت مین اصل تقسیم کے عدد کو اون وارثون کی تعداد کے ساتہہ ضرب دینی چاہیے جنکا حصہ بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتا مثلاً ۲۴ × ۴ = ۹۶ +

‖ اصول وراثت دفعہ ۳ +

** دفعہ ۱۲ +

T قاعدہ ونشتم مسئلہ تقسیم دفعہ ۷۷ - زوجہ کو ایک ثمن دیئے کی غرض سے ترکہ کو ابتدا آٹہہ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے اور بعد دیئے جانے

مقدمہ ۵۸

س - ایک شخص متوفی کے ایک زوجہ اور ماں اور دو بیٹے وارث ہیں اس صورت میں ترکہ اوسکا ان میں کس حساب سے تقسیم ہوگا۔

ج - اس صورت میں ترکہ متوفی کو از روے فرائض ۴۸ حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اون کے زوجہ کو ۶ اور ماں کو ۸ حصے ملینگے اور بقیہ جایداد کی نسبت بیٹے مستحق ہونگے * چنانچہ تفصیل اون کے حصص کی ذیل میں لکھی جاتی ہے۔

ماں	زوجہ	پسر	پسر ثانی	میزان کل
۸	۶	۱۷	۱۷	۴۸

استحقاق دو بیٹوں کا بحالت موجودگی ماں اور زوجہ کے

مقدمہ ۵۹

س - ایک شخص نے دو بیٹے اور دو دختر اور ایک زوجہ چھوڑ کر وفات پائی ایسی صورت میں اوسکی وفات کے بعد اوسکی جایداد اراضی ان شخصوں میں کس حساب سے تقسیم ہونی چاہیے۔

ج - مالک کی وفات کے بعد اوسکی جایداد سے گو وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ اول ادا کرنا اوسکے اخراجات تجہیز و تکفین اور مہر قرضہ کا واجب ہے اور ازاں بعد بقیہ جایداد سے وصیت کا نفاذ بقدر ثلث ہونا چاہیے اور چونکہ اس صورت میں اولاد موجود ہے لہذا زوجہ کو ایک ثمن ‡ ملیگا اور جو کچھ جایداد بعد منہا ہونے اوسکے حصہ کے بچے اوسکو اوسکے دو بیٹوں اور دو دختروں میں تقسیم کرنا چاہیے اور لحاظ رہے کہ پسر کا حصہ بہ نسبت دختر کے دو چند ہوگا۔ ¶

مطالبات جو وراثت کے مقدم ہیں۔

مقدمہ ۶۰

س - عبد الرشید نامی ایک شخص ایک زوجہ اور ایک بیٹی اور دو حقیقی چچا جو اس مقدمہ میں مدعی ہیں چھوڑ کر مر گیا ایسی صورت میں متوفی کا ترکہ کس حساب سے تقسیم ہوگا۔

ج - زوجہ کو ایک ثمن اور دختر کو کل کا ایک نصف ملیگا اور بقیہ جایداد دونوں مدعیوں میں ¶¶ بالمناصفہ تقسیم ہوگی۔

استحقاق زوجہ کا بحالت موجود ہونے صرف ایک دختر اور دو چچا کے۔

اسکے حصہ کے صرف ۰ حصے بقیہ وارثوں کے واسطے رہتے ہیں اور گو وارثان مذکور تعداد میں صرف پانچ ہیں لیکن اونکو ۸ شمار کرنا چاہیے کیونکہ مرد کو بہ نسبت عورت کے دو چند حصہ ملتا ہے لیکن عدد ۱۷ اور عدد ۸ میں باہم نسبت متباین ہے پس اصل تقسیم کے عدد کو اون وارثوں کی کل تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جو بغیر کسر حصہ نہیں پا سکتے مثلا ۸ × ۸ = ۶۴۔

* چونکہ اس صورت میں بیٹے موجود ہیں لہذا اون کی ماں کا حصہ ایک ثمن ہے اور متوفی کی ماں ایک سدس پانیکی مستحق ہے لیکن قاعدہ یہ ہے کہ جب منجملہ حصہ داروں کے ایک شخص ثمن کا مستحق ہو اور دوسرا سدس یا دو ثلث کا تو ترکہ ۲۴ حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے لیکن ۲۴ کا آٹھواں حصہ ۳ اور چھٹا حصہ ۴ ہے پس بعد منہا ہونے ۷ سہام بابت حصص زوجہ اور ماں کے ۱۷ سہام دو بیٹوں کے واسطے باقی رہتے ہیں لیکن تقسیم اون کی بغیر کسر کے ممکن نہیں ہے ایسی حالت میں وارثوں اور سہام کی تعداد میں نسبت دریافت کرنی چاہیے ۲ × ۸ = ۱۷ - اور چونکہ ان عددوں میں نسبت متباین ہے لہذا اصل تقسیم کے عدد کو تعداد وارثوں کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۲۴ × ۲ = ۴۸ - قاعدہ سوم مسئلہ تقسیم دفعہ ۲۷۔

‡ اصول وراثت دفعہ ۱۴۔

§ دفعہ ۳۔

¶ اس صورت میں بھی قاعدہ مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۲۷ کی تعمیل پائی جاتی ہے اور سہام خاص میں ترکہ کو ۸ حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اون کے زوجہ کو ۱ اور ہر بیٹے کو ۲ اور ہر دختر کو [illegible]

¶¶ مثلاً ترکہ کے ۱۶ حصے کیے جائینگے اور منجملہ اون کے دختر کو ۸ اور زوجہ کو ۲ اور ہر چچا کو ۳ حصے ملینگے - قاعدہ سوم مسئلہ تقسیم دفعہ ۲۷۔

مقدمہ ٦١

س - ایک شخص نے اپنے بہائی کے چار بیٹے اور ایک زوجہ اور ایک ہمشیر حقیقی اور ایک چچا کا بیٹا چہوڑکر وفات پائی اور منجملہ ان شخصوں کے ایک شخص متوفی کے کل ترکہ پر قابض ہوگیا تہا اور وہ سیرہ ۲ برس تک بلا شرکت غیرے دخیل رہا ایسی صورت مین متوفی کا ترکہ شرعا کس وارثون کو پہنچیگا یا نہین اور اگر سب کو پہنچیگا تو وہ کسطور سے تقسیم کیا جاویگا *

ج - اگر قبضہ بغیر استحقاق کے حاصل ہوا تو بنظر حالات مندرجہ سوال ایسا دخل شرعا مانع دعوی ورثا نہین ہوسکتا اور بعد ادا ہونے اداے مصارف کے جو تقسیم وراثت پر مقدم ہین ترکہ کے ۱۶ حصے کیئے جاینگے منجملہ اون کے بہن کو ۸ اور زوجہ کو ۴ حصے پہنچینگے اور بقیہ جایداد اوسکے بہائی کے بیٹون کو ملیگی یعنی ہر واحد ایک حصہ پایگا اور چچا کا بیٹا کچہہ نہین پاسکتا **

(حاشیہ: استحقاق بہن کا بحالت موجود ہونے زوجہ اور بہائی کے چار بیٹون کے)

مقدمہ ٦٢

س - اس مقدمہ کی صورت یہہ ہے کہ زوجہ کو شوہر سے نکاح کے وقت کابین نامہ حاصل ہوا اور شوہر زوجہ کی حیات مین دو بیٹے چہوڑکر مرگیا بعد ازان اوسکے چہوٹے بیٹے نے وفات پائی اور واضح ہو کہ شوہر اپنی جایداد منقولہ و غیر منقولہ متنازعہ پر بلا شرکت غیرے قابض رہا اور اوس نے منجملہ دو پسران مذکور العدر کے ایک پسر اور ماں اور چار دختر کنیز چہوڑکر وفات پائی اور بیان یہہ ہے کہ ایک کنیز کا نکاح متوفی سے ہوگیا تہا چنانچہ جو بیٹا اوسکے بطن سے ہوا وہ بہی اوسکی وفات کے وقت موجود تہا بعدہ اوسکی مان نے وفات پائی پس سوال یہہ ہے کہ متوفی کا ترکہ کن شخصون کو ملیگا اور کسطور پر شرعا تقسیم ہوگا اور اگر مان بہی اوسکے ترکہ کی مستحق تہی تو اوسکی وفات کے بعد اوسکا حصہ کسکو ملنا چاہیئے اور اگر اس سوال کے جواب مین درباب جواز اور عدم جواز نکاح کنیز کے بحث واقع ہو تو مناسب ہے کہ جواب مین دونون صورتین قایم کیجائین اور توضیح اس امر کی وجہہ ثبوت پر منحصر کیجایے *

ج - چونکہ اسصورت مین زوجہ نے دو بیٹے اور شوہر چہوڑکر وفات پائی لہذا ترکہ یعنی دین مہر یا فتنی اوسکا ۱۲ حصون مین تقسیم ہونا چاہیے منجملہ ان حصون کے اوسکے ہر بیٹے کو تین حصے ملینگے اور شوہر کو ۳ حصے یعنی ربع * بعد مرجانے اوسکے چہوٹے بیٹے کے اوسکے تین حصے باپ کو پہنچینگے پس منجملہ ۱۲ حصے دین مہر یافتنی زوجہ کے پانچ حصے شوہر کو پہنچینگے اور دعوی جایداد کی بابت ہونا ساقط ہوتا ہے اور بقیہ تین حصونکی نسبت صرف اوسکا بڑا بیٹا استحقاق رکہتا ہے اور چونکہ شوہر ایک بڑا بیٹا اور ایک بیٹا جاریہ کے بطن سے اور مان اور ایک جاریہ چہوڑکر مرگیا اور معتقہ اور منکوحہ ہونا اپنا بیان کرتی ہے پس در صورت صحیح و جائز ہونے نکاح کے شوہر کا ترکہ ۲۴ حصون پر تقسیم ہوگا اور منجملہ ان کے ہر بیٹے کو ۷ حصے ملینگے اور مان کو ۴ یعنی ایک سدس ملیگا اور جاریہ منکوحہ ایک ثمن یعنی ۳ حصے پائیگی اور اگر نکاح صحیح و جائز قرار نہ پائے تو ترکہ شوہری کو ۱۲ حصون پر تقسیم کرنا چاہیئے منجملہ اون کے ان کو ۲ حصے اور ہر بیٹے کو ۵ حصے ملینگے لیکن چونکہ دین مہر مندرجہ کابین نامہ مقدار مین کثیر ہے یعنی ایک لاکہہ اشرفی سے بہی متجاوز ہے لہذا بعد منہا کرنے ۱۰ حصے منجملہ ۱۶ حصون کے بجا متوفی کا کل ترکہ دعوی دین مہر مین محسوب ہوجاویگا اور دین مذکور کو وراثت پر تقدم ہے لیکن شوہر کی ان بذریعہ وراثت مستحق ایک ثمن کی تہی اور اوسکو اپنے دین مہر کی بابت جایداد موروثی پر استحقاق پہنچتا تہا اور بعد وفات اپنے بیٹے کے جایداد مذکور پر قابض و متصرف رہی اور چونکہ اوس نے

(حاشیہ: استحقاق شوہر کا بحالت موجود ہونے اولاد کے)

(حاشیہ: استحقاق باپ کا بحالت موجود ہونے اولاد کے)

(حاشیہ: استحقاق دو بیٹون کا بحالت موجود ہونے ماں اور زوجہ کے)

(حاشیہ: استحقاق دو بیٹون کا بحالت موجود ہونے ماں کے)

(حاشیہ: دین مہر وراثت پر مقدم ہے *)

---

* قاعدہ سو مسئلہ تقسیم *

* [illegible] *

* [illegible] *

عارے یہ کہ بیٹے کو پوتا ہونا اپنا تسلیم کیا اسلیئے اوسکا کل حق وحصہ نسبت جایداد منقولہ وغیر منقولہ کے اوسکی وفات کے بعد دو حصون مین تقسیم ہوکر دونون بیٹون مین بالمناصفہ تقسیم ہونا چاہیے ؞

مقدمہ ۶۳

س - ایک شخص تین بیوہ اور چھہ بیٹے اور چھہ بیٹیان چھوڑکر مرگیا اس صورت مین ترکہ اوسکا ان شخصون مین کس حساب سے تقسیم ہوگا ؞

ج - ترکہ متوفی کا ۱۴۴ حصون پر تقسیم ہوگا منجملہ ان کے دونون زوجہ کو ایک ثمن ۱/۸ یعنی ہر واحد کو چھہ حصے ملینگے اور ہر پسر کو ۱۴ سہام اور ہر دختر سات سہام ملینگے یعنی اوسکا حصہ بمقابلہ بیٹون کے نصف ۱/۲ ہوگا ؁

استحقاق بسبب بیٹیان موجود ہونے چھہ دختران اور تین زوجہ کے ؞

مقدمہ ۶۴

س - ایک شخص نے باپ اور ایک زوجہ اور تین بیٹے اور دو بیٹیان چھوڑکر وفات پائی لیکن ایک اور عورت اور اوسکے دو بیٹے بابت جزو ترکہ متوفی کے دعویدار ہین اور عورت مذکور اپنے تئین متوفی کی زوجہ ظاہر کرتی ہے اور دو بیٹے اوسکے بطن سے ہین وہ ہونا اپنا متوفی کی اولاد سے بیان کرتے ہین اور ظاہرا اس باب مین بہت شک ہے کہ عورت مذکورہ کا نکاح متوفی کے ساتھہ ہوا یا نہین اور اونکے بیانات کی صداقت کا صرف اسقدر ثبوت ہے کہ متوفی نے منکوحہ ہونا عورت مذکورہ اور اپنی اولاد سے ہونا دو بیٹون کا حین حیات اپنے تسلیم کیا تہا ایسی صورت مین منکوحہ ہونا عورت کا اور صلبی ہونا دو بیٹون کا متصور کیا جا سکتا ہے یا نہین اور اگر ایسا تصور کیا جاے تو متوفی کا ترکہ از روے فرائض کتنے حصون مین تقسیم ہونا چاہیے ؎

ج - اگر متوفی نے اپنی اولاد سے ہونا اون لڑکون کا جو بالفعل دعویدار ہین اپنی حیات مین تسلیم کیا اور بعد اوسکی وفات کے بھی اون کی ماں نے بھی امر ظاہر اور اپنے تئین متوفی کی زوجہ بیان کیا تو یہہ تینون شخص اپنے حصص جائز پانیکے مستحق ہین چنانچہ ہہہ وقایع مین لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی لڑکے کو اپنا بیٹا قرار دیوے اور وفات پائے اور بعد اوسکے مرجاے لڑکے کی ماں ہونا اوسکا متوفی کے صلب سے اور اپنے تئین زوجہ ظاہر کرے تو یہہ دونو مستحق میراث ہونگے ؎ مین

اولاد کے نسب کا تسلیم کرنا ؞

۴ دفعہ ۱۴ ؞

۵ دفعہ ۳ ؞

۶ اس صورت سے قاعدہ پنجم مسئلہ تقسیم مندرجہ ۹، کی تمثیل حاصل ہے یعنی ترکہ دونون حصہ دارونکے دونون فریقون مین کسر کے ساتھہ تقسیم ہوتا ہے اور ایک فریق کی تعداد دوسرے فریق کے عدد سے بغیر باقی رہنے کسر کے تقسیم ہوجاتی ہے مثلاً چونکہ زوجگان کا ایک ثمن ہے لہذا متوفی کا ترکہ آٹھہ حصون سے کم مین تقسیم نہین ہوسکتا منجملہ اونکے زوجگان ایک حصہ پانیکی مستحق ہین لیکن ایک حصہ تین زوجگان مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتا اور علاوہ زوجگان کے ۱۸ دیگر دعویدار ہین اور ۱۸ ہونیکی وجہہ یہہ ہے کہ بیٹے کا حصہ بہ نسبت دختر کے دوچند ہوتا ہے اور اونکا حصہ اسطرح پر شمار کیا جاتا ہے اور یہہ بہی ظاہر ہے کہ بقیہ حصے اٹھارہ شخصون مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتے پس ظاہر ہے کہ حصہ دارونکے ہر فریق مین حصہ بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتا اور سہام اور حصہ دارونکی تعداد مین نسبت متباین ہے مثلاً پہلے حصہ کی نسبت بمقابلہ حصہ دارون کے اوّل فریق کے یہہ ہے ۱×۳ = ۳ - ۱ - اور فریق دوم کے حصہ دارون اور اونکے سہام مین یہہ نسبت ہے یعنی ۷×۲ = ۱۸ - ۲ - ۷ = ۴ - ۳ اور ۳ = ۴ - ۱ لیکن ایک فریق کی تعداد دوسرے فریق کے عدد سے بعد باقی رہنے کے تقسیم ہوجاتی ہے کیونکہ عدد ۳ عدد ۱۸ کو تقسیم کرتا ہے اور ایسی نسبت کو متداخل کہتے ہین اس صورت مین تصحیح کا مسئلہ کسر یعنی عدد کو اصل تخریج کے عدد کے ساتھہ ضرب دیا جاے یعنی ۱۸×۸ = ۱۴۴ عدد حاصل ہوتا ہے کوئی ایسا حصہ نہین رہتا جسکی تقسیم کے بعد بہہ قاعدہ کی تمثیل پائی جاے لیکن [illegible]

بس اگر یہ امر فرض کیا جاوے تو بعد ادا کرنے مصارف تجہیز و تکفین و ادائے قرضہ اور وصیت جائز مرحومی بھی ترکہ کو ۲۸۸۰ حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اون کے ۴۸۰ حصے باپ کو اور ۱۸۰ حصے ہر زوجہ کو اور ۳۴۰ سہام منجملہ پانچ پسران ہر واحد کو اور ۱۷۰ ہر دختر کو ملینگے ٭

استحقاق باپ کا بحالت موجود ہونے دو زوجہ اور پانچ بیٹوں اور دو دختر کے

مقدمہ ۶۵

س - ایک شخص نے دو زوجہ چھوڑ کر وفات پائی منجملہ اون کے ایک کے ساتھہ بذریعہ اس رسم کے جو شادی کے نام سے معروف ہے اور دوسری کے ساتھہ بذریعہ نکاح کے ازدواج ہوا پہلی زوجہ سے اوس نے تین پسر اور پانچ بیٹیاں چھوڑیں اور دوسری سے دو بھتیجے اور ایک دختر ایسی صورت میں اوسکا ترکہ اشخاص مذکور الصدر میں کس طور پر تقسیم ہوگا ٭

ج - متوفی کے ترکہ کو ۸۸ حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اون کے دونوں زوجہ کو ۱۱ یعنی ہر واحد کو ۵½ سہام ملینگے اور بیٹوں کو ۴۲ یعنی ہر واحد کو ۱۴ اور بیٹیوں کو ۳۵ یعنی ہر واحد کو ۷ حصے پہنچینگے ٭ ☙

استحقاق پانچ بیٹوں کا بحالت موجود ہونے چھہ دختروں اور دو زوجہ کے ٭

مقدمہ ۶۶

س - ایک شخص چار زوجہ اور آٹھہ بیٹے اور چھہ دختر چھوڑ کر مرگیا ایسی صورت میں ترکہ اوسکا ان شخصوں میں کسطور پر تقسیم ہوگا ٭

ج - بعد ادا کرنے قرضہ واجب اور دیگر مطالبات مقدم کے بقیہ ترکہ ۳۵۲ حصوں میں تقسیم ہوگا منجملہ اون کے ۴۴ حصے متوفی کی زوجگان یعنی ہر واحد کو ۱۱ اور ۲۲۴ اوسکے آٹھہ بیٹوں یعنی ہر واحد کو ۲۸ سہام اور بقیہ ۸۴ حصے اوس کے

استحقاق آٹھہ بیٹوں کا بحالت چھہ دختر اور چار زوجہ کے

٭ قاعدہ پنجم مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۷۹ - اس صورت میں اوّل مرتبہ زوجگان کا حصہ بموجب دفعہ ۱۴ اصول وراثت کے ایک ثمن ہیں اور باپ کا حصہ ازروے دفعہ ۳۲ اصول مذکور کے ایک سدس ہے لیکن اگر ایک وارث ثمن کا مستحق ہو اور دوسرا سدس کا تو دفعہ ۶۶ اصول وراثت کی روسے ترکہ کو اوّل مرتبہ ۲۴ حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اون کے زوجگان کو ایک ثمن یعنی تین حصے اور باپ کو ایک سدس یعنی چار حصے ملنے چاہئیں اور بعد دئیے جانے اون کے حصوں کے ۱۷ سہام واسطے تقسیم بارہ اور دعویداروں کے باقی رہتے ہیں اور بارہ لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ ایک بیٹے کا حصہ بہ نسبت بیٹی کے دوچند تصور کیا جاتا ہے لیکن اون حصوں کی تقسیم بغیر کسر کے عمل میں نہیں آسکتی اور نہ تین سہام دو زوجہ میں بغیر کسر کے تقسیم ہوسکتے ہیں اور عدد ۲ اور عدد ۳ میں اور علیٰ ہذا القیاس ۱۲ اور ۱۷ میں نسبت متباین ہے اور جب یہ کیفیت واقع ہوئی تو حصہ داروں کے ایک فریق کی تعداد اور دوسرے فریق کی کل تعداد میں نسبت دیکھنی چاہیے مثلاً ۲ × ۶ = ۱۲ چونکہ ان دو عددوں میں نسبت متداخل ہے لہذا قاعدہ کی روسے عدد کثیر کو پہلی تقسیم کے عدد کے ساتھہ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۲۴ × ۱۲ = ۲۸۸

٭ اصول وراثت دفعہ ۱۴ ٭

☙ قاعدہ پنجم مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۷۹ - زوجہ کا حصہ ازروئے دفعہ ۱۴ اصول وراثت کے ایک ثمن ہے اور اس وجہ سے ترکہ کو اوّل مرتبہ کم از کم ۸ حصے پر تقسیم کرنا چاہیے لیکن بعد دئیے جانے ایک ثمن یعنی ایک حصہ زوجگان کے ۷ حصے واسطے اور ۱۲ دعویداروں کے باقی رہتے ہیں اور ۱۲ لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ ایک بیٹے کا حصہ بہ نسبت بیٹی کے دوچند ہے لیکن یہ ۷ حصے ۱۲ دعویداروں میں بغیر کسر تقسیم نہیں ہوسکتے اور نہ ایک حصہ دو زوجہ میں بلا کسر تقسیم ہوسکتا ہے اور عدد ۱ اور ۲ میں نسبت متباین ہے اور یہی نسبت ۷ اور ۱۲ میں ہے اور جب یہ امر دریافت ہوگیا تو حصہ داروں کے ایک فریق کی کل تعداد کی نسبت دوسرے فریق کی کل تعداد کے ساتھہ دیکھنی چاہیے مثلاً ۲ اور ۱۲ چونکہ ان دو اعداد میں نسبت متداخل ہے لہذا قاعدہ کی روسے عدد کثیر کو ۸ میں تقسیم کے

دختروں یعنی ہر واحد کو ۱۴ حصے ملینگے ‡

مقدمہ ۶۷

س۔ ایک شخص نے دو زوجہ اور ماں اور ایک دختر اور ایک ہمشیرہ اور تین بہائی چہوڑ کر وفات پائی ایسی صورت مین ترکہ اوسکا کتنے حصون پر اور کس حساب سے اشخاص مذکور الصدر مین وراثتاً تقسیم ہوگا ۔

ج ۔ اس صورت مین ترکہ ۳۳۶ حصون مین تقسیم ہوگا منجملہ اون کے زوجگان ایک ثمن ‡ بابت حصہ شرعی کے پائینگی یعنی دونون کو ۴۲ یعنی ہر واحد کو ۲۱ سہام ملینگے اور ماں کو ۵۶ حصے بابت ایک سدس کے § اور دختر کو ۱۶۸ سہام پہنچینگے یعنی ترکہ کا ایک نصف ‖ اوسکو ملیگا اور بقیہ ۷۰ سہام بہائی اور بہنون مین بذریعہ اون کے وارث عصبہ ہونیکے تقسیم کیئے جائینگے اور اس قاعدہ پر لحاظ رہے کہ مرد کا حصہ بنسبت عورت کے حصہ کے دو چند ہوتا ہے اور بموجب اسکے ہر بہائی کو ۲۰ سہام اور بہن کو ۱۰ سہام ملینگے T

استحقاق دختر کا بحالت موجود ہونے دو زوجہ اور تین بہائی اور ایک بہن کے

مقدمہ ۶۸

س۔ ایک شخص دو زوجہ اور دو پسر اور ایک دختر چہوڑ کر مرگیا منجملہ دو بیٹون کے ایک نے دونون عورتون اور بہائی بہن کی نالش کی ایسی صورت مین

عدد کے ساتھہ ضرب دینی چاہیے مثلاً $۸ \times ۱۶ = ۱۲۸$

‡ اس مقدمہ سے چہٹے قاعدہ مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۸۰ کی ایک سہل تمثیل پائی جاتی ہے ۔ چونکہ زوجگان کا حصہ ایک ثمن ہے لہذا ترکہ اول مرتبہ کم سے کم ۸ حصون پر تقسیم ہونا چاہیے اور اصل تقسیم کا عدد ۸ ہے لیکن ۸ کا ثمن ۱ ہے اور وہ ۲ زوجگان مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتا علاوہ ان کے ۲۲ دعویدار اور بہن اور ان دعویداروں مین دو عورت کی جگہہ ایک مرد شمار کیا گیا ہے اور وارثون کے دونون فریق اور اون کے سہام کی تعداد مین نسبت متباین پائی جاتی ہے مثلاً ۱=۴-۳ اور ۳=۴-۱ اور $۷\times۳ = ۲۲-۱$ اور وارثون کے فریق کی تعداد مین نسبت متوافق پائی جاتی ہے مثلاً $۴ \times ۵ = ۲۲-۲$ اور قاعدہ یہہ ہے کہ پہلے عدد کے مقسوم الیہ کو جو اس صورت خاص مین ۲ ہے دوسرے عدد کے ساتھہ ضرب دیجائے اور حاصل ضرب کو پہلی تقسیم کے عدد کے ساتھہ مثلاً $۲ \times ۲۲ = ۴۴ \times ۸ = ۳۵۲$

‡ اصول وراثت دفعہ ۱۴

§ دفعہ ۳۳

‖ دفعہ ۱۶

T اس مقدمہ سے مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۱۸ کے ساتوین قاعدہ کی تمثیل پائی جاتی ہے چونکہ زوجگان کا حصہ ایک ثمن اور ماں کا حصہ ایک سدس ہے لہذا بموجب دفعہ ۶۶ اصول وراثت کے ترکہ اوّل مرتبہ ۲۴ حصون پر تقسیم ہونا چاہیے اور ۲۴ اس صورت مین پہلی تقسیم کا عدد ہے لیکن بعد منہائی ۱۲ سہام یعنی نصف ترکہ کے جو دختر کا حصہ ہے اور ۴ سہام یعنی ترکہ سدس جو ماں کا حق ہے اور ۳ سہام یعنی ترکہ کے ثمن جو زوجگان کا حصہ ہے صرف پانچ حصے واسطے وارثان عصبہ کے بچتے ہین اور ان وارثون مین ایک بہائی کا حصہ بجائے حصہ دو بہنون کے محسوب ہوا ہے اور یہہ تقسیم بغیر کسر کے نہین ہو سکتی اور عدد ۳ بہی دو زوجون مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتا پس وارثون کی دونون فریق مین تقسیم کسر کے ساتھہ ہوتی ہے اور سہام اور حصہ داروں مین ہر دو صورت نسبت متباین ہے مثلاً ۲=۱-۳ اور ۵-۳=۲ اور ۲۲

ان شخصون کو ترکہ متوفی کا کس حساب سے ملیگا اور جو عورت اسمقدمہ مین مدعا علیہا ہے وہ دعوی کل ترکہ کا دین مہر کی بابت کرتی ہے +

ج - اس صورت مین ترکہ ۸ حصون پر تقسیم ہوگا منجملہ انکے ایک ثمن † یعنی ۱ حصے دونون زوجہ کو یعنی ازروے قاعدہ وراثت ہر واحد کو ۵ سہام ملینگے اور چونکہ قاعدہ یہہ ہے کہ مرد کا حصہ بہ نسبت عورت کے دوچند ‡ ہوتا ہے لہذا دختر کو ۱۴ اور ہر پسر کو ۲۸ سہام پہنچین گے لیکن ادا کرنا دین مہر کا شل اور مطالبات کے دعاوی وراثت پر مقدم ہے پس اگر زوجہ کا دعوی صحیح ہو تو ایفا اسکا قبل تقسیم ورثہ کے ضرور ہے اور بقیہ جایداد انہین تقسیم ہونی چاہیے + §

استحقاق دو منشیونکا سہام موجود ہونے ایک دختر اور دو زوجہ کے +

مقدمہ ۶۹

س - محمد تقی نامی ایک شخص حیاتی خانم کا شوہر اور مرزا مہدی کا دادا تہا اور اوسکو حکام عصر سے سند عطا حق زمینداری بابت کسیقدر اراضی کے جو پیشتر اوسکے خسر عبد السبحان کی مملوکہ تہی حاصل ہوئی اور واضح ہو کہ اراضی مذکورہ بعد وفات عبد السبحان کے ضبط ہوگئی تہی اور بذریعہ سند کے محمد تقی کو اراضی کی نسبت حق مالکیت حاصل ہوا اور تہوڑے سے عرصہ بعد اوسنے اراضی کو حسب قاعدہ معینہ وقف کرکے اپنی زوجہ کے نام ایک دستاویز درباب تولیت وقبضہ اراضی مذکورہ کے لکہدی لیکن دخیل ہونا یا نہونا اوسکا بذریعہ اس دستاویز کے واضح نہین ہے اور بعد وفات محمد تقی کے اوسکا بیٹا علی نقی یعنی عبد السبحان کا نواسہ اراضی پر قابض ہوا اور اوسکے مرجانے کے بعد یہہ اراضی اوسکی زوجہ کلثوم خانم اور مرزا مہدی اوسکے بیٹے کے قبضہ مین آئی اب حیاتی خانم یعنی محمد تقی کی زوجہ اون شخصون پر بابت حصول دخل جایداد بذریعہ اوس دستاویز کے جو اوسکے شوہر نے اوسکے نام بابت تولیت اور قبضہ کے تحریر کی تہی نالشی ہے ایسی صورت مین دستاویز مذکور باوجود اسکے کہ اوسمین تصریح قبضہ ہے اور وہ عورت کے نام لکہی گئی جائز ہے یا نہین اور محمد تقی کو جسے زمینداری اراضی حاصل ہوئی کل زمینداری یا صرف اسقدر جزو جو اوسکو اپنی زوجہ یعنی عبد السبحان اصل مالک کی دختر اور علی نقی کی ماں سے وراثتاً حاصل ہوئی وقف کرنیکا اختیار حاصل تہا یا نہین اور اگر اوسکو صرف جزو جایداد کے وقف کا اختیار تہا تو دستاویز تولیت جسکی رو سے کل جایداد پر اختیار انصرام دیا گیا ہے اوس جزو کی نسبت جسکے تصرف کا نا بردہ مختار تہا صحیح وجائز ہے یا نہین +

ج - حالات مندرجہ سوال سے یہہ امر صاف واضح نہین ہوتا کہ اراضی متنازعہ سابقاً عبد السبحان کی مملوکہ تہی اور بعد ضبطی کے محمد تقی کو اوسکی نسبت استحقاق حاصل ہوا یا اسکہ یہہ اراضی محمد تقی کو ازسرنو بطور عطیہ ملی لیکن محمد تقی کے ایک اقرار تحریری سے جو کاغذ مقدمہ مین موجود ہے اور یہی طرز

جایداد اراضی ملکیتی غیر منقسمہ کا وقف

* ۱ - ایسی صورت مین قاعدہ کی روسے حصہ داروں کے فریق کی تعداد مین نسبت دیکہنی چاہیے مثلاً ۲ × ۳ = ۷ - ۱ اور یہہ نسبت متباین ہے یعنی تقسیم ان عددون کی صرف ایک عدد سے ہو سکتی ہے اور جب یہہ معلوم ہوا تو پہلے عدد کو دوسرے کے ساتھ ضرب دینی چاہیے اور حاصل ضرب کو اصل تقسیم کے عدد کے ساتھ مثلاً ۲ × ۷ = ۱۴ × ۲۴ = ۳۳۶ +

† اصول وراثت دفعہ ۱۴ +

‡ اصول وراثت دفعہ ۳ +

§ اسمقدمہ سے یہی قاعدہ بہ شکل تقسیم مندرجہ دفعہ ۱۸ کی تمثیل پائی جاتی ہے - زوجگان کا حصہ بموجب دفعہ ۱۴ اصول وراثت کے ایک ثمن ہے لہذا ترکہ کو پہلے آٹہہ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے اور بعد دیے جانے اونکے ثمن یعنی ایک حصہ کے ۷ حصے دائیے ۵ اور دعویدارونکے باقی رہتے ہین اور منجملہ اونکے ہر ایک حصہ شمار کیا گیا کہ جسے اون مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتے اور ایک حصہ بین زوجگان مین بغیر کسر کے ادو حصہ ۱ اور ۲ اور یہہ ۲ عدد مین نسبت متباین ہے

سوال سے مستنبط ہوتا ہے کہ اراضی مذکورہ سابقاً عبد السبحان کی ملک سے تہی اور بعد ضبطی کے محمد تقی کو حاکم عصر کے حکم سے ملی پس ایسی صورت مین جایداد کو عبد السبحان متوفی کی ملک سے تصور کرنا چاہیے اور وہ پہلے اوسکے وارثون اور قایم مقامون مین تقسیم ہونی چاہیے اور بدرجہ اخیر محمد تقی اور علی نقی مین جنکے قایم مقام کلثوم خانم اور مرزا مہدی ہین چنانچہ مستحقین کے حصص شرعی کی تفصیل ذیل مین لکھی جاتی ہے اور محمد تقی نے جو کل اراضی کو حصہ اپنے بیٹے کو مساجد اور معابد مین وقف کیا یہہ عمل اوسکا صحیح اور جائز نہین ہے اور بموجب مسئلہ امام محمد کے وقف کرنا محمد تقی کا اپنے بیٹے کے حصہ کو بوجہ نہونے اوسکے تعین کے بیجا ہے لیکن بموجب قول ابو یوسف کے جسپر اکثر علما کا اس باب مین عمل ہے وقف کرنا بیٹے کے حصہ کا جائز ہے اور اسمین سب کا اتفاق ہے کہ سپرد کرنا تولیت کا عورت کو درست ہے پس اسصورت مین مطابق مسئلہ ابو یوسف کے عمل کرنا مناسب ہے اور محمد تقی نے جو اپنے بیٹے کا حصہ وقف کیا اوسکا جائز قرار دینا بنظر بحال رکہنے تقسیم نامبردہ اور استحقاق ان وارثون کے جنکو اوسنے خود اپنے نقل سے محروم رکہنا چاہا لازم ہے اور اگر یہہ فرض کیا جاے کہ اراضی متنازعہ کبہی عبد السبحان کی ملک سے نہ تہی بلکہ محمد تقی نے از سر نو حاصل کی اور یہہ بنایا کہ اوسکی زوجہ بذریعہ دست آویز نوشتہ اوسکے قابض ہوئی تو از روے قول امام محمد کے جسپر اس باب مین اکثر علما کا عمل ہے وقف ناجائز ہے اور بلحاظ اس صورت فرضی کے محمد تقی کی جایداد اوسکے وارثون مین مطابق اونکے سہام شرعی کے تقسیم ہوگی چنانچہ تفصیل اون کی ذیل مین لکھی جاتی ہے اور اگر اسی مقدمہ مین امام محمد کے قول پر عمل کیا جاے اور وقف ناجائز قرار پاے تو وارث محروم نرہینگے اور اگر ابو یوسف کے قول کے مطابق وقف جائز ٹہرے تو وارث محروم رہینگے پس بلحاظ جملہ حالات کے امام محمد کے قول پر عمل کرنا مناسب ہے

ذکر اس صورت کا جب وقف کرنیوالے متوفی کو جایداد وقف پر قبضہ نہ ہے

تقسیم جایداد بحالت فرض کرنے اس امر کے کہ وہ عبد السبحان متوفی کی مملوکہ ہے

استحقاق پسر کا بحالت موجود ہونے دو دختر کے

عبد السبحان متوفی

پسر	دختر	دختر
مظفر حسین	مصری خانم	حیاتی خانم
دو حصہ	ایک حصہ	ایک حصہ

استحقاق دو ہمشیرون کا

مظفر حسین متوفی

ہمشیر	ہمشیر
مصری خانم	حیاتی خانم
ایک حصہ	ایک حصہ

استحقاق شوہر کا بحالت موجود ہونے دو ہمشیرون اور ایک بہتیجے کے

مصری خانم متوفیہ

ہمشیر	شوہر
حیاتی خانم	محمد تقی
	دو حصہ

اور جب یہہ نسبت معلوم ہو گئی تو قاعدہ کے مطابق پہلے عدد کو دوسرے عدد کے ساتہہ ضرب دینی چاہیے اور حاصل ضرب کو اصل تقسیم کے عدد کے ساتہہ

۵ × ۲ = ۱۰ × ۸ = ۸۰ [illegible]

محمد تقی نے حیاتی خانم اور مصری خانم کے ساتہہ جو دونو عبد السبحان کی دختر تہین [illegible] کیا اور واضح ہو کہ اگر وہ بحالت زندہ ہونے زوجہ کے [illegible]

پسر	پسر
علی نقی	حسن عسکری
۳ سہام	۳ سہام

اور بعد وفات حیاتی خانم کے

شوہر	ہمشیرزادہ	ہمشیرزادہ
محمد تقی	حسن عسکری	علی نقی
۴ حصے	۲ حصے	۲ حصے

استحقاق شوہر کا بحالت موجود ہونے ہمشیر کے دو بیٹون کے +

حسن عسکری متوفی

بھائی	باپ
علی نقی	محمد تقی
	۵ حصے

استحقاق باپ کا بحالت موجود ہونے بھائی کے +

میزان

علی نقی	محمد تقی
۵ سہام	۱۱ سہام

تقسیم جایداد بحالت فرض کرنے اس امر کے کہ وہ مملوکہ عبد السبحان نہین ہے اور حیاتی خانم نے بعد اپنے شوہر کے وفات پائی +

محمد تقی متوفی

زوجہ	زوجہ	زوجہ	
حیاتی خانم	ہندہ	زینب	
۵ سہام	۵ سہام	۵ سہام	
پسر	دختر	دختر	دختر
علی نقی	خدیجہ	فاطمہ	عائشہ
۴۲ سہام	۲۱ سہام	۲۱ سہام	۲۱ سہام

استحقاق بیٹے کا بحالت موجود ہونے تین زوجہ اور تین دخترون کے

اور واضح ہو کہ بحساب روپیہ کے عورتون کے حصے بقدر دس آنہ آٹھہ گنڈہ کے ہون گے اور علی نقی کا حصہ بقدر پانچ آنہ بارہ گنڈہ کے ہوگا + +

اور اسکی بہن کے ساتھہ نکاح کرنا شرعاً منع ہے لیکن بعد وفات زوجہ کے اوسکی ہمشیر کے ساتھہ نکاح کرنا جائز ہے +

+ ہمقدمہ ہے قاعدہ ہفتم مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۱۸ کے ایک امثال تمثیل پائی جاتی ہے اور وہ یہہ ہے کہ حصہ دارون کے دو فریق میں حصص اونکے بلا کسر تقسیم نہو سکین اور دونون فریق کی تعداد مین نسبت متباین پائی جاتی ہے مثلاً چونکہ زوجگان کا حصہ ایک ثمن ہے لہذا ترکہ کو کم از کم آٹھہ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے بعنوان کے زوجگان کو ایک حصہ ملیگا لیکن ایک عدد تین زوجہ مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتا اور بقیہ حصے

مقدمہ ۷۰

س - ایک شخص نے ایک زوجہ اور ماں اور ایک بہن چھوڑکر وفات پائی ایسی صورت مین ترکہ اوسکا کسطور پر تقسیم ہوگا +

ج - بموجب مسئلہ عول کے ترکہ متوفی کو ۱۳ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ ان کے زوجہ ۳ اور بہن ۶ اور ماں ۴ سہام پاویگی + †

استحقاق بہن کا بحالت موجود ہونے ماں اور زوجہ کے +

مقدمہ ۷۱

س - ایک عورت نے دختر اور ماں اور باپ اور شوہر چھوڑکر وفات پائی ایسی حالت مین منجملہ دین مہر متوفیہ کے اوسکی ماں کو کسقدر ملنا چاہیے +

ج - متوفیہ کے کل ترکہ یعنی دین مہر اور اور قسم کی جایداد کو ۱۳ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ ان کے ماں کو ۲ سہام اور باپ کو ۲ اور شوہر کو ۳ اور بیٹی کو ۶ سہام ملنے چاہئیں + ‡

استحقاق بہن کا بحالت موجود ہونے ماں اور باپ اور شوہر کے

مقدمہ ۷۲

س - ایک شخص نے جاریہ کے بطن سے دو دختر چھوڑکر جاریہ کی حیات مین وفات پائی ایسی صورت مین جاریہ یعنی لڑکیون کی ماں اپنے آقا کے ترکہ سے کسقدر حصہ پانیکی مستحق ہے یا نہین اور اگر ہے تو ترکہ ان تین شخصون مین کسطور پر تقسیم ہوگا +

ج - بنظر حالات مندرجہ سوال کے جاریہ کو متوفی کے ترکہ سے حصہ پانیکا مطلق استحقاق نہین پہنچتا اور اگر سوال مین وارثون کی توضیح بصحت ہوئی ہے تو متوفی کے ترکہ سے پہلے اوسکے مصارف تجہیز و تکفین ادا ہون اور بعد ازان اوسکا قرضہ جائز دیا جاوے اور اگر کچھ فاضل بچے تو اوسکو شرع کے بموجب تین حصون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اون کے دو حصے بیٹیون کو ملینگے یعنی ہر واحد کو ایک حصہ ملیگا اور بقیہ ایک حصہ وارث عصبہ کا حق ہے درصورتیکہ ایسا وارث موجود ہو اور اگر موجود نہو تو کل ترکہ فرض اور رد کی رو سے بموجب اصول مسائل وراثت کے دخترون کو ملیگا چنانچہ سراجیہ مین یہہ لکہا ہے کہ موانع ارث چار ہین اول رقیت عام اس سے کہ وہ کامل ہو یا ناقص واضح ہو کہ لفظ کامل سے رقیت قطعی مراد ہے اور لفظ ناقص کا اطلاق رق مدبر و مکاتب اور اون کنیز پر ہے جو صاحب اولاد ہون - متوفی کی بیٹیان تین صورتون مین مستحق ورثہ پانیکے ہوتے ہین اگر صرف ایک بیٹی ہو تو اوسکو نصف اور دو یا دو سے زیادہ کو دو ثلث ملتا ہے + §

استحقاق دو بیٹیون اور اون کی ماں کا جو مالک متوفی کی جاریہ تہی +

پاتی ہ دعویدارون مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتے ہین اور دعویدار قرار دینے کی وجہ یہہ ہے کہ ایک بیٹے کا حصہ دختر کی نسبت دوچند ہوتا ہے لیکن تعداد زوجہ یعنی تین اور اور دعویدارون کی تعداد مین نسبت متباین ہے پس ایسی حالت مین قاعدہ یہہ ہے کہ حصہ دارون کے ایک فریق کی تعداد کو دوسرے فریق کی تعداد کے ساتھ ضرب دیجاوے اور حاصل ضرب کو اصل تقسیم کے عدد کے ساتھ ضرب دین مثلاً $3 \times 5 = 15 \times 8 = 120$ +

† اس مقدمہ سے مسئلہ عول کی تقسیم لازم آتی ہے دفعات ۶۸ و ۹۰ اصول وراثت - بموجب دفعہ ۹۵ اصول وراثت کے جایداد کو پہلے ۱۲ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے تہا کیونکہ منجملہ حصہ دارون کے ایک حصہ دار ربع اور دوسرا ثلث اور تیسرا نصف کا مستحق ہے لیکن بعد جانے زوجہ کے ایک ربع یعنی ۳ سہام اور ماں کے ایک ثلث یعنی ۴ سہام کے مین کر اسلئے ایک نصف باقی نہین رہتا پس چاہیے ۱۲ کے ۱۳ سہام تصور کیے جائین تاکہ جملہ وارث اپنا اپنا حصہ پا سکین

‡ اس مقدمہ سے مسئلہ عول کی ایک اور مثال پائی جاتی ہے تنبیہ مقدمہ ۷۰ ملاحظہ کیجائے +

§ اس صورت مین مسئلہ رد کی تمثیل پائی جاتی ہے - اصول وراثت دفعہ ۹۲ - دخترون کا حصہ ترکہ سے صرف دو ثلث ہے لیکن چونکہ دوسرے ان کے

مقدمہ ۳ ۔

س ۱ - ایک عورت نے بہن اور شوہر اور چند برادرزادے اور چچا کا بیٹا اور اوس بہنون کی اولاد چھوڑ کر وفات پائی اس صورت مین عورت مذکورہ کی وفات کے بعد اشخاص مذکورہ مین سے کون شخص مستحق پانے اوسکی جایداد کا ہوگا ۔

ج - ا - عورت کے بھائی کے بیٹے اور اوسکے چچا کے بیٹے اور اوسکی اوس بہنون کی اولاد کا بمقابلہ متوفیہ کے شوہر اور بہن کے وراثت مین کچھ استحقاق نہین ہے جایداد کو دو حصون مین تقسیم کرنا چاہیئے نصف اوس مین سے ہمشیر کو اور نصف شوہر کو ملیگا ۔

استحقاق بھتیجون اور بہنون اور چچا کے بیٹے کا بحالت موجودگی شوہر اور بہن کے ۔

س - ۲ - شوہر صرف ایک ہمشیر چھوڑ کر مرگیا علاوہ اسکے اور کوئی شخص مستحق حصہ یا عصبات مین سے موجود نہین ہے اس صورت مین کس شخص کو جایداد از روے شرع وراثتاً ملنی چاہیئے ۔

ج - ۲ - درحالیکہ صرف ہمشیر ہی موجود ہے اور کوئی شخص مستحق حصہ یا واسطہ وارث عصبی موجود نہین ہے تو ہمشیر اپنے بھائی کا کل ترکہ پائیگی اور گو وہ ترکہ متوفی کو زوجہ سے حاصل ہوا یا کسی اور طور پر نصف اوسکا شرع کی رو سے حصہ ہے اور نصف رد کے ذریعہ سے ۔ †

استحقاق ہمشیر کا اس صورت مین جب وہی صرف وارث ہو ۔

مقدمہ ۴ ۔

س - غلام حسین کی وفات کے بعد اوسکی زوجہ جایداد اراضی پر استحقاق کی رو سے قابض ہوئی بعد ازان وہ ایک ہمشیر حقیقی اور ایک علاتی چھوڑ کر مر گئی اس صورت مین جایداد مذکور جسپر متوفیہ قابض تہی اوسکی بہنون کو ملیگی یا غلام حسین کے بھائی کی بیوہ یا بھائی کے بیٹون کی بیویون کو پہنچیگی - اور اس پچھلی صورت مین جایداد مذکور کس حساب سے اونکو دیجائیگی ۔

ج - غلام حسین کی زوجہ مرتے وقت جایداد اراضی پر بطور مالک قابض تہی لہذا جایداد مذکور اوسکی ہمشیر حقیقی اور علاتی کو بلا شرکت ملیگی ہمشیر حقیقی کو تین حصے پہنچین گے اور علاتی کو ایک حصہ ملیگا ۔ ‡

علاتی بہن کا استحقاق بحالت موجودگی ہمشیر حقیقی کے ۔

مقدمہ ۵ ۔

س - ایک شخص نے ایک زوجہ اور دو بیٹیان چھوڑ کر وفات پائی اون دونون شخصون کو منجملہ جایداد متوفی کے کس حساب سے حصہ ملیگا ۔

ج - کل جایداد ۹ حصون مین تقسیم کیجائیگی منجملہ اون کے دو حصے زوجہ کو دیئے جائینگے اور سات سات حصے ہر ایک دختر کو ملینگے ۔ §

زوجہ کا استحقاق بحالت موجودگی دو دختر کے ۔

اور وارث موجود نہین ہین لہذا اسپر حصہ بہی فاضل جو رہتا ہے اون ہی کیطرف عود کرتا ہے ۔

† اصول وراثت دفعہ ۹۲ ۔

‡ اسمقدمہ سے تمثیل مسئلہ رد کی پائی جاتی ہے - اصول وراثت کی دفعہ ۹۳ ملاحظہ کیجاے - جایداد چہ حصون مین تقسیم ہونی چاہیئے تہی منجملہ اون کے سدس ہمشیر علاتی کا حق ہے اور نصف ہمشیر حقیقی کا - اصول وراثت کی دفعات ۴۳ و ۴۷ ملاحظہ کیجاوین لیکن سدس برابر ایک کے ہے اور نصف مساوی تین کے لہذا کل جایداد کو چار حصون مین تقسیم کرنا چاہیئے منجملہ اون کے تین حصے ہمشیر حقیقی کو ملینگے اور ایک حصہ ہمشیر علاتی کا حق ہے اور یہی اون کے حصص جائز مین

§ اسمقدمہ سے بہی مسئلہ رد کی تمثیل پائی جاتی ہے منجملہ اون نو کے ایک ایسا ہے جسکو رد کی رو سے حصہ نہین پہنچ سکتا لہذا اس صورت مین وہ حساب کیا گیا ہے جو تہیہ کے دو جبکہ اشخاص کیلئے مقرر ہے اور جو از روے مسئلہ رد مستحق پانے حصص کے ہین - اصول وراثت کی دفعہ ۹۴ ملاحظہ کیجاے

مقدمہ ٧٦

س - ایک شخص نے ماں اور ایک زوجہ اور حقیقی بھائی کی دو دختر چھوڑ کر وفات پائی اسصورت مین اوسکی جایداد موروثی اشخاص مذکورہ بالا مین کس حساب سے تقسیم ہونی چاہیے +

ج - بعد ادائے اخراجات ضروری کے متوفی کی کل جایداد اول بارہ + حصون مین تقسیم کرنی چاہیے مگر چونکہ یہہ صورت مسئلہ رد سے متعلق ہے لہذا بارہ حصون کے پہر چار حصے کرنے چاہیئن منجملہ ان کے ایک زوجہ کا حق ہے اور بقیہ تین حصے ماں کو شرعاً ملینگے اور چونکہ کوئی اور ذو واسطہ وار عصبی موجود نہین ہے لہذا رد کی رو سے یہی حصے اوسے ہی پہنچینگے - متوفی کے حقیقی بھائی کی بیٹیان واسطہ داران بعید مین شمار کیجاتی ہین اور بحالت موجود ہونے وارثان جائز کے اونکو کچہہ حصہ نہین ملسکتا +

استحقاق زوجہ کا بحالت موجودگی ماں کے +

بھائی کی بیٹیوں کا حق بحالت موجود ہونے زوجہ اور ماں کے +

مقدمہ ٧٧

س - ایک شخص نے ایک زوجہ اور ایک بیٹی چھوڑ کر وفات پائی اور واسطہ اون دونون کا متوفی کے ساتھہ ثابت ہے اس صورت مین متوفی کی جایداد سے یہہ دونون شخص کس حساب سے ترکہ پائینگے +

ج - متوفی کی جایداد آٹھہ حصون پر تقسیم کرنی چاہیے منجملہ ان کے ایک حصہ زوجہ کو ملیگا اور باقی سات حصے بیٹی کو پہنچینگے مگر شرط اسمین یہہ ہے کہ متوفی کے کوئی اور واسطہ دار عصبی موجود نہو - اور در صورت موجود ہونے ایسے رشتہ داروں کے بیٹی کو صرف چار حصے ملینگے اور باقی تین حصے واسطہ داران عصبی کو دیے جاینگے + ‡

استحقاق زوجہ کا بحالت موجود ہونے دختر کے

مثلاً اس صورت مین جبکہ بیوہ کو جو مستحق پانے حصے کی از روئے رد نہین ہے اور صرف آٹھوین حصہ پانے کی حقدار ہے جایداد کو کم از کم آٹھہ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے اور بعد دیئے جانے حصہ بیوہ کے ۷ حصے باقی رہتے ہین یہہ اون شخصون مین جو رد کی رو سے مستحق پانے حصص کے ہین تقسیم ہونے چاہیئن مگر یہہ تقسیم بغیر کسر کے نہین ہوسکتی لہذا اس صورت مین نسبت مابین تعداد اون مستحقین کے جو رد کی رو سے حصہ پائینگے اور تعداد حصص کی دریافت کرنی چاہیے یعنی ۲×۳ = ۷ - ۱ اور اون مین نسبت متباین ہے - اب عدد ۸ کو جسمین کل جایداد تقسیم کی گئی ہے اون مستحقین کی تعداد سے جو رد کی رو سے حصہ پانیکے مستحق ہین ضرب دینی چاہیے مثلاً ۸ × ۲ = ۱۶ واضح ہو کہ شوہر رد کی رو سے شرعاً حصہ پانیکا مستحق نہین ہے اور نہ زوجہ اور جس صورت مین کہ شوہر اور زوجہ اور وارثون کے ساتھہ مستحق ترکہ ہون تو حصہ مزید صرف دیگر وارثان مذکور کو عود کرتا ہے +

‡ اصول وراثت کی دفعہ ۴۳ رو سے ان کا حصہ ثلث ہے اور دفعہ ۴ کے بموجب زوجہ کا حصہ ربع ہے تا بس اصول وراثت کی دفعہ ۶۵ کے مطابق جایداد ۱۲ حصون مین تقسیم کرنی چاہیئے لیکن چونکہ یہہ صورت مسئلہ رد سے متعلق ہے لہذا جایداد کو کم سے کم عدد مین تقسیم کرنی چاہیے اور عدد ۸ کے مطابق حصہ اوس شخص کے جو بموجب رد کی رو سے کچہہ پانیکا مستحق نہین ہے اور اس صورت مین حصہ ایسے شخص کا ایک ربع ہے لہذا جایداد کو چار حصون مین تقسیم کرنا چاہیے - اصول وراثت کی دفعہ ۴۹ ملاحظہ کیجائے +

‡ در صورت ہونے اولاد کے زوجہ کا حصہ ایک ثمن ہے اور اولاد اس صورت مین صرف ایک دختر ہے پس حصہ اوسکا کل جایداد کا نصف ہے لیکن چونکہ شوہر اور زوجہ دونون مستحق پانے حصص از روئے رد نہین ہین لہذا تین مزید حصے دختر کو عود کرینگے بشرطیکہ کوئی اور ذو واسطہ عصبی

مقدمہ ۷۸

س - ایک عورت نے جسکے ایک لڑکی پہلے شوہر سے ہتی کچہ جایداد اراضی خاص اپنے روپیہ سے خریدکی اور دستاویزات اپنے اور شوہر ثانی کے نام سے تحریر کرائین - عورت اپنے حین حیات مذکور اراضی کی پر قابض رہی بعد اوسکی وفات کے شوہر ثانی نے قابض ہو کر اوس اراضی کو اپنی دوسری زوجہ کے نام ہبہ کر دیا اور زوجہ ثانیہ بعد وفات شوہر کے اوسپر قابض ہوئی اب اراضی کے استحقاق ملکیت کی نسبت باہم اوسکی اوّل زوجہ کی لڑکی اور دوسری زوجہ کے تکرار ہے اسصورت مین کون اون مین سے مستحق جایداد ہے اور اگر دونون ہین توکسقدر ہر ایک کو ملنی چاہیئے - اور شوہر بحالت موجود ہونے دختر کے جو زوجہ اوّل سے ہے دوسری زوجہ کو کل جایداد منتقل کر نیکا مجاز ہے یا نہین +

ج - اگر جایداد جسکی دستاویز زوجہ اور اوسکے شوہر کے نام لکہی گئی زوجہ نے خاص اپنے روپیہ سے خریدکی ہو تو ایسی جایداد بلا شرکت غیرے زوجہ کی تصور کرنی چاہیئے کیونکہ منشاء آئین یہہ ہے کہ امر واقعی پر لحاظ کیا جاوے نہ کہ اوسپر جو برائے نام ہو - اس صورت مین شوہر کو اپنی اپنی دوسری زوجہ کے نام جایداد کے ہبہ کر دینے کا مطلق استحقاق حاصل نہین ہے اور اوسکی زوجہ اوّل کی وفات کے بعد جو اراضی مذکور کی مالک ہتی اگر کوئی لوسوا وارث نہو تو جایداد کو چار حصون پر تقسیم کرنا چاہیئے منجملہ ان کے تین حصے مالکہ کی دختر کا جو شوہر اوّل سے ہے حق ہے اور باقی ایک حصہ شوہر ثانی کو ملنا چاہیئے + +

جو جایداد عورت اپنے روپیہ سے خریدے وہ اسی کی خاص ملکیت ہے گو دستاویز مین شوہر کا نام مندرج ہو
استحقاق دختر کا بحالت موجود ہونے شوہر کے

مقدمہ ۷۹

س - محمد واصل کے تین زوجہ تہین پہلی زوجہ سماۃ فہیدہ سے ایک بیٹا رحم علی تہا اور بیٹی فیض النسا اور دوسری زوجہ سے ایک لڑکی بہورن اور تیسری سے ایک دختر سوہن ہتی - محمد واصل کی وفات کے بعد اوسکی تیسری زوجہ کی دختر سوہن مرگئی اور قاسم علی سوہن کا لڑکا حین حیات اپنی ماں کے مرگیا قاسم علی کی لڑکی درگاہن یعنی سوہن کی پوتی موجود ہے رحم علی نے ایک زوجہ جو زندہ ہے چہوڑ کر وفات پائی اور رحم علی کی بہن فیض النسا اور محمد واصل کی دوسری زوجہ کی لڑکی بہورن بہی زندہ ہین اس صورت مین اشخاص مذکور کے باہم کسطرح جایداد تقسیم ہونی چاہیئے +

ج - اگر رحم علی حین حیات سماۃ سوہن کے مرگیا تو کل جایداد محمد واصل کی ۷۲۰ حصون مین تقسیم ہونی چاہیئے + منجملہ اون کے رحم علی ۲۷۲ حصے اوسکی زوجہ کو ملینگے اور ۹۵ حصے سماۃ بہورن کو اور ۱۷۵ حصے رحم علی کی ہمشیر کو جو سماۃ فہیدہ کی لڑکی ہے اور ۷۸ حصے سماۃ درگاہن کو ملینگے اگر بالفرض رحم علی نے بعد مرنے سماۃ سوہن کے وفات پائی ہو تو جایداد کے ۱۴۴۰ حصے ہونے چاہیئن منجملہ ان کے رحم علی کے ۶۲۲ حصے اوسکی زوجہ کو پہنچین گے بشرطیکہ اسقدر مہر مقرر کیا گیا ہو - اور ۳۱۱ حصے سماۃ فہیدہ کی دختر کو اور ۵۱۳ حصے

استحقاق بہتیجے کی زوجہ کا بحالت موجود ہونے دو دختر اور ایک اور دختر کے بیٹے کی دختر کے اور اس صورت مین جبکہ مالک کا بیٹا قبل مرجانے اپنی ہمشیر اور ہمشیرزادہ کے مرگیا ہو +

موجود نہو - اگر ایسے واسطہ دار موجود ہون تو یہہ تینون مزید حصے اونکو ملین گے اور دختر کو اوسکا صرف حصہ جائز جو نصف ہے ملیگا یعنی آٹھہ حصون مین سے چار حصے اوسکو دیئے جاوین گے - اصول وراثت کی دفعہ ۱۴ ملاحظہ کیجاوے - کم سے کم تعداد حصین جایداد مطابق حصہ زوجہ کے تقسیم کیجاوے آٹھہ ہے +

+ یہہ ایک مثال اوس مقدمہ کی ہے جو تیسرے درجہ کے مستحقین رد کے واسطے مندرج ہے - اصول وراثت کی دفعہ ۹ ملاحظہ کیجاوے +

+ یہہ ایک مثال منتشر مناسخت کی ہے یعنی جایداد کی تقسیم بعد حیات اشخاص کے جو کہ بعد دیگرے مرگئے عمل مین نہین آئی طریق مرقومہ ذیل سے

> استحقاق اس صورت مین جبکہ بیٹا اپنی ہمشیرا اور ہمشیرزادی کی وفات کے بعد مرگیا ہو +

مسماۃ بہورن کو اور ۵۶ ا حصے قاسم علی ابن سوہن کی دختر مسماۃ درگاہن کو ملین گے +

مقدمہ ۸۰

س - ایک شخص جایداد اراضی کا مالک ایک بیٹا اور ایک بیٹی اور بہائی علاتی چہوڑکر مرگیا بعد ازان بیٹا بہی لاولد مرگیا اور دختر حین حیات

تقسیم حصص کے حساب کی ایک صورت یہہ پائی جاتی ہے +

شجرہ خاندان محمد واصل متوفی

زوجہ	زوجہ	زوجہ
دختر فیض النسا	دختر	دختر
پسر رحم علی اور اوسکی زوجہ		پسر
		دختر

محمد واصل کی وفات کے اوسکی تین زوجہ اور تین بیٹیان اور بیٹا وارث ہین زوجگان کا حق بحالت ہونے اولاد کے ثمن ہے چنانچہ اس صورت مین ایسا ہی ہے تاکہ زوجگان کا حصہ اور پسر کا جو دختر کی بہ نسبت دوچند ہے بغیر کسر کے تعین کیا جا سکے ضرور ہے کہ کوئی ایسا کم سے کم عدد تلاش کیا جاوے جس سے ایسی تقسیم عمل مین آسکے ظاہر ہے کہ عدد آٹھہ سے ایسا ہو سکیگا لیکن چونکہ عدد ۱ کو ۸ سے وہی نسبت ہے جو ۱۵ کو ۱۲۰ سے ہے لہذا ہر ایک زوجہ کو پانچ حصے یعنی تینون کو ۱۵ حصے یعنی ۱۲۰ کا ثمن ملیگا - پسر ۴۲ حصے یعنی ہر ایک دختر کی نسبت دوچند حصہ پائیگا دوسری اور تیسری زوجہ کی وفات کے بعد اون کے حصے اون کی دخترون کو پہنچینگے اور ہر ایک کو اس طریقہ سے ۲۶ حصے ملینگے اول زوجہ کی وفات کے بعد اسکے پانچ حصے مابین اسکے پسر اور دختر کے اس حساب سے کہ پسر کو دوچند پہنچے تقسیم ہونے چاہئین لیکن اسکی کل جایداد یعنی پانچ حصے اسطور سے بغیر کسر تقسیم ہونے ممکن نہین لہذا ایک بڑا عدد تلاش کرنا چاہیئے چنانچہ ۱ کو ۵ سے وہی نسبت ہے جو ۶ کو ہے ۳۰ سے ان مین سے بیٹے کو ۲۰ حصے ملینگے اور دختر کو ۱۰ - پسر کی وفات کے بعد اوسکی کل جایداد بالعوض مہر کے اسکی زوجہ کو حاصل ہوگی - تیسری زوجہ کی دختر کے مرنے کے بعد اوسکی جایداد چار حصون مین تقسیم ہونی چاہیے تہی منجملہ ان کے دو حصے اسکے پسر کے دختر کو ملنے چاہئین تہے اور ایک ایک حصہ اسکے سوتیلی ہمشیر کا حق تہا لیکن اسکی کل جایداد یعنی ۲۶ حصون کو اس طریقہ سے بغیر کسر کے تقسیم کرنا غیر ممکن تہا اسلیے ایک بڑا عدد تلاش کرنا چاہیئے چنانچہ ۱ کو ۴ سے وہی نسبت ہے جو ۲۶ کو ہے ۱۵۶ سے منجملہ اس تعداد کے ۷۸ حصے پوتے کو اور ۳۹ ہر سوتیلی بہن کو ملینگے مگر چونکہ ایک حصہ کی نسبت بڑہانا پڑا تہا اسواسطے ضرور ہوا کہ کل حصون کو اسی مطابق بڑہانا چاہیے یعنی ۱ کو ۱۲۰ سے وہی نسبت ہے جو ۶ کو ہے ۷۲۰ سے اس حساب سے رحم علی کی بیوہ کا حصہ یہہ ہوگا

۴۲ × ۶ × ۲۰ = ۲۷۲ اور بہورن کا حصہ یہہ ہوگا ۲۶ × ۶ × ۳۹ = ۱۹۵ اور فیض النسا کا حصہ یہہ ہوگا ۲۱ × ۶ × ۱۰ × ۳۹ = ۱۷۵ باقی ۷۸ حصے جیسا کہ پہلے مذکور ہوا پوتی کو پہنچینگے اس حساب مین یہہ فرض کرلیا گیا ہے کہ تقسیم جایداد بعد وفات رحم علی کے عمل مین آئی اور رحم علی نے قبل مرنے اپنی سوتیلی بہن سوہن کے وفات پائی اور بدین وجہہ سوہن کی جایداد سے کچھہ نہ پاسکا اور اسی سبب سے رحم علی کی زوجہ سوہن کی جایداد سے کچھہ حصہ نہین پاسکے لیکن اگر رحم علی کے حین حیات سوہن نے وفات پائی ہو تو سوہن کی جایداد سے

اپنے سوتیلے چچا کے کل جایداد پر قابض ہوئی اس صورت مین دختر مذکور مستحق پانے کل جایداد کی ہے یا ایک جزو کی +

ج - صورت مذکورہ بالا مین دختر کا حصہ دو ثلث ہے اور اوسکے سوتیلے چچا کا ایک ثلث یعنی کل جایداد تین حصون مین تقسیم کیجائیگی جنمین سے دو دختر کو ملینگے اور ایک بوجہہ وارث عصبہ ہونیکے چچا کا حق ہے + ✝

استحقاق دختر کا بحالت موجود ہونے بھتیجے اور چچا کے اس صورت مین جبکہ بیٹا قبل تقسیم مرگیا ہو +

مقدمہ ۱۸

س - ایک عورت نے چار دختر اور ایک پسر اور ایک شوہر چھوڑکر وفات پائی - بیٹا قبل تقسیم جایداد کے بہن اور باپ چھوڑکر مرگیا اسصورت مین عورت مذکور کی جایداد ورثا رحی القایم یعنی شوہر اور چار دخترون کے باہم کس طور پر تقسیم ہوگی +

ج - اگر کل جایداد عورت متوفیہ کی ہے تو شرع کے بموجب اول اوسکی تجہیز و تکفین کے صرف مین آنی چاہیے بعد ازان بقیہ جایداد کا ایک ثلث اوسکی وصیت کے بموجب صرف ہونا چاہیے ان اخراجات کے بعد جو باقی بچے وہ آٹھ حصون پر تقسیم کیا جاے منجملہ اون کے چار حصے شوہر کو ملینگے اور ایک ایک حصہ چارون بیٹون کا حق ہوگا + ✝

دختر اور شوہر کا حق اس صورت مین جبکہ بیٹا قبل تقسیم جایداد مرگیا ہو +

نصف حصہ اوسکی پوتی کو ملیگا اور باقی جایداد دونون سوتیلی بہنون اور سوتیلے بھائی رحم علی کے مابین تقسیم ہوگی اس حساب سے کہ بھائی کو بہنون کی نسبت دو چند حصہ ملیگا لیکن ظاہر ہے کہ سو بیگہ ۲۶ حصے باہم ورثا مذکور بلا کسر تقسیم نہین ہوسکتے لہذا ایک بڑا عدد تلاش کرنا ضرور ہے مثلاً ۲۶ کو ۳۱۲ سے وہی نسبت ہے جو ۱۲ کو ہے ۳۱۲ سے منجملہ ان کے ۱۵۶ حصے پوتی کو اور ۷۸ سوتیلے بھائی کو اور ہر ایک سوتیلی بہن کو ۳۹ ملینگے مگر اسصورت مین اور حصص کو بھی بڑہانا ضرور ہے مثلاً ۱۲۰ کو ۴۰۴۴ سے وہی نسبت ہے جو ۱۲ کو ہے ۴۰۴۴ سے - اس حساب سے رحم علی اور بعد ازان اوسکی زوجہ کا یہہ حصہ ہوگا ۴۲ × ۱۲ × ۴۰ × ۷۸ = ۶۲۲ اور بہورن کا حصہ یہہ ہوگا ۲۶ × ۱۲ × ۳۹ = ۳۵۱ اور منیض النسار کا حصہ یہہ ہوگا ۲۱ × ۱۲ × ۲۰ × ۳۹ = ۳۱۱ باقی ۱۵۶ حصے جیسا کہ مشتر مذکور ہوا پوتی کو ملینگے یہہ ایک عمدہ طریقہ حساب کا نہین ہے اور اون قواعد معینہ کی نسبت جنکی تمثیلین بہ تفسیر مقدمات آیندہ سے معلوم ہونگین زیادہ تر مشکل ٹھہرتی ہے +

✝ یہہ ایک آسان تمثیل مسئلہ مناسخت کی ہے اصول وراثت کی دفعات ۹۶ و ۹۷ و ۹۹ معاینہ کیجائین - اصل مالک کی وفات کے بعد اوسکی جایداد تقسیم ہونی چاہیے تہی اور اوسمین اصول وراثت کی دفعہ ۱۲ کے بموجب اوسکے بھائی کا بوجہہ موجود ہونے متوفی کے بیٹے کے کچھہ حق نہ تہا جایداد مذکور کے تین حصے ہوکر دو حصے بیٹے کو ملنے چاہئین تہے اور ایک حصہ کی دختر مستحق تہی - پسر کی وفات کے بعد مابین اوسکے دو حصون اور اون حصص کی تعداد کے جنپر اوسکی جایداد کو تقسیم کرنا ضرور ہے نسبت دیکھنی چاہیے اور یہہ تعداد اوس صورت مین ۲ ہے یعنی اصول وراثت کی دفعہ ۳۲ کے بموجب بہن کا حصہ نصف ہے اور باقی نصف سوتیلے چچا کا حق ہے جو اصلی مالک کا بھائی اور وارث عصبہ ہے عدد ۲ اور ۲ آپسمین متداخل ہین اور تعداد حصص کا مضروب فیہ نصف یعنی صرف ایک ہے لہذا دفعہ ۹۹ کے بموجب ضرب دینا ضرور نہین ہے +

✝ اصل مالکہ کے وارث اوسکا شوہر اور اوسکا بیٹا اور چار دختر ہین چنانچہ اوسکی وفات کے بعد اوسکی جایداد آٹھہ حصون پر تقسیم ہونی چاہیے تہی منجملہ اون کے شوہر اور بیٹا دو دو حصون کا مستحق تہا اور باقی ایک ایک حصہ چارون دخترون کو ملنا چاہیے تہا پسر کی جایداد اوسکی وفات کے بعد تقسیم ہونی چاہیے تہی اور دونون حصے جو پسر کو ماں سے ورثہ ملے تہے اوسکے باپ کو ملنے چاہئین کیونکہ وہی اوسکا صرف وارث ہے

مقدمہ ۹۲

س - ۱ - ایک شخص نے حین حیات اپنی جایداد کو باہم پسر اور دختر کے مساوی تقسیم کرکے وفات پائی بعد ازان پسر بھی بہن اور زوجہ چھوڑ کر مر گیا اس صورت مین بہن مستحق ورثہ پانے کی ہے یا نہین اور اگر ہے تو کس قدر جایداد اوسکو ملیگی ؟

ہمشیر کا حق بمقابلہ زوجہ کے ؟

ج - ۱ - شرع کے موجب دوسرے شخص متوفی یعنی بیٹے کی جایداد کو چار حصون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اون کے ایک حصہ زوجہ کو ملیگا اور باقی تین حصون کی متوفی کی ہمشیر مستحق ہے ؟

س - ۲ - اگر شخص مقدم الذکر بعد تقسیم کرنے اپنی جایداد کے ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑ کر مر جائے اور بعد ازان بیٹا بھی زوجہ چھوڑ کر وفات پائے اور جایداد مذکور تقسیم نہوئی ہو تو اس صورت مین کسقدر جایداد بیٹے کی زوجہ کو اور کسقدر دختر کو ملنی چاہیے ؟

دختر کا استحقاق بحالت موجودگی پسر کے زوجہ کے اس صورت مین جبکہ پسر بعد وفات اپنے باپ کے مر گیا ہو ؟

ج ۲ - جو شخص اول مر گیا اوسکی جایداد کو تین حصون مین تقسیم کرنا چاہیے اون مین سے دو حصے بیٹے کو دیے جائین اور ایک حصہ دختر کا حق ہے - بعد ازان پسر متوفی کی جایداد کو چار حصون مین تقسیم کرکے منجملہ اون کے تین حصے اوسکی بہن کو ملینگے اور ایک اوسکی زوجہ کو پہنچیگا اسیواسطے شخص اول کی کل جایداد کو چھ حصون مین تقسیم کرکے ایک حصہ اوسکے بیٹے کی زوجہ کو دیا جا اور پانچ حصے دختر کو ملنے چاہیئن ؟

س ۳ - اگر پسر متوفی کی زوجہ کے ایک دختر ہوئی ہو اور اوسنے پانچ برس کی عمر مین وفات پائی ہو تو اس صورت مین دختر مذکور کسقدر جایداد کی مستحق تصور کیجائیگی اور اوسکی وفات کے بعد حصہ اوسکا کسکو ملیگا ؟

دختر کا استحقاق بمقابلہ بیٹے کی زوجہ کے اس صورت مین جبکہ بیٹا بعد وفات اپنے باپ کے ایک دختر چھوڑ کر مر گیا ہو اور اس دختر نے بھی وفات پائی ہو ؟

ج ۳ - صورت مذکورہ بالا مین متوفی اول کی جایداد تین حصون پر تقسیم ہونی چاہیے منجملہ اون کے بیٹے کو دو حصے ملینگے اور ایک حصہ دختر کو اور پسر کی وفات کے بعد اوسکے دو حصونکو آٹھ حصون پر تقسیم کرنا لازم ہے ان مین سے ایک حصہ اوسکی زوجہ کو ملیگا اور چار اوسکی دختر کو اور تین ہمشیر کو پہنچینگے اور دختر کی وفات کے بعد اسکے چارون حصے اسکی مان کو ملینگے - اسیواسطے متوفی اول کی کل جایداد کے ۱۲ حصے کرنے چاہیئن منجملہ ان کے پانچ حصے اسکے پسر کی زوجہ کو اور سات اسکی دختر کو ملینگے ؟

بہنون کا ان مین کچھہ حق نہین ہے - اسی وجہ سے جایداد کو آٹھ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ ان کے چار حصے شوہر کو یعنی دو جو اسی زوجہ اور دو پسر سے وراثتاً ملیگا ملنے چاہیئن اور باقی ایک ایک حصہ چارون دخترون کو جو اوسکی بہنین اور اون کی مان سے ارث مین پہنچا ہے

؟ ان سوالات سے بہت آسان تمثیلین مناسخت کی پائی جاتی ہین پہلی تقسیم مین جایداد کے تین حصے کرنے چاہیے تھے تاکہ پسر کو دختر کی بنسبت دو چند حصہ ملتا - اور دوسرے مرتبہ کی تقسیم مین پسر کی جایداد کے چار حصے کرنے لازم تھے منجملہ ان کے زوجہ کا حصہ ایک ربع تھا لیکن چونکہ یہہ صورت مسئلہ مناسخت سے متعلق ہے لہذا مناسبت مابین تعداد حصص پسر متوفی اور اس تعداد کے جسپر جایداد تقسیم کیجاہے دیکھنی چاہیے مثلاً ۲×۲ = ۴ اور اون کا وفق ۲ ہے پس مسئلہ مناسخت کی دفعہ ۹۹ کے بموجب قاعدہ یہہ ہے کہ اصل تقسیم کے عدد کو بالاجمال یا بالانفراد دوسرے درجہ کے وارثون کی تعداد کے نصف سے ضرب دین اور اس تعداد وارثون کو ان حصص کی تعداد کے نصف سے جنکے پانیکا متوفی مستحق تھا ضرب دین - اس صورت مین تعداد مذکور صرف ایک ہے لہذا ضرب دینا ضرور نہین ہے مثلاً ۳×۲ = ۶ جنمین سے حسب تفصیل ذیل زوجہ کو ایک حصہ ملیگا اور بیٹی کو پانچ حصے دیئے جائین گے ؟

مقدمہ ۴۳

س - ایک شخص نے زوجہ حمیدہ اور تین بیٹے زید بکر عمر اور تین بیٹیاں جمیلہ سکینہ فہمیدہ زوجہ حمیدہ سے تین اور دوسری زوجہ سے محمود و

ترتیب تعیین حصص

$$۳ \times ۲ = ۶$$

زید	حمیدہ
پسر	دختر
۴	۲

پسر

۴

جمیلہ	فہمیدہ
پسر کی زوجہ	ہمشیر
۱	۳

علیٰ ہذا القیاس تیسرے سوال کے مطابق دوسرے مرتبہ کی تقسیم مین پسر کی جایداد کے آٹھ حصے کرنے چاہیئے تھے ان مین سے زوجہ کا حصہ ایک ثمن اور دختر کا نصف ہونا چاہیے تھا مگر ۲ اور ۸ عدد ۲ پر متوافق ہین اور جو قاعدہ کہ پچھلے سوال کے جواب مین منقول ہے اوسکے بموجب ۳ کو ۴ کے ساتھ ضرب دینا چاہیئے مثلاً ۳ × ۴ = ۱۲ منجملہ اون کے پسر کی ہمشیر کو ۷ حصے یعنی ۴ اپنے باپ کے اور ۳ بھائی کے حق کی رو سے ملینگے اور پسر کی دختر ۶ حصے یعنی اپنا نصف حصہ جائز پائیگی اور پسر کی زوجہ کو ایک حصہ یعنی ایک ثمن جو اوسکا حصہ جائز ہے پہنچیگا - تیسری مرتبہ کی تقسیم مین کل جائداد دختر کی ماں کو ملیگی اور بہن کا حصہ زیادہ نہین کیا جائیگا تفصیل اون حصص کی یہہ ہے +

$$۳ \times ۴ = ۱۲$$

زید	حمیدہ
پسر	دختر
۸	۴

فہمیدہ	زید	سکینہ
ہمشیر	پسر	زوجہ
۳	۸	۱

جمیلہ

دختر

۴

چہوڑکر وفات پائی شخص مذکور کی وفات کے بعد اور جایداد کی تقسیم کے قبل اوسکی زوجہ حمیدہ اور دو بیٹے زید و بکر اور ایک بیٹی محمودہ نے یکے بعد دیگرے وفات پائی اب ورثا حی القایم عمرو اور جمیلہ اور سکینہ ہیں ان میں اصل مالک کی جایداد کسطور پر اور کس حساب سے تقسیم ہونی چاہیے +

ذکر اوس صورت کا جب ایک زوجہ اور تین پسر اور تین دختر اور ایک دختر جو زوجہ ثانیہ سے ہے موجود ہوں اور زوجہ اور دو بیٹے اور ایک بیٹی اور زوجہ ثانیہ کی بیٹی یکے بعد دیگرے وفات پائی ہو

ج - جایداد کے ۱۷۲۸ حصے کرنے چاہیئں منجملہ ان کے عمرو کو ۸۶۴ حصے اور جمیلہ کو ۴۳۲ اور اسیقدر سکینہ کو ملینگے - فہرست ذیل سے اشخاص حی القایم کے اوس رقم کی کیفیت واضح ہوگی جو اون کے رشتہ داروں کی وفات کے باعث سے بطریق مناسخت اونکو حاصل ہوا اور جنکی وفات اصل مالک کے مرنے کے بعد مگر جایداد کی تقسیم کے قبل واقع ہوئی +

۱۷۲۸ = ۳ × ۵۷۶ = ۸ × ۷۲

استحقاق تین بیٹوں کا مقابلہ تین دختر اور ایک زوجہ کے

حمیدہ	زید	بکر	عمرو	جمیلہ	سکینہ	محمودہ	
۹	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	= ۷۲
	۱۱۲	۱۱۲	۱۱۲	۵۶	۵۶	۵۶	
		۳۳۶	۳۳۶	۱۶۸	۱۶۸	۱۶۸	

حمیدہ متوفیہ

استحقاق تین بیٹوں کا بحالت موجود ہونے دو بیٹیوں کے

زید	بکر	عمرو	جمیلہ	سکینہ	محمودہ	
۲	۲	۲	۱	۱	+	= ۸
۱۸	۱۸	۱۸	۹	۹	+	
	۵۴	۵۴	۲۷	۲۷		

زید متوفی

استحقاق دو بیٹوں کا بحالت موجودگی دو ہمشیرہ کے

بکر	عمرو	جمیلہ	سکینہ	محمودہ	
۲	۲	۱	۱	+	= ۶
۱۳۰	۱۳۰	۶۵	۶۵	+	

بکر متوفی

استحقاق بھائی کا مقابلہ دو بہنوں کے

عمرو	جمیلہ	سکینہ	محمودہ	
۲	۱	۱	+	= ۴
۲۶۰	۱۳۰	۱۳۰	+	

محمودہ متوفیہ

استحقاق سوتیلے بھائی اور سوتیلی بہن کا

عمرو	جمیلہ	سکینہ
۸۴	۴۲	۴۲

کل

عمرو	جمیلہ	سکینہ	
۸۶۴	۴۳۲	۴۳۲	+

+ اس صورت سے اوس قاعدہ کی تکمیل بخوبی پائی جاتی ہے جو در باب وراثت مناسخت کے ہے اول مرتبہ بنظر تقسیم جایداد کے مسئلہ تقسیم شدہ

مقدمہ ۸۴

س - ایک شخص نے دو بیٹے جو حقیقی بھائی ہین چھوڑکر وفات پائی دونون نے جایداد پدری کو باہم مساوی تقسیم کرلیا اور اپنے اپنے حصہ پر قابض ہوئے ورثہ کی تقسیم کے چند سال بعد چھوٹا بیٹا ایک زوجہ اور چار بیٹیان چھوڑکر مرگیا اور زوجہ بعد وفات اپنے شوہر کے اوسکی جایداد پر قابض

دفعہ ۷۷ کے تیسرے قاعدہ پر عمل کرنا چاہیے یعنی چونکہ زوجہ کا حصہ ایک ثمن ہے لہذا ظاہر ہے کہ ترکہ آٹھ حصون سے کم مین تقسیم نکیا جائے لیکن علاوہ زوجہ کے نو شخص اور بھی دعویدار ہین اور ۹ قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ ایک بیٹا بمنزلہ دو دخترون کے تصور کیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ بعد وضع ایک ثمن زوجہ کے باقی ۷ حصے ۹ دعویدارون مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتے پس ضرور ہوا کہ سہام اور رؤس کی تعداد مین مناسبت دریافت کیجائے چنانچہ معلوم ہوتا ہے کہ اون مین نسبت متباین ہے مثلاً ۷ = ۹ - ۲ اور ۲ × ۳ = ۷ - ۱ - ایسی صورت مین قاعدہ ۵ کی رو سے حصہ دارون کی تعداد کو حصون کی کل تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۹ × ۸ = ۷۲ اور یہی حاصل ضرب مطلوب ہے - دوسرے قسم کے حصہ دارون سے تقسیم کا پہلا قاعدہ متعلق ہے سوتیلی بیٹی کو کچھ نہین ملسکتا اور چونکہ مرد کا حصہ بہ نسبت عورت کے دوچند ہے لہذا حصہ دارون کی تعداد ۸ ہوئی تھی اور اگر جایداد کے آٹھ حصے کیئے جائین تو وہ بغیر کسر کے تقسیم ہوسکتی ہے لیکن زوجہ کی جایداد اوسکی وفات کے وقت تقسیم نہین ہوئی تھی پس یہہ دریافت کرنا ضرور ہوا کہ ہر وارث کا استحقاق مناسخت کی رو سے کسقدر ہے اور دریافت کرنا اس امر کا ضرور ہے کہ حصون کی کل تعداد اور اوس حصہ کی تعداد مین جو زوجہ کو پہلی تقسیم مین ملنا چاہیے تھا کیا نسبت ہے چنانچہ وہ عدد ۹ ہے مثلاً ۸ = ۹ - ۱ - اور چونکہ اون اعداد مین نسبت متباین ہے لہذا بموجب قاعدہ مناسخت مندرجہ دفعہ ۹۸ اصول وراثت کے پہلی قسم کے حصہ دارون کے حصون کو بالاجمال اور بالانفراد دوسری قسم کے کل حصون کی تعداد کے ساتھ ضرب دیجائے مثلاً ۷۲ × ۸ = ۵۷۶ اور ۱۴ × ۸ = ۱۱۲ اور ۷ × ۸ = ۵۶ - بعدہ دوسری قسم کے حصہ دارون کی تعداد کو بالانفراد اوس حصہ کی تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جو زوجہ پہلی تقسیم کے وقت پانیکی مستحق ہوتی مثلاً ۲ × ۹ = ۱۸ اور ۱ × ۹ = ۹ - تیسری قسم کے حصہ دارون مین بھی تقسیم کا پہلا قاعدہ حسب وجوہ مذکورہ بالا صادق آتا ہے اور بنظر دریافت کرنے اوس جز کے بقدر کے جو ہر وارث کو طریق مناسخت کی رو سے حاصل ہو اسی قاعدہ پر عمل کرنا چاہیے مثلاً زید متوفی پہلی تقسیم کے وقت ۱۱۲ اور دوسری تقسیم کے وقت ۱۸ حصے یعنی کل ۱۳۰ پانیکا مستحق تھا لیکن اس قسم کے حصہ دارون کی کل تعداد ۶ ہے اور عدد ۲ انکا وفق ہے یعنی ان مین نسبت متوافق ہے مثلاً ۶ × ۲۱ = ۱۳۰ - ۴ - ۲ اور ۴ = ۶ - ۲ ایسی حالت مین بموجب مسئلہ مناسخت مندرجہ دفعہ ۹۹ کے قاعدہ یہہ ہے کہ پہلی قسم کے وارثون کی تعداد بالاجمال اور بالانفراد اور بھی دوسری قسم کے حصہ دارون کے سہام کی تعداد بالانفراد کو تیسری قسم کے وارثون کے حصون کی نصف تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۵۷۶ × ۳ = ۱۷۲۸ اور ۱۱۲ × ۳ = ۳۳۶ اور ۵۶ × ۳ = ۱۶۸ اور ۱۸ × ۳ = ۵۴ اور ۹ × ۳ = ۲۷ بعد ازان تیسری قسم کے وارثون کی تعداد کو بالانفراد اوس حصہ کے نصف کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جو زید کو پہلی تقسیم کے وقت حاصل ہوتا مثلاً نصف ۱۳۰ کا ۶۵ ہے اور ۶۵ × ۲ = ۱۳۰ اور ۶۵ × ۱ = ۶۵ - چوتھی قسم سے بھی یہی قواعد متعلق ہین مثلاً بکر متوفی کے حصے پہلے تقسیم کے وقت ۳۳۶ اور دوسری کے وقت ۵۴ اور تیسری کے وقت ۱۳۰ تھے ہین اور اون کی کل تعداد ۵۲۰ ہوتی ہے لیکن ۴ × ۱۳۰ = ۵۲۰ اور یہہ عدد ۴ بر متوافق ہین یعنی ان مین نسبت متداخل پائی جاتی ہے اس صورت مین قاعدہ یہہ ہے کہ بموجب دفعہ ۹۹ اصول وراثت

سے اور کئی سال تک متصرف رہی اور اوسکی حین حیات جایداد شوہری کی تقسیم عمل مین نہین آئی منجملہ متوفی کی بیٹیون کے تین کا نکاح ہوگیا
اور ایک ناکتخدا ہے بعد ازان زوجہ مذکورنے انتقال کیا لیکن چار یا پانچ سال قبل اوسکی وفات کے اوسکے شوہر کا بھائی اور اوسکا بیٹا اور
پوتا اوسکی جایداد شوہری پر قابض ہوئے اور بلا شرکت غیرے متمتع ہوتے رہے یہہ امر معلوم نہین کہ اونہون نے جایداد مذکور پر غصباً
قبضہ کیا تہا یا برضامندی زوجہ کے - چارون بیٹیان زندہ ہین منجملہ اون کے ایک بیٹی جایداد پدری سے ایک ربع کا دعوی کرتی ہے اور
اپنی بڑی ہمشیر جو اوسکے چچا کی زوجہ ہے اور چچا کے لڑکے اور پوتے پر جو جایداد مذکور پر قابض ہین نالشی ہے - شرع محمدی کے بموجب
جایداد پدری سے مدعیہ مستحق پانے ایک ربع کی ہے یا اوس سے کچھہ کم اور اگر وہ مستحق ہے تو منکوحہ ہونے کی حالت مین اپنے یا اپنے شوہر کے
نام سے نالش کرنے کی مجاز ہے یا نہین *

استحقاق بھائی کا بحالت موجود ہونے ایک زوجہ اور چار بیٹیون کے اسصورت مین جبکہ دو چچا قبل تقسیم ترکہ وفات پائی ہو *

ج - جایداد جو ابتدا اون دو بھائیون مین تقسیم ہوئی وہ تقسیم بہت درست اور مناسب تہی اب چونکہ متوفی بھائی کی جایداد کی نسبت تکرار
ہے تو جایداد کو وارثون کے باہم حصص جائز پر تقسیم کرنا چاہیے اور اس نظر سے اوسکے ٩٦ حصے کرنے لازم ہین اون مین سے ٧٦ حصے
چار بیٹیون کو اور ٢٠ پسر کو ملینگے اور ہر دختر کو خواہ وہ منکوحہ ہو یا غیر منکوحہ ١٩ حصے دیئے جائینگے - اسی وجہہ سے منجملہ ٩٦ حصون
کے مدعیہ صرف ١٩ حصے پانیکی مستحق ہے اور اس امر سے کچھہ غرض نہین ہے کہ قابضان حال جایداد پر جائز یا ناجائز طور پر قابض ہوئے
کیونکہ شرع کے بموجب بغیر موجود ہونے کسیطرح کے استحقاق مثلاً از روے ہبہ وغیرہ کے حق مالکیت تسلیم نہین کیا جاسکتا اور ظاہرا ایسا امر
وقوع مین نہین آیا لہذا اسطرحکا قبضہ مدعیہ کے استحقاق کا مانع نہین ہے - مدعیہ کا شوہر کسی حالت مین مجاز نہین ہے کہ نالش مین جو اوسکی
زوجہ نے جایداد پدری کی نسبت دائر کی ہے دخل دے کیونکہ اسصورت مین استحقاق مالکیت مناسخت کی روسے صرف زوجہ کو پہنچتا ہے *

نالشی ہونا منکوحہ عورت کا *

متعلقہ مناسخت کے پہلی قسم کے حصونکو بالاجمال اور بالانفراد اور دوسری اور تیسرے قسم کے حصونکو بالانفراد چوتہی قسم کے حصون کی
کل تعداد کے ربع کے ساتھہ ضرب دیجاے لیکن چونکہ ٤ کا ربع ١ ہے لہذا ضرب دینا فضول ہے بعدہ چوتہی قسم کے حصونکو بالانفراد اوس کل حصہ کی
تعداد کے چہارم سے جو بکر کو پہلی تقسیم مین ملا ضرب دینی چاہیے مثلاً ٥٢٠ کا ربع ١٣٠ ہے اور ١٣٠ × ٢ = ٢٦٠ اور ١٣٠ × ١ =
١٣٠ بعد وفات محمود کے منجملہ اسکے ١٦٨ حصون کے ٨٤ سہام اوسکے سوتیلے بھائی کو ملینگے اور اوسکی سوتیلی بہنون سے ہر واحد کو ٤٢
سہام دیئے جائینگے یعنی عمرو کا حصہ زندہ سے یہہ ہوگا ٨٤ × ٢٦٠ × ١٣٠ × ٥٤ × ٣٣٦ = ٨٦٤ - اور جمیلہ کا حصہ یہہ ہوگا
٤٢ × ١٣٠ × ٦٥ × ٢٧ × ١٦٨ = ٤٣٢ - اور سکینہ کا حصہ یہہ ہوگا ٤٢ × ١٣٠ × ٦٥ × ٢٧ × ١٦٨ = ٤٣٢ *
٤ یہہ مثال مناسخت کی ہے برادر متوفی کا ترکہ بموجب دفعہ ٦٦ اصول شرع کے ابتداً ٩٦ حصون پر تقسیم ہونا چاہیے تہا لیکن چونکہ زوجہ تقسیم سے
پہلے مرگئی لہذا اون سہام کی تعداد مین جو اوسکو ملنے چاہیئے تہے بمقابلہ اوسکے وارثون کی تعداد کے نسبت دریافت کرنی چاہیے چنانچہ حصہ اوسکا ٣
ہے اور اوسکے وارثون کا ٤ ہے لیکن ان عددون مین نسبت تباین ہے لہذا بموجب قاعدہ مندرجہ فقرہ ٩ دفعہ ٧٠ اصول شرع مناسخت کے ان حصونکی
تعداد کو جنپر جایداد کی پہلی تقسیم کرنا چاہیے تہا متوفی کے وارثون کی تعداد کے ساتھہ ضرب دینی چاہیے مثلاً ٢٤ × ٤ = ٩٦ منجملہ اون کے دختر کو
٦٤ یعنی دو ثلث بذریعہ اون کے استحقاق وراثت اور ١٢ یعنی ایک ثمن بلا ارادہ استحقاق وراثت اونکی ماں کے ملنے چاہیئین *

مقدمہ ۸۵

س - ایک شخص دو زوجہ اور چار بیٹے اور دو بیٹیان چھوڑ کر مرگیا لیکن اوسکی جایداد کی تقسیم بعد وفات اوسکی دونون زوجہ اور ایک دختر کے عمل مین آئی - زوجہ اول سے اسکے صرف ایک پسر تہا اور دوسری زوجہ سے ایک بیٹا اور دو بیٹیان تہین اور باقی دو بیٹے ایک اور عورت کے بطن سے تہے زوجہ اول حین حیات زوجہ ثانی کے مرگئی اور زوجہ ثانی نے قبل مرنے دختر کے وفات پائی اور دختر ایک شوہر چھوڑ کر مرگئی اس صورت مین جایداد کے کتنے حصے کرنے چاہئین اور وعویدار کس حساب سے اوسکے پانیکے مستحق ہین +

ج - متوفی کی جایداد اول ۸۰ حصون پر تقسیم کرنی چاہیئے ان مین سے دس حصے یعنی ایک ثمن زوجگان کا حق ہے یعنی ہر ایک زوجہ پانچ حصے پائیگی اور اولاد ذکور کو اناث کی نسبت دوچند حصہ ملیگا لہذا ہر ایک بیٹے کو ۱۴ اور بیٹی کو ۷ حصے پہنچینگے زوجہ اول کی وفات کے بعد اوسکا اکلوتا بیٹا صرف وارث اوسکی جایداد کا ہوگا علاتی بہائیون کا اسمین کچہہ حق نہین ہے دوسری زوجہ کے وفات کے بعد اوسکے پانچ حصون کو اون حصص کی تعداد کے ساتہہ جنپر اوسکو تقسیم کرنا چاہیئے ضرب دینے سے ۲۰ حصے ہوئے اون مین سے دس حصے اوسکے پسر کو اور پانچ پانچ دختر کو ملینگے - اور اون حصص کی تعداد کو جنمین جایداد پہلے تقسیم ہوئی تہی چار کے عدد کے ساتہہ جو تعداد بالفعل حصہ دارون کی ہے ضرب دینی چاہیئے اس حساب سے زوجہ اول کی وفات کے بعد پسر کا حصہ یہہ ہوگا ۵×۴ = ۲۰ علی ہذا القیاس اوسکا حصہ بیٹے اور بیٹیون کے ساتہہ بعد وفات پانے کے یہہ ہوگا ۱۴×۴ = ۵۶ اور دختر کا حصہ یہہ ہوگا ۷×۴ = ۲۸ اور کل تعداد حصون کی یہہ ہوگی ۸۰×۴ = ۳۲۰ دختر کی وفات کے بعد اوسکے جایداد کے جو ۳۳ حصون پر مشتمل ہے ۱۹۸ حصے کرنے چاہئین اون مین سے اوسکا شوہر ۹۹ حصے یعنی ایک نصف کا مستحق ہے اور بقیہ نصف حصہ باہم اوسکے حقیقی بہائی اور حقیقی بہن کے اس حساب سے کہ دوچند حصہ ذکور کو پہنچے تقسیم ہوگا یعنی بہائی کو ۶۶ اور بہن کو ۳۳ سہام ملینگے اور سوتیلے بہائیون کا کچہہ حق نہوگا - اب اون حصص کی تعداد کو ۶ سے جو بالفعل تعداد حصہ دارون کی ہے ضرب دینا چاہیئے مثلاً منجملہ ۱۹۲۰ = ۶×۳۲۰ اور ۱۶۸ = ۶×۲۸ اور ۳۳۶ = ۶×۵۶ اور ۱۲۰ = ۶×۲۰ اور ۳۰ = ۶×۵ اور ۶۰ = ۶×۱۰ اون کے بیٹے کو جو زوجہ اول سے ہے یہہ ملیگا ۳۳۶×۱۲۰ = ۴۵۶ اور زوجہ ثانی کے بیٹے کو ۳۳۶×۶۰×۶۶ = ۲۶۲ اور زوجہ ثانی کی دختر کا حصہ یہہ ہوگا ۱۶۸×۳۰×۳۳ = ۴۱۳۱ اور باقی دو بہائیون مین سے ہر ایک ۳۳۶ حصون کا مستحق ہے اور شوہر کو جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ۹۹ حصے ملینگے + +

۲ بہلی قسم کے حصہ دارون سے تقسیم کے قاعدہ پنجم کی مثال پائی جاتی ہے شرع کی رو سے زوجہ کا حصہ ثمن ہے لہذا جایداد کے کم سے کم اٹھہ حصے کرنے چاہئین - لیکن علاوہ ان کے دس اور دعویدار ہین اور ملحوظ رہے کہ دس شمار کرنیکی وجہہ یہہ ہے کہ بیٹے کا حصہ بیٹی کی نسبت دوچند ہے - واضح ہوگا کہ اسصورت مین زوجگان اور اطفال کے حصص یقین کرنے مین کسر واقع ہوتی ہے کیونکہ ایک حصہ دونون زوجگان مین بغیر کسر کے نہین دیا جاسکتا اور بعد محسوب کرنے ان کے حصے کے سات باقی حصے دس دعویدارون مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتے اسصورت مین پہلے دریافت کرنیکے مناسبت باہم زوجگان اور ان کے حصص کے اور باہم اطفال اور ان کے حصص کے کہ وہ متباین ہے یہہ ضرور ہے کہ مناسبت باہم مقدار زوجگان اور اطفال دریافت کیجاے اور یہہ نسبت اسصورت مین متداخل ہے یعنی عدد قلیل کا عدد کثیر مین ضرب دینے سے حاصل ضرب ہوتا

استحقاق چار بیٹوں کا بمقابلہ دو دختر اور زوجہ کے ۰

استحقاق شوہر کا بحالت موجود ہونے بہائی اور بہن کے استحقاق دو زوجون اور اول زوجہ کے ایک پسر اور زوجہ ثانی کی دو دختر اور ایک اور زوجہ کے دو بیٹیوں کا اس صورت مین جبکہ دو زوجہ اور ایک بیٹی یکے بعد دیگرے وفات پائی ہو اور بیٹی ایک شوہر چھوڑ کر مرگئی ہو ۰

مقدمہ ۸۶

س - ایک شخص نے ایک زوجہ اور ایک پسر اور دو دختر وارث چہوڑکر وفات پائی بعدازان ایک بیٹی لاولد اور اوسکے پیچہے زوجہ مرگئی بعدہ شخص مذکور کا بیٹا ایک زوجہ اور ایک پسر چہوڑکر مرگیا اور اوسکے بعد پسر یعنی شخص مذکور کا پوتا بہی فوت ہوا اسصورت مین شرع محمدی کے بموجب اصل مالک کے بیٹے کی زوجہ اور دختر کے باہم جو موجود ہین جایداد کسطور پر تقسیم ہوگی اور واضح ہو کہ متوفیان متذکرہ بالا کی حیات مین جایداد کی تقسیم کبہی عمل مین نہین آئی +

ج ۱ - اصل مالک کی صرف ایک دختر اور پسر کی زوجہ موجود ہین اسصورت مین جایداد کے تین حصے کرنے چاہئین منجملہ اون کے بیٹے کی زوجہ کو دو حصے ملینگے اور دختر صرف ایک حصہ کی مستحق ہے کیونکہ اصل مالک ایک زوجہ اور ایک بیٹا اور دو بیٹیان وارث چہوڑکر مرگیا تہا اور زوجہ کا ایک ثمن تہا اور باقی جایداد کے مستحق بیٹے اور بیٹیان اس حساب سے کہ ذکور کا حصہ اناث کی نسبت دوچند ہوتا ہے یعنی بیٹے کا ایک نصف اور باقی نصف دونون بیٹیون کا حق تہا یعنی ہر ایک دختر کو ایک ایک ربع ملنا چاہیے تہا - ایک دختر کی وفات کے بعد جو لاولد مرگئی اوسکی جایداد کے تین حصے کرنے لازم ہین اونمین سے دو حصے اوسکے بہائی کے ہین اور ایک اوسکی بہن کا حق ہے اور اصل مالک کی زوجہ کی وفات کے بعد اوسکا حصہ جائز تین حصون پر تقسیم کرنا چاہیے تہا اون مین سے دو حصے اوسکے بیٹے کو لینے چاہئین تہے اور ایک حصہ حی القایم دختر کو - اور منجملہ بیٹے کے حصے کے جو اوسکو اپنی بہن اور مان سے وراثتاً حاصل ہونا چاہیے تہا اوسکی وفات کے بعد ایک ثمن اوسکی زوجہ کو اور باقی اوسکے پسر کو ملنا چاہیے - اسکے پسر یعنی اصل مالک کے پوتے کی وفات کے بعد اوسکی کل جایداد مناسخت کی رو سے اسکی مان کو پہنچتی ہے کیونکہ ایک ثلث اوسکا حصہ جائز ہے اور باقی دو ثلث

ہو تکیہ مثلاً ۲×۵ = ۱۰ ابتقسیم کے پانچوین قاعدہ دفعہ ۹۷ کے بموجب قاعدہ یہہ ہے کہ عدد کثیر کو اصل تقسیم کے عدد کے ساتھہ ضرب دین مثلاً ۸×۱۰ = ۸۰ زوجہ اوّل کی وفات کے بعد چونکہ اوسکا بیٹا صرف اوسکا وارث ہے لہذا کچہہ تقسیم عمل مین نہ آئیگی - دوسری زوجہ کی وفات کے بعد اسی قاعدہ کے بموجب کہ ذکور کا حصہ اناث کی نسبت دوچند ہے اوسکی جایداد کو چار حصون پر تقسیم کرنا لازم ہے لیکن چونکہ یہہ صورت مسئلہ مناسخت سے متعلق ہے لہذا مناسبت باہم اون حصص کی تعداد کے جنکی رو سے اوّل مرتبہ کی تقسیم مین مستحق پانیکی تہی اور اس تعداد کے جسمین اوسکی جایداد بعد وفات کے تقسیم ہوئی دیکہنی چاہیے یہہ دونون عدد ۴ اور ۵ متباین ہین یعنی صرف ایک عدد پر تقسیم ہوسکتے ہین اور تقسیم ان کی کسی تیسرے عدد سے ممکن نہین اسصورت مین اصول مناسخت کی دفعہ ۸۰ کے بموجب قاعدہ یہہ ہے کہ پہلی تقسیم کے حصص کو بالاجمال اور بالانفراد اون حصص کے ساتھہ جنمین زوجہ ثانی کی وفات کے بعد اوسکی جایداد تقسیم ہوئی ہے بالاجمال ضرب دیجایے مثلاً ۸۰×۴ = ۳۲۰ اور ۵×۴ = ۲۰ اور ۱۴×۴ = ۵۶ اور ۷×۴ = ۲۸ اور دعویداران حال کے حصص کو بالانفراد اون حصص کی تعداد کی ساتہہ جنکے پانیکی متوفیہ پہلی تقسیم کی رو سے مستحق تہی ضرب دین مثلاً ۲×۵ = ۱۰ اور ۱×۵ = ۵ تیسرے مرتبہ کی تقسیم مین دختر کی وفات کے بعد اون قواعد کے بموجب کہ شوہر کو لاولد ہونیکی صورت مین نصف حصہ اور ذکور کو نسبت اناث کے دوچند حصہ ملے دختر مذکور کی جایداد چہہ حصون مین کم سے کم تقسیم کرنی چاہیے لیکن چونکہ یہہ صورت مناسخت کی ہے لہذا وہی حساب جو پہلے عمل مین آیا ہے یہان بہی ملحوظ ہوگا اور تعداد کی مناسبت کا نتیجہ بہی وہی ہوگا کیونکہ ۳۳ اور ۶ مین نسبت متباین ہے مثلاً ۶×۵ = ۳۳ - ۴ اور ۳ = ۵ - ۲ اور ۲ = ۳ - ۱ اور بموجب قاعدہ مرقومہ بالا کے ضرب دینے سے اصل ضرب ۹۲۰ ہوگا مثلاً ۳۲۰×۲ = ۱۹۲۰ *

استحقاق دو دختر اور ایک پسر کا اس صورت مین جب ایک دختر اور زوجہ اور ایک بیٹا اور پوتا یکے بعد دیگرے مرگئے ہون اور بیٹا ایک زوجہ اور ایک پسر چہوڑ مرا ہو

اونکو قاعدہ رد کی رو سے ملینگے - اوس تقسیم کے موجب اصل مالک کی جایداد کا دو ثلث اوسکے بیٹے کی زوجہ کا حق ہے اور باقی ایک حصہ اوسکی دختر کو ملنا چاہیے ٭ سراجیہ مین لکھا ہے کہ "زوجہ کو دو صورتون مین ترکہ ملتا ہے اگر ایک یا چند زوجہ ہون تو ربع اوس حالت مین دیا جاتا ہے کہ اوسکی یا اوسکے بیٹے کی یا اور ادلاد ہے اسی سلسلہ مین نہو اور ایک ثمن اوس صورت مین جب اوسکی یا اوسکے بیٹے کی یا اور اولاد اسی سلسلہ مین

ماخذ درباب استحقاق وراثت زوجہ

٭ مناسخت کی اسصورت مین حساب مفصلہ ذیل کی رو سے تقسیم عمل مین آئیگی چونکہ ایک زوجہ اور ایک بیٹا اور دو بیٹیان وارث ہین اور حصے دعوے داران کے بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتے لہذا بموجب تیسرے قاعدہ تقسیم دفعہ ۷۷ کے ابتداءً جایداد کے ۳۲ حصے ہونے چاہئین اون مین سے زوجہ کو چار اور بیٹے کو ۱۴ اور ہر ایک دختر کو ۷ حصے ملینگے دوسرے مرتبہ کی تقسیم مین بعد وفات ایک بیٹی کے اوسکی مان اور بہائی اور بہن اوسکے وارث ہین اور تاکہ ایک سدس مان کو دیا جانا متوفیہ کی جایداد کو ۶ پر تقسیم کرنا چاہیے تہا لیکن چہہ حصے دعویداروں کے باہم بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتے لہذا اوس دوسرے مرتبہ کی تقسیم مین جایداد متوفیہ کو تیسرے قاعدہ تقسیم کے موجب اٹھارہ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے اون مین سے مان کو ۳ اور بہائی کو ۱۰ اور بہن کو ۵ حصے ملنے چاہئین لیکن چونکہ یہہ صورت مناسخت سے متعلق ہے لہذا ضرور ہے کہ مناسبت باہم ان حصص کی تعداد کے جو متوفیہ کو قبل وفات حاصل تہے اور ان کے جنہین اب اسکی جایداد کو تقسیم کرنا چاہیے دریافت کیجایے مثلاً ۷ × ۲ = ۱۸ - ۴ اور ۴ = ۷ - ۳ اور ۳ = ۴ - ۱ اینین نسبت متباین ہے پس اسصورت مین بموجب اصول مناسخت دفعہ ۹۸ کے قاعدہ یہہ ہے کہ اول مرتبہ کی تقسیم کے حصونکو بالاجمال اور بالانفراد دوسرے مرتبہ کی تقسیم کے حصص کے ساتہہ ضرب دین مثلاً ۳۲ × ۱۸ = ۵۷۶ اور ۴ × ۱۸ = ۷۲ اور ۱۴ × ۱۸ = ۲۵۲ اور ۷ × ۱۸ = ۱۲۶ اور دوسرے قسم کے حصص کو بالانفراد اون حصص کے ساتہہ جنکی تقسیم اول کے وقت دختر مستحق تہی ضرب دینا چاہیے مثلاً ۳ × ۷ = ۲۱ اور ۱۰ × ۷ = ۷۰ اور ۵ × ۷ = ۳۵ - تیسرے مرتبہ کی تقسیم مین مان کی وفات کے بعد اول قاعدہ تقسیم کے بموجب اوسکی جایداد کو تین حصص مین تقسیم کرنا لازم تہا منجملہ ان کے دو حصونکا بیٹا مستحق تہا اور ایک حصہ دختر کو ملنا چاہیے تہا - لیکن چونکہ یہہ صورت مناسخت کی ہے لہذا مناسبت باہم اون حصص کی تعداد کے جو مان متوفیہ کو قبل وفات حاصل تہے اور ان کے جنہین اب اسکی جایداد کو تقسیم کرنا چاہیے دریافت کرنی ضرور ہے پچہلی تقسیمون کے بموجب اسکے ۹۳ حصے یعنی پہلے مرتبہ کی تقسیم مین ۷۲ اور دوسرے مرتبہ ۲۱ حصے تہے اب اوسکی جایداد کو تین حصون پر بانٹنا چاہیے مثلاً ۳ × ۳۱ = ۹۳ اینین نسبت متداخل ہے اور یہہ ۳ کے عدد پر متوافق ہین اسصورت مین اصول مناسخت کی دفعہ ۹۹ کے بموجب اول مرتبہ کی تقسیم کے حصونکو بالاجمال اور بالانفراد تیسرے مرتبہ کے تقسیم کے حصص کے ایک ثلث کے ساتہہ بالاجمال ضرب دین اور چونکہ ایک ثلث بالاجمال حصونکا اسصورت مین صرف ایک ہے لہذا ضرب دینا فضول ہے اور مان کے ۹۳ حصے اوسکی وفات کے بعد باہم اوسکے بیٹے اور بیٹی کے اس حساب سے تقسیم کئے جائین کہ بیٹے کو دو چند یعنی ۶۲ اور بیٹی کو ۳۱ حصے ملین - یہہ اخیر حساب حصون کا پسر اور دختر کے حصونکو جو ۲ اور ۱ ہین ۳۱ کے ساتہہ ضرب دینے سے حاصل ہوا ہے اور ۳۱ ایک ثلث ہے ۹۳ حصون کا جنکے مان کی زوجہ مستحق تہی - چوتہے مرتبہ کی تقسیم مین پسر کی وفات کے بعد اوسکی جایداد کو قاعدہ اول تقسیم کے بموجب آٹہہ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے تہا اون مین سے ایک حصہ زوجہ کا حق تہا اور سات حصے اوسکے بیٹے کو ملنے چاہیے تہے مگر چونکہ یہہ صورت مناسخت کی ہے لہذا مناسبت باہم اون حصص کے تعداد کی جو متوفی کو قبل وفات حاصل تہے اور اون کے جنہین اب اوسکی جایداد کو تقسیم کرنا چاہیے دریافت کرنی ضرور ہے - پچہلی تقسیمون کے بموجب اوسکو ۳۴۴ یعنی پہلی تقسیم مین ۲۵۲ اور دوسری تقسیم مین ۷۰

موجود ہو "۔ علی ہذا القیاس دختروں کی وراثت کی نسبت یہہ لکھا ہے "بیٹیاں جو متوفی کے نطفہ سے ہوں تین صورتوں میں ورثہ پاتی ہیں۔ اگر ایک دختر ہو تو نصف جائداد کی مستحق ہے اور دو یا دو سے زیادہ ہوں تو انکو دو ثلث ملیگا اور اگر ایک بیٹا بھی موجود ہو تو مذکور کا حصہ اناث کی نسبت دوچند ہوگا اور بنات واسطہ دار عصبہ میں شمار ہوتی ہیں "۔ ہمشیر کے استحقاق وراثت کی نسبت کتاب مذکور میں یہہ مندرج ہے ۔ "اگر بھائی حقیقی ہوں تو ان کا اناث کی نسبت دوچند ہوگا اور اناث اس وجہہ سے کہ متوفی کے ساتھہ واسطہ مساوی درجہ کا رکھتی ہیں عصبہ شمار کیجاتی ہیں"۔ ماں کے استحقاق ارث کی نسبت اسطرح پر مرقوم ہے ۔ "ماں کو تین صورتوں میں ورثہ ملتا ہے اگر اسکی بالسکے بیٹے کی یا اور اولاد اسی سلسلہ میں موجود ہو تو ایک سدس پہنچتا ہے اور اسقدر اوس صورت میں بھی جب دو بھائی یا بہن یا دو سے زیادہ ہوں اور لحاظ واسطہ کی جہت کا نکیا جائیگا اور ان کے نہونیکی صورت میں ماں کو کل جائداد سے ایک ثلث دیا جاتا ہے "۔ اوسی کتاب میں مسئلہ رد کی بابت یہہ درج ہے کہ "رد عول کی صورت معکوس ہے اور جب کچہہ جائداد بعد تقسیم مستحقین کے بچتی ہے اور اور کوئی دعویدار جائز باقی نہیں رہتا اوسوقت اس صورت پر عمل کیا جاتا ہے یعنی جو جائداد فاضل رہتی ہے وہ حصہ داروں کی طرف بموجب ان کے حقوق کے عود کرتی ہے "۔

ماخذ در باب استحقاق وراثت دختر

ماخذ در باب استحقاق وراثت ہمشیر کے

ماخذ در باب استحقاق وراثت ماں کے

مقدمہ ۸۷

س ۔ ایک شخص نے ایک زوجہ اور ایک بھائی اور ایک بہن اور زوجہ کی ماں اور زوجہ کا بھائی چھوڑکر وفات پائی اسصورت میں منجملہ اشخاص مذکورہ کے متوفی کی جائداد کنکو اور کس حساب سے ملیگی ۔

ج ۔ اس صورت میں کل اشخاص مذکورہ بالا مستحق وراثت ہیں جائداد کے بارہ حصے کرنے چاہیئں منجملہ ان کے متوفی کے بھائی کو چھہ اور اوسکی بہن کو تین حصے ملینگے اور ایک حصہ زوجہ کی ماں کا اور دو حصے زوجہ کے بھائی کا حق ہے ۔ †

استحقاق بھائی کا اور بہن کا بمقابلہ زوجہ کی ماں اور زوجہ کے بھائی کے اس صورتمیں جب زوجہ نے قبل تقسیم جائداد کے وفات پائی ہو

اور تیسری میں ۶۲ حصے پہلے اب اس جائداد کے اٹھہ حصے کرنے چاہیئں مثلاً ۸ × ۴۸ = ۳۸۴ انمین نسبت متداخل ہے اور عدد ۸ پر متوافق ہیں اسصورت میں اصول مناسخت کی دفعہ ۹ کے بموجب قاعدہ یہہ ہے کہ پہلی تین تقسیموں کے کل حصص کو بالاجمال اور بالانفراد چوتھے مرتبہ کی تقسیم کے حصص کے ایک ثمن کے ساتھہ بالاجمال ضرب دیں لیکن چونکہ ایک ثمن بالاجمال حصوں کا اسصورتمیں صرف ایک ہے لہذا ضرب دینا فضول ہے اور بیٹے کے ۳۸۴ حصوں کو اوسکی وفات کے بعد باہم اسکی زوجہ اور سب کے تقسیم کرنا چاہیئے انمیں سے ۴۸ حصے یعنی ایک ثمن زوجہ کا حق ہے اور باقی ۳۳۶ سب کو ملنے چاہیئں یہہ اخیر حساب حصوں کا ہے اور زوجہ کے حصوں کو جو ۷ اور ۱ ہیں ۴۸ کے ساتھہ ضرب دینے سے حاصل ہوا ہے اور ۴۸ ایک ثمن ہے ۳۸۴ حصوں کا جسکے پانیکا اصل مالک کا بیٹا مستحق تھا ۔ پانچویں مرتبہ کی تقسیم میں پوتے کی وفات کے بعد اسکے ۳۳۶ حصے اسکی ماں کو ملنے چاہیئں اور بواسطہ اسکے بیٹے کی زوجہ کو ۳۸۴ حصے ملتے لیکن اصل مالک کی دختر نے جو زندہ ہے اپنے باپ اور بہن اور ماں سے ۱۹۲ حصے وراثتاً پائے لہذا اب اخیر مرتبہ کی تقسیم میں جائداد کے ۵۷۶ حصے کرنے لازم ہیں اون میں سے ۳۸۴ حصے یعنی دو ثلث بیٹے کی زوجہ کا حق ہے اور ایک ثلث یعنی ۱۹۲ حصے اصل مالک کی دختر کو ملینگے ۔

† چونکہ دعویدار اس صورت میں متوفی کی زوجہ اور بھائی اور بہن ہیں لہذا جائداد کے ابتداءً چار حصے کرنے چاہیئں یہہ کم سے کم تعداد حصص کی اون میں سے زوجہ کو ایک ربع یعنی ایک حصہ پہنچتا ہے اور بھائی کو دو حصے ملینگے اور ایک حصہ بہن کا حق ہے زوجہ کی وفات کے بعد اوسکی جائداد کے

مقدمہ ۸۸

س۔ مالک ایک جایداد اراضی کا دو زوجگان کے بطن سے دو بیٹے اور چار بیٹیاں چھوڑکر مرگیا ایک زوجہ اسکی حیات سے مالک کی وفات کے بعد اوسکا جو زوجہ اول سے تھا تین بیٹے چھوڑکر مرگیا اب ایک بیٹا اور اوسکی حقیقی چار بہنین مع علاتی بھائی متوفی کے تین بیٹے اور مالک مذکور کی ماں یعنی کل ۹ شخص موعیدار وراثت ہین اس حالت مین شرع کے بموجب ۹ اشخاص مذکورہ بالا کے باہم کس حساب سے جایداد تقسیم ہوگی +

ج۔ اس صورت مین مسئلہ مناسخت کے بموجب مورث کی جایداد کے ۱۹۲ حصے کیے جاینگے منجملہ اون کے ۴۲ اوسکی زوجہ اور ۴۲ اسکے بیٹے اور ۲۱ حصے ہر ایک دختر کو ملینگے اور ۱۴ ۱۴ حصے اسکے تینون پوتون کو جو اوسکے پسر متوفی کے بیٹے ہین پہنچینگے اور پسر مذکور بعد وفات اپنے باپ اور قبل تقسیم جایداد کے مرگیا + ‡

استحقاق ایک بیٹے اور چار بیٹیون اور ایک زوجہ اور ایک اور بیٹے کے تینون بیٹون کا اوس صورت مین جب یہ بیٹا قبل تقسیم مرگیا ہو +

مقدمہ ۸۹

س۔ ایک شخص نے جو نصف مکان اور جایداد موروثی کا مالک تھا تین بیٹے اور ایک دختر چھوڑکر وفات پائی اور قبل تقسیم ہونے جایداد موروثی کے اسکا ایک بیٹا بھی علاوہ اپنے دو بھائیون اور ایک بہن کے ایک زوجہ چھوڑکر مرگیا اس صورت مین جایداد مذکور ان اشخاص مین کس حساب سے تقسیم ہوگی

ج۔ اصول مناسخت کی رو سے مورث کی کل جایداد کے ۷۰ حصے ہونے چاہئین منجملہ ان کے ہر ایک بیٹے کو ۲۶ اور بیٹی کو ۱۳ اور متوفی بیٹے کی زوجہ کو پانچ حصے ملینگے + ‡

استحقاق دو بیٹون اور ایک بیٹی اور ایک اور بیٹے کی زوجہ کا جسکا شوہر قبل تقسیم مرگیا ہو +

کم سے کم تین حصے کرنے چاہئین اون مین سے ایک ثلث زوجہ کی ماں کو ملیگا لیکن قاعدہ مناسخت کے بموجب باہم اوس حصے کی تعداد یعنی اعداد اور عدد تقسیم یعنی ۳ کے مناسبت دیکھنی چاہئیے اور چونکہ اون مین نسبت متباین ہے یعنی صرف ایک سے منقسم ہوسکینگے لہذا اصول مناسخت کی دفعہ ۹ کے بموجب اول قسم کے حصص کو بالاجمال اور بالانفراد دوسری قسم کے حصص کے ساتھ بالاجمال ضرب دین مثلاً ۴ × ۳ = ۱۲ اور ۱ × ۳ = ۳ = ۶ بعد ازان عدد اول حال کے حصص کو اوس تعداد کے حصص کے ساتھ جسکے پانیکی زوجہ پہلی تقسیم کے وقت مستحق تھی ضرب دین لیکن چونکہ وہ عدد صرف ایک ہے لہذا ضرب دینا فضول ہے۔ پس منجملہ کل حصون کی تعداد کے جو ۱۲ ہے اصل مالک کا بھائی ۶ اور اوسکی بہن ۳ حصے پائیگی اور ایک حصہ زوجہ کی ماں کا حق ہے اور ۲ اسکی زوجہ کے بھائی کو ملینگے +

‡ اس تمثیل مناسخت مین تیسرے قاعدہ تقسیم کی دفعہ ۷ کے بموجب جایداد کے ۴۰ حصے کیے گئے تاکہ جملہ دعویداروں مین جو مورث کی وفات کے بعد حصہ پانیکے مستحق تھے تقسیم ہون چونکہ بنظر دیئے جانیکے ایک ثمن یعنی حصہ زوجہ کے ابتداءً جایداد کے آٹھ حصے کرنے چاہئین تھے اور بعد دیئے جانیکے زوجہ کے حق صرف ۷ حصے آٹھ دعویداروں مین اس حساب سے کہ ذکور کو اناث کی نسبت دوچند ملے تقسیم ہونے چاہئین تھے لہذا اب ایک بیٹے کی وفات کے بعد باہم اوسکے ۲ حصون اور اوسکے وارثون کی تعداد کے جو ۳ ہے مناسبت دیکھنی چاہئیے اور ان مین مناسبت متباین ہے پس اصل تقسیم کی تعداد کو دوسری قسم کے وارثون کی کل تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہئیے مثلاً ۴ × ۶ × ۳ = ۱۹۲ اصول مناسخت کی دفعہ ۹ ملاحظہ کیجیے +

‡ اسطور پر حصون کی تقسیم ہونیکے واسطے اول یہ امر دریافت کرنا ضرور ہے کہ اگر مورث کی وفات کے بعد جایداد تقسیم ہوتی تو تینون بیٹون اور دختر کو کیا ملتا اور چونکہ ذکور کو اناث کی نسبت دوچند حصہ ملتا ہے لہذا جایداد کو بغیر کسر کے تقسیم کرنیکے واسطے سات حصون مین بانٹنا چاہئیے اون مین سے [illegible]

مقدمہ ۹۰

س - ایک شخص صرف ایک دختر حمیدہ چھوڑکر مرگیا بعد ازان حمیدہ نے ایک پسر زید اور شوہر بکر چھوڑکر وفات پائی بعدہ شوہر بھی ایک زوجہ جمیلہ اور ایک بیٹا زید جسکا اوپر ذکر ہوا اور جو پہلی زوجہ سے تھا اور ایک اور بیٹا عمرو اور چار بیٹیان سکینہ و خاتون و نہیدہ و عمدہ زوجہ حی القایم سے چھوڑکر مرگیا اور عین حیات شخص مذکور کے اسکی جایداد تقسیم نہین ہوئی اسصورت مین اشخاص مذکورہ بالا کے باہم جایداد کس حساب سے تقسیم ہوگی ۔

ج - صورت مذکورہ بالا مین جایداد کو ۲۵۶ حصون مین تقسیم کرنا چاہئے انمین سے ۲۰۶ حصے زوجہ اول کے بیٹے اور ۱۴ زوجہ حی القایم کے بیٹے اور ۸ زوجہ کو ملینگے اور باقی ۲۸ حصے چارون بیٹیون مین تقسیم ہونگے یعنی ہر دختر کو ۷ حصے پہنچینگے ✝

استحقاق شوہر اور بیٹے کا اس صورت مین جب شوہر بغیر تقسیم کے ایک زوجہ اور ایک اور بیٹا اور چار بیٹیان چھوڑکر مرگیا ہو ✝

بحالت لاولد ہونیکے ایک ربع ہے لہذا جایداد کم سے کم چار حصون مین تقسیم کیجاے - بعد دیئے جانے زوجہ کے حصے کے ۳ حصے ۵ وارثون مین تقسیم کیے جاینگے اصل مین وارث ۴ ہین مگر ۵ اسواسطے شمار کیے گئے ہین کہ بلحاظ حصہ کے ایک مرد دو عورتون کی برابر تصور کیا جاتا ہے ظاہر ہے کہ یہ تقسیم بغیر کسر کے نہین ہوسکتی اسواسطے قاعدہ یہہ ہے کہ مناسبت باہم وارثون اور حصص کے دیکھنی چاہیے اور وہ اسصورت مین متباین ہے یعنی ان اعداد کی تقسیم بموجب تقسیم کے متیسر ہے قاعدہ کی دفعہ ۷۷ کے صرف عدد ایک سے ہوسکتی ہے یعنی ۴ - ۵ - ۱ قاعدہ سوم کے بموجب وارثان کی تعداد کو اصل تقسیم کے عدد کے ساتھہ ضرب دین مثلاً ۴ × ۵ = ۲۰ اگر یہہ صورت مناسخت کی نہوتی تو ان اعداد سے مختلف حصے وارثون کے قایم کیے جاتے مگر چونکہ یہہ مناسخت کی صورت ہے لہذا مناسبت ابین نتیجہ مذکورہ بالا اور متوفی کے حصص کی تعداد کے دیکھنی چاہیے ان مین نسبت متداخل ہے مثلاً ۲ × ۱۰ = ۲۰ اسصورت مین مناسخت کی دفعہ ۹۹ کے بموجب قاعدہ یہہ ہے کہ پہلی تقسیم کے حصص کو بالاجمال اور بالانفراد دوسرے مرتبہ کی تقسیم کے حصص کے مقسوم الیہ کے ساتھہ ضرب دین مثلاً ۷ × ۱۰ = ۷۰ - الخ ✝

✝ اس صورت مناسخت مین فہرست مرقومہ ذیل سے ورثا کے قایم مقام ہونیکی ترتیب واضح ہوگی ✝

حمیدہ ۴ × ۶۴ = ۲۵۶

بکر ۱ × ۶۴ = ۶۴   زید ۳ × ۶۴ = ۱۹۲

بکر ۱ × ۶۴ = ۶۴

عمدہ ۷ نہیدہ ۷ خاتون ۷ سکینہ ۷ عمرو ۱۴ جمیلہ ۸ زید ۱۴ = ۶۴

حمیدہ کی وفات کے بعد جو تقسیم ہونی چاہیے تھی اوسمین حمیدہ کی جایداد کو کم سے کم چار حصون مین تقسیم کرنا چاہیے تھا تاکہ ایک ربع شوہر کو ملتا اور شوہر کی وفات کے بعد اسکی جایداد کے کم سے کم آٹھہ حصے کرنے چاہیئن تھے تاکہ اسکی زوجہ کو ایک ثمن دیا جاتا مگر ثمن دینے کے بعد بقیہ حصص اولاد مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتے اور چونکہ باہم ان کی تعداد حصص کے مناسبت دیکھنے کے بعد نسبت متباین پائی گئی لہذا تقسیم کے متیسر قاعدہ دفعہ ۷۷ کے بموجب اصل تقسیم کے عدد کو ورثا کی تعداد کے ساتھہ جو ۸ ہے ضرب دینی چاہیے اور ۸ تعداد اسواسطے ہے کہ باعتبار حصے کے ایک مرد دو عورتون کی بجاے شمار کیا جاتا ہے مثلاً ۸ × ۸ = ۶۴ - پس بموجب مسئلہ مناسخت کے مناسبت باہم ان حصص کی تعداد کے جنکے پانیکا متوفی اول مرتبہ کی تقسیم کے وقت مستحق تھا اور ان حصص کی تعداد کے جنپر دوسرے مرتبہ کی تقسیم مین جایداد کو منقسم کرنا چاہیے دیکھنی ضرور ہے اور [illegible]

مقدمہ ۹۱

س - ایک شخص زید ایک زوجہ حمیدہ اور تین بہنین جمیلہ و فہمیدہ و عمدہ اور چچا کا بیٹا بکر چھوڑ کر مرگیا بعد ازان اوسکی ایک بہن فہمیدہ نے بحین حیات اشخاص متذکرہ بالا ایک دختر خاتون چھوڑ کر وفات پائی بعدہ عمدہ بھی ایک دختر سکینہ چھوڑ کر مرگئی اسصورت مین شرع کے بموجب اصل مالک کی جایداد حق القایم کے باہم کس طور پر تقسیم ہونی چاہیے ۔

ج - صورت متذکرہ بالا مین اول زید کی تجہیز و تکفین عمل مین آنی چاہیے اور اخراجات ان مراسم کے فضول نہون بلکہ بطریق مناسب عمل مین آئین اور قرضہ واجبی اوسکا ادا کیا جاوے بعد ازان جو بچے اسمین سے ایک ثلث اوسکی وصیت کے بموجب صرف ہو بقیہ جایداد مسئلہ مناسخت کے بموجب ۳۶ حصون منقسم تقسیم کیجاوے ان مین سے ۹ حصے حمیدہ اور ۱۴ جمیلہ اور ۳ عمدہ اور ۴ خاتون اور بقیہ ۵ سکینہ کو ملینگے ۔

استحقاق ایک زوجہ اور تین ہمشیرہ اور چچا کے بیٹے کا اس صورت مین جبکہ دو بہنین قبل تقسیم ایک ایک دختر چھوڑ مری ہون ۔

نسبت متباین پائی گئی پس مناسخت کی دفعہ ۹ کے بموجب قاعدہ یہہ ہے کہ اول مرتبہ کی تقسیم کے حصص کو بالاجمال اور بالانفراد دوسرے مرتبہ کی تقسیم کے حصص کے ساتہہ ضرب دین اور اس حساب سے بیٹا جو زوجہ اول سے ہے ۲۰۶ حصے یعنی اول مرتبہ کی تقسیم کے وقت ۱۹۲ اور دوسرے مرتبہ ۱۴ حصے پاے ۔

۴ اس صورت مین اصول وراثت کی دفعات ۱۴ و ۲۴ و ۶۵ کے بموجب جایداد کو ۱۲ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے تہا اون مین سے زوجہ کا حق ایک ربع اور بہنون کا دو ثلث تہا لیکن عدد ۸ یعنی ۱۲ کا دو ثلث تین بہنون مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتا اور ۳ اور ۸ مین نسبت متباین ہے لہذا تقسیم کے تیسرے قاعدہ کی دفعہ ۷ کے بموجب اصل تقسیم کے عدد کو اون ورثا کی تعداد کے ساتہہ جنکو بلا کسر حصہ نہین ملسکتا ہے ضرب دین مثلاً ۱۲×۳=۳۶ - ان حصص کی تقسیم اسطور پر ہونی چاہیے ۔

حمیدہ جمیلہ فہمیدہ عمدہ بکر
۸ ۸ ۳ ۹

فہمیدہ کی وفات کے بعد ان حصص کی تعداد یعنی ۸ و ۹ مین جسکے پانیکی وہ مرتبہ اول کی تقسیم مین مستحق تہی اور ان حصص کی تعداد یعنی ۴ مین جنپر اوسکی جایداد کو اوسکی تقسیم کرنا ضرور ہے نسبت متداخل پائی گئی لہذا اوس حساب کرنا ضرور نہین ہے اور اوسکے ۸ حصون کی اسطور پر تقسیم ہوگی ۔

جمیلہ عمدہ خاتون
۲ ۲ ۴

علی ہذا القیاس اسی قاعدہ کے بموجب عمدہ کی وفات کے بعد اوسکے دس حصون مین سے نصف اوسکی دختر سکینہ اور نصف اوسکی ہمشیرہ جمیلہ کو ملیگا ۔

دوسرا باب

نظائر بیع

مقدمہ ۱

س - چند اشخاص کسیقدر اراضی پر بالاشتراک قابض تہے منجملہ ان کے ایک شریک نے بغیر استرضا دیگر شرکا کے ایک دستاویز مشعر انتقال جزو حقیت منجملہ اراضی مشترکہ مذکور کے ایک شخص اجنبی کے نام بغیر تصریح حدود اربعہ کے لکہدی اور دستاویز مین صرف اسقدر لکہا کہ اراضی منتقلہ خاص میری ملک ہے ایسی صورت مین دستاویز جائز ہے یا نہین ۔

فرق درمیان بیع و ہبہ کے شرائط جواز کے +

ج - اگر دست آویز انتقال کا مضمون یہ ہے کہ مقرنے حقیت اپنی متعلقہ جایداد مشترکہ غیر منقسمہ منتقل کی تو درصورت ہونے دست آویز ہبہ کے وہ بسبب عدم تصریح حدود اربعہ کے شرعاً جائز متصور نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ ہبہ بحالت نہونے تصریح جایداد موہوبہ ناجائز ہے لیکن اگر یہہ دست آویز بیعنامہ ہے تو وہ جائز تصور کیجاویگی کسواسطے کہ اس قسم کے معاہدہ کی نسبت شراکت اور عدم توضیح اور شرکا کی عدم استرضا اور نہونا تصریح حدود اربعہ کا مانع نہین ہے پس معاملہ بیع بہر تقدیر جائز اور واجب التعمیل ہے +

مقدمہ ۲

س - ایک شخص نے ایک جزوی قطعہ اراضی کرایہ لیکر اسپر مکان تعمیر کیا اور درخت نصب کیئے اور بعد ازان اوس نے دو بیٹے اور ایک زوجہ اور ماں چھوڑ کر وفات پائی اور جایداد غیر منقسم رہی اوسکی وفات کے بعد اور اوسکی ماں کی حیات مین اوسکی زوجہ اور اوسکے بیٹون نے مکان اور درختونکو بیع کیا ایسی صورت مین اسطرح کا بیع جائز ہے یا نہین یا ماں بہی اپنے بیٹے کے ترکہ سے کسی قدر حصہ پانیکی مستحق ہے اور اگر ہے تو متوفی کے ترکہ سے اشخاص مذکور کو کس حساب سے حصہ ملیگا +

جایداد منقسمہ کا بیع بہ نسبت حصص بائعین کے صحیح ہے بمقابلہ اوس شخص کے جو شریک بیع نہو +

ج - اگر بقیہ وارثون نے جایداد غیر منقسمہ کو حسب تصریح سوال کے بیع کیا تو معاہدہ بیع ان کے حصص کی نسبت واجب التعمیل ہے لیکن جو وارث شریک بیع نہو وہ ترکہ سے اپنا حصہ پانیکا مستحق ہے کیونکہ اسکا استحقاق اور وارثون کے فعل سے باطل نہین ہوتا + †

مقدمہ ۳

س - ایک شخص نے حین حیات اپنی جایداد اراضی کو تین مساوی حصون پر تقسیم کرکے ایک جزو اپنی ہر زوجہ کے نام بعوض دین مہر کے بیع کیا اور جایداد مبیعہ کا ایک جزو تقسیم ہوگیا اور باقی بدستور غیر منقسم رہا بعد ازان متوفی کا بیٹا جو دوسری زوجہ سے تہا اوس حصہ پر وراثتاً قابض ہوا جو اوسکی ماں کے نام بیع ہوا تہا اور اوس نے بہی حصہ مذکور کو بعوض دین مہر اپنی زوجہ کے نام بیع کیا مگر اراضی مبیعہ بظاہر اسیکے قبضہ اور اہتمام مین رہی ایسی حالت مین اسطرح کا بیع باوجود نہونے ثبوت قبض و تصرف مشتریہ کے شرعاً جائز ہے یا نہین +

فوراً قابض کرانا جایداد مبیعہ کا تقسیم ہونا لازمی بیع نہین ہے +

ج - معاہدہ بیع کا جواز اسپر موقوف نہین ہے کہ مشتری فوراً قابض کرایا جاوے اور اگر جایداد مبیعہ غیر منقسمہ ہو تو بہی معاہدہ بیع مین کچہہ خلل واقع نہین ہوتا پس جب بیع کے ذریعہ سے کہ اصل مالک نے اراضی کو بقدر تین مساوی حصون کے اپنی تین زوجگان کے نام منتقل کیا وہ جائز ہے گو کسیقدر جزو اراضی مذکورہ کا تعین نہوا ہوا اور بائع کی دوسری زوجہ سے جو بیٹا تہا وہ اپنی ماں کے حصہ پر وراثتاً قابض ہوا لہذا جو بیع کہ اوسکی جانب سے اوسکی زوجہ کے نام دین مہر کی عوض بابت حصہ مذکور عمل مین آیا وہ بہی جائز ہے اور خود قابض اور متصرف رہنا مبردہ کا حصہ مبیعہ پر بعد بیع کے قابل لحاظ نہین ہے مشتریہ کو اختیار ہے کہ جب مناسب سمجہے حصہ مبیعہ پر دخیل ہوجاوے + ‡

† شرع کی رو سے بیع اور ہبہ مین فرق ہے یعنی اگر صورت مذکورہ بالا مین جایداد بجائے بیع کے بذریعہ ہبہ منتقل ہوئی ہوتی تو معاہدہ جائز نہین تصور کیا جاتا کسواسطے کہ ہبہ کی صورت مین قبضہ ضرور ہے اور ظاہر ہے کہ بحالت عدم تصریح و تعین اس جزو کے جسکو ہبہ کی رو سے منتقل کرنا منظور ہو قبضہ نہین دیا جاسکتا +

‡ جو مسئلہ کہ اس مقدمہ مین قرار پایا ہے تائید اوسکی مراتب مندرجہ دونون مقدمات مذکورۃ الصدر سے ہوتی ہے +

مقدمہ ۴

س - زید نے اپنا مکان معہ اراضی متعلقہ عمرو کے ہاتھہ بتعین دو ہزار روپیہ کے بیع کیا چنانچہ عمرو نے اس شرط کو قبول کیا اور زید کو پچیس روپیہ بیعانہ دیکر باقی روپیہ کے ادا کرنیکا وعدہ بتعین تاریخ خاص کیا اور یہہ قرار پایا کہ اسی تاریخ بیعنامہ حسب ضابطہ لکہا جاویگا زید نے ان شرایط پر راضی ہوکر جایداد عمرو کے حوالہ کی اور عمرو نے اسپر قابض ہوکر اپنی جانب سے چند شخصونکو آباد کیا ایسی صورت مین اس طرح کا بیع کامل ہے یا احد المتعاقدین کو اوسکے استرداد کا اختیار حاصل ہے یا عمرو سے کل زرثمن جبراً ادا کرانا چاہیے +

ج - از روے حالات مندرجہ سوال کے بیع کامل ہے اور متعاقدین سے کسی کو اسکے استرداد کا منصب نہین ہے اور زرثمن مشتری پر واجب الادا ہے چنانچہ ہدایہ مین یہہ لکہا ہے کہ معاملہ بیع کا ایجاب و قبول سے مکمل ہوتا ہے اور ان دونون لفظون کا استعمال بزمانہ ماضی اس نہج پر ہوتا ہے یعنی ایک فریق کہے کہ "مینے بیع کیا" اور دوسرا کہے کہ "مینے خرید کیا" اور واضح ہو کہ اگر کسیطرح کے اور الفاظ بھی جنکا یہی مقصود ہو بیان کیے جاوین تو بھی معاملہ بیع مکمل ہوتا ہے مثلاً بایع کہے کہ "مجھکو یہہ قیمت منظور ہے" یا مینے یہہ شے بعوض اسقدر زرثمن کے تمکو دی یا کہے کہ تم اس شے کو اسقدر قیمت کی عوض لیلو جب ایجاب و قبول کا اظہار بغیر کسی شرط کے بخوبی ہوجاے تو بیع واجب التعمیل ہوتا ہے اور متعاقدین سے کسیکو استرداد کا اختیار نہین رہتا + بیع اوس صورت مین جایز ہوتا ہے کہ زرثمن نقد دیا جاے یا اسکے ادا کرنیکا زمانہ معین کیا جاے علی ہذا القیاس کنز الدقایق مین بھی یہہ لکہا ہے کہ "جب ایک شے کا مبادلہ دوسری شے کے ساتھہ فریقین کی رضامندی سے عمل مین آوے اوسکو بیع کہتے ہین اور تکمیل اسکی ایجاب و قبول سے ہوتی ہے اور عمل مین آنا اسکا بابت زرنقد یا بوعدہ ادا آیندہ جایز ہے

[حاشیہ: مراتب جنکی رو سے بیع مکمل اور واجب التعمیل تصور کیا جاتا ہے +]

[حاشیہ: تعریف بیع +]

مقدمہ ۵

س - ایک شخص نے اپنے بیٹے کے نام اپنی جایداد غیر منقولہ مختار کے ذریعہ سے بیع کی اور اوسکے نام بیعنامہ مہر و دستخط سے مصدق کرکے حسب ضابطہ لکہدیا بعد ازان باپنے بیٹے کو زرثمن ہبہ نامہ کے ذریعہ سے دیدیا اور باپ بوجہہ نابالغ ہونے بیٹے کے جایداد پر قابض رہا اور اوس بیعنامہ و ہبہ نامہ اپنے پاس رکہا بعد تکمیل بیعنامہ کے جسمین کچہہ شرط مندرج نہتی اور قبل دیئے جانے اسکے مشتری کو استرداد اسکا بایع کو اس اظہار سے منظور ہوا کہ بہہ وقت آوینرلی خطا ایک ایسی شرط سے جو لکہی گئی تہی جس سے خلاف ورزی وقوع مین آئی اور جب نوبت بعدالت پہنچی تو بایع نے تحریر ہونا بیعنامہ کا بپابندی شرط مذکورہ ظاہر کیا اور بنا بر اپنے اظہار کے اوسنے قابض رہنا اپنا جایداد مبیعہ پر اور نہ حوالہ کرنا بیعنامہ کا مشتری کو بیان کیا اور ظاہر ہوا کہ جس شرط کی رو سے بیعنامہ لکہا گیا تہا اسکی خلاف ورزی منجانب مشتری کے ہوئی اور اسی وجہہ سے بیع ناجایز ہے ایسی حالت مین اسطرح کا بیع جایز ہے یا ناجایز +

ج - اگر باپ نے اپنے پسر نابالغ کے ہاتہہ ایک شخص ثالث کی معرفت اپنی جایداد کو بیع کیا ہو اور شخص مذکور نے نابالغ کے باپ کے سامنے یہہ ظاہر کیا کہ مینے بحیثیت مختاری جایداد بیٹے کے ہاتہہ بیع کی اور باپ نے رضامندی اپنی نسبت اس امر کے ظاہر کی ہو تو بیع جایز ہوگا اور اگر ایسا نہین ہوا یا بیع مین ایسی شرط کی گئی جو اسطرح کے معاہدہ کے خلاف ہو تو بیع باطل اور ناجایز ہوگا چنانچہ فصول عمادیہ اور فصول استروشنی مین یہہ لکہا ہے کہ "اگر ایک شخص دوسرے کو اپنی طرف سے بغرض بیع کرنے جایداد اپنے پسر نابالغ کے نام مختار قرار دے یا مختار مذکور بغرض خریدنے جایداد واسطے پسر نابالغ کے مقرر کیا جاے تو بغیر موجود ہونے اور رضامندی

[حاشیہ: بیع کرنا باپ کا نابالغ بیٹے کے نام +]

[حاشیہ: اگر بیع مین ایسی شرط واقع ہو جو ایسے معاہدہ سے علاقہ نہین رکہتی ہو تو وہ بیع ناجایز متصور ہوگا +]

+ اگر جایداد مبیعہ مین کچہہ نقص پایا جاے یا معاینہ اوسکا نہو ہو تو مشتری استرداد کا مجاز ہے - دفعات ۲۱ و ۲۲ اصول بیع ہدایہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۳ واضح ہو کہ مذہب شافعی متعاقدین کو تا برخاست ہونے مجلس عقد بیع کے استرداد کا اختیار حاصل ہے لیکن یہہ رواج منسوخ ہوگیا ہے +

باپ کیطرف سے اسطرح کا معاہدہ جائز نہیں ہے" علی ہذا القیاس ہدایہ مین یہہ کہا ہے کہ اگر کوئی ایسی شرط جو لازمہ معاہدہ نہو درج کیجاوے اور اس سے بایع یا مشتری کا فائدہ مقصود ہو یا شئے مبیعہ کو فائدہ پہنچتا ہو تو ایسا معاہدہ ناجائز ہے + پس عدالت کو تجویز و تنقیح اس امر کی چاہیے کہ بیع بصورت مقدمہ الذکر واقع ہوا یا نہین اور اگر ہوا تو جائز ہے اور اگر انعقاد پہلی صورت کے موافق ہوا ہے تو ناجائز ہے لیکن مضمون دست آویز اسطرح کا ہے جو بالعموم اسطرح کے معاملات بیع و شری مین لکہا جاتا ہے اور اس سے یہہ پایا نہین جاتا کہ کوئی شرط خلاف معاہدہ ہوئی ہو +

مقدمہ ۶

س - ایک عورت کے ایک نابالغ بیٹا تہا اور صرف وہی اوسکی ولی اور محافظ تہی بیٹے کی جایداد غیر منقولہ سے ایک جزو واسطے سبیل مصارف نالش کے جو بابت حصول جایداد مشترکہ دونون کے دائر کی گئی تہی بیع کیا اور وہ مقدمہ آخرکار حسب مراد اسکے فیصل ہوا - بعدازان اس نے بیعنامہ تحریر کیا اور بیٹے کے دستخط لکہدیا ایسی صورت مین اسطرح کا بیعنامہ مصدقہ اور بیع جائز ہے یا نہین +

ج - ان کو دراثتاً ‡ اپنے پسر نابالغ کی جایداد کی نسبت نفاذ استحقاق کا منصب نہین پہنچتا پس بیع کرنا پسر نابالغ کی جایداد غیر منقولہ کے ایک جزو کا محض ناجائز اور غیر صحیح ہے + ¶

بیع نابالغ کی جایداد کا بیع ماں کی جانب سے ہے -

---

† اصول بیع دفعہ ۱۶ - اس قاعدہ کا مقصود یہہ ہے کہ ناجائز معاہدات کا انسداد ہو اور بعد تکمیل معاملہ بیع و شری کے تکرار واقع نہو چنانچہ ہدایہ مین ایک یہہ مثال لکہی ہے کہ ایک شخص نے غلام اس شرط سے بیع کیا کہ مشتری اوسکو بعد لینے کے آزاد کردے اسصورت مین ایسی شرط سے معاہدہ بیع ناجائز متصور ہوتا ہے کیونکہ مشتری پر بلا معاوضہ کے نقصان عاید ہوتا ہے اور اس صورت خاص مین شئے مبیعہ یعنی غلام کا فائدہ متصور ہے لیکن اگر شرط لازمہ معاہدہ نہو اور اس سے کسی فریق یا شخص خاص کا فائدہ متصور نہو تو معاہدہ ناجائز نہین ہو سکتا مثلاً ایک شخص دوسرے کے ہاتہہ کوئی جانور اس شرط سے فروخت کرے کہ مشتری اوسکو پہر بیچدے تو ایسی صورت مین تکرار واقع نہین ہو سکتی کیونکہ کوئی خاص شخص مشتری کی نسبت دعویدار نہین ہو سکتا ہدایہ صفحہ ۴۴۶ جلد ۲ پس اگر مقدمہ مذکورہ بالا مین وجہہ ثبوت سے یہہ پایا گیا ہو کہ باپ نے وقت کرنے بیع بنام اپنے بیٹے کے کوئی ایسی شرط کی ہو جس سے خاص اوسکا نفع متصور تہا تو بیع کو ناجائز اور باطل تصور کرنا چاہیے +

‡ ایک ہی سال ماہ کی تین تاریخ کو یہی سوال دوسرے مفتی سے جو اصل عہدہ دار کا قایم مقام تہا پوچہا گیا اونہون نے بجواب اوسکے لکہا کہ اگر بیع سے پسر نابالغ کی نسبت نفع کی امید تہی تو بہی ماں اوسکی جایداد اراضی کے بیع کرنیکی مجاز نہین ہے لیکن ہرگاہ نابالغ بیعنامہ پر دستخط کردئیے تو اوس سے رضامندی اوسکی ثابت ہے اور اگر شعور کافی واسطے سمجہنے بیع و شری کے حاصل ہے تو ایسا بیع بشرطیکہ اوسکا باپ یا اوسکے باپ کا وصی یا اوسکا دادا یا حاکم وقت منظور کرے تو جائز ہوگا لیکن یہہ فتوی مقدمہ مذکورہ سے غیر متعلق تہا کیونکہ بیع کے وقت نابالغ کا کوئی ایسا ولی موجود نہ تہا +

¶ ماں کو وراثتاً صرف اسقدر اختیار ہے کہ بچہ کو بحالت طفولیت پرورش کرے اور اوسکا ازدواج کردے لیکن پہلا امر صرف اوسی حالت مین مفروض ہے جب سوا ماں کے کوئی واسطہ دار یا ولی موجود نہو اور جن شخصونکو نابالغون کی جایداد کی نسبت اختیار حاصل ہے اون کی تفصیل اسی ترتیب سے ہے یعنی باپ یا وہ شخص جسکو باپ نے ولی مقرر کیا ہو یا دادا یا جس شخص کو دادا نے ولی نامزد کیا ہو - اور اگر اون مین سے کوئی نہو تو حاکم وقت دفعہ ۵۰ اصول ولایت و نابالغی +

مقدمہ ۷

س - ایک شخص نے جایداد مادری کا ایک جزو بتعین حصص بیع کیا اور شے مبیعہ کے کل زرثمن کے وصول پانے سے مقر ہوکر بیع کو تسلیم کیا اور مشتری نے بہی جایز ہونا معاملہ کا ظاہر کیا اور بایع و مشتری نے بایع کے اور شرکا پر واسطے حصول دخل جایداد مبیعہ کے بنظر تکمیل معاہدہ نالش کی اور مدعاعلیہون نے استحقاق بایع تسلیم کیا ایسی صورت مین بیع صحیح و جایز ہے اور مشتری بذریعہ اوسکے قبضہ پانیکا استحقاق رکہتا ہے یا تقسیم نہونا جایداد کا کل وارثون مین واسطے ناجوازی بیع کے کافی ہے اور اگر بایع اپنے بیان تحریری مین ہونا بیع اور وصول پانا زرثمن کا تسلیم کرکے لبازمن مدعاعلیہون کے کہ اون مین سے ایک اوسکی نانی اور باقی خالات ہین دعوی سے دست بردار ہو تو ایسی دست برداری سے استحقاق دوسرے دعویدار یعنی مشتری کا زائل ہوگا یا نہین *

ج - جس بیع کا ذکر سوال مین ہے وہ شرعاً ہر طور پر جائز اور واجب التعمیل ہے اور تقسیم نہونا جایداد کا بموجب شرح وقایہ کے عدم جواز بیع نہین ہے اور منجملہ سو حصون کے دس حصہ تک کا بیع جائز ہے علی ہذا القیاس ہدایہ مین یہہ لکہا ہے کہ اگر کوئی شخص منجملہ کسی مکان یا حمام کے جسمین سو حصے ہون دس حصے خرید کرے تو ایسا بیع کل علما کے نزدیک جائز ہے اور بایع جو بعد تسلیم بیع اور وصول کل زرثمن کے دست بردار ہو یہہ امر کسی طرح باعث ناجوازی استحقاق مشتری کا نہین ہوسکتا اور ہدایہ مین یہہ بہی مرقوم ہے کہ اگر کوئی شخص بصحت حواس اور سن بلوغ مین کسی حق کو تسلیم کرے تو ایسا اقرار اوسپر واجب التعمیل ہے پس ایسی حالت مین مشتری کو حصہ مبیعہ کا استحقاق پہنچتا ہے *

جایداد غیر منقولہ مشترکہ کے جزو کا بیع بصورتیکہ جب بایع بعد انعقاد اسکے بیع سے دست بردار ہو *

مقدمہ ۸

س - ایک شخص نے اپنا مکان بیع کرکے مشتری سے زرثمن وصول کرلیا اور بیعنامہ بتصدیق چار گواہون کے لکہدیا لیکن اوسپر بایع نے دستخط نکیے اور نہ قاضی کی مہر ہوئی اور نہ رجسٹری سے سجل اور نہ تاریخ و ماہ تحریر ہوا بعدہ بایع نے معاملہ بیع کی بابت اعتراض پیش کیے اور چہہ مہینے بعد تحریر ہونے دست آویز مذکور کے اوس نے مشتری مذکور پر کرایہ کی بابت نالش دایر کی ایسی صورت مین اسطرحکا معاملہ بذریعہ بیعنامہ کے جایز ہے یا نہین *

ج - بیع کی تکمیل بذریعہ ہونے ایجاب و قبول دینا مین بایع و مشتری کے ہوتی ہے علاوہ اسکے مشتری نے زرثمن بایع کو ادا کردیا اور بایع نے اوسکو بلاتامل لے لیا ایسی صورت مین اعتراض بایع کا شرعاً موثق نہین ہے اور بایع کو شخص ثالث سے جو دعویدار حق شفع ہے کچہہ واسطہ نہین ہے شفیع کو مشتری پر † نالش کرنیکا اختیار ہے اور تحریر نہونا تاریخ کا بیعنامہ مین یا نہونا مہر اور رجسٹری کا فی الواقع داخل بیعنامہ کی ہے لیکن اون امر سے نفس بیع ‡ مین کچہہ خلل واقع نہین ہوتا اور بایع کا دعوی بابت کرایہ قبل بیع کے جایز ہے *

اگر بیع اور طور پر کامل ہو تو بیعنامہ کی غلطی بیعنامہ سے کچہہ خلل واقع نہین ہوتا *

مقدمہ ۹

س - ایک شخص نے دو بیعنامہ یکے بعد دیگرے اپنی زوجہ کے نام لکہدیے اور بعد تحریر ایکنو برس تک اپنی کل جایداد پر قابض رہا اور اس عرصہ مین حسب اقرار معرصہ دست آویزات سابق اسنے کوئی بیعنامہ باضابطہ ایسا نہ لکہدیا جو قاضی کی مہر سے سجل ہوا ہو اس صورت مین جایداد مذکورہ مال

---

† اس مقدمہ مین بایع نے یہہ بیان کیا کہ مجہکو مشتری کے ہاتہہ جایداد کے بیع کرنیکا اختیار حاصل نہ تہا کیونکہ استحقاق شفیع کا حرمان مقصود تہا لہذا بیع ناجائز ہے لیکن یہہ عذر اسکا بمقابلہ مشتری کے بیجا قرار پایا *

‡ دفعہ ۴ مطالبات وغیرہ *

بعد وفات شخص مذکور کے اوسکی زوجہ کی تصور کیجائیگی یا خاص متوفی کی متصور ہوکر اوسکے ورثا مین تقسیم ہوگی +

ج - بیعنامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شوہر نے اپنی کل جایداد اراضی اور مکانات معرضہ دستاویزات اور اثاث البیت اور کل اشیا کو جو وراثتاً حاصل ہوئی اوس جایداد کے جز یوم بیع تک اسکو حاصل ہو بالعوض پندرہ ہزار روپیہ مہر کے اپنی زوجہ کے نام بیع کیا شرائط اس معاہدہ کی ناجائز ہین اور یہ معاہدہ باطل اور نادرست ہے کیونکہ شے مبیعہ کی تصریح نہین ہوئی اور معاہدہ جو ابہام کے باعث سے باطل ہوجاتا ہے † لہذا بائع کے ورثا کو ایسے بیعنامہ کے مسترد کرنیکا اختیار ہے اور ضابطہ کے بموجب قاضی ‡ کی مہر ہونے یا بعد بیع کے § نو برس تک بائع کے قابض رہنے سے یہ ضرور نہین ہے کہ بیع ناجائز متصور کیا جاوے اور بیع مسترد ہونے اور بائع کے قرضہ ادا کئے جانے کے بعد اوسکی جایداد ورثا مین تقسیم ہونی چاہئے

شے مبیعہ کی نسبت ابہام ہونیکے باعث سے معاہدہ باطل ہوجاتا ہے +

مقدمہ ۱۰

س - ایک شخص نے اپنی کل جایداد بیع مقاصہ کے ¶ طور پر اپنی زوجہ کے نام بیع کی اور دستاویز انتقال مین منجملہ اور جایداد کے کچھہ اراضی ایسی مندرج ہے جسکی نسبت مالک نے قبل تکمیل بیع مقاصہ کے ایک شخص غیر کے نام چھہ سال کے واسطے بالعوض چار ہزار پانچسو ایک روپیہ کے پٹہ کردیا تہا اس صورت مین اگر مشتریہ کو بیعنامہ کے بموجب اراضی مذکور پر قبضہ حاصل نہوا ہو تو ایسی دستاویز صحیح متصور ہوگی یا نہین +

ج - صورت مذکورہ بالا مین شرعاً موافق معرضہ دستاویز بیع مقاصہ خواہ ایک ہو یا دو یا دو سے زیادہ دستاویز کی رو سے منتقل ہوجاینگے گو بائع نے قبل تحریر ایسی دستاویز کے جایداد مذکور کو چھہ برس کے واسطے اجارتاً دیدیا ہو اور معاہدہ مذکورہ بالا کے بموجب مشتریہ یعنی اسکی زوجہ مالک جایداد متصور ہوگی اور چونکہ معاہدہ بیع مقاصہ سے شرعاً حاصل ہو اور فی الفور قبضہ کا ضرور نہین ہے لہذا دستاویز بیع مقاصہ آئیناً صحیح تصور کیجائیگی گو مشتریہ کو کئی سال تک قبضہ حاصل نہوا ہو + H

بیع مقاصہ کی صورت مین فی الفور مبیع پر قبضہ حاصل ہونا ضرور نہین ہے +

مقدمہ ۱۱

س - اگر ایک شخص نے اپنے حین حیات اپنی جایداد بطور بیع بالوفا دس برس کے واسطے منتقل کردی ہو تو بعد اوسکی وفات کے اوسکی زوجہ قبل انقضائے مدت معینہ بلا ایفاء شرائط معاہدہ کے شخص ثالث کے نام ایسی جایداد کو بطور بیع کامل فروخت کرنیکی مجاز ہے یا نہین +

ج - ایسا بیع شرعاً صحیح ہے لیکن نفاذ اسکا بیع بالوفا دار کی خوشی پر منحصر ہے اگر اسکی رضی ہو تو نفاذ اسکا ہوسکتا ہے لیکن وہ اسکو مسترد نہین کراسکتا

ذکر بیع کامل بمقابلہ بیع بالوفا کے +

---

† اصول بیع دفعہ ۱۳ +

‡ اصول مطالبات دفعہ ۳ +

§ اصول بیع دفعہ ۱۴ +

¶ مبادلہ جایداد کا بالعوض جایداد کے بیع مقاصہ کہلاتا ہے یعنی یہہ ایک صورت بیع و شری کی ہے لیکن ایسا مبادلہ جو بعد مشخص نہین ہوتا ہے اوسکی نسبت بلحاظ ایک دوسرے کے قطعی بیع کا اطلاق نہین ہوسکتا ہے - ہدایہ ترجمہ ہملٹن صاحب جلد سوم صفحہ ۳۱ +

H اگر سوال بالا کے جواب مین تصریح یہہ اونہین لکھا ہے کہ بیع مقاصہ ثابت ہو چکا مین وجہ شوہر کے تہا مگر گمان کیا جاتا ہے کہ شوہر نے اپنی کل جایداد بالعوض مہر مشتریہ کے منتقل کردی لہذا یہہ معاملہ مثل بیع بالعوض کے ہے - نظائر وراثت کے اشارہ مین مقدمہ کی تنقیح معاملہ کیا ہے +

بیع کامل یکمشتری پر بہی نفاذ ایسے معاہدہ کا منحصر ہے اگر وہ چاہے تو تا انقضاء میعاد انتظار کرے یا وہ فوراً بیع بالوفادار کو اسکا روپیہ ادا کر دے اور اگر ضرورت ہو تو عدالت سے بیع مشروطہ کا استرداد کرا دے کیونکہ بیع مشروطہ اور رہن کا اثر آئینا مساوی ہے اگر راہن شے مرہونہ کو بلا اجازت مرتہن کے بیع کرے تو ایسا بیع جائز ہے مگر بیع کا نفاذ مرتہن کی رضامندی پر موقوف ہے اور مشتری کو بہی اختیار ہے کہ تا انقضاء مدت رہن کے انتظار کرے یا بعدالت مین نالش کر کے فک الرہن کرا لے چنانچہ وقایہ مین یہ لکہا ہے "کہ راہن کا بیع کرانا اپنی شے مرہونہ کا مرتہن کی خوشی پر منحصر ہونا چاہیے بمراد بیع کا نفاذ مرتہن کی رضامندی یا ایسکے قرض ادا کرنے سے ہو سکتا ہے پہلی صورت مین زر ثمن بعوض شے مرہونہ کے جمع کر دینا چاہیے مسائل صحیحہ کی رو سے مرتہن کو بیع کے مسترد کرنیکا اختیار حاصل نہین ہے لیکن مشتری کو اختیار ہے کہ انفکاک رہن تک انتظار کرے یا عدالت کے ذریعہ سے فک الرہن کرا لے" خلاصہ مین بہی فتاوار نجم الدین النفی سے یہ منقول ہے کہ "وہ قواعد جو رہن سے متعلق ہون وہی بیع بالوفا سے بہی تعلق رکہتے ہین"

رہن کے قواعد بیع مشروطہ سے بہی متعلق ہین +

مقدمہ ۱۲

س - شوہر نے حالت بیماری مین پانچ روز قبل وفات کے اپنی کل جایداد کو منجملہ زوجگان کے ایک زوجہ کے ساتہہ بیع کیا اسصورت مین یہہ بیع شرعاً جائز ہے یا نہین +

ج - جو بیع قریب المرگ ہونیکی حالت مین ایک وارث کے نام کیا جاے اسکا صحیح ہونا اور ورثاء کی رضامندی پر منحصر ہے اگر انہون نے بیع کی نسبت اپنی رضامندی ظاہر کی ہے تو ایسا معاہدہ جائز اور واجب التعمیل متصور ہوگا ورنہ باطل اور نادرست متصور کیا جائیگا چنانچہ خزینۃ المفتیین مین لکہا ہے کہ "اگر ایک شخص قریب المرگ ہونیکی حالت مین منجملہ ورثا کے ایک وارث کے نام اپنی جایداد بیع کرے اور پانچ روز بعد مر جاے اور اوسکی وفات کے بعد ایسکے اور وارث ایسے بیع کی نسبت رضامندی ظاہر نہ کرین تو وہ باطل اور ناجایز متصور ہوگا + †

ذکر اس بیع کا جو قریب المرگ ہونیکی حالت مین ایک وارث کے نام کیا جاے +

مقدمہ ۱۳

س - ایک شخص نے جو مقروض تہا بلا ادا ر قرضہ ذمگی اپنیکے کل جایداد منقولہ و غیر منقولہ کو بلا تصریح اپنی زوجہ کے نام بعوض مہر کے ہبہ کر دیا اور زوجہ نے اس ہبہ کی عوض مین مہر معاف کیا جایداد مذکور دونون واہب اور موہوب الیہ کے قبض و تصرف مین رہی اور ظاہرا دونون کی غرض اوس مین یکسان متعلق معلوم ہوئی کہ شوہر ابہی تک بقید حیات ہے اسصورت مین زوجہ بترجیح دعاوی اور قرضہ دارون کے جو شخص غیر مین اپنے قرضہ مہر کے پانیکی مستحق ہے یا نہین +

ج - شرعاً زوجہ کا مہر داخل قرض ہے اور ادا کرنا اسکا مثل مطالبات واجب اور قرضخواہون کے لازم ہے اور قرضہ اور دین مہر کا ادا کرنا اور دیون پر مقدم ہے اور مدیون کو اختیار ہے کہ ان دونون قسم کے قرضون سے جسکو چاہے پہلے ادا کرے یا منجملہ اپنی جایداد کے ایک جز دیسے کسی خاص قرضخواہ کا قرضہ دیدے پس بلحاظ اس قاعدہ کے اگر شوہر زوجہ کا دین مہر قبل ایفاء مطالبات اور قرضخواہون کے جو شخص غیر ہین ادا کر دے تو یہہ امر جائز ہے اور اگر وہ اپنی جایداد غیر منقولہ دین مہر کے عوض ہبہ کر دیوے تو یہہ عمل بہی جائز ہے اور گو ایسا معاملہ درحقیقت داخل بیع ہوگا

مبادلہ کے جملہ معاملات مین تصریح شے کی ضرور ہے +

† وجہہ اسکی یہہ ہے کہ جو شخص قریب المرگ ہوتا ہے اسکا استحقاق قطعی اسکی جایداد کی نسبت نافذ قیاس نہین کیا جا سکتا کیونکہ ایسکے وارثون کا دعوی موجود ہو جاتا ہے +

لیکن ہبہ نامہ ہبہ کہلائیگا لیکن اس صورت مین دین مہر کی تصریح پائی نہین جاتی اور نہ جایداد غیر منقولہ کا مرتفع رحدود اربعہ درج مین حالانکہ شرعاً مبادلہ کے † جملہ معاہدات مین تصریح شئے متبدلہ کی ضرور ہے لہذا ہبہ نامہ بسبب عدم تصریح ان امرات کے ناجائز اور ناقابل نفاذ ہے اور اگر قطع نظر اس اعتراض کے یہہ معاملہ مثل ہبہ تصور کیا جائے تو ہبہ پایا نہین جاتا کہ موہوب لہا کو شرع کے مطابق قبضہ ملا +

مقدمہ ۱۴

س ۱ - ایک شخص نے اپنی جایداد بشمول جایداد دوسرے شخص کے معاہدہ واحد کے ذریعہ سے بیع کی اور تصریح اس امر کی نہوئی کہ منجملہ زرثمن موصولہ کے کس شخص کا حصہ کس قدر ہے پس ایسا معاہدہ جو دوسرے شخص کی جایداد کی نسبت ہوا ناجائز ہے یا صحیح و نافذ متصور ہو سکتا ہے +

قواعد درباب بیع اس جایداد کے جو بایع کی ملک سے نہو +

ج ۱ - اگر کوئی شخص اپنی جایداد بشمول دوسرے شخص کی ملکیت کے بغیر تصریح زرثمن ہر جایداد کے بیع کرے تو ایسی حالت مین دو صورتین لازم آتی مین یعنی ایک صورت یہہ ہے کہ بایع دوسرے شخص کی جایداد کو بشمول اپنی جایداد کے بیع کر کے ہوتا اوسکا خاص اپنی ملک سے بیان کرے اور ایسی حالت مین وقت دعویدار ہونے اصل مالک کے مشتری اسقدر زرثمن پانیکا بایع سے مستحق ہوگا جو منجملہ جایداد مبیعہ بقدر اوسکے حصے کے ثابت ہوا اور بقیہ جایداد مبیعہ کی نسبت معاہدہ بیع نافذ متصور رہیگا کیونکہ اگر ایک جزو کی نسبت دعوی ثابت ہو تو اس سے کل معاملہ کے جواز مین خلل واقع نہین ہو سکتا اور وجہہ اوسکی یہہ ہے کہ زرثمن بابت کل جایداد مبیعہ کے دیا جاتا ہے اور اسی حساب سے نسبت زرثمن کی بمقابلہ ہر جزو جایداد مذکورہ کے دیکھی جاتی ہے دوسری صورت یہہ ہے کہ ایک شخص اپنی جایداد بشمول دوسرے کی ملکیت کے بیع کرے اور جزو جایداد فی الحقیقت دوسرے شخص کا ہو اور گو فائدہ اوسکا بیع سے متصور ہو لیکن بیع بغیر اوسکی رضامندی کے عمل مین آئے اور زرثمن مین کسیطرح کی تصریح نکیجاوے تو اسطرح کا بیع ناجائز ہے اور جواز اسکا مالک کی رضامندی پر منحصر ہے یعنی مالک کو اختیار ہے کہ اپنی جایداد کی نسبت بیع کو بحال رکھے یا مسترد کرے لیکن بایع کے حصہ کی نسبت بیع جائز اور اوسپر واجب التعمیل ہوگا +

س ۲ - ایک شخص نے جو نہایت مقروض تھا کل جایداد اپنی زوجہ کے نام دین مہر کی عوض بیع کر دی اور اس سبب کے ہونے سے لیکے اور قرضخواہوں کو اپنے مطالبات کے وصول کی کچھہ امید باقی نرہی اسطرح کا بیع صحیح و جائز ہے یا نہین +

بیع جو مدیون کی جانب سے حالت بیماری مین ہو +

ج ۲ - اگر شخص مذکور اوسوقت جب اوس نے اپنی کل جایداد اپنی زوجہ کے نام بعوض دین مہر بیع کی مرض مہلک مین مبتلا تھا تو بیع ناجائز ہے کیونکہ ایسی صورت مین مالک کو یہہ اختیار نہین ہے کہ جزو دین ادا کر کے بقیہ قرضخواہوں کو محروم رکھے لیکن اگر شخص مذکور بیع کے وقت تندرست اور صحیح الحواس تھا تو بیع جائز ہے کیونکہ اوسکو ایسی حالت مین باوجود نہایت مقروض ہونیکے اپنی ملکیت پر اختیار کلی حاصل تھا +

بیع جو بحالت صحت واقع ہو +

مقدمہ ۱۵

س - ایک عورت نے اپنی جایداد اوسنے کسی شخص غیر کے ہاتہہ بیعنامہ کے ذریعہ سے منتقل کی اور بعد ازان وہ مرگئی اور دس برس بعد اوسکی وفات کے اوسکا بھتیجا جایداد مبیعہ کی نسبت استحقاق وراثت کی روسے دعویدار ہوا اور دو گواہان حاشیہ بیعنامہ کی شہادت سے واضح ہوتا ہے کہ عورت مذکورہ بیعنامہ تحریر ہونیکے وقت صحیح الحواس نہتی ایسی صورت مین شرع کا کیا حکم ہے +

† بلحاظ نیز دربات سے یہہ کیونکہ دفعہ ۱۲۳ اصول بیع کی روسے لازم ہے کہ اس قسم کے معاہدات مین ایسی تصریح کردیجائے جس سے درباب مقصود متعاقدین نزاع واقع نہو سکے

جو بیع بحالت مرض صحت جو اس علت مین ہو ناجائز ہے شرط مفید مشتری

ج - بیع انتخاص علیل کی جانب سے بحالت نزع اور اختلال حواس کے عمل مین آئے شرعاً ناجائز ہے لیکن بایع کے وارث اور قرضخواہ جایداد مبیعہ کو بغیر واپسی زرثمن موصولہ کے واپس نہین کر سکتے اور جب تک زرثمن کو واپس نہو گا جایداد مبیعہ مشتری کے قبضہ مین کفالتاً رہیگی ۔

تیسرا باب
نظائر شفع
مقدمہ ۱

س - ایک شخص نے کچھہ اراضی بیع کی اور شفیع اور نیز اوسکا مختار اس اراضی سے فاصلہ بعید پر رہتا تہا بیع کے ساتہہ یا آٹہہ مہینے بعد مختار کو بیع کے حال سے اطلاع ہوئی اور اوسنے مشتری اور نیز بایع کو اپنے دعوی سے بذریعہ تحریر کے اطلاع دی اور زرثمن بہیجدیا اور اس اثنا مین ایک مہینہ اور گذر گیا اسکے اخیر پر مختار مذکور نے دعوی اپنا عدالت مین پیش کیا ایسی صورت مین دعوی شفیع جائز ہے یا نہین ۔

دعوی شفع بہ تعمیل جلد مرتب کی جزو ہے

ج - سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ شفیع فاصلہ بعید پر رہتا اور اسکا مختار بہی موقع انعقاد بیع سے دور رہتا اور سات آٹہہ مہینے بعد بیع کے شفیع کے مختار نے اراضی مشفوعہ کے بیع سے اطلاع پاکر بایع اور مشتری کو اپنے دعوی سے بذریعہ تحریر مطلع کیا اور مشتری کے پاس بقدر زرثمن بہی بہجوا دیا جو اوسنے ادا کیا تہا اور بعد ایک مہینے کے دعوی اپنا عدالت مین رجوع کیا ایسا دعوی شرعاً جائز ہے کیونکہ وقوع مین آنا مراتب مواثبت اور استشہاد کا بعد اطلاع کے لازم ہے اور اس مقدمہ مین سات آٹہہ مہینے بعد واقع ہونے بیع کے مختار نے دعوی اپنا بمجرد سننے اطلاع بیع کے بذریعہ تحریر کے پیش کیا اور زرثمن بہی بہجوا دیا اور اگر اس اثنا مین ایک مہینہ زاید گذر گیا تو اس سے حق شفیع زایل نہین ہو سکتا اسکو عدالت مین دعوی رجوع کرنیکا اختیار ہے جن شرایط کی تعمیل شرعاً واسطے اظہار استحقاق شفیع کے واجب ہے وے یہہ ہین کہ دعوی بگواہی گواہان فوراً پیش کیا جاے یعنی شفیع عقار پر جسکی نسبت اوسکو شفع کا دعوی ہو بایع یا مشتری کے پاس جو قابض جایداد مذکور ہو جاوے اور کہے کہ مین دعویدار حق شفع کا ہون اور مینے اپنا دعوی بہی پیش کر دیا ہے اور اب تک دعویدار ہون اور اوسوقت اس دعوی کی تائید مین یہہ امر گواہون کے سامنے بیان کیا جاے اگر دعویدار فاصلہ بعید پر ہو اور خود موجود نہو سکتا ہو تو اپنا مختار بہیجے اور اگر مختار بہی نہ بہیج سکے تو بایع یا مشتری کو بذریعہ خط اطلاع دے اور اگر یہہ بہی نکر سکے تو بہی اسکا استحقاق شفیع قایم رہتا ہے اور جب کبہی اوسکو اس امر کی طرف متوجہ ہونیکا موقع ملے وہ اپنے دعوی کو پیش کر سکتا ہے اگر بعد اظہار دعوی بگواہی گواہان بایع یا مشتری جایداد دعویدار کے حوالہ کرے تو عدالت مین رجوع کرنیکی ضرورت نہین ہے لیکن اگر دے حوالہ کرنے مین انکار کرین تو ایک مہینے کے اندر دعوی عدالت مین رجوع کرنا چاہیے اگر دعویدار اس عرصہ مین اپنے استحقاق کی نسبت نالش نکرے تو امام محمد کے قول کے بموجب اسکا دعوی قابل سماعت نہوگا اور مصنفان حال کی رائے بہی اسی رائے کے مطابق ہے اور وقایہ کی شارح نے بہی ایسا ہی لکہا ہے لیکن ابوحنیفہ کے قول کے بموجب عدالت مین دعوی پیش کرنے کے واسطے زمانہ کا تعین نہین ہے اگر قبل انقضاے عرصہ بعید کے دعوی پیش کیا جاے تو مسموع ہوگا گو ایک مہینہ سے متجاوز ہو گیا ہو یہہ مقولہ مصنفان سلف کا ہے اور مصنف ہدایہ نے بہی اوسی کے مطابق لکہا ہے لیکن اس مقدمہ مین مقولہ امام محمد کے بموجب بہی استحقاق شفیع کی نسبت کچہہ خلل عاید نہین ہوتا کیونکہ دعوی پیش کرنیکی طیاری مین ایک مہینہ گذر گیا لہذا اسکا دعوی گو ایک مہینہ منقضی ہو گیا تاہم قابل سماعت ہے - اس مقولہ کی تائید مین اقوال سند رجہ ذیل لکہے جاتے ہین - شرح وقایہ مین

... دعوی پیش کرنیکا ذکر

لکہا ہے کہ " دعویدار حق شفعہ کو چاہیے کہ مجلس مین جہان عمل بیع آنا بیع کا سنے قبل برخاستگی مجلس کے اپنا دعوی صاف بیان کرے مثلاً کہے کہ
مینے حق شفعہ کا دعوی پیش کیا یا کہ مین شفعہ کا دعویدار ہون یا کہ مین اسکی نسبت دعوی کرتا ہون " امام کرخی کے مسئلہ کے بموجب دعوی پیش کرنیکا استحقاق
برخاستگی مجلس تک ہے لیکن اور علماء کے بموجب اگر بعد اطلاع بیع کے تہوڑی دیر بہی بمقدار خاموش رہے تو اوسکا استحقاق جاتا رہتا ہے - یہی معنی طلب
مواثبت کے ہین یعنی دعوی پیش کرنے مین عجلت درکار ہے بعد ازان دعویدار کو لازم ہے کہ عقار یا بایع یا مشتری کے سامنے جو جایداد مذکور پر قابض ہو
چند شخصون کو اپنا گواہ قرار دے اور یہہ کہے کہ " فلان شخص نے فلان جایداد خریدی ہے اسپر مجھے شفعہ کا استحقاق ہے اور مینے اپنا دعوی پیش کیا ہے
اور مجکو ابہی تک اوسپر دعوی ہے اسلیے تم گواہ رہو " یہہ طریقہ استشہاد کا ہے واضح ہو کہ جہان تک ممکن ہو اور دعویدار پہنچ سکے ہو یہی طریقہ عقار پر یا شخص
قابض کے سامنے عمل مین لانا چاہیے اور اگر اس باب مین دعویدار سے غفلت وقوع مین آئے تو اوسکا دعوی باطل اور نادرست ہو جایگا اور
ذخیرہ مین یہہ لکہا ہے کہ " اگر کوئی شخص جو استحقاق شفعہ رکہتا ہو حج کو مکہ گیا ہو اور اپنا دعوی فی الفور ظاہر کرے مگر موقع جایداد پر یا شخص قابض
کی موجودگی مین اس امر کی بابت گواہ قرار نہ دیسکے تو اوسکو چاہیے کہ اگر ممکن ہو تو اس امر کے واسطے اپنا مختار مقرر کرے اور یہہ نہو سکے تو قاصد یا
خط بہیجے اور اگر یہہ بہی وہ نکر سکے تو بہی اوسکا استحقاق قایم رہیگا اور جب کبہی ممکن ہو وہ اپنا دعوی پیش کر سکتا ہے لیکن اگر وہ دیدہ و دانستہ
مطابق قاعدہ مصرحہ بالا کاربند نہو کر غفلت کرے تو اوسکا دعوی باطل اور نادرست متصور ہوگا - بعد ازان وہ اپنا دعوی عدالت مین
اسطور پر پیش کر سکتا ہے - " فلان شخص نے فلان جایداد خریدی ہے اور میری جایداد ایسے موقع پر واقع ہونیکی جہت سے مجکو جایداد مبیعہ پر
شفعہ کا استحقاق پہنچتا ہے لہذا مجکو قبضہ دلایا جائے " اسکو طلب تملیک و خصومت کہتے ہین - دعوی پیش کرنے مین تاخیر ہونے سے شفعہ کے
استحقاق مین خلل واقع نہین ہوتا اگرچہ امام محمد کے قول کی رو سے جسکے بموجب بعض اوقات عمل ہوا ہے ایک مہینہ کے بعد حق مذکور زایل ہو جاتا
ہے لیکن ہدایہ مین یہہ لکہا ہے کہ " اگر وہ شخص جسکو حق شفعہ کا استحقاق پہنچتا ہے طلب خصومت کی رو سے دعوی پیش کرنے مین تاخیر کرے
تو بہی حنیفہ کے بموجب اسکا استحقاق نہین جاتا رہتا ہے اور یہی قول مسلم ہے اور اوسی کے بموجب اکثر فیصلہ ہوتا ہے علی ہذا القیاس ابو یوسف
کی راے بہی یہی ہے امام محمد لکہتا ہے کہ اگر کوئی شخص باوجود مستحق ہونیکے ایک مہینہ تک بعد قرار دینے گواہون کے خصومت کے پیش کرنے مین
توقف کرے تو اسکا حق ساقط ہو جاتا ہے اور یہی راے زفر کی بہی ہے - اور ایک راے ابو یوسف کی یہہ ہے کہ اگر قاضی کے ایک اجلاس کے بعد [illegible]
خصومت دایر کرنے مین تاخیر ہو تو استحقاق باطل اور نادرست ہو جایگا کیونکہ اگر وہ بلا اظہار کسی عذر کے دانستہ اول اجلاس قاضی مین خصومت
دایر نکرے تو ثبوت ظنی اس امر کا ہوگا کہ اوسے طلب خصومت منظور نہین ہے اور محمد نے اپنی راے کی تائید مین یہہ وجہ بیان کی ہے کہ اگر تاخیر
کرنیکے باعث سے استحقاق شفعہ کبہی زایل نہ سمجہا جاے تو مشتری کو بڑی دقت ہوگی کیونکہ وہ جایداد کے بدین اندیشہ (کہ شفیع کے دعوی کے باعث
سے وہ اسکے قبضہ سے جاتی رہیگی) استفادہ نہین اوٹہا سکتا لہذا محمد کہتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ مہلت ایک مہینہ کی قرار دی ہے "
ابو حنیفہ کی راے کی تائید مین یہہ بیان کیا گیا ہے کہ جب استحقاق بگواہی گواہان بخوبی ثابت ہو جاے تو وہ مثل اور قسم کے استحقاق کے زایل نہین
ہو سکتا الا اس صورت مین کہ مستحق خود اسکا استرداد اعلانیہ ظاہر کرے اور یہہ راے محمد کی کہ توقف سے مشتری کو دقت ہوگی موثق نہین ہے
کیونکہ اگر شفیع موجب منشاء قرار داد [illegible] نالش مین توقف ہونیکی وجہ سے استحقاق اوسکا ناجایز نہین ہوتا ہے بس اگر دعویدار شفعہ موجود ہو یا غیر حاضر

استشہاد

دونون حالت مین مشتری کی نسبت مساوی وقت عاید ہوتی ہے اور اگر یہہ پایا جاے کہ قاضی شہر مین موجود نہتا اور اس سبب سے ارجاع خصومت مین توقف ہوا تو بموجب راے متفقہ عینون علماء مذکور الصدر شفیع کا استحقاق ناجائز نہین ہو سکتا کیونکہ ارجاع خصومت صرف قاضی کی موجودگی مکن ہے اور یہی وجہہ ہے کہ توقف پر لحاظ نہین کیا جاتا اور واضح ہو کہ اصول شفع مسلمان اور ذمی کی نسبت بدرجہ مساوی موثر ہین تعمیل انکی دونون پر یکسان واجب ہے اور ہر طرحکا استحقاق جملہ حالتون مین صورت مساوات رکہتا ہے اور یہی وجہہ ہے کہ مرد یا عورت یا نابالغ یا شخص آزاد یا رق یا مکاتب یا ماذون کو استحقاق شفع بالخصوصیت یکسان طور پر مساوی پہنچتا ہے ✝ ۰

مقدمہ ۲

س ۔ شہامت علی و مشمول مدعیان اس مقدمہ کی جایداد موروثی پر بالاشتراک قابض تہا اور ہر شخص کا حصہ معین تہا اور ہر ایک اپنے اپنے حصہ کی بابت مالگذاری سرکار جدا گانہ ادا کرتے تہے اہ بہادون مین شہامت علی نے منجملہ جایداد کے اپنے حصہ کا ایک جزو منی رام کے ہاتہہ بیع کیا اور ماہ اسوج کے اخیر مین مدعیونکو اس معاملہ کے حال سے اطلاع ہوئی اور پندرہوین ماہ کاتک کو یعنی تخمیناً اطلاعیابی کی تاریخ سے ایک مہینہ بعد اونہون نے استحقاق شفع اپنا پیش کیا لیکن وہ یہہ امر ثابت نکر سکے کہ اونہون نے اطلاعیابی کے بعد میعاد مناسب کے اندر دعوی اپنا بایع اور مشتری کے روبرو فوراً پیش کر کے گواہون سے تائید اوسکی چاہی ایسی صورت مین دعوی شفع انکا بحالت نہونے ثبوت استشہاد اور فوراً پیش نہونے دعوی کے جائز صحیح ہوگا یا نہین ۰

حق شفع کسطرح زائل ہوتا ہے ۰

ج ۔ جب تک دعوی شفع فوراً پیش نہوا اور گواہون کے روبرو ظاہر نکیا جاے استحقاق شفع شرعاً قایم نہین ہوتا چنانچہ وقایع مین یہہ لکہا ہے کہ شفع کا استحقاق گواہون کے روبرو ظاہر کرنے سے ثابت ہوتا ہے اور اگر دعوی فوراً پیش نکیا جاے اور اظہار اوسکا گواہون کے روبرو نہو تو وہ زائل ہو جاتا ہے مختار الفتاوی سے جو سعدن مین عبارت انتخاب کی ہے اوسمین یہہ لکہا ہے کہ اگر دعوی شفع فوراً پیش نکیا جاے تو وہ زائل ہو جاتا ہے اور شرح وقایہ مین بہی یہہ مرقوم ہے کہ اگر ممکن ہو تو جایداد مبیعہ پر دعوی کا اظہار گواہون کے روبرو لازم ہے یا قابض جایداد کے روبرو اور اگر باوجود ممکن ہونے اس امر کے دعوی اسطور پر پیش نکیا جاوے تو استحقاق جاتا رہتا ہے ۰

مقدمہ ۳

س ۔ دعوی شفع کے پیش کرنے کیلیے کوئی میعاد خاص شرعاً مقرر ہے یا نہین اور اگر ہے تو کسقدر اور اگر کوئی شخص دس مہینے بعد تحریر ہونے بیعنامہ کے جو حسب ضابطہ مہر و دستخط سے مکمل ہے اور بعد ادا ہوجانے زر ثمن منجانب بایع کے مشتری کو جایداد مبیعہ کی نسبت استحقاق شفع اپنا پیش کرے تو ایسا دعوی قابل سماعت ہے یا نہین اور مدعی استحقاق شفع دخیل ہونا اپنا جایداد مبیعہ پر بذریعہ اجارہ ظاہر کرتا ہے اور بعد بیع کے مشتری نے بایع پر واسطے ثابت کرنے استحقاق مالکانہ اور اوخال نام اپنے بطور مالک کے نالش دائر کی مگر تصفیہ اوس نالش کا فریقین مین راضی نامہ کے ذریعہ سے ہو گیا اور بعد اسکے مدعیان کو بیع کے حال سے اطلاع ہوئی اور اوسکا بیان ہے کہ اگر مشتری سے مطلع ہوتا اور اوسکا نسبت بیع کے تسلیم کیا جاے تو بہی یہہ امر قابل لحاظ نہین ہے کیونکہ جب تک صداقت بیعنامہ کی اوسکا ثابت ہوجاتی ہے مکمل اور واجب التعمیل متصور نہین کیا جاتا اور یہہ

✝ اصول شفع دفعہ ۳ و ۸ ✦

نالش تاریخ فیصلہ مقدمہ مرجوعہ مشتری سے ایک مہینہ کے اندر دائر ہوئی ہے ایسی حالت مین مدت معینہ بینامہ کی تاریخ سے جو مشتری کے نام لکھا گیا محسوب ہونی چاہیئے یا اوس نالش کے تصفیہ کی تاریخ سے جو مشتری نے دائر کی تہی ۔

پیش ہونا دعوی شفعہ کا ... مین کہ شفیع بابت ... مطلع ہو بیع سے یا حسب ضابطہ ہوئے استحقاق مشتری کے دعوی پیش نکرے ۔

ج ۔ جب تک طلب مواثبت ثابت نہو استحقاق شفعہ قایم نہین ہو سکتا اور اس امر کے واسطے میعاد خاص مین نہین ہے بلکہ جملہ عالمون کا اس باب مین اتفاق ہے کہ جب دعویدار کو بیع سے اطلاع ہو اوسوقت بلا توقف دعوی شفعہ پیش کرے اور یہہ امر اس مرتبہ ضرور ہے کہ اگر کچھہ توقف واقع ہو تو دعوی شفعہ باطل ہو جاتا ہے کیونکہ یہہ دعوی ضعیف بنیاد پر مبنی ہے اور بعد طلب مواثبت اور اشتہاد کے طلب خصومت واجب ہے اور طلب خصومت سے یہہ مراد ہے کہ دعوی عدالت مین پیش کیا جاوے اور ایک مسئلہ کے مطابق میعاد طلب خصومت کا تعین اسطور پر کیا گیا ہے کہ اگر کسیطرح کا ہرج کامل واقع نہو تو تاریخ مواثبت سے ایک مہینہ + کے اندر طلب خصومت لازم ہے اور اس مقدمہ مین معلوم ہوتا ہے کہ شفیع قبل ہونے تصفیہ نالش مرجوعہ مشتری کے بیع کے حال سے مطلع تہا اور اوسوقت اوسکی جانب سے اول طلب مواثبت اور بعدہ طلب خصومت کا ہونا واضح نہین ہوتا بلکہ قاصر رہنا اوسکا ان امور کی تعمیل سے ظاہر ہوتا ہے پس دعوی اوسکا قابل سماعت نہین اور مدعی خود واقف ہونا اپنا بیع سے بعد ہونے راضینامہ مقدمہ مرجوعہ مشتری کے بیان کرتا ہے یہہ امر اسکے دعوی مین مفید نہین ہے کیونکہ اسطور پر واقف ہونا اوسکا فی الحقیقت بطور اطلاع مرتبہ ثانی کے ہے اور اوسپر شرعاً لحاظ نہین ہو سکتا کیونکہ شرع کا مقصود اول مرتبہ کی اطلاع سے ہے پس مدعی کے بیانات اس باب مین التفات کے قابل نہین ہین ۔

مقدمہ ۴

س ۔ دو شخص ایک ہندو اور دوسرا مسلمان کچھہ اراضی پر بالاشتراک قابض تہے مسلمان کے وارثون نے جایداد مشترکہ کا ایک جزو ایک شخص ثالث کے ہاتہہ جو ہندو ہے، اور فریقین سے کچھہ واسطہ نہین رکہتا ہے بیع کیا ہندو شریک نے بیع کی نسبت عذر پیش کرکے حسبقدر قیمت مشتری نے دی تہی اوس سے زیادہ پیش کی اور استحقاق شفعہ حسب ضابطہ ظاہر کیا ایسی حالت مین دعوی شفعہ اراضی مبیعہ کی نسبت جائز متصور ہوگا یا جو بیع شخص اجنبی کے ہاتہہ ہوا ہے اوسکو جائز تصور کرنا چاہیئے ۔

ہندو کو بمقابلہ مسلمان بایع کے بھی استحقاق شفعہ پہنچتا ہے ۔

ج ۔ چونکہ شخص شریک کی جایداد اراضی مبیعہ سے مختلط ہے اور مشتری شخص اجنبی ہے لہذا مسلمان شریک کے وارثون کا فعل ناجائز اور ہندو شریک کے حق مین جنہنے عذر وارد ہو کر استحقاق شفعہ حسب ضابطہ پیش کیا صفر متصور ہے پس اوسکا استحقاق قابل تسلیم ہے اور بیع جو شخص اجنبی کے ہاتہہ ہوا ہے مسترد ہونا چاہیئے ۔

مقدمہ ۵

س ۔ تین شخصون نے اراضی کے بایع و مشتری پر باستحقاق شفعہ نالش کی اور اون کے حق مین فیصلہ اس مضمون سے صادر رہا کہ مدعا علیہم اسکے روپیہ کی بابت زرثمن اراضی متنازعہ مدعیان سے لیکر ان کو اوسپر دخیل کرادین لیکن مدعیون نے مطابق حکم فیصلہ کے نہ زرثمن ادا کیا اور نہ فیصلہ کو جاری کرکے اراضی پر دخیل ہوئے اس اثنا مین ایک مدعی اور ایک مدعا علیہ نے وفات پائی اور بقیہ مدعیان نے بعد گذرنے گیارہ برس گیارہ مہینے سولہ یوم تاریخ صدور فیصلہ سے درخواست اجازت واسطے جمع کرنے زرثمن اراضی مذکورہ اور لینے دخل کے گذرانی ایسی حالت مین

+ اکثر فتاوی مین بالاتفاق یہہ تجویز ہوا ہے کہ گذرنا فرصت کا طلب خصومت سے پہلے دعوی شفعہ کو بذاتہ باطل نہین کرسکتا کیونکہ طلب مواثبت اور اشتہاد کے بعد استحقاق شفعہ کامل اور ناقابل ابطال ہو جاتا ہے ۔

مدعیکو اپنے استحقاق کے نفاذ کا اختیار بذریعہ اس فیصلہ کے جو ابتداءً انکے حق مین صادر ہوا پہنچتا ہے یا نہین +

کس صورت مین فیصلہ سابقہ شفیع کے حق مین غیر مفید تصور کیا جاتا ہے +

ج - شرع کے بموجب دعوی شفع جائز ہے اور اگر شفیع نے اراضی متنازعہ کا زرثمن وقت دائر ہونے نالش داخل نکیا ہو تو بھی فیصلہ حاکم کا جسکی رو سے استحقاق مذکور تسلیم ہوا ہے اسکے حق مین مفید ہے لیکن اسپر واجب ہے کہ جب حاکم اسکے حق مین فیصلہ صادر کرے اسوقت زرمذکور داخل کردے چنانچہ ہدایہ مین یہہ لکھا ہے کہ شفیع اپنے استحقاق شفع کی بابت نالش دائر کرسکتا ہے گو اسنے زرثمن اراضی متنازعہ عدالت مین داخل نکیا مگر جب قاضی اسکے حق مین فیصلہ کرے تو اسکو زرثمن لانا ضرور ہے۔ اگر یہہ فیصلہ ہوا ہو کہ زرثمن اراضی فوراً جمع کیاجاوے اور اراضی پر مدعیان کو قبضہ دلایاجاوے تو اسصورت مین مسئلہ مذکورہ بالا کے بموجب اگر زرثمن کے ادا کرنے مین توقف عائد ہو تو شفع کا دعوی باطل ہوجاتا ہے علی ہذا القیاس زرثمن کے ادا کرنیکے واسطے زمانہ خاص معین کیاجاوے یا مہلت معمولی ایک مہینے کی دیجاوے اور قبل انقضائے اس مدت کے زرمذکور ادا نکیاجاوے تو شفع کا استحقاق زائل ہوجاتا ہے چنانچہ فتاوائے نقشبندی مین یہہ لکھا ہے کہ "اگر کوئی شخص ایک مکان بالعوض کسیقدر زرنقد کے خریدے تو قاضی دعویدار حق شفع کے مفید فیصلہ نہین کرسکتا تاوقتیکہ دعویدار زرثمن داخل نکرے یا زمانہ خاص ادا کرنیکے واسطے معین نہوجاوے اگر وہ مطالبات اقرار ادا کردے تو اسکا دعوی بحال رہیگا ورنہ ساقط ہوجاویگا" اسمقدمہ مین دونون مسائل مذکورہ بالا کے بموجب شفع کا استحقاق زرثمن کے ادا کرنے مین توقف ہونیکے باعث سے باطل اور نادرست ہے +

مقدمہ ۶

س - اگر کوئی شخص اپنی جایداد اراضی کو اپنے باپ یا بھائی کے ہاتھ بیع کرے تو شرع کے بموجب ایسے بیع کے باعث سے جو واسطہ ایک نام عمل مین آئے شخص اجنب کا استحقاق شفع جاتا رہتا ہے یا نہین +

حق شفع کا دعوی بمقابلہ بایع کے واسطہ دار ہونے سے +

ج - شرعاً شخص اجنب کا دعوی جو استحقاق شفع رکھتا ہو اس وجہہ سے کہ مشتری بایع کا واسطہ دار ہے زائل نہین ہوجاتا واسطہ دار ہونا شفع کے استحقاق کی کوئی وجہہ نہین ہے +

مقدمہ ۷

س - ایک شفیع اور بایع و مشتری کے باہم اراضی کی بابت تنازعہ پیدا ہوا شفیع کا بیان ہے کہ مشتری نے زرثمن صرف دو سو روپیہ ادا کیا اور بایع اور مشتری کہتے ہین کہ زرثمن آٹھہ سو روپیہ کا ادا کیا گیا ہے اور بوجہہ مساوی ہونے وجہہ ثبوت طرفین کے فیصلہ نہین ہوسکتا اور شفیع کہتا ہے کہ اگر ایسے معاملون مین تنازع ہو تو شرع کا حکم یہہ ہے کہ بایع اور مشتری کو حلف دلانا چاہیے لہذا استفسار کیا جاتا ہے کہ شرع محمدی کے بموجب بایع اور مشتری کو اسکے اظہار کی تصدیق کے لیئے حلف دلانا ضرور ہے +

قاعدہ بصورت ہونے باہم شفیع اور مشتری کے زرثمن کی نسبت اختلاف ہو +

ج - اگر باہم شفیع اور مشتری کے زرثمن کی بابت جو ادا کیا گیا ہو اختلاف ہو تو شرع کے بموجب صرف مشتری کو حلف دلانا ضرور ہے اگر دونون وجہہ ثبوت کرین تو شفیع کی وجہہ ثبوت کو ترجیح ہے یہہ رائے بموجب مسئلہ مندرجہ ہدایہ کے ہے - اگر مشتری اور شفیع مین زرثمن کی بابت اختلاف ہو تو مشتری کے اظہار کا اعتبار کرنا چاہیے کیونکہ اسصورت مین شفیع اپنے حق شفع کا دعوی بالعوض کم قیمت کے کرتا ہے جسکی نسبت مشتری کو انکار ہے شرع کے بموجب مدعاعلیہ کا بیان جو منکر متصور ہونا چاہیے وہ تو نکو حلف دینا نچاہیے کیونکہ شفیع بمقابلہ مشتری کے مدعی ہے نہ مشتری بمقابلہ شفیع کے اور شفیع کو اختیار ہے چاہے جایداد مذکور کا دعوی کرے یا دعوی سے دست بردار ہو پس دونو نکو حلف نہین

دلایا جا سکتا - اگر دونون وجہہ ثبوت پیش کرین تو حنیفہ اور محمد کے قول کے بموجب شفیع کی وجہہ ثبوت کا زیادہ تر اعتبار کرنا چاہیے +

مقدمہ ۸

س ۱ - ایک قطعہ اراضی بیع کیا گیا اوسکے ایک جانب ہندو کا مندر اور دوسری جانب ایک شخص کی جایداد ہے مندر کا مہتمم اور شخص مذکور دونون شفع کے حق کا دعوی کرتے ہین اسصورت مین فریقین سے کس شخص کا استحقاق زیادہ ہے +

ج ۱ - صورت مذکورہ بالا مین فریقین سے کسی کو ترجیح نہین ہے حق شفع کے دونون دعویدار مساوی ہین اور قیمت جایداد بحصص مساوی ادا کرنیکے بعد ہر ایک مستحق پانیکے ایک نصف کا ہے چنانچہ ہدایہ مین لکہا ہے کہ "جب حق شفع کے متعدد اشخاص مستحق ہون تو سب کا استحقاق مساوی متصور ہوگا اور انکی جایداد کی کمی و بیشی پر لحاظ نکیا جایگا" اور علی ہذا القیاس اوسی کتاب مین یہہ لکہا ہے کہ "اصول شفع مسلمان اور ذمی کی نسبت برابر مساوی موثر ہین اور تعمیل ان کی دونون پر یکسان واجب ہے اور اسطرحکا استحقاق جملہ حالتون مین صورت مساوات رکہتا ہے اور یہی وجہہ ہے کہ مرد یا عورت یا طفل یا بالغ یا مرد نیک یا فاسق یا شخص آزاد یا رق مکاتب یا ماذون کو استحقاق شفع یا خصومت بطور مساوی پہنچتا ہے"

س ۲ - اگر جایداد مشفوعہ کی نسبت کچہہ تنازع دائر ہو تو اس وجہہ سے شفع کا دعوی ناجائز ہو جایگا یا نہین +

ج ۲ - جس شخص کو شفع جار کا استحقاق حاصل ہو اسکا دعوی بہرصورت درست ہے جایداد مذکور متنازعہ ہونیکی جہت سے شفع کا استحقاق باطل نہین ہو سکتا +

مقدمہ ۹

س - ایک شخص نے اپنی اراضی ایمہ کو بیع بالوفا کے طور پر دس برس کے واسطے بیع کیا اور بیع بالوفادار کو جایداد مذکور پر قبضہ واقعی دلایا اور چند سال کے بعد بایع مذکور نے بیع بالوفادار کا زر بیع ادا کرنیکے واسطے جایداد مذکور کو شخص ثالث کے ہاتہہ بذریعہ بیع کامل فروخت کیا - اسصورت مین اس موضع کے مالک کا دعوی شفع جسمین اراضی ایمہ مذکور واقع ہے قابل سماعت ہے یا نہین اور مالک مذکور زر مالکانہ پاتا رہا ہے +

ج - اگر حاکم اہل اسلام کوئی ملک فتح کرے تو اوسکو اختیار ہے کہ وہ اصل قابضان اراضی کو پہر آباد کرے اور اون سے مالگذاری لیے یا اراضی مذکور اونہی شرایط پر ملک کے اور باشندگان کے قبضہ مین منتقل کرے یا اپنی فوج کے سپاہیون مین بدین شرط کہ محاصل سالانہ کا دسوان حصہ داخل کیا کرین تقسیم کردے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فتح کے اوایل زمانہ مین کل اراضی داخل بیت المال متصور ہوتی ہے حاکم کو اختیار ہے کہ اسکے حکمران ہونیکے زمانہ سے اراضی کا محاصل داخل خزانہ عامرہ کرے اور کسی جزو اراضی کا استحقاق مالکیت کسیکو عطا کرے اور اراضی کو اجارہ دیدے علی ہذا القیاس حاکم وقت کو اختیار ہے کہ جو اراضی بسبب لاوارث فوت ہونے مالکان سابق کے داخل بیت المال ہو اوسکو اجارہ پر دے نسخہ بحر الرایق کے مصنف نے بیان مسئلہ شیخ ابن ہمام کے اوس اراضی کی نسبت جو شہر کے اندر واقع ہو یہہ لکہا ہے کہ "جو اراضی شہر اندر واقع ہو وہ قابل ادا خراج نہین ہے لیکن چونکہ شہر مین کوئی ایسا شخص نہین ہوتا جس سے اراضی کا خراج لیا جا لہذا اسکی بابت خراج بصورت کرایہ مکان

اصول شفع دفعہ ۱۲ - ابو یوسف کی رای مختلف ہے اسکے نزدیک مشتری کا وجہہ ثبوت زیادہ تر قابل اعتبار ہے لیکن مصنف مذکور کی دلایل کی تردید ہدایہ مین بخوبی ہوئی ہے - ترجمہ ہملٹن صاحب جلد سوم صفحہ ۵۰۰ معاینہ کیا جاے - اسمقدمہ مین جو فتوی دیا گیا ہے وہ شہادت کے قواعد عامہ کے مطابق ہے یعنی مدعا علیہ کا ضعف زیادہ تر قابل اعتبار ہے اور مدعی کا وجہہ ثبوت +

صورت جبکہ چند اشخاص معًا مدعیان شفع ہون +

شفع کا دعوی اوس جایداد کی نسبت جو معرض تنازع مین ہو

لیا جاتا ہے"۔ یہی کیفیت ہندوستان کی بھی پائی جاتی ہے یعنی اکثر ملک حاکم کے قبضہ مین فتح کے ذریعہ سے آیا ہے اور بہت سی اراضی بعد فتح کے ملکیت سرکار ہو گئی ہے یا بسبب وفات پانے مالکان سابق اور موجود نہونے اون کے وارثون کے اراضی معافی ضبط ہو گئی ہے اور بعض شخص مقدم یعنی سرگروہ مواضع مستاجران کہلاتے ہین اور وہ مالک تصور کیے جاتے ہین اور اون کو محاصل اراضی سے کچھہ حق نامزد یا نانکار یا مالکانہ ملتا ہے اور جیسا کہ حاکم وقت کو اختیار ہے کہ جس وقت چاہے مطالبہ بابت اپنے خراج کے چھوڑ دیوے ویسا ہی یہہ بھی اختیار ہے جو شخص مستحق متصور ہو اوسکو اراضی بطور معافی عطا کرے اس باب مین گو اختلاف ہے کہ جو اراضی حاکم کی جانب سے عطا ہو وہ موہوب الیہ کی ملکیت سے متصور ہو سکتی ہے یا نہین لیکن وجوہ اختلاف ایسے ہین جنکا بیان کرنا اس موقع پر فضول ہے۔ حقیقت یہہ ہے کہ موہوب لہ کو اسقدر استحقاق پہنچتا ہے جو اوسکو انتقال کی رو سے حاصل ہوا خواہ وہ استحقاق صرف بابت معافی خراج کے ہو یا بابت قبض و دخل مالکانہ اوس اراضی کے جو پیشتر سرکار کی ملک ہو۔ نسخہ محیط مین یہہ لکھا ہے کہ وہ جو جایداد بذریعہ عطیہ دوام کے واسطے ہے وہ ملکیت مطلق تصور کیجاتی ہے اور مختصر المحیط بھی یہہ لکھا ہے کہ ایک شخص نے ابوحنیفہ سے یہہ سوال پوچھا کہ اگر بادشاہ کچھہ مال خزانہ عامرہ سے کسی شخص مستحق کو عطا کرے تو ایسا موہوب لہ مالک مطلق متصور ہوگا یا نہین ابوحنیفہ نے جواب دیا کہ موہوب لہ کو مال مذکور کے بطور مالک صرف کرنیکا اختیار ہے اسی شخص نے ایک اور سوال پوچھا کہ اگر موہوب الیہ وارث چھوڑ کر مر جاے اور اوسکی وفات کے بعد حاکم عصر وہی جایداد کسی اور شخص کو عطا کر دے تو عطیہ ثانی جائز ہے یا نہین ابوحنیفہ نے جواب دیا کہ عطیہ ثانی ناجائز و باطل ہے تعبیر واقعی اس مسئلہ کی صرف ایسی جایداد کی نسبت صادق آسکتی ہے جو جسمانی اور قابل قبضہ اصلی ہو اور غیر جسمانی یا ایسی شے کی نسبت جسمین کمی بیشی کا احتمال ہو مثلاً آمدنی خراج کی نسبت اطلاق اسکا نہین ہو سکتا والیان ہندوستان فرمان کے ذریعہ سے اراضی عطا کرتے تھے اور فرمانون مین عہدہ داران متعلقہ کے نام یہہ حکم ہوتا تھا کہ بعد پیمایش اراضی اور تصریح اوسکی حدود کے پانیدگان عطیہ کو اوسپر دخل کامل دلایا جاے اور اسطرحکی عطیات کی رو سے صرف محاصل کا استحقاق حاصل نہین ہوتا تھا بلکہ حقیت کا اور اسی نظر سے عہدہ داران اراضی کی پیمایش کرکے بتصریح حدود اوسکے اوسپر پانیدگان عطیہ کو ان زمینداروں کی رضامندی سے جنکے علاقہ مین وہ واقع ہوتی تھی قابض کراتے تھے اور جب زمینداروں کے ساتھہ بندوبست کیا جاتا تھا اوسوقت بابت اسقدر اراضی کے جو اون کے علاقہ مین لی جاتی تھی خراج منہا کر دیا جاتا تھا سوال سے واضح ہوتا ہے کہ زمیندار کا دعوی شفع اسقدر مین اس غرض پر مبنی ہے کہ ایمہ دار مالک مطلق ہے اور بلحاظ رواج اس نواح کے جس سے یہہ سوال متعلق ہے ایمہ دار کو اراضی کے بیع کرنے یا اجارہ دینے کا اختیار حاصل ہے ایسی صورت مین دعوی شفع کا اوس زمیندار کی جانب سے جسکے علاقہ مین اراضی واقع ہے بوجہہ قرب و اختلاط دونون علاقون کے صحیح و جائز ہے ❊

س ۲ ۔ شفیع کو اسقدر زر ثمن دینے سے انکار ہے جو مالک اراضی مشفوعہ طلب کرتا ہے اور شفیع مذکور ایک رقم خاص سے زیادہ قیمت نہین دیا چاہتا بعد ازان مالک نے اراضی مذکور کو بعوض زر ثمن مظہرہ اپنے شخص ثالث کے ہاتھہ بیع کیا ایسی صورت مین شفیع کو بعد اس معاملہ کے نالش شفع دائر کرنیکا استحقاق پہنچتا ہے یا نہین

ج ۲ ۔ جبکہ اراضی فی الواقع دوسرے شخص کے ہاتھہ بیع نہوئی ہو شفیع کا دعوی قائم نہین ہو سکتا اور سوال سے واضح ہوتا ہے کہ شفیع نے قبل بیع یعنی قبل پیدا ہونے استحقاق شفع کے اراضی کے لینے سے انکار کیا اور بیان کیا کہ مین زیادہ قیمت نہین دیسکتا چونکہ اوسکی جانب سے انکار قبل

اراضی کا ہبہ شرعاً جائز ہے اور جبکہ زمیندار کے علاقہ مین اراضی ہبہ کردہ واقع ہے اوسکو شفیع کا استحقاق پہنچتا ہے ❊

اگر شفیع اسقدر زر ثمن کہ جسکو دینے سے انکار کرے جو مالک ... [illegible] ... طلب کیا ہو تو اوسکو استحقاق شفع [illegible] نہین پہنچتا ❊

بیع یعنی بیشتر قایم ہونے استحقاق شفع کے ہوا لہذا یہ انکار سابق انکار زیل دعوی شفع ما بعد نہین ہو سکتا لیکن اگر بیع ہو جانیکے بعد شفیع نے اراضی کو بعوض اسی قیمت کے خریدنا چاہا جو وہ بیشتر دیا جاتا تہا اور جو قیمت باہم بایع و مشتری کے قرار پائی ہو اسکا دینا منظور نہو تو اسطرحکا انکار صریح بمنزلہ دست برداری استحقاق شفع کے ہے ✝ +

✝ اس سوال کی اصل یہہ ہے کہ ضلع شاہ آباد کی عدالت مین ایک مقدمہ دایر ہوا اور عدالت مذکور کے مفتی نے فتوی اس مضمون سے دیا کہ زمیندار کو استحقاق شفع حاصل نہین ہے اور اپنی رائے کی تائید مین اونہون نے یہہ لکہا کہ اراضی ایمہ جو زمیندار کے علاقہ مین واقع ہے قابل بیع نہین ہے کیونکہ ایمہ دار صرف حق سرکار کا مالک ہے اور سرکار نے اوسکو اپنا حق بعد مہنائی مالکانہ بقدر دسوین حصہ کے دیدیا ہے پس ایمہ دار کو اراضی مین کچہہ استحقاق کامل حاصل نہین ہے بلکہ اوسکو صرف بقدر اپنے محاصل کے حق پہنچتا ہے اور محاصل کی بابت شفع کا دعوی نہین ہو سکتا بعد ازان یہی سوال پٹنہ کی عدالت اپیل کے مفتی سے پوچہا گیا جواب اسکا خلاف جواب مفتی شاہ آباد کے تہا اور اس اختلاف کی جہت سے بہیجا جانا سوال کا صدر دیوانی عدالت مین مناسب متصور ہوا چنانچہ پہلے سوال کے جواب مین مفتیون نے بنظر تردید اس رائے کے کہ عطیہ شاہی مین حق محدود حاصل ہوتا ہے بطالت بحث کی ہے اور یہہ لکہا ہے کہ بعض صورتون مین اس قسم کے عطیات سے حق مالکیت کامل حاصل ہوتا ہے یہی قاعدہ قوانین سرکاری مین بہی تسلیم کیا گیا ہے اور اسمین کچہہ شک نہین ہے کہ جن شخصونکو عطیات شاہی حاصل ہوئے اور معافی موروثی اون کی حاکم مجاز کے حکم سے بعد حاصل ہونے حکومت دیوانی کے سرکار کمپنی کو منظور ہوئی ان شخصونکو مثل زمینداران خراج گذار کے استحقاق منتقل کرنے اپنی اراضی کا حاصل ہے اور اس مقدمہ مین جو اختلاف رائے ہوا اوسکی وجہہ یہہ معلوم ہوتی ہے کہ چند مفتیونکو ایمہ داران کو صرف بقدر پیداوار کا مستحق تصور کیا جو در صورت خراجی ہونے اراضی کے حق سرکار ہوتا اور بقیہ حق اصل مالک کا سمجہا گیا اور باقی مفتیونکی یہہ رائے ہوئی کہ ایمہ دارونکو کل اراضی معافی پر استحقاق کامل پہنچتا ہے اور اصل زمیندار محاصل کا دسوان حصہ پاتا ہے اور اسی جہت سے زمیندار مذکور ہر شخص سے جسکے ہاتہہ اراضی منتقل ہو حصہ مذکور پانیکا مستحق ہے چنانچہ پچہلی رائے نہایت معقول اور رواج کے مطابق معلوم ہوتی ہے اور اگر پہلی رائے زیادہ ترجیح تصور کیجاتی تو اسصورت مین حق شفع لازم نہین آتا کیونکہ اس حالت مین صرف محاصل کا بیع ہوا ہوتا حالانکہ مطابق دفعہ ۳ اصول شفع کے شفع کا استحقاق مال منقولہ سے متعلق نہین ہے +

چوتہا باب

نظائر ہبہ

مقدمہ ۱

س - ایک شخص نے تین وارث چہوڑکر وفات پائی اور اس نے اپنی حین حیات ہبہ نامہ ان مین سے ایک کے نام اپنی کل جایداد بجرو ہی اور دستخط تحریر کیا ایسا فعل اسکا جائز ہے یا نہین اور اگر جائز ہے تو ثبت ہونا باقی وارثون کے دستخط کا ہبہ نامہ پر ضرور ہے یا نہین اور ایسی شہادت واسطے ایسکے جواز کے لابد متصور ہے یا نہین +

ج - اگر واہب ہبہ کرنیکے وقت صحیح الحواس اور تندرست ہو تو جائز ہے کہ وہ اپنی کل جایداد منجملہ اپنے وارثون کے ایک وارث کے نام تبرعہ ہبہ

ہبہ مع حیات صحت با صلاحیت عقل ہوا

منتقل کر دے اور گو وہ ہبہ کے وقت بیمار ہو تو بہی ہبہ جائز ہے الا اسصورت مین کہ وہ بیماری سے شفا پائے لیکن اگر ایسی بیماری کے باعث سے وہ وفات پائے تو واہب کی جایداد کا انتقال صرف ایک ثلث کی نسبت درست متصور ہوگا یعنی موہوب لہ صرف ایک ثلث پانیکا مستحق ہوگا اور باقی دو ثلث اسکے اور وارثون مین تقسیم ہو گے † چنانچہ ہدایہ مین لکہا ہے کہ "عام قاعدہ یہہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی جایداد کی نسبت کسیطرح کی ایسی دست آویز ہبہ لکہدے جسکا نفاذ فوراً منظور ہو یعنی اوسکے وفات کی قید نہو تو دست آویز مذکور اسکی کل جایداد کی نسبت درست ہوگی اور اگر وہ بیمار ہے تو صرف ایک ثلث کی نسبت – اور یہہ بہی واضح ہو کہ بیماری جس سے کوئی شخص شفا پاوے بمنزلہ تندرستی کے متصور کیجاتی ہے کیونکہ شفا پانیکے بعد ظاہر ہے کہ کوئی اور شخص مستحق اوسکی جایداد کا نہین ہے" دست آویز کے جواز کے واسطے شہادت اور وارثون کی منظوری ضرور نہین ہے وہ بلا ان کی شہادت کے بجمیع الوجوہ صحیح ہے اسکی صداقت شخص اجنبی کی گواہی سے ہوسکتی ہے علاوہ اسکے گواہون کی شہادت سوا نکاح کے اور کسی معاہدہ مین ضرور نہین ہے اور اسطرح کی گواہی بحالت ضرورت صرف مقدمات مرجوعہ عدالت مین درکار ہوتی ہے ✦

نکاح کے علاوہ اور کسی معاہدہ کے لئے گواہون کا ہونا ضرور نہین ہے ✦

مقدمہ ٢

س – ایک شخص نے اپنی جایداد اراضی سے بارہ آنہ کا حصہ زوجہ کے نام حسب ضابطہ ہبہ کر دیا بعد ازان زوجہ نے قابض و متصرف ہو کر اوسے اپنے پوتے کی زوجہ کے نام زبانی ہبہ کیا ایسا زبانی ہبہ شرعاً جائز ہے یا نہین اور اسکی وجہہ سے پوتے کی زوجہ اسطور پر منتقل کی ہوئی جایداد پا سکتی ہے یا نہین

ج – اسصورت مین اگر واہبہ نے جایداد اراضی کو ہبہ کے ذریعہ سے منتقل کر کے علیحدہ کر دیا ہو اور زوجہ کا اوسپر قبضہ کامل کرا دیا ہو تو ایسا ہبہ شرع کی رو سے درست اور صحیح ہے اور اگر بعد ازان موہوب لہا نے اسطور پر حاصل کی ہوئی جایداد اپنے پوتے کی زوجہ کے نام زبانی ہبہ کر کے اوسکو اوسپر قابض کرا دیا ہو تو یہہ ہبہ بہی درست اور صحیح متصور ہونا چاہیے بشرطیکہ عمل مین آنا اس معاہدہ کا دو مردون یا ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی سے ثابت ہو – ‡

اراضی کا زبانی ہبہ جائز ہے ✦

مقدمہ ٣

س – ہبہ بالعوض یا بلا عوض یا بیع ایسی جایداد جسکا تعین نہوا ہو یا جسکی تفریق دیگر جایداد سے عمل مین نہ آئی ہو جائز ہے یا نہین ✦

ج – ہبہ بالعوض یا بلا عوض جایداد غیر معینہ کا ناجائز ہے الا اس صورت مین کہ تعین اسکا ممکن ہو یا علیحدہ گی اسکی عمل مین آسکتی ہو لیکن ایسی جایداد کا بیع ہوسکتا ہے اور نفاذ اسکا بقدر استحقاق بائع کے ہوگا اور اس سے ان شخصون کے استحقاق مین جو شریک معاہدہ نہون کچھہ خلل واقع نہو گا ✦

ذکر اس ہبہ اور بیع کا جسکا تعین نہوا ہو ✦

مقدمہ ٤

س – ١ – ایک شخص تین زوجہ چھوڑ کر مرگیا اول زوجہ سے ایک پسر اور دختر اور دوسری اور تیسری سے ایک ایک دختر ہی قبل وفات کے اوسنے اپنی تینون زوجہ کے نام کل جایداد کا ہبہ نامہ لکہدیا لیکن جایداد مذکور ان کے باہم تقسیم نکی اور نہ انکو قابض کرایا اس صورت مین ایسا ہبہ نامہ درست ہے یا نہین اور دست آویز مذکور کے ذریعہ سے زوجگان کے وارث جایداد پر قابض ہوسکتے ہین یا نہین ✦

---

† لیکن چونکہ موہوب لہ وارث ہے لہذا وہ بلا رضامندی اور وارثون کے ایک ثلث پانیکا بہی مستحق نہین ہے – اصول ہبہ دفعہ ١٢ ✦

‡ اصول مطالبات دفعہ ٣ ✦

ج ۱ - ہبہ نامہ جائز نہیں ہے واہب کے وارث اوسکی جائداد ورا ثتاً پائینگے + †

س ۲ - اگر منجملہ زوجگان کے کوئی زوجہ یا ان کے وارثون مین کوئی شخص جزو اراضی کو جو زوجگان کے شوہر متوفی کی تہی بذریعہ ہبہ یا بیع منتقل کرے تو ایسا بیع یا ہبہ کسی قدر جائز متصور ہوگا یا نہین +

ج ۳ - عمل مین آنا ہبہ کا منجملہ اشخاص مذکورہ بالا کسی شخص کی جانب سے جائز نہوگا لیکن اونمین سے ہر ایک کو اپنے اون حصص جائز کے بیع کرنیکا اختیار ہے جو اونکو وراثتاً ملے ہون مگر وے اپنے حصونکو بتعین پیمایش اراضی کے بیع نہین کر سکتے + ‡

مقدمہ ۵

س - ایک عورت نے دو شخصون کے نام ہبہ نامہ لکہدیا اور اپنی کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے حقوق منتقل کردیئے اور اوس نے یہہ بہی اجازت دی کہ جائداد کو اپنمین تقسیم کرلین چنانچہ اونہون نے جائداد کو دو یا تین مہینے بعد ہبہ کے باہم تقسیم کرلیا - ایسا امر شرعاً درست ہے یا ہبہ نامہ کے جواز کیلئے انتقال جائداد کے وقت اوسکا تقسیم ہونا ضرور تہا + +

ج - شرع کے بموجب جو چیز قابل تقسیم ہو اور دو شخصونکو دیجاوے اوسکو واہب ہبہ کے وقت یا فوراً بعد انتقال اور قبل حوالہ کرنیکے تقسیم کردے تاکہ شائع یعنی غیر مصرحہ ہونیکا اعتراض عاید نہو اور قبضہ کامل جو ہبہ کے جواز کیلئے ضرور ہے حاصل ہوجاوے اس صورت مین معلوم ہوتا ہے کہ موہوب لہم برضامندی واہب کے دو یا تین مہینے بعد تحریر دستاویز انتقال کے جائداد اپنمین تقسیم کرلی یہہ امر جائز نہین ہے اور اسکے جائز ہونیکے واسطے ضرور تہا کہ جائداد حوالہ کیجانیکے وقت تقسیم کیجاتی + §

مقدمہ ۶

س - ایک شخص نے اپنے بہتیجے کے نام ہبہ نامہ تحریر کیا اور اوسکی رو سے ایک ایسی جائداد کا استحقاق مالکیت اسکو دیا جسپر واہب قابض نہ تہا مگر اسکے حاصل کرنیکے واسطے اپنی زوجہ کے نام نالش دایر کی تہی اور اوسی ہبہ نامہ کے ذریعہ سے اس نے اوس حقیت اراضی بہی جسپر وہ قابض تہا منتقل کی بحریر دستاویز کے ایک مہینہ بعد واہب نے وفات پائی موہوب لہ ہبہ نامہ مذکورہ کی رو سے جائداد متنازعہ کی نسبت دعوی پیش کرتا ہے

† شرع کے بموجب ایسا معاہدہ خواہ وہ وصیت سے متعلق ہو یا ہبہ سے ناجائز قرار دیا جاہیئے - پہلی صورت مین وہ خلاف شرع اس باعث سے کہ مسلمان کو اپنی جائداد کے ایک ثلث سے زیادہ وصیت کرنیکا اختیار نہین ہے اور دوسری صورت مین قبضہ کا ہونا ضرور ہے ،

‡ اس رایے کی وجہہ یہہ ہے کہ ہبہ کے جواز کیلئے قبضہ دلانا ضرور ہے لیکن چونکہ زوجگان کے حصص کی تصریح نہین ہوئی تہی لہذا ایسی شے پر جو نامعلوم اور غیر مصرح ہو قبضہ نہین ہوسکتا بخلاف اسکے بیع جائز ہے کیونکہ ایسے معاہدہ کے جواز کیلئے فوراً قبضہ دلایا جانا ضرور نہین ہے تقسیم کی رو سے حصہ معینہ کی تصریح اور تنقیح ہوجانیکے بعد قبضہ دلایا جاسکتا ہے در اصل یہہ بیع ایسے حق و حقوق کا ہے جسکی تنقیح آیندہ ہوگی لیکن بیع کرنا بحساب پیمایش اراضی اس صورت مین جبکہ تعداد نامعلوم اور غیر مصرح ہو باطل ناجائز ہے +

§ ضلع شاہ آباد کی عدالت کے مفتی نے اس سوال کے جواب مین جائز ہونا ایسے امر کا قرار دیا اور اوسکے نزدیک تقسیم کرنیکی نسبت زوجہ کی اجازت ہبہ کے جواز کیلئے کافی تہی گو یہہ تقسیم اور موہوب لہم کی جانب سے اوسکا نفاذ دو یا تین مہینے بعد انتقال جائداد کے عمل مین آیا مگر جبکہ اور عقیدہ

ہبہ غیر منقسم جو چند شخصون کے نام کیا گیا ہو اور وہ اسپر واہب کے مرنیکے وقت قابض نہوئے ہون ناجائز ہے

اپنے استحقاق سے زیادہ ہبہ کرنا جائز نہین ہے اور بقدر اپنے استحقاق کے بیع کرنا جائز ہے

اگر دو شخصون کے نام ہبہ ایسی جائداد کا جو تقسیم کے قابل ہو عمل مین آئے تو قبل حوالہ کرنیکے جائداد کے تقسیم ہونا ضرور ہے +

ایسی صورت مین دعوی اسکا ہبہ نامہ کے ذریعہ سے درست ہے یا نہین ٭

ہبہ اس جایداد کا جو حین حیات واہب کے قبضہ مین نہو ناجائز و باطل ہے

ج - ہبہ اس جایداد کا جو حین حیات واہب کے قبضہ مین نہو ناجائز و باطل ہے اور جس دستاویز کی رو سے ایسا ہبہ عمل مین آئے وہ غیر موثر ہے کیونکہ ہبہ کا لازمہ قبضہ ہے اور ہبہ ایجاب و قبول و قبضہ کے ذریعہ سے جائز ہوتا ہے اور ہبہ ہونے کی صورت مین دخل کا ہونا واسطے ثبوت حقیت مالکیت کے ضرور و لابد ہے چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہے کہ ہبہ کا جواز بذریعہ ایجاب و قبول و قبضہ کے ہوتا ہے اور حضرت پیغمبر نے فرمایا ہے کہ ہبہ بغیر قبضہ کے جائز نہین ہے علی ہذا القیاس اگر شے موہوبہ رہن ہو یا اوسکو کسی شخص نے غصب کر لیا ہو تو اوسکا ہبہ بھی جائز نہین ہے اور شرح وقایہ مین لکھا ہے کہ ہبہ کی تکمیل قبضہ کامل سے ہوتی ہے - چونکہ ہبہ ناجائز ہے لہذا موہوب لہ کا دعوی قابل سماعت نہین ہے اور ہبہ نامہ بابت اسقدر اراضی کے جسپر واہب کبھی قابض نہ تہا ناجائز ہے لیکن اور اراضی موہوبہ کی نسبت موہوب لہ استحقاق رکھتا ہے بشرطیکہ واہب نے اوسکو اراضی مذکورہ پر قابض کرایا ہو اور اگر واہب نے موہوب لہ کو اوسپر بھی قبل وفات اپنے دخل نہ دیا ہو تو موہوب لہ کا دعوی اوسکی بابت بھی قابل سماعت نہین ہے ‡

مقدمہ ۷

س - ایک شخص نے منجملہ ایک موضع کے کسیقدر جزو اراضی جسکا تعین نہین ہوا تہا اپنے نواسونکو دیا بعد ازان اوس نے بسبب وفات اپنے بیٹے کے کل اراضی موضع مذکور معہ کل اور جایداد کے اپنے پوتے کے نام ہبہ کی لیکن شخص مذکور کے سوا جایداد منتقلہ مین اور شخص بھی شریک تہے اور ہبہ کے وقت ان کی دو بیٹیان بھی موجود تہین اور وہ جایداد موہوبہ پر حین حیات اپنے قابض رہا اور موہوب لہ کا دخل اسپر نہین ہوا اسطرحکا ہبہ شرعاً جائز ہے یا نہین ٭

ہبہ کے ناجائز ہونے کی صورت ٭

ج - بنظر حالات مندرجہ سوال کے پہلا ہبہ جو نواسون کے نام ہوا باطل اور ناجائز ہے کیونکہ جایداد موہوبہ کا تعین نہین ہوا تہا اور اس سے استرداد ‡ عمل مین آیا اور ہبہ ثانی بھی جسکے ذریعہ سے کل اراضی معہ کل جایداد شخص مذکور کے اوسکے پوتے کے نام منتقل ہوئی باطل اور ناجائز ہے کیونکہ واہب کو حقیت مطلق حاصل نہ تہی اور وہ خود اپنی حیات مین اوسپر قابض رہا اور موہوب لہ کو دخل نہین ملا پس جو شرایط کہ واسطے جواز ہبہ کے درکار ہین وے اس ہبہ مین نہین ہین ٭

مقدمہ ۸

س - ایک شخص نے دو بیٹے اور ایک زوجہ چھوڑکر وفات پائی اور بڑا بیٹا اپنی حین حیات پدر متوفی کے جایداد پر قابض رہا اور مان اور چھوٹے بھائی کی پرورش کرتا رہا بعد ازان بڑا بیٹا علاوہ مان اور چھوٹے بھائی کے ایک زوجہ اور ایک دختر چھوڑکر فوت ہوا اور اسکے بعد باہم اوسکی زوجہ اور دختر اور بھائی کے یہہ قرار پایا کہ مجلس

اور آخرکار مفتیان متینہ صدر دیوانی عدالت سے پوچھا گیا تو جو مسئلہ اسجگہہ بیان کیا گیا ہے وہی صحیح معلوم ہوا ٭

‡ اس قاعدہ کی وجہ یہہ ہے کہ تقابض بدلین اسصورت مین نہین ہو سکتا جب واہب شے موہوبہ پر قابض ہو اور اوسپر لحاظ نہین کیا جاتا کہ جایداد موہوبہ واہب کے قبضہ سے کسطرح جاتی رہی گو استحقاق اوسکا صریح قایم ہو یا اوسپر اوسکو دعوی ہو جیسا کہ رہن یا غصب کی صورت مین ہوتا ہے - لیکن اگر واہب جایداد مذکورہ کو حاصل کرکے موہوب لہ کو اوسپر قابض کرادے تو یہہ امر کافی ہے ٭

‡ ہر چند بموجب دفعہ ۱۲ اصول ہبہ کے ہبہ بالعموم مسترد نہین ہو سکتا لیکن اسصورت مین استثنا رخاص کیا گیا ہے جب باپ اپنے بیٹے یا پوتے کے نام کچھ جایداد ہبہ کرے یعنی ایسے ہبہ کے استرداد کو جائز قرار دیا ہے ٭

سوال حصون جایداد اراضی کے دس حصے اسکے بہائی اور مان کو ملی اور بقیہ چہہ حصے اوسکی زوجہ اور دختر بامن چنانچہ اقرار نامہ لکہا گیا اور اوسکو جملہ اشخاص مذکور الصدر نے سوا متوفی کی مان کے مصدق کیا اور یہہ معلوم نہین ہوتا کہ مان شریک تحریر دست آویز ہوئی یا نہین اور ہر چند اراضی کی تقسیم عمل مین نہین آئی لیکن اشخاص مذکورہ بالا اپنے حصون پر جداگانہ قابض ہوکر محاصل سے متمتع ہوئے تہوڑے عرصہ بعد بہائی نے منجملہ اپنے حصہ دس آنہ کے دو آنہ کا منافع ایک شخص اجنبی کے نام بصورت ہبہ منتقل کر دیا پس اگر واہب نے موہوب لہ کو اپنی حیات مین قابض نکرایا ہو تو اسطرحکا انتقال اوسکی وفات کے بعد جائز ہے یا نہین اور اگر دخیل ہونا موہوب لہ کا فرض کیا جاے تو انتقال مذکور جائز ہے یا نہین اور دونون صورتون مین صرف مان کو موہوب لہ کے بیدخل کرنیکا اختیار پہنچتا تہا یا نہین اور اگر متوفی کی زوجہ نے اپنے شوہر کی کل جایداد کو موہوب لہ مذکور کے نام قبل تحریر ہونے اقرار نامہ کے قطعی ہبہ کر دیا ہو تو کیا صورت ہوگی •

ج۔ مقدمہ کے کل حالات سے واضح ہوتا ہے کہ ہبہ ناجائز ہے اور بعد وفات واہب کے وہ قطعاً باطل و بیکار ہے اور جایداد منتقلہ واہب کے وارثون کی طرف عود کریگی کیونکہ ظاہر ہے کہ صرف محاصل کا انتقال عمل مین آیا اور اراضی کل وارثون کی جایداد مشترکہ تہی اور تقسیم اوسکی عمل مین نہین آئی حالانکہ شرع کے مطابق محاصل غیر موصولہ کا ہبہ بغیر اراضی کے قطعی ناجائز ہے اور قابض و متصرف ہونا یا نہونا موہوب لہ کا اراضی مشترکہ کے محاصل پر قابل لحاظ نہین ہے کیونکہ دونون حالتون مین ہبہ ناجائز ہے اور جب تک شے موہوبہ کا تعین نکیا جاے قبضہ جائز متصور نہین ہوسکتا پس ایسی حالت مین واہب کی مان یا اوسکا کوئی اور وارث موہوب لہ کے بیدخل کرنیکا مجاز ہے اور مان کو اپنے شوہر کی کل جایداد کے ہبہ کرنیکا اختیار حاصل نتہا کیونکہ جایداد مذکور اوسکے کل وارثون کی حقیت مشترکہ تہی اور چونکہ خود اوسکا حصہ بہی مجمل اور ناقابل ملنے قبضہ محکومہ شرع کے ہے لہذا اسکا ہبہ بہی ناجائز ہے اور بہر صورت ہبہ کلیہ باطل اور غیر صحیح متصور ہے چنانچہ شرح وقایہ مین لکہا ہے کہ شیر غیر دوشیدہ اور اون جو بکرے کی پیٹہ سے تراشا نگیا ہو اور فصل اور اشجار ایستادہ یا وہ میوہ جو درختون پر ہو اون اشیا سے ہین جنکا تعین ممکن نہین اور جب تک اون کی علیحدگی واہب کی جایداد سے عمل مین نہ آئے اور بعد ازان اون کا قبضہ دیا جاے اون کا ہبہ ممنوع ہے لیکن چونکہ اس صورت خاص مین درخت قطع نہین ہوئے تہے اور موہوب لہ کو واہب کی حیات مین حسب ضابطہ قبضہ حاصل نہین ہوا تہا لہذا موہوب لہ کا وارث کسی فعل کے ذریعہ سے واسطے ثبوت جواز ہبہ کے دعویدار ہونیکا مجاز نہین ہے کیونکہ وہ معاملہ سے محض بے علاقہ ہے اور ایجاب اسکی جانب سے نہین ہوا تہا بلکہ اسکے مورث کی طرف سے اور مورث مذکور تفریق اور قبضہ ملنے سے پیشتر مرگیا ہدایہ کے اس باب مین جو نسبت استرداد ہبہ کے ہے یہہ لکہا ہے کہ اگر واہب مرجاے تو اوسکے وارثون کو معاملہ ہبہ سے کچہہ تعلق نہوگا کیونکہ شے موہوبہ اون کی جانب سے نہین دیگئی پس چونکہ یہہ معلوم ہوتا ہے کہ تفریق جایداد عمل مین نہ آئی اور نہ موہوب لہ کو اوسپر دخل ملا لہذا جایداد کا انتقال واہب کی جانب سے اوسکی حیات مین نہین ہوا اور بعد اوسکی وفات کے وہ جایداد اوسکے وارثونکو پہنچی ہے ہدایہ مین بہی یہہ لکہا ہے کہ ہبہ کی صورت مین قبضہ دینے کی نسبت حکم صریح ہے اور اسی وجہہ سے قبضہ کامل لازمہ ہبہ ہے لیکن جو اشیا قابل تقسیم ہین اون کے جزو مجمل کی نسبت قبضہ کامل حاصل ہونا ممکن نہین ہے کیونکہ جزو موہوبہ بغیر جزو متعلقہ اوسکے قابض کرانا ممکن نہین ہے اور یہہ صورت قبضہ ناقص کی ہے اور وقایہ مین بہی یہہ لکہا ہے کہ ہبہ کی تکمیل قبضہ کامل سے ہوتی ہے اور غیرہ وقایہ مین یہہ ہے کہ جو شے قابل تقسیم ہو اوسکے جزو کا ہبہ جب تک جزو مذکور منقسم ہوجاے ناجائز ہے یعنی قبضہ

جو درخت واہب کی اراضی پر ایستادہ ہون انکا یا انکے پیداوار غیر موصولہ کا ہبہ بغیر ہبہ اراضی کے ناجائز ہے •

شئے مفروضہ پر ہونا چاہیئے اور اس سے کوئی اور شئے متعلق نہو پس ظاہر ہے کہ جس جایداد کا تعین نہو اوسکا قبضہ بھی بذاتہ بلا تعین ہے اور اسی وجہہ سے جائز متصور نہین ہو سکتا +

مقدمہ ۹

س - ایک دختر صغیرہ کا باپ جو اسکا ولی جائز بھی ہے دختر سے تین منزل کے فاصلہ پر مقیم ہے اور دختر کی ماں نے کچھہ جایداد اسکے نام ہبہ کر دی اور چونکہ موہوب لہا نہایت صغیر سن ہے لہذا اوسکی جانب سے ایجاب ہبہ نہین ہو سکا اور بسبب دختر کی نابالغی کے اوسکی ماں یعنی واہبہ جایداد موہوبہ پر قابض ہی ایسی صورت مین اسطرحکا ہبہ جسکے ذریعہ سے موہوب لہا کو قبضہ حاصل نہوا جائز اور واجب التعمیل ہے یا نہین +

ج - اگر ماں نے خاص اپنی جایداد اپنی دختر صغیرہ کے نام جو اسکے پاس رہتی ہے ہبہ کی اور دختر کی جانب سے بسبب اسکی نابالغی کے ایجاب ہبہ نہو سکا اور اسی سبب سے جایداد موہوبہ واہبہ کے قبضہ مین رہی اور باپ اوسوقت کسی مقام بعیدہ پر تہا تو ایسا ہبہ شرعاً جائز و واجب التعمیل ہے ایسی صورت مین ماں کا قبضہ بمنزلہ قبضہ دختر کے متصور ہوگا اور جب ماں نے رضامندی ظاہر کر دی تو ہبہ بغیر قابض ہونے موہوب لہا کے مکمل ہے یہہ مسئلہ مطابق ہدایہ اور حنفیہ اور کتابون کے ہے چنانچہ جوہرہ نیرہ مین جو نکاح کا باب ہے اوسمین مصفی اور فتاوار کبری سے لفظ غیبت منقطع کی تصریح اسطور پر لکہی ہے کہ نابالغ کا ولی تین منزل کے فاصلہ پر ہو اور فتاوا سراجیہ مین اسی لفظ کی توضیح اسطور پر کی گئی ہے کہ ولی تین روز کی راہ پر ہو اور رسول الارکان مین اس لفظ کی نسبت یہہ لکہا ہے کہ ایک منزل سے اسقدر مسافت مراد ہے جو ایک شخص برفتار مناسب سال کے چہوٹے سے چہوٹے دن مین طلوع آفتاب سے غروب تک طے کر سکے +

مقدمہ ۱۰

س - دو بہائیون کا ترکہ تمام و کمال ان کی زوجگان کو ملیگا یا نہین اور اگر کل انکو نہین ملیگا تو وہ کس قدر حصہ کی مستحق ہین اور باقی جایداد کسکو ملیگی اور زوجگان کو اپنے شوہر متوفی کی جایداد کے ہبہ کرنیکا اختیار ہے یا نہین اور اگر ہے تو ہبہ نامہ جو اونہون نے اپنے شوہر کے ورثا سے ایک شخص کے نام تحریر کیا شرعاً صحیح ہے یا نہین +

ج - اگر شوہر کا ترکہ واسطے ادا دین مہر زوجگان کے جسکے دعوی کا انکو استحقاق پہنچتا ہے کافی نہو تو کل ترکہ ان کو ملنا چاہیئے اور اگر ادا ہونا دین مہر کا اس سے بخوبی ممکن ہو تو پہلے وہ ادا کیا جاوے اس سے جو کچہہ بچے اسکے چار حصے کئے جائین منجملہ ان کے ایک ربع زوجگان کو بذریعہ وراثت شوہر کے ملیگا بشرطیکہ اون کے یا اون کے بیٹے کے اولاد نہو اور اگر دین مہر واجب نہو اور اسکا ایفا کسیطور پر ہو گیا ہو تو کل ترکہ کا ایک ربع زوجگانکو ملیگا اور بقیہ تین ربع شوہر کے اور وارثون کو دیئے جائینگے اور اگر زوجگان اپنے شوہر کی جایداد پر بذریعہ استحقاق مالکیت مثلاً بعوض دین مہر کے قابض ہون تو انکو اسکے ہبہ کرنیکا اختیار ہے ورنہ وہ صرف بقدر اپنے حصہ کے ہبہ کر سکتے ہین اور شوہر کی کل جایداد کا ہبہ جو

+ اس قاعدہ کی وجہہ یہہ ہے کہ جو درخت اراضی پر نصب ہون اور قطع نکیئے گئے ہون وہ زمین سے متعلق تصور کیئے جاتے ہین اور زمین ایک جایداد جداگانہ ہے اور ہبہ مین داخل نہتی پس یہہ کی رہے شئے موہوبہ پر بغیر اشتمال قبضہ اوس شئے کے جو ہبہ نہین ہوئی قبضہ نہین ہو سکتا اور یہی اعتراضات ہماصل غیر موصلہ کے ہبہ کی نسبت بہی صادق آتے ہین اور قبل اسکے جبتک شئے کا وجود زمانہ آیندہ پر منحصر ہو اوسکا ہبہ بہی ناجائز و باطل ہے مگر اسکے پیدا ہونیکا ذریعہ موہوب لہ کو حاصل ہو گیا ہو و فتاوا ۵ و ۲ اصول ہبہ +

۲ ہبکے ایک وارث کے نام ہوا ہے ناجائز ہے شوہر کے وارث نے جو جایداد پہلی صورت مفروضہ مین بذریعہ قبضہ کامل ہبہ کی وہ موہوب لہ کی ملکیت خاص متصور ہوگی اور دوسری صورت مین موہوب لہ صرف بقدر حقوق واہبون کے جایداد پائیگا اور بقیہ جایداد ان شخصون کو ملیگی جو استحقاق وراثت کی رو سے مستحق ہون کیونکہ قابض ہونا واہبان کا بذریعہ استحقاق مالکیت مطلق کے موجب عدم جواز و ابطال ہبہ متصور نہین ہوسکتا اور اسکی وجہہ یہہ ہے کہ تعین ہونا اونکے حصون کا بزمانہ مابعد ۲ معلوم ہوا ہر چند زوجگان ہبہ نامہ کے تحریر ہونیکے وقت جایداد موہوبہ پر قابض نہ تہین لیکن اگر موہوب لہ ان کی رضامندی سے بذریعہ فیصلہ عدالت بعد ازان قابض ہوگیا تو قابض ہونا واہبان کا ہبہ کے وقت ایسکے عدم جواز کیلیے کافی نہین ہے ۴ بحر الرائق مین درباب ہبہ قرضہ یا فتنی کے یہہ لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنا قرضہ یافتنی دوسرے شخص کو جو اسکا قرضدار نہین ہے ہبہ کرکے اوسکو ہدایت کی کہ قرضہ مبراد وصول کرکے اپنے تصرف مین لاؤ تو ایسا ہبہ جائز ہے ظاہر ہے کہ ایسی صورت مین قرضہ منتقلہ واہب کے قبضہ مین نہ تہا لیکن یہہ باوجود اس امر کے جائز ہے اور موہوب لہ بعد وصول کرنے قرضہ کے اسکا مالک مطلق متصور ہوگا اور یہی صورت اس مقدمہ کی ہے کیونکہ ہبہ نامہ کے مضمون سے واضح ہوتا ہے کہ واہبان نے موہوب لہ کو واسطے حاصل کرنے قبضہ کامل کے ہدایت کی تہی ✦

عدم تعین جایداد موہوبہ جسکی کیفیت بعد ہبہ کے معلوم ہوئے

مقدمہ ۱۱

س ۱ - اگر آقا اپنے غلام کے نام کل جایداد اپنی ہبہ کردے تو شرعاً واسطے جواز ایسے ہبہ کے اوّل آقا پر آزاد کرنا غلام کا واجب ہے یا نہین ✦

ج ۱ - اگر آقا غلام کے نام اپنی کل جایداد بغیر پیشتر سے آزاد کرنے غلام کے ہبہ کرے تو ایسا ہبہ باطل و ناجائز متصور ہوگا کیونکہ جو شے غلام حاصل کرے آقا اوسکا مالک ہے پس اگر آقا غلام کے نام جایداد ہبہ کیا چاہے تو اوّل آزاد کرنا غلام کا شرعاً لازم ہے ✦

ہبہ بنام غلام

س ۲ - ایک ہبہ نامہ مین یہہ لکہا گیا کہ واہبان نے موہوب لہ کو کل اراضی واقعہ فلان مقام قطعاً ہبہ کی اسطرحکا ہبہ نامہ بحالت عدم تصریح حدود اراضی کے ناقص تصور کیا جائیگا یا نہین ✦

ج ۲ - اگر اراضی موہوبہ کی حدود معروف ہون اور ان کی تصریح کی ضرورت نہو اور نہ ان کی نسبت کسیطرحکا شک واقع ہو تو ہبہ کے وقت ان کی تصریح ضرور نہین ہے اگر ہبہ نامہ مین حدود درج نہوئی ہون تو نہ لکہا جانا ان کا بسبب ہوگا تب کے متصور ہونا چاہیے کیونکہ اس قسم کی دستاویزات شرعی مین حدود کا لکہنا دستورات سے ہے لیکن ایسے سہو کے سرزد ہونے سے ہبہ ناقص نہین ہوسکتا اور اگر

اگر اراضی کے حدود معروف ہون تو ہبہ نامہ مین ان کی تصریح ضرور نہین ہے

✦ مراد اس سے یہہ ہے کہ جسوقت کوئی شخص جایداد کسی کے نام ہبہ کرے اوسوقت واہب بظاہر اوسکا مالک مطلق ہو لیکن اگر بعد ہبہ کے کسی زمانہ مین حقدار ہونا شخص ثالث کا نسبت ایک جزو جایداد موہوبہ کے ثبوت کو پہنچے تو ایسی حالت مین موہوب لہ بقدر حقیت واہب کے بلا لحاظ اس امر کے کہ غیر معین ہونا جایداد کا بزمانہ مابعد دریافت ہوا مستحق ہوگا یعنی گو یہہ امر بزمانہ مابعد دریافت ہو کہ واہب ہبہ کے وقت کل جایداد موہوبہ کا مالک مطلق نہ تہا تو بہی ہبہ بقدر اسکے حصہ خاص کے جائز سمجہا جائیگا اور اگر شخص ثالث کے استحقاق کا وجود جایداد موہوبہ کی نسبت ہبہ کے وقت تسلیم ہوا ہوتا تو ایسا نہوتا کیونکہ ایسی حالت مین ہبہ ابتدا سے کالعدم و غیر صحیح تصور کیا جاتا ✦

✦ لیکن یہہ ضرور ہے کہ جسقدر جلد ممکن ہو واہب موہوب لہ کو قابض کرادے مگر جسقدر ✦ ہونا اقرار جدید کا ہبہ کی نسبت لازم نہین ہے اور گو یہہ قطعاً ضرور نہین ہے کہ جایداد موہوبہ واہب کے قبضہ مین ہو لیکن جہانتک وقت ہو دیکہنا چاہیے اصول ہبہ دفعہ ۵ ✦

اراضی موہوبہ کی حدود مین شک واقع ہو تو تصریح ان کی ہبہ کے وقت ضرور ہے +

س ۴ - اگر مدن خان اور اصالت کا وارث غلام حسین خان اور وہ اسوقت موجود ہو جب مدن خان اور اصالت نے مدعی کے نام ہبہ کیا تو اس باعث سے ہبہ ناجائز ہوگا یا نہین +

ج ۴ - جب کوئی شخص اپنی جایداد کو شخص اجنبی کے نام ہبہ کرے تو ورثا کا علم یا انکا موجود ہونا ہبہ کے جواز کیلیے شرعاً ضرور نہین ہے +

ہبہ کیا ہوا بغیر اجازت ورثا کی اجازت ضرور نہین ہے +

س ۴ - مدعی نے مدن خان کے گہر مین ایام طفولیت سے تربیت پائی اور اپنے باپ اور اپنے قوم اور مذہب کو چہوڑ کر مسلمان ہوگیا اور مدن خان اور اسکی زوجہ کے مسن اور ضعیف اور لاولد ہونیکے باعث سے جملہ کاروبار کا اہتمام اسکے ذمہ تہا اور ہر امر اسکے اختیار مین تہا انہون نے اپنی کل جایداد اور اسباب کو مدعی کے نام ہبہ کیا اگر صرف ایک جزو ہبہ کیا جاتا تو اسصورت مین البتہ شک پیدا ہوتا کہ کسقدر جایداد دیگئی اور کسقدر نہین اسصورتمین شرع کے موجب ہر ایک شے کی تصریح ضرور رہتی یا نہین اور ہر چیز کا نام اور ذکر ہبہ نامہ مین تصریحاً درج کرنا چاہیے تہا یا نہین +

ج ۴ - جو شیا کہ ہبہ کی گئین وے واہبون اور موہوب لہ کو بخوبی معلوم تہین اور موہوب لہ نے لینا اُن کا قبول کیے اور نیز قبضہ حاصل کیا پس اسصورتمین جواز ہبہ کیلیے تصریح ضرور نہین ہے اور بیٹ آویزات باضابطہ مین تصریح عموماً درج کیجاتی ہے لیکن اگر یہ امر فروگذاشت کیا گیا تو یہ شرع کے موجب ناجائز نہین قرار دیا جایگا +

جب ہبہ کی جایداد معلوم ہو ایک شخص کے نام ہبہ کرے تو تصریح ضرور نہین ہے

مقدمہ ۱۲

س - ایک شخص کے دو بیٹے تہے ان مین سے ایک حین حیات باپ کے ایک زوجہ اور ایک دختر چہوڑ کر مرگیا شخص مذکور نے اپنی نصف جایداد کو پسر متوفی کی زوجہ اور دختر کے نام بلا تعین حصص ہبہ کیا اور اسکے ساتہہ جایداد پر بالاشتراک قابض رہا اور تہوڑے عرصہ بعد اسنے موہوب لہم سے ایک اقرار نامہ بدین مضمون کہ انہون نے اپنی جانب سے جایداد موہوبہ کا اسے مہتمم مقرر کیا لکہا لیا شخص مذکور اپنی حین حیات نصف جایداد کا حاصل موہوب لہم کو ہمیشہ دیتا رہا اسصورتمین واہب کی وفات کے بعد ایسا ہبہ بلا تعین جایداد جو دو شخصونکے نام عمل مین آیا شرعاً جائز متصور ہوگا یا نہین

ج - اسمقدمہ مین معلوم ہوتا ہے کہ مالک متوفی نے اپنے پسر کی زوجہ اور دختر کے نام اپنی نصف جایداد کو غیر معین طور پر ہبہ کیا اور انکے حصص کی کچہہ تخصیص نکی اور ان سے ایک اقرار نامہ بدین مضمون کہ انہون نے اپنی جانب سے اسے منصرم مقرر کیا تحریر کرالیا اور وہ حین حیات اپنے ہمیشہ نصف جایداد کا منافع موہوب لہم کو دیتا رہا اس صورت مین اگر جایداد مذکور تقسیم کے قابل نہو مثلاً دیہ یا تالاب وغیرہ کی قسم سے ہو تو ہبہ جائز متصور ہوگا لیکن اگر جایداد موہوبہ مثل اراضی قابل تقسیم کے تہی اور موہوب لہ دو شخص تہے اور انکے حصص کا تعین نہین کیا گیا تو جملہ علما کی رائے یہ ہے کہ اگر موہوب لہم مفلس اور محتاج ہون تو ایسا ہبہ جائز ہے اور بعد وفات واہب کے استرداد اسکا نہوگا لیکن اگر موہوب لہم دولتمند ہون تو ہبہ ناجائز ہوگا اور قبضہ کا حاصل ہوجانا قابل لحاظ نہوگا اور واہب یا موہوب لہ کے مرجانے کی صورت مین استرداد ہبہ نہین ہوسکتا +

جایداد غیر معینہ کا ہبہ دو شخصون کے نام جائز ہے جو جایداد مذکور قابل تقسیم ہو +

† اصول ہبہ دفعہ ۰ شرع کا ایک قاعدہ یہہ ہے کہ جب دو یا دو سے زیادہ موہوب لہم ہون تو ان کے حصص کا تعین اور تفریق ضرور ہے لیکن اس قاعدہ کی نسبت اسصورت مین استثنا ہے جب ہبہ مفلس کے نام عمل مین آئے اور اسکی دو وجہہ ہین اور ان وجوہات کے جواز کی جو تسبیب کی گئی وہ عمدگی کی وجہہ سے قابل اعتراض نہین ہے بعض علما نے یہہ وجہہ لکہی ہے کہ جو شے ہبہ کیجائے وہ فی الحقیقت خداوند کریم کے نام

مقدمہ ۱۳

س ۱ - دو شخص ایک جایداد کے بالاشتراک مالک ہین ان مین سے ایک نے اپنی حقیت دوسرے کے نام منتقل کی اسصورت مین واہب کے شریک جایداد ہونیکی وجہ سے ایسا انتقال جائز ہوگا یا نہین +

اعتراض شاع اسصورت مین جایداد ناجائز واہب کا صرف ایک مدعی ہو۔

ج ۱ - واہب صحیح الحواس ہے تو اسکے شریک جایداد ہونیسے انتقال ناجائز نہین قرار دیا جایگا کیونکہ اسصورت مین شاع کا اعتراض جس سے انتقال ناجائز ہوجاتا ہے عائد نہین ہوتا اور یہہ صورت وہ ہے جسمین جایداد منتقلہ پر مالکیت کا استحقاق واہب اور موہوب لہ کے علاوہ اور کسیکو حاصل نہین ہے +

س ۲ - اگر موہوب لہ جایداد کے انتقال کے وقت طفل نابالغ ہو اور اسکی جانب سے اسکے داد اکا بھائی قابض ہو تو ایسا قبضہ شرعاً کافی متصور ہوگا یا نہین +

ہبہ جو باپ کی جانب سے پسر نابالغ کے نام کیا جاوے

ج ۲ - ایسا قبضہ شرعاً کافی تصور نکیا جایگا کیونکہ شرع کے بموجب موہوب لہ کا قبضہ ضرور ہے الا اس صورت مین کہ ہبہ باپ کی جانب سے پسر نابالغ کے نام عمل مین آئے علاوہ اسکے استثنا کی اور چند صورتین بھی ہین شرح وقایہ مین لکھا ہے کہ باپ اگر اپنے طفل نابالغ کے نام ہبہ کرے تو صرف اظہار ایسے امر کا جواز ہبہ کیلیے کافی ہے لیکن اگر شخص اجنب ہبہ کرے تو بشرط ذی ہوش ہونیکے طفل کا قابض ہونا ضرور ہے یا اسکا باپ یا دادا یا مان اسپر قابض ہو اور مان اس حالت مین قابض ہوسکتی ہے جب طفل اسکے پاس رہتا ہو - اور شخص اجنب بھی اگر وہ طفل کا محافظ ہے قبضہ پاسکتا ہے یہہ مسئلہ ہدایہ اور دیگر کتب کے بموجب ہے معنی اس مسئلہ کے یہہ ہین کہ اگر باپ اپنے پسر یعنی نابالغ بیٹے کے نام جسکو نیک و بد کا تمیز نہو ہبہ کرے تو صرف اظہار ہبہ اسکی تکمیل کیلئے کافی ہے اور موہوب لہ کی جانب سے ایجاب یا اسکا قبضہ ضرور نہین ہے لیکن اگر کوئی شخص اجنب طفل نابالغ کے نام ہبہ کرے تو تکمیل ہبہ اسصورت مین ہوگی جب موہوب لہ بشرط ذی ہوش ہونیکے اسپر قابض ہو یا اسکی جانب سے اسکا باپ یا دادا یا وہ شخص جسکو انہون نے طفل مذکور کا ولی مقرر کیا ہو قبضہ پائے اور اگر انمین سے کوئی بھی نہو تو جایداد مان کے قبضہ مین رہے یا اس شخص غیر کے قبضہ مین جسکے ذمہ طفل مذکور کی تربیت ہو اور اسکی حفاظت مین وہ رہتا ہو لہذا دادا کے بھائی کا قبضہ شرعاً کافی متصور نہوگا الا اس صورت مین کہ موہوب لہ بزمانہ نابالغی اسکی حفاظت مین رہتا ہو +

بعض صورتون مین ولی کا قابض ہونا کافی ہے +

س ۳ - اگر دادا کے بھائی نے موہوب لہ کو اسکے بالغ ہونیتک قبضہ ندیا ہو تو اس وجہ سے انتقال ناجائز متصور ہوگا یا نہین گو نابالغ کا بزمانہ نابالغی واسطہ دار مذکور کی حفاظت مین رہنا تسلیم کیا گیا ہو +

قابض ہونا محافظ کا۔

ج ۳ - یہہ وجہ ناجواز ہونیکے انتقال کی نہین ہے کیونکہ اسصورت مین قابض ہونا دادا کے بھائی کا نابالغ کے قابض ہونیکے برابر ہے +

س ۴ - حقیت کے انتقال کیوقت اگر ایک تیسرا شخص بھی جایداد مذکور کا شریک ہو تو اس وجہ سے واہب کے حصہ کا انتقال ناجائز متصور ہوگا یا نہین

کہ وہی سبب افیض ہے دیجاتی ہے اور اسکے وسیلہ سے محتاج کو پہنچتی ہے اور بعض علما کے نزدیک وجہ اس امر کی یہہ ہے کہ ایسا ہبہ بطور ہبہ بالعوض کے ہے اور ہبہ بالعوض ہبہ کی دفعہ ۵ ایکے بموجب تقابض بدلین ضرور نہین ہے اور اسی وجہ سے اعتراض شاع جو مانع قبضہ ہے ایسی حالت مین وارد نہین ہوسکتا اور جو مسرت کہ ایسے فعل نیک کے کرنیسے طبیعت کو حاصل ہوتی ہے وہی مطابق راے علماء مذکور کے شئے موہوبہ کا معاوضہ تصور کیجاتی ہے +

ہبہ شائع ہونیکی وجہ سے کسی صورت مین ناجائز متصور ہوگا ۔

ج ۱۳ - اس صورت مین انتقال جایداد بلاشک ناجائز ہوگا کیونکہ اس سے اعتراض شائع عاید ہوتا ہے تاوقتیکہ جایداد مشترکہ سے واہب کے حصہ کی علیحدگی و تفریق قبل یا بعد ہبہ عمل مین نہ آوے استحقاق ملکیت کا انتقال جائز متصور نہوگا ۔

مقدمہ ۱۴

س - ایک شخص زوجہ اور ایک دختر چھوڑ کر مرگیا چند سال بعد اسکی وفات کے دونون زوجہ نے اپنی جایداد شوہری کا کل حق وراثت دختر کے نام ہبہ کے ذریعہ سے منتقل کیا اور دختر نے ایک اقرار نامہ اس مضمون کا تحریر کیا کہ اپنی دونون ماں کو تا ان کی حین حیات خورد و پوش دیتی رہیگی اور بعد ان کی وفات کے تجہیز و تکفین عمل مین لائیگی واہبون نے جایداد کا زر محاصل موہوب لہا کو ادا کیا اور موہوب لہا نے بعد ازان قبل وفات اپنی سوتیلی ماں کے جایداد اراضی کو جو اسطور حاصل ہوئی تھی مدعا علیہ کے نام ہبہ کیا اور مدعا علیہ چار مہینے بعد وفات واہبہ کے جو اپنی سوتیلی ماں کے حین حیات مرگئی جایداد موہوبہ پر ہبہ نامہ کے ذریعہ سے قابض ہوا یہ امر گواہی گواہان ثابت ہوا کہ موہوب لہ واہبہ کا یا تو چچا کا بیٹا تھا یا ماموں کا - موہوب لہا اول کی ماں یعنی منجملہ دو زوجگان کے ایک زوجہ جو بقید حیات ہے چاہتی ہے کہ ہبہ کو جو اوس نے بیشتر کیا تھا مسترد کرے اس صورت مین شرع کے بموجب وہ ہبہ کے مسترد کرنے اور جایداد کو موہوب لہ ثانی کے قبضہ سے لینے کی مجاز ہے یا نہین ۔

ہبہ جسکی شرایط ناجائز ہون ۔

ج - ہبہ جو دو زوجگان نے اپنے حصص جائز کا کیا وہ شرع کی رو سے جائز ہے چنانچہ وقایہ مین لکھا ہے کہ "اگر دو شخص بالاشتراک ایک مکان ہبہ کرین تو ایسا جائز ہے" - دختر نے جو اقرار نامہ اپنی ماں کے نام لکھدیا اس سے ہبہ کے جواز مین فرق نہین آتا چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہے کہ ہبہ کے شمول مین جو ناجائز شرایط کیجاتی ہین ان سے ہبہ کی نسبت کچھ اثر نہین ہوتا اور موہوب لہ کو قبضہ دینے سے ہبہ کی تکمیل واہبان کی جانب سے ہو جاتی ہے اور وقایہ مین یہ بھی مندرج ہے کہ ہبہ کی تکمیل قبضہ کامل سے ہو جاتی ہے - واہبہ اوس ہبہ کے جو اوس نے اپنی دختر کے نام کیا مسترد کرنیکی مجاز نہین ہے اور اسکے استرداد مین دو موانع عاید ہوتے ہین بموجب مسئلہ مندرجہ کنز الدقایق کے اول مانع موہوب لہا کی وفات ہے فریقین سے ایک کا مرجانا استرداد ہبہ کے لئے مانع ہے - اور مانع ثانی یہ ہے کہ ہبہ اس شخص کے نام ہوا ہو جسکے ساتھ نکاح ہونا ممنوع ہے چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہے کہ "اگر ایک شخص کوئی شے ایسے رشتہ دار کے نام جس سے نکاح کرنا منع ہے ہبہ کرے تو اسکا استرداد ناجائز ہے" ۔ موہوب لہا نے اپنی کل جایداد موہوبہ کو اپنے چچا یا ماموں کے بیٹے کے نام ہبہ کیا لیکن موہوب لہ حین حیات واہبہ کے جایداد پر قابض نہوا اس وجہ سے ایسا ہبہ باطل و ناجائز ہے چنانچہ ابراہیم شاہی مین لکھا ہے کہ "تاوقتیکہ موہوب لہ کو جایداد پر قبضہ کامل نہ دلایا جاے ہبہ کی تکمیل نہین ہوتی" اور ہدایہ مین یہ بھی لکھا ہے کہ "اگر مجلس مین جو تحریر دستاویز ہبہ کے وقت منعقد ہو موہوب لہ بلا اجازت واہب کے جایداد موہوبہ پر قابض ہوجاے تو دعایا ہبہ امر جائز ہے - اگر بخلاف اسکے وہ بعد برخاستگی مجلس کے قابض ہو تو یہہ امر جائز نہین ہے الا اس صورت مین کہ قبضہ باجازت واہب کے حاصل ہوا ہو" - ہبہ جو واہبہ نے اپنے چچا یا ماموں کے بیٹے کے نام کیا باطل و ناجائز ہے لہذا جایداد متنازعہ دختر کی جایداد متصور کیجاے اور اسمین سے اول اسکی تجہیز و تکفین بمقدار مناسب کیجاے بعد ازان اسکا قرضہ واجب الادا ہونا چاہیے اور بعد ادا ہونے قرضہ کے جو کچھ بچے اسمین سے ایک ثلث بموجب اسکی وصیت کے صرف کیا جاے اور بعدہ اگر کچھ جایداد باقی رہے تو اسکے

ماں کی طرف سے جو ہبہ عمل مین آوے مسترد نہین ہوسکتا اور نہ بعد وفات موہوب لہ کے ۔

اگر موہوب لہ کو قبضہ نہ ملا ہو تو جایداد موہوبہ ماں کی طرف رضامند ہو کر سکتی ہے

۴ اصول ہبہ دفعہ ۱۳ ۔

تین حصے کیے جاوینگے منجملہ اونکے ایک حصہ مان کو فرضاً پہنچیگا اور باقی دو حصے اوسکے چچا کے بیٹے کو عصبہ ہونیکی جہت سے ملینگے اور اگر وہ چچا کا بیٹا نہین ہے بلکہ ماموں کا تو وہ ترکہ سے کچھہ حصہ پانیکا مستحق نہوگا اور کل ترکہ دختر کا مان کو فرضاً اور رد کی رو سے ملیگا ✦

مقدمہ ۱۵

س - ایک شخص نے بعد وفات پہلی زوجہ کے دوسرا نکاح کیا اور گو پہلی زوجہ اپنے دین مہر سے دستبردار نہین ہوئی تھی اور نہ اسکا ایفا عمل مین آیا شخص مذکور نے اپنی کل جائداد دین مہر کے عوض دوسری زوجہ کو دیدی لیکن اسکو جائداد پر قابض نکرایا بلکہ خود دخیل رہا بعد ازان اوسنے صحت حواس مین ایک دستاویز تحریر کی اور اوسکے ذریعہ سے اپنی دونون زوجگان کے وارثون کے نام اپنی کل جائداد بعد باقی رکھنے کسی جزو کے بالاشتراک منتقل کی ایسی صورت مین ہبہ جو دین مہر کی عوض دوسری زوجہ کے نام ہوا باوجود واجب الادا ہونے دین مہر پہلی زوجہ کے جائز و قابل بحالی ہے یا نہین اور باوجود عمل مین آنے ہبہ مذکور کے شخص مذکور اختیار تقسیم کرنے اپنی جائداد کا دونون زوجگان کے وارثون مین حاصل ہے یا نہین ✦

ج - اگر شخص مذکور نے بعد وفات پہلی زوجہ کے دوسری زوجہ کے نام جائداد بتحریر اس امر کے منتقل کی کہ انتقال کل جائداد کا بعوض کسیقدر دین مہر زوجہ ثانیہ کے عمل مین آیا تو ایسی صورت پر شرعاً ہبہ بالعوض کا اطلاق نہین ہو سکتا بلکہ اسطرحکا معاہدہ بلحاظ شرط اور اوسکے اثر کے مثل بیع ہے جیسا کہ یہہ رائے مسلمہ عام ہے اور ایسی صورت مین حاصل ہونا قبضہ کا لابد نہین ہے اور واجب الادا ہونا پہلی زوجہ کے مہر کا مانع انعقاد اس قسم کے معاہدہ کا نہین ہے کیونکہ جو شخص قرضدار ہو اوسکی نسبت درباب انتقال جائداد کے امتناع نہین ہے پس اسطرحکا معاہدہ بحالی کے قابل ہے اور شے مبیعہ مشتری کی ملک تصور کیجایگی اور بایع کو اختیار نہین ہے کہ اوسی شے کو دونون زوجگان کے وارثون کے نام بعد بیع ہوجانے کے منتقل کرے لیکن اگر شخص مذکور نے دوسری زوجہ کے نام اپنی کل جائداد کو اس شرط سے ہبہ کیا تھا کہ موہوب لہا بعوض اس ہبہ کے کسیقدر دین مہر اپنا اوسکو دیدے اور موہوب لہا اس شرط کو تسلیم کیا تو یہہ صورت ہبہ بشرط العوض کی ہے اور ایسا معاملہ بلحاظ شرط کے شرعاً ہبہ اور بلحاظ تاثیر کے بیع تصور کیا جاتا ہے اور ہبہ کے جواز کیلئے قبضہ کا حاصل ہونا ضرور ہے اور تاوقتیکہ تقابض بدلین عمل مین نہ آئے ہبہ قابل دخول تصور نہین کیا جاسکتا بلکہ جائداد موہوبہ بدستور واہب کے تصرف مین رہتی ہے پس ایسی صورت مین شخص مذکور کو اختیار ہے کہ اپنی جائداد دونو زوجگان کے ورثا کے نام منتقل کردے کیونکہ مالک کو اپنی ملکیت پر اختیار مطلق حاصل ہوتا ہے شرح چلپی مین جو ماخذات لکھے ہین انکی تفصیل یہہ ہے ،، وہ جنسے یہہ غلام تمکو بعوض تمہارے اس لباس ایک ہزار درم کے دیا ،، اگر شخص مخاطب نے اس امر کو قبول کیا تو یہہ صورت بلحاظ شرط اور نیز بنظر تاثیر معاہدہ کے مثل بیع ہے اور یہہ رائے مطابق مسئلہ کافیہ اور بالعموم بموجب اور کتب کے ہے اور شرح وقایہ مین بھی یہہ لکھا ہے کہ ،، جس صورت مین استحقاق کسی شے کا بمبادلہ دوسری شے کے حاصل ہوتا ہے اوسکو بیع کہتے ہین ،، اور ہدایہ مین یہہ مرقوم ہے کہ ،، اگر ایک شخص دوسرے سے یہہ کہے کہ مینے تمکو یہہ شے اس شے کے عوض دی تم اس چیز کو اسقدر مبادلہ کی عوض لو ان الفاظ کی مراد یہی ہے کہ

۲ وجہہ اسکی یہہ ہے کہ چچا کا بیٹا عصبات سے ہے اور منجملہ ذوی الارحام کے ترکہ سے حصہ پا سکتا ہے حالانکہ ماموں کا بیٹا صرف واسطہ داران بعید مین داخل ہے اور واسطہ داران مذکور گو وہ منجملہ ذوی الارحام سے کوئی شخص بذریعہ استحقاق رد ترکہ پانیکے درثہ نہین ملسکتا ✦

۰۰ کا حصہ بحالت موجود ہونے چچا کے بیٹے کے ۔ مان کا حصہ بحالت موجود ہونے ماموں کے بیٹے کے ۔
تعریف ہبہ بالعوض
ہبہ بالعوض مثل بیع کے ہے اور اسمین قبضہ لازم ضرور نہین ہے
تعریف ہبہ بشرط العوض
ماخذات دربارہ ہبہ بالعوض

مینے فلان شیئے تمہارے ہاتہہ بیع کی یا تمسے خریدی" علی ہذالقیاس وقایہ مین یہہ درج ہے کہ "جب یہہ صورتین ہون تو بیع مکمل تصور کیاجاتا ہے" "ان صورتون سے ایجاب وقبول مراد ہے یعنی ایجاب وقبول ہونیکی حالت مین واجب التعمیل ہوتا ہے اور اس سے یہہ مستنبط ہے کہ قبضہ دیاجانا لابد نہین ہے اور اگر ایجاب وقبول نہو تو بیع واجب التعمیل نہین ہوسکتا شرح وقایہ مین یہہ لکہا ہے کہ اگر کوئی شخص صحت حواس مین جایداد منتقل کرے تو اسکا ضعیف العقل یا بدوضع ویا مقروض ہونا مانع انتقال نہین ہوسکتا یہہ مسئلہ ابوحنیفہ کا ہے لیکن بموجب طریقہ شافعی اور دو خلفا کے ضعیف العقل ہونا مانع انتقال ہوسکتا ہے اور او نہین اکابر کی یہہ رائے ہے کہ اگر قرضخواہ عدالت مین سوال اس مضمون سے گذرانے کہ قرضدار نادہند اپنی جایداد بذریعہ بیع یا او رکسیطرح کے معاہدہ کے منتقل نکرے تو حکم امتناعی صادر ہوسکتا ہے اور بموجب رائے علمائے شافعی شخص بدوضع کی نسبت بنظر اصلاح اسکے انتقال کے باب مین امتناع ہوسکتا ہے اور شرح چلپی مین یہہ لکہا ہے کہ اگر قرضہ کے حفظ کے واسطے قرضخواہون کو حکم امتناعی صادر کرانا منظور ہو تو ان کو چاہیئے کہ عدالت سے واسطے انسداد اتلاف جایداد کے † درخواست کرین لیکن اسمقدمہ مین یہہ پایا نہین جاتا کہ قرضخواہون نے کوئی درخواست اس قسم کی پیش کی اور وقایہ مین یہہ لکہا ہے کہ ہبہ بشرط العوض بلحاظ اسکی شرط کے مثل ہبہ مطلق کے ہے اور اسی وجہہ سے حاصل ہونا قبضہ کا ضرور ہے اور اوسی نسخہ مین یہہ درج ہے کہ اسطرحکا ہبہ بلحاظ اسکی تاثیر کے بیع کی مثل ہے۔ شرح وقایہ مین بشرط العوض کی تعریف اسطور پر لکہی ہے کہ ایک شخص دوسرے سے یہہ کہے کہ "مینے تمکو یہہ شیئے اس شرط سے دی کہ تم مجھے فلان شیئے دو" علی ہذالقیاس ہدایہ مین یہہ درج ہے کہ ہبہ بشرط العوض کی صورت مین تقابض بدلین ضرور ہے ‡

امتناع بسبب شخص ضعیف العقل

امتناع بحالت بدوضعی

امتناع قبضہ کی صورت مین

ماخذات سبب ہبہ بشرط العوض

مقدمہ ۱۶

س۔ ایک شخص میش کے جسکی وفات کو سات یا آٹہہ برس گذرے تین زوجہ تہین پہلی زوجہ سے ایک بیٹا اور دو بیٹیان تہین اور دوسری سے

---

† اس صورت خاص مین بہی امتناع بصورت عام نہین ہوسکتا ہے لیکن مدیون کی نسبت امتناع ہوسکتا ہے وہ کوئی ایسا فعل نکرے جو صریح نقصان رسان اور اسکے قرضخواہون کے حق مین مضر ہو۔ دفعہ ۷ اصول مطالبات

‡ اس مقدمہ سے الفاظ ہبہ بالعوض اور ہبہ بشرط العوض مین امتیاز معلوم ہوتا ہے۔ دفعات ۱۵ و ۱۶ اصول ہبہ۔ بادی النظر مین یہہ امتیاز صرف لفظی معلوم ہوتا ہے لیکن جب ان دونون معاملون کی شرائط پر نظر کیجاتی ہے تو امتیاز قطعاً بلاوجہہ نہین پایا جاتا یعنی علماء کا یہہ قول ہے کہ ہبہ بالعوض باعتبار اس لفظ کے ہر معنی کے بیع کے مثل ہے اور جواز بیع کے واسطے تقابض بدلین ضرور نہین ہے اور جن شرائط کی رو سے اسطرحکا معاہدہ عمل مین آتا ہے انکا مفہوم یہہ ہے کہ جن دو نو چیزون کا مبادلہ منظور ہے وے موجود ہین اور ایک فریق کو دوسرے فریق سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہین ہے یعنی اگر ایک شخص دوسرے سے کہے کہ مینے تمکو یہہ شے دی مراد اسکی یہہ ہے کہ معاوضہ موجود ہے اور بائع قبل ہبہ کرنے اپنی جایداد کے معاوضہ لے لے اور اسی وجہہ سے اسطرحکا معاملہ بلحاظ اسکی شرط اور ہی بنظر اسکی تاثیر کے شرعاً داخل بیع ہے اور ہبہ بشرط العوض کی نسبت علماء کی یہہ رائے ہے کہ اسطرحکا ہبہ بیع کی قبیل سے نہین ہے کیونکہ جو الفاظ اوسکی تعریف مین لکہے گئے ہین اون سے متعلق ہونا ایک شرط کا پایا جاتا ہے مثلاً ایسی صورت مین یہہ کہا جاتا ہے کہ "مینے تمکو یہہ شیئے دی بشرطیکہ تم مجہکو فلان شیئے دو" ایسے معاہدہ کو اہل شرع نے بلحاظ اوسکی شرط کے داخل ہبہ قرار دیا ہے اور ایسی حالت مین حاصل ہونا قبضہ کا ضرور ہے کیونکہ اگر دو بغیر

دو بیٹے اور تین بیٹیان اور تیسری سے صرف ایک بیٹی تہی پہلی زوجہ معہ اپنی اولاد کے بقید حیات اور متوفی کے کل ترکہ پر قابض ہے اور
دوسری اور تیسری زوجہ نے شوہر سے قبل وفات پائی لیکن اولاد اون کی موجود ہے اور اب دوسری زوجہ کی اولاد پندرہ ہزار روپیہ کسقدر
کم روپیہ کی بابت یعنی منجملہ ۹۲ سہام ترکہ کے ۴۹ سہام کی دعویدار ہے اور پہلی زوجہ اور اوسکی اولاد کو جو اسمقدمہ مین مدعاعلیہ ہین جوابدعوی
مین یہہ عذر ہے کہ شخص مذکور نے چند سال پیشتر اپنی وفات کے کل جایداد منقولہ وغیر منقولہ موروثی ومکسوبی اپنی پہلی زوجہ کے نام دستاویز
ہبہ بالعوض کے ذریعہ سے بابت اوسکے دین مہر کے جو بقدر تین لاکہہ روپیہ کے تہا منتقل کر دی اور تصدیق دستاویز مذکور حسب ضابطہ عمل
مین آئی بتایید اس عذر کے مدعاعلیہون نے دستاویز ہبہ بالعوض پیش کی اور گواہون کی شہادت سے معلوم ہوتا ہے کہ شخص متوفی نے
یہہ دستاویز بنظر رفع خفگی زوجہ کے تحریر کی تہی اور زوجہ کسی امر خانگی کی وجہہ سے ایک مرتبہ ناراض ہوکر شوہر کے گہر سے بہائی کے گہر جانا چاہتی
تہی علاوہ اسکے شہادت سے پایا جاتا ہے کہ ہرچند دستاویز ہبہ بالعوض مین یہہ لکہا ہے کہ متعاقدین کے باہم تقابض بدلین عمل مین آیا لیکن
فی الواقع شوہر اپنی کل جایداد پر تا وقت وفات قابض تہا ایسی صورت مین اسطرحکی دستاویز اصول وراثت کے بموجب مانع ارث ہے یا نہین؟

ہبہ کی دو قسمین — ہبہ مطلق و ہبہ مقید

ج - ہبہ کی دو قسمین ہین - اول ہبہ مطلق اور وہ یہہ صورت ہے کہ شے موہوبہ کی بابت کچہہ معاوضہ نہین لیا جاتا اور واہب اپنی جایداد کو
قطعاً دیدیتا ہے اور ایسی حالت مین جواز ہبہ کے واسطے حاصل ہونا قبضہ کا شے موہوبہ پر ضرور ہے اور دوسری قسم ہبہ کی مقید ہے اور اسکی
دو قسمین ہین یعنی ہبہ بشرط العوض اور ہبہ بالعوض - ہبہ بشرط العوض کی یہہ صورت ہے کہ ایک شخص دوسرے کو کوئی شے بشرطیکہ دوسری

ہبہ بشرط العوض

شے کے موہوب لہ سے دیے اور اس حالت مین بہی حاصل ہونا قبضہ کا شے موہوبہ پر لابد ہے اور اسکی علیحدگی اور تفریق بہی واہب کی جایداد سے
ضرور ہے لیکن اسطرحکا ہبہ اول مرتبہ مین صرف بطور عام ہبہ کے ہے اور مرتبہ اخیر مین یعنی بعد ملنے معاوضہ کے مثل بیع کے ہے پس اگر اسطرحکا ہبہ
بغیر قبضہ عمل مین آئے تو وہ بعد اداہونے جملہ مطالبات سابقہ ذمگی جایداد مثل قرضہ و دین مہر و وصیت وغیرہ اصول وراثت کے بموجب مانع ارث

ہبہ بالعوض

نہین ہوسکتا دوسری قسم ہبہ بالعوض ہے اور اسکی صورت یہہ ہے کہ ایک شخص دوسرے سے کہے کہ مینے تمکو یہہ فلان شے کی بابت مثلاً بعوض اوس پارچہ
یا اوس غلام یا بابت ایک ہزار درم کے فلان شے دی - اس قسم کا ہبہ بموجب رائے مسلمہ عام کے مرتبہ اول و اخیر مین مثل بیع کے ہے اور ایسی حالت
مین دیا جانا قبضہ کا موہوب لہ کو لابد نہین ہے چنانچہ دستاویز نوشتہ شوہر سے واضح ہوتا ہے کہ وہ بہی اسی قسم کی ہے اور اگر وہ حسب ضابطہ
ثابت ہو تو فی الواقع وراثت کا دعوی باطل متصور ہوگا یہہ سب مطابق مسئلہ محمدیہ و خلاصہ دیگر رسایل فقہ کے ہے + †

مقدمہ ۱۷

س - ایک شخص دو زوجہ چہوڑکر مرگیا مگر اپنے حین حیات کل جایداد کو معہ اثاث البیت روپیہ و زر نقد و زیور کے ایک زوجہ کے نام دین مہر کے
عوض ہبہ کیا شخص مذکور کی وفات کے بعد باہم اونکی دونون زوجہ کے ورثہ کی بابت تنازع پیدا ہوا - ایک زوجہ کے جسکے نام اوس نے کل جایداد

ایسی شرط کے جائز اور واجب التعمیل تصور کیا جاوے تو ممکن ہے کہ معاوضہ نہ دیا جاوے اور ایسی صورت مین معاہدہ کالعدم متصور ہوگا اور [illegible]
کے اسطرحکا معاہدہ بیع کے قبیل سے قرار دیا گیا ہے یعنی بعد تقابض بدلین کے اوسکا اثر مثل بیع کے ہوجاتا ہے +

† وفات ہوا ۱۲۰ +

ہبہ کی ایک دختر ہے اور دوسری کے دو دختر ہین - اس صورت مین شوہر کا ہبہ کرنا جائز ہے یا نہین اور اگر نہین ہے تو ان دونون مین جایداد کس حساب سے تقسیم ہونی چاہیے +

ج - اسصورت مین معلوم ہوتا ہے کہ ہبہ اوس قسم کا عمل مین آیا جسکو شرع کے موجب ہبہ بالعوض کہتے ہین اور اس قسم کا ہبہ ملحاظ بنا و تاثیر کے متشابہ بیع کے ہے لیکن اس معاملہ کے جواز مین اس وجہہ سے شبہ ہے کہ معاوضہ کی چیزون مین کچہہ نہ نقد ہی داخل تہا اور ایسے معاہدہ کو بیع صرف کہتے ہین اس قسم کے معاہدہ کے جواز کے لیئے قبضہ لابد ہے اگر قبضہ ہوگیا ہے تو ایسا معاہدہ صحیح متصور ہوگا ورنہ باطل و ناجائز اور طرفین کو معاہدہ کی استرداد کا اختیار ہے علی ہذا القیاس ورثا اور قرضخواہون کو اختیار ہے کہ معاہدہ کو مسترد کر کے شے منتقلہ کو بعد ادا کرنے اوس چیز کے جو اسکے معاوضہ مین دی گئی ہو واپس لین تاوقتیکہ ہبہ عمل مین نہ آئے شے مذکور مشتری کے قبضہ مین بطور کفالت رہے لیکن جب معاوضہ پہر واپس لیا جاہے اوسوقت سے شے مذکور کی نسبت حکم فرایض جاری ہوگا اور اس صورت مین شے مذکور کے ۴۸ ہم حصے کرنے چاہئین منجملہ ان کے ہر زوجہ کو ۳ اور ہر دختر کو ۱۴ سہام ملینگے +

> ہبہ بالعوض کی وہ صورت جسمین طرفین سے روپیہ معاوضہ مین دیا گیا ہو

مقدمہ ۱۸

س - ایک عورت نے اپنی جایداد دوسری عورت کے نام اس شرط سے ہبہ کی کہ وہ اپنے حین حیات جایداد مذکور سے متمتع رہے اور بعد اسکی دفات کے موہوب لہا کو ملے چنانچہ موہوب لہا نے اس اقرار کے بموجب جایداد کا محاصل و منافع وصول کر کے واہبہ کے حوالہ کیا اور جایداد کے ایک جزو پر واہبہ ہی ہمیشہ قابض رہی ایسا ہبہ شرع کے بموجب جائز ہے یا نہین اور اسکے ذریعہ سے موہوب لہا جایداد مذکور کو بذریعہ بیع منتقل کرنیکی مجاز ہے یا نہین اور بیعنامہ جو موہوب لہا نے تحریر کیا اس وجہہ سے کہ اوسکی تحریر مین واہبہ بہی شریک تہی اور اوس نے اپنے دستخط باضابطہ کر دیئے تہے جائز او رواجب التعمیل ہے یا نہین - اور ابدا اسکے اگر واہبہ اوسی جایداد کو شخص ثالث کے ہاتہہ ہبہ کر دے تو ایسا ہبہ درست سمجہا جاویگا یا نہین +

ج - ہبہ کی تکمیل بغیر حاصل ہونے قبضہ کامل کے نہین ہوسکتی اور اس مقدمہ کے حال سے واضح ہوتا ہے کہ واہبہ نے جایداد کے ایکجزو پر خود قابض رہکر بقیہ جایداد پر موہوب لہا کو قابض کرادیا حالانکہ اسطرحکا قبضہ واسطے اثبات جواز ہبہ کے کافی متصور نہین ہوسکتا اگر واہبہ نے موہوب لہا کو کل جایداد پر قابض کرایا ہو تو ہبہ مکمل ہوتا اور جو شرط قرار پائی وہ باطل و ناجائز ہوجاتی لیکن جبکہ واہبہ جزو جایداد پر خود قابض رہی تو قبضہ کامل قرار نہین پاسکتا اور بغیر اسکے ہبہ غیر موثر ہے لیکن چونکہ واہبہ نے اوس بیعنامہ پر جو موہوب لہا کی جانب سے تحریر ہوا دستخط اپنا حسب ضابطہ ثبت کردیا لہذا اسکے اس فعل سے رضامند ہونا نسبت بیع کے واضح ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ معاہدہ بیع واہبہ اور موہوب لہا کی رضامندی سے عمل مین آیا ایسی صورت مین بیعنامہ کو جائز اور واجب التعمیل تصور کرنا چاہیے اور جو معاہدہ بذریعہ اسکے عمل مین آیا قابل بحالی ہے اور واہبہ کو اختیار نہین ہے کہ اوسی جایداد کو بعد ازان دوسرے کے ہاتہہ منتقل کرے ++

> اگر ہبہ ناجائز ہو اور واہبہ اس بیعنامہ پر جو موہوب لہا کی جانب سے لکہا جاوے دستخط اپنا کرے تو بیع جائز ہے +

+ باوی النظر مین فیصلہ اسمقدمہ کا قاعدہ عام ہبہ کے خلاف معلوم ہوتا ہے اور اگرچہ واسطے تسلیم جواز بیع کے کوئی وجہہ صراحتاً نہین لکہی ہے لیکن وہ وجہہ یہہ ہے کہ واہبہ نے موہوب لہا کو شے موہوبہ پر اس نظر سے قابض کرادیا کہ شے مذکور مشتری کو دیجاوے اور اس وجہہ سے

دو بیٹے اور تین بیٹیان اور تیسری سے صرف ایک بیٹی تہی پہلی زوجہ معہ اپنی اولاد کے بقید حیات اور متوفی کے کل ترکہ پر قابض ہے اور
دوسری اور تیسری زوجہ نے شوہر سے قبل وفات پائی لیکن اولاد اون کی موجود ہے اور اب دوسری زوجہ کی اولاد پندرہ ہزار سے کسیقدر
کم روپیہ کی بابت یعنی منجملہ ۲۹ سہام ترکہ کے ۹ سہام کی دعویدار ہے اور پہلی زوجہ اور اوسکی اولاد کو جو اسمقدمہ مین مدعاعلیہ ہین جوابدعوی
مین یہہ عذر ہے کہ شخص مذکور نے چند سال پیشتر اپنی وفات کے کل جایداد منقولہ وغیرمنقولہ موروثی ومکسوبی اپنی پہلی زوجہ کے نام دستاویز
ہبہ بالعوض کے ذریعہ سے بابت اسکے دین مہر کے جو بقدر تین لاکہہ روپیہ کے تہا منتقل کردی اور تصدیق دستاویز مذکور حسب ضابطہ عمل
مین آئی بتائید اس عذر کے مدعاعلیہم نے دستاویز ہبہ بالعوض پیش کی اور گواہون کی شہادت سے معلوم ہوتاہے کہ شخص متوفی نے
یہہ دستاویز بنظر رفع خفگی زوجہ کے تحریر کی تہی اور زوجہ کسی امرخانگی کی وجہہ سے ایک مرتبہ ناراض ہوکر شوہر کے گہر بہائی کے گہر جانا چاہتی
تہی علاوہ اسکے شہادت سے پایا جاتاہے کہ ہرچند دستاویز ہبہ بالعوض مین یہہ لکہاہے کہ متعاقدین کے باہم تقابض بدلین عمل مین آیا لیکن
فی الواقع شوہر اپنی کل جایداد پر تاوقت وفات قابض تہا ایسی صورت مین اسطرحکی دستاویز اصول وراثت کے بموجب مانع ارث ہے یا نہین
ج - ہبہ کی دو قسمین ہین - اوّل ہبہ مطلق اور وہ یہہ صورت ہے کہ شے موہوبہ کی بابت کچہہ معاوضہ نہین لیا جاتا اور واہب اپنی جایداد کو
قطعاً دیدیتاہے اور ایسی حالت مین جواز ہبہ کے واسطے حاصل ہونا قبضہ کا شے موہوبہ پر ضرور ہے اور دوسری قسم ہبہ کی مقید ہے اور اسکی
دو قسمین ہین یعنی ہبہ بشرط العوض اور ہبہ بالعوض - ہبہ بشرط العوض کی یہہ صورت ہے کہ ایک شخص دوسرے کو کوئی شے بشرط لینے دوسری
شے کے موہوب لہ سے دے اور اس حالت مین بہی حاصل ہونا قبضہ کا شے موہوبہ پر لابد ہے اور اسکی علیحدگی اور تفریق بہی واہب کی جایداد سے
ضرور ہے لیکن اسطرحکا ہبہ اول مرتبہ مین صرف بطور عام ہبہ کے ہے اور مرتبہ اخیر مین یعنی بعد ملنے معاوضہ کے مثل بیع کے ہے پس اگر اسطرحکا ہبہ
بغیر قبضہ عمل مین آئے تو وہ بعد اداہونے جملہ مطالبات سابقہ ذمگی جایداد مثل قرضہ ودین مہر ووصیت وغیرہ اصول وراثت کے بموجب مانع ارث
نہین ہوسکتا دوسری قسم ہبہ بالعوض ہے اور اسکی صورت یہہ ہے کہ ایک شخص دوسرے سے کہے کہ مینے تمکو یہہ فلان شے کی بابت مثلاً بعوض اوس تیرے
یا اوس غلام یا بابت ایک ہزار درم کے فلان شے دی - اس قسم کا ہبہ بموجب رائے مسلمہ عام کے مرتبہ اول واخیر مین مثل ہبہ کے ہے اور ایسی حالت
مین دیا جانا قبضہ کا موہوب لہ کو لابد نہین ہے چنانچہ دستاویز نوشتہ شوہر سے واضح ہوتاہے کہ وہ بہی اسی قسم کی ہے اور اگر وہ حسب ضابطہ
ثابت ہو تو فی الواقع وراثت کا دعوی باطل متصور ہوگا یہہ رائے مطابق مسئلہ حدیہ وخلاصہ وغیرہ دیگر رسایل فقہ کے ہے + †

ہبہ کی دو قسمین
ہبہ مطلق
و ہبہ مقید +
ہبہ بشرط العوض
ہبہ بالعوض

مقدمہ ۱۷

س - ایک شخص دو زوجہ چہوڑکر مرگیا مگر اپنے حین حیات کل جایداد کو معہ اثاث البیت روپیہ و زرنقد و زیور کے ایک زوجہ کے نام دین مہر کے
عوض ہبہ کیا شخص مذکور کی وفات کے بعد باہم اوسکی دونون زوجہ کے ورثہ کی بابت تنازع پیدا ہوا - ایک زوجہ کہتی ہے جسکے نام اوس نے کل جایداد

ایسی شرط کے جائز اور واجب التعمیل تصور کیا جاے تو ممکن ہے کہ معاوضہ نہ دیا جاے اور ایسی صورت مین معاہدہ کالعدم متصور ہوگا اور نتیجہ تامہ
کے اسطرحکا معاہدہ بیع کے قبیل سے قرار دیا گیا ہے یعنی بعد تقابض بدلین کے اوسکا اثر مثل بیع کے ہوجاتاہے +

† وفات ہوا ۱۷ +

ہبہ کی ایک دختر ہے اور دوسری کے دو دختر ہین۔ اس صورت مین شوہر کا ہبہ کرنا جائز ہے یا نہین اور اگر نہین ہے تو ان دونون کی جایداد کس حساب سے تقسیم ہونی چاہیے ✦

ج۔ اسصورت مین معلوم ہوتا ہے کہ ہبہ اوس قسم کا عمل مین آیا جسکو شرع کے موجب ہبہ بالعوض کہتے ہین اور اس قسم کا ہبہ ملحاظ بنا و تاثیر کے متشابہ بیع کے ہے لیکن اس معاملہ کے جواز مین اس وجہ سے شبہ ہے کہ معاوضہ کی چیزون مین کچھہ نقد بھی داخل تھا اور ایسے معاہدہ کو بیع صرف کہتے ہین اس قسم کے معاہدہ کے جواز کے لیئے قبضہ لابد ہے اگر قبضہ ہوگیا ہے تو ایسا معاہدہ صحیح متصور ہوگا ورنہ باطل و ناجائز اور طرفین کو معاہدہ کی استرداد کا اختیار ہے علی ہذا القیاس ورثا اور قرضخواہون کو اختیار ہے کہ معاہدہ کو مسترد کرکے شے منتقلہ کو بعد ادا کرنے اوس چیز کے جو اسکے معاوضہ مین دی گئی ہو واپس لین تاوقتیکہ ہبہ عمل مین نہ آئے شے مذکور مشتری کے قبضہ مین بطور کفالت رہے لیکن جب معاوضہ پھر واپس لیا جاوے اوسوقت شے مذکور کی نسبت حکم فرایض جاری ہوگا اور اس صورت مین شے مذکور کے ۴۸ حصے کرنے چاہئین منجملہ ان کے ہر زوجہ کو ۳ اور ہر دختر کو ۱۴ سہام ملینگے ✦

ہبہ بالعوض کی وہ صورت جسمین طرفین سے روپیہ معاوضہ مین دیا گیا ہو

مقدمہ ۱۸

س۔ ایک عورت نے اپنی جایداد دوسری عورت کے نام اس شرط سے ہبہ کی کہ وہ اپنے حین حیات جایداد مذکور سے متمتع رہے اور بعد اسکی وفات کے موہوب لہا کو ملے چنانچہ موہوب لہا نے اس اقرار کے بموجب جایداد کا محاصل و منافع وصول کرکے واہبہ کے حوالہ کیا اور جایداد کے ایک جزو پر واہبہ بھی ہمیشہ قابض رہی ایسا ہبہ شرع کے بموجب جائز ہے یا نہین اور اسکے ذریعہ سے موہوب لہا جایداد مذکور کو بذریعہ بیع منتقل کرنیکی مجاز ہے یا نہین اور بیعنامہ جو موہوب لہا نے تحریر کیا اس وجہ سے کہ اوسکی تحریر مین واہبہ بھی شریک تھی اور اوس نے اپنے دستخط باضابطہ کردیئے تھے جائز اور واجب التعمیل ہے یا نہین۔ اور بعد اسکے اگر واہبہ اوسی جایداد کو شخص ثالث کے ہاتھہ ہبہ کردے تو ایسا ہبہ درست سمجھا جاویگا یا نہین ✦

ج۔ ہبہ کی تکمیل بغیر حاصل ہونے قبضہ کامل کے نہین ہوسکتی اور اس مقدمہ کے حال سے واضح ہوتا ہے کہ واہبہ نے جایداد کے ایک جزو پر خود قابض رہکر بقیہ جایداد پر موہوب لہا کو قابض کرادیا حالانکہ اسطرحکا قبضہ واسطے اثبات جواز ہبہ کے کافی متصور نہین ہوسکتا اگر واہبہ نے موہوب لہا کو کل جایداد پر قابض کرایا ہو تو ہبہ مکمل ہوتا اور جو شرط قرار پائی وہ باطل و ناجائز ہوجاتی لیکن جبکہ واہبہ جزو جایداد پر خود قابض رہی تو قبضہ کامل قرار نہین پاسکتا اور بغیر اسکے ہبہ غیر موثر ہے لیکن چونکہ واہبہ نے اوس بیعنامہ پر جو موہوب لہا کی جانب سے تحریر ہوا دستخط اپنا حسب ضابطہ ثبت کردیا لہذا اسکے اس فعل سے رضامند ہونا نسبت بیع کے واضح ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ معاہدہ بیع واہبہ اور موہوب لہا کی رضامندی سے عمل مین آیا ایسی صورت مین بیعنامہ کو جائز اور واجب التعمیل تصور کرنا چاہیئے اور جو معاہدہ بذریعہ اسکے عمل مین آیا قابل بحالی ہے اور واہبہ کو اختیار نہین ہے کہ اوسی جایداد کو بعد ازان دوسرے کے ہاتھہ منتقل کرے ✦ ✝

اگر ہبہ ناجائز ہو اور واہبہ اس بیعنامہ پر جو موہوب لہا کی جانب سے لکھا جاوے دستخط اپنا کردے تو بیع جائز ہے ✦

✝ بادی النظر مین فیصلہ اسمقدمہ کا قاعدہ عام ہبہ کے خلاف معلوم ہوتا ہے اور اگرچہ واسطے تسلیم جواز بیع کے کوئی وجہ صراحتاً نہین لکھی ہے لیکن وہ وجہ یہہ ہے کہ واہبہ نے موہوب لہا کو شے موہوبہ پر اس نظر سے قابض کرادیا کہ شے مذکور مشتری کو دیدیا اور اس وجہہ سے

مقدمہ ۱۹

س ۱- ایک عورت نے اپنی کل جایداد اپنے پوتے کے نام جو پانچ برس کا تہا ہبہ کی اور پانچ برس بعد اوس نے جایداد موہوبہ کو اپنے کل وارثون مین کہ منجملہ اون کے پوتا بہی داخل ہے تقسیم کی ایسی صورت مین جایداد کا ہبہ جو ایک وارث کے نام ہوا جائز اور درست ہے یا نہین اور اسکو بعد ہبہ کے جایداد موہوبہ کے واپس لینے کا اختیار ہے یا نہین +

ج ۱- اس طرحکا ہبہ جائز و درست ہے اور قابل استرداد نہین ہے کیونکہ دادی اور پوتے مین ایسا واسطہ ہے جسمین نکاح جائز نہین ہے اور اسطرحکا واسطہ مانع استرداد ہبہ ہے - دادی نے جو اپنی جایداد کو پانچ برس بعد ہبہ کے اپنے کل وارثون مین بالعموم تقسیم کیا ہے امر ناجائز اور نادرست ہے اور پہلا ہبہ بدستور نافذ تصور کیا جائیگا - شرح وقایہ مین لکہا ہے کہ جو شے موہوب لہ کے قبضہ مین ہو اسکی ہبہ کی تکمیل کیلئے قبضہ جدید ضرور نہین ہے اور جو ہبہ باپ کی جانب سے اولاد کے نام عمل مین آئے تکمیل اوسکی محض بیان سے ہو جاتی ہے اور جو ہبہ شخص اجنبی کی طرف سے طفل کے نام عمل مین آئے اور اگر طفل ذیشعور ہو تو اوسکو شے موہوبہ پر قابض ہونا چاہیئے اسکا باپ یا دادا اسکی طرف سے جایداد پر دخیل ہون یا ولی جو اون کی جانب سے مقرر کیا جاوے یا طفل کی مان بشرطیکہ طفل اسکے ساتہہ رہتا ہو قبضہ حاصل کرین یا شخص اجنبی قابض ہو سکتا ہے مگر شرط یہہ ہے کہ طفل مذکور اسکے گہر مین تربیت پاتا ہو اوسی نسخہ مین استرداد ہبہ کے موانع سات قرار دیگئے ہین - ۱ داخل ہونا شے غیر مملوکہ کا ہبہ مین - ۲ وفات موہوب لہ - ۳ دیا جانا معاوضہ کا موہوب لہ کی طرف سے واہب کو - ۴ انتقال ہبہ - ۵ ہبہ کا ہونا باہم زوجہ و شوہر کے - ۶ ہونا ہبہ کا اون واسطہ دارون مین جنکے ساتہہ نکاح ناجائز ہے - ۷ تلف ہو جانا شے موہوبہ کا + †

س ۲- مدعی یعنی موہوب لہ کی دادی اور بانی بعد وفات پدر موہوب لہ اور پانچ برس بعد ہبہ کے جایداد موہوبہ کو اپنے اور وارثون مین تقسیم کیا ایسی صورت مین اسطرحکی تقسیم جائز ہے یا نہین +

ج ۲- چونکہ ہبہ ابہی جائز قرار دیا گیا ہے اور استرداد اسکا ناجائز ہے لہذا تقسیم مابعد کو باطل تصور کرنا چاہیئے اور زندہ ہونا یا وفات پانا موہوب لہ کے باپ کا ہبہ کے وقت اس امر مین مطلق موثر نہین ہے چنانچہ جو فقرہ شرح وقایہ سے منقول ہوا ہے وہ اس جواب کی تائید کیلئے کافی ہے اور نیز واسطے فقرہ ذیل جو ہدایہ سے منقول ہے اس صورت سے متعلق ہے اور وہ فقرہ یہہ ہے کہ "اگر باپ کوئی شے اپنے پسر صغیر السن کے نام ہبہ کرے تو پسر بذریعہ ہبہ کے مالک ہو تا ہے الا اوس صورت مین" الخ یہی قاعدہ اس صورت کی نسبت بہی صادق آتا ہے جب مان کوئی شے اپنے پسر صغیر السن کو جسکی وہ پرورش کرتی ہو ہبہ کرے اور شرط یہہ ہے کہ باپ اسکا مر گیا ہو اور کوئی شخص ولی مقرر نکیا گیا ہو علی ہذا القیاس یہی قاعدہ اس حالت سے بہی متعلق ہے جب پسر صغیر السن بسبب وفات پانے باپ اور نامزد ہونے ولی کے کسی اور شخص کی حفاظت مین ہو اور اسکے نام ہبہ عمل مین آئے - اور اگر شخص اجنبی کی جانب سے کسی طفل کے نام ہبہ عمل مین آئے تو تکمیل ایسے ہبہ کی اسصورت مین

ناجوازی ہبہ مرتفع ہو گئی اور قاعدہ یہہ ہے کہ جب کوئی جایداد شخص ثالث کے نام منتقل ہو جاتی ہے تو استرداد اوسکا نہین ہو سکتا +

† اصول ہبہ دفعہ ۱۳- اس دفعہ مین استرداد ہبہ کے موانع پانچ لکہے ہین اور رشتہ دارون کی نسبت جو مستثنیٰ ہے اسمین ہبہ مابین شوہر و زوجہ کے بہی داخل ہے اور تلف ہو جانا شے موہوبہ کا موانع مذکورہ کی تفصیل مین سہواً متروک ہو گیا اور وفات پانا واہب کا بہی مانع استرداد ہبہ ہے +

[Margin notes:]

ہبہ جو دادی کی جانب سے پوتے کے نام عمل مین آئے +

ہبہ غیر قابل استرداد

طفل کی جانب سے کس کو قبضہ ملنا چاہیئے +

ہوتی ہے کہ طفل کے باپ کو شے موہوبہ پر قابض کرا دیا جائے۔ اگر کوئی شخص کسی یتیم کے نام کچھہ جایداد ہبہ کرے اور اوسکی جانب سے اوسکا
ولی یعنی وصی جو باپ نے نامزد کیا ہو یا دادا اوس پر قابض ہو تو ایسا ہبہ جائز ہے اگر کسی طفل کا باپ مرگیا ہو اور اوسکی پرورش اوسکی مان کرتی
ہو اور مان اوس شے پر جو طفل کے نام ہبہ ہوئی ہو قبضہ حاصل کرے تو اسطرحکا ہبہ صحیح ہے یہی قاعدہ اس حالت مین بہی صادق آتا ہے
جب طفل یتیم کسی شخص اجنبی کی حفاظت مین ہو۔ اور اگر طفل شے موہوبہ پر خود قابض ہو جائے تو یہہ امر جائز ہے الا اسصورت مین کہ
طفل ذی شعور ہو" *

مقدمہ ۲۰

س ۱ - دو بہائی بالاشتراک رہتے تھے دونون کا ازدواج ہو گیا تہا اور ایک بہائی کے ایک پسر اور تین بیٹیان تہین دونون بہائیون نے
اپنی کل جایداد پسر مذکور کے نام جو صرف ساڑھے سات برس کا تہا ہبہ کردی اور اوسکے نام ایک ہبہ نامہ لکہدیا ایسا ہبہ شرعاً جائز ہے یا نہین *

باپ اور چچا کا ہبہ کرنا پسر نابالغ کے نام *

ج ۱ - باپ اور چچا نے جو اپنے مال مشترکہ کو نابالغ کے نام ہبہ کیا وہ جائز ہے بشرطیکہ قبضہ کامل دلایا گیا ہو یعنی چچا جایداد منتقلہ کی شرکت سے دستبردار
ہو گیا ہو اور جایداد مذکور باپ کے حوالہ کی گئی ہو جو نابالغ پسر کی جانب سے قابض ہونیکا مجاز ہے ۔ لیکن اگر چچا باپ کے ساتھہ جایداد پر بالاشتراک
قابض رہا ہو تو ہبہ ناجائز ہوگا۔

ہبہ قریب المرگ ہونیکی حالت مین

باوجود اس مسئلہ کے اگر باپ قریب المرگ ہونیکی حالت مین اپنی کل جایداد ایک پسر کو بمحرومی اوروں کے ہبہ
کرے تو یہہ بالکل ناجائز متصور ہوگا کیونکہ ایسی حالت مین ورثا کو عموماً اسکی جایداد پر استحقاق قایم بالوجود حاصل ہو جاتا ہے لہذا اسطور کا
انتقال ناجائز ہے لیکن اگر اسطرحکا ہبہ بحالت تندرستی کیا جائے تو واہب کا یہہ فعل مذموم اور دراصل زیادتی تصور کیا جائیگا اور مورث کا اپنے
ورثا کو ضرر پہنچانا گناہ ہے *

دیگر ورثا کو محروم رکہنا مذموم ہے *

س ۲ - اگر صورت مذکورہ بالا مین واہب اتلاف استحقاق کا ملزم قرار دیا جائے تو بہی ہبہ درست اور صحیح تصور کیا جائیگا یا نہین *

اگر ہبہ جائز متصور ہوگا

ج ۲ - کل جایداد کا ایک وارث کے نام بمحرومی دیگر ورثا کے ایسی صورت مین ہبہ کرنا جسکا ذکر سوال اول کے جواب مین کیا گیا درست اور صحیح ہے
گو ایسا فعل ابوحنیفہ کے مسائل کے بموجب مذموم ہے لیکن نعمان بن بشیر محدث امام ابویوسف اور محمد امجد مصنف فتاوا قنوجی نے ایسے ہبہ کو فعل بیرحمی
اور جبر سمجہکر ناجائز بیان کیا ہے اور لکہا ہے کہ ایسی صورت مین جایداد وارثون کے نام باہم مساوی طور پر تقسیم ہونی چاہیئے فتاوا سراج المنیر
مین درباب جواز مسائل مذکورہ بالا کے یہہ مواخذ مندرج ہین ۔ "اگر دو شخص یا دو سے زیادہ ایک مکان ایک شخص کے نام ہبہ کرین تو جائز
ہے" ہدایہ مین لکہا ہے کہ "اگر دو شخص بالاشتراک ایک مکان ایک شخص کے نام ہبہ کرین تو جائز ہے" فتاوا سراج المنیر مین مندرج
ہے کہ "جایداد موہوبہ کی تفریق اور تصریح قبضہ دلانیکے وقت ضرور ہے" اور در مختار مین یہہ درج ہے کہ "اگر حالت تندرستی مین کوئی
شخص اپنی کل جایداد ایک لڑکے کے نام ہبہ کرے تو ایسا ہبہ جائز ہے مگر واہب گنہگار تصور کیا جائیگا" مشکوۃ شریف مین نعمان بن بشیر کی ایک
روایت اسطور پر لکہی ہے کہ "جب مین صرف سات برس کا تہا تو میرے باپ نے مجھے ایک غلام دیا مگر میری مان اس باب مین معترض ہوئی
اس وجہہ سے حضرت پیغمبر کو بلایا اور اون کے سامنے یہہ امر بیان کیا گیا حضرت نے میرے باپ سے پوچہا کہ تمہارے اور بہی اولاد ہے یا نہین
اور جب جواب مین ہونا اور اولاد کا تسلیم کیا گیا تب حضرت نے میرے باپ سے پوچہا کہ تمنے اپنی اولاد سے ہر ایک کو اسطور کا ہبہ کیا ہے
یا نہین اس سے میرے باپ نے انکار کیا تب حضرت نے کہا کہ یہہ بڑی بے انصافی ہے اور فرمایا کہ گہر جا اور خدا کا خوف کر اور اپنی جایداد کو

مواخذ بابت جواز ایسے ہبہ کے *

ایسا ہبہ مذموم ہے *

اولاد کے باہم مساوی طور پر تقسیم کرے" در مختار مین لکہا ہے کہ "ایک طفل کی جانب ازدیاد محبت کا اظہار قابل الزام نہین ہے کیونکہ یہہ امر طبیعت سے متعلق ہے علی ہذا القیاس ہبہ کی صورت مین بہی کمی و بیشی الزام کے قابل نہین ہے بشرطیکہ مورث کا منشا یہہ نہو کہ او روارثون کو ضرر پہنچے ورنہ جایداد مساوی طور پر تقسیم ہونی چاہیئے" مصنف مؤخر الذکر کی راے کے موجب دختر اور بیٹے کے نام ہبہ مساوی جائے اور یہی راے مسلمہ ہے مصنف مؤخر الذکر سے یہان ابو یوسف مراد ہے معاملات مین اونہی کی راے کے مطابق عمل ہوتا ہے جو نکہ ضرر رسانی کی وجہہ سے استحقاق ورثا کا ساقط سمجہا گیا ہے لہذا ہر صورتین جبکہ جایداد کی تقسیم بنظر ضرر رسانی غیر مساوی طور پر عمل مین آئے امر ضرور ہے کہ مساوی طور پر جایداد تقسیم کرائی جاے لیکن جب ایک شخص اپنی کل جایداد ایک طفل کو دیدے تو اسصورت مین ضرور ہے کہ اور ونکو ضرر بہی بڑی پہنچیگی۔ مولانا محمد احمد شارح مصنف فتاوی قنوجی نے اس بابین اپنی راے یہہ لکہی ہے کہ "معقولہ یہہ ہے کہ مورث کا جبر لینے ورثا کی جانب جائز نہین ہے اور گو فی الواقع مراد اس معقولہ کی یہہ ہے کہ اگر باپ حالت صحت مین ایک بیٹے کے نام اپنی کل جایداد یا کسیقدر جزو اسکا زاید اسکے حصہ سے ہبہ کرے تو یہہ امر موجب اتلاف استحقاق اور وارثون کا ہے لیکن اس سے بالعموم صرف یہی معنی مفہوم نہین کیے جاتے ہین"

مقدمہ ۲۱

س ۱۔ ایک شخص کے دو زوجہ تہین ان مین سے ایک کے نام اسنے دستآویز تحریر کی اور اسکے ذریعہ سے اپنی جایداد منقولہ و غیر منقولہ کے کل حقوق بالعوض دین مہر منتقل کر دیئے دو برس بعد اسنے ایک دستآویز دوسری زوجہ کے نام لکہدی اور اسکے ذریعہ سے اپنی نصف جایداد کا استحقاق بالعوض دین مہر کے اسکے نام منتقل کر دیا اور اس امر مین زوجہ اول کی منظوری تحریری حاصل کر لی اسصورت مین شخص مذکور کی وفات کے بعد زوجہ ثانی دعوی دین مہر کے ذریعہ سے مستحق پانے نصف جایداد کی ہے یا نہین +

ج ۱۔ اس صورت مین شوہر نے اپنی جایداد کے کل حقوق زوجہ اول کے نام قبل دینے نصف جایداد کے دوسری زوجہ کو دین مہر کے عوض منتقل کر دیئے لہذا دوسری مرتبہ کا انتقال نادرست ہے کیونکہ حق مالکیت نسبت شے موہوبہ کے شوہر سے منتقل ہو کر زوجہ کو حاصل ہوا تہا اور یہہ امر اوس صورت مین صادق آتی ہے کہ پہلی زوجہ کی جانب سے اجازت حاصل نہین ہوئی تہی لیکن اگر یہہ تسلیم کیا جاے کہ دستآویز مشعر اجازت بخوبی مصدق ہے تو اسمین صرف اسقدر لکہا ہے کہ شوہر کو اختیار ہے کہ منجملہ اس جایداد کے جو اوس نے پیشتر اپنی پہلی زوجہ کے نام دین مہر کی عوض منتقل کی نصف اوسکا بذریعہ دستآویز اپنی دوسری زوجہ کے نام منتقل کرے اور یہہ جو دوسری زوجہ کے نام عمل مین آیا اسکے حق مین محض بیفائدہ ہے کیونکہ بعد تحریر ہونے دستآویز ہبہ منجانب شوہر کے رضامندی پہلی زوجہ کی اسکے نفاذ کے واسطے ضرور ہے لیکن حاصل ہونا اسکی اجازت کا پایا نہین جاتا اور صرف اجازت تحریری کی رو سے دوسری زوجہ کو نصف جایداد † پانیکا استحقاق شرعاً حاصل نہین ہو سکتا لیکن اسیقدر مسلکے ثبوت سے پایا جاتا ہے کہ پہلی زوجہ کی اجازت کبہی حاصل نہین ہوئی +

زوجہ کے نام ہبہ کرنا جایداد مہر کا درست نہین ہے گو شخص مذکور کی تحریری اجازت سے ایسا عمل مین آیا ہو +

س ۲۔ اگر پہلی زوجہ نے دوسری زوجہ کی نسبت اجازت تحریری دی ہو تو وہ بعد وفات شوہر کے مستحق پانے نصف جایداد کی جو ہبہ اسکو

† یہہ مسئلہ فی الحقیقت شرع کے مطابق ہے گو اسکے جواز مین کسیقدر شبہ معلوم ہوتا ہے اور وجہ اسکی یہہ بیان کی گئی ہے کہ جبتک پہلی زوجہ کی جانب سے جایداد کا انتقال شوہر کے نام بذریعہ ہبہ اور طور پر عمل مین نہین آتا شوہر اوسکو ہرگز منتقل نہین کر سکتا تہا یا اگر پہلی زوجہ نے شوہر کو اپنا مختار واسطے انتقال کے نامزد کیا ہوتا تو وہ مجاز انتقال تصور کیا جاتا اور انتقال اصل مالکہ یعنی زوجہ کی طرف سے تصور کیا جاتا نہ مختار کی جانب سے +

شوہر کی حیات مین قبضہ حاصل نہین ہوا ہو گی یا نہین +

اجازت ہونیکی صورت مین دوسری زوجہ کو بدرجہ اولی کچہہ جایداد نملیگی +

ج ۲ - ایسی صورت مین دوسری زوجہ بدرجہ اولی کچہہ نہ پائیگی +

س ۳ پہلی زوجہ نے اپنی کل ملکیت کا ہبہ نامہ اس شخص کے نام تحریر کیا جسکو اس نے بحالت نابالغی متبنی کیا تہا اور نام اسکے پسر متبنی کا اسکی درخواست کے مطابق ملکیت کے بعض حصص کی نسبت بطور مالک درج ہوا لیکن بعض کی نسبت نہین لکہا گیا اور یہہ ثابت ہے کہ تحریر ہبہ نامہ سے ڈہائی برس تک زوجہ قابض رہی اور بظاہر مالک تصور کی گئی اور یہہ بہی ثابت ہوا کہ اس نے باوصف موجود ہونے والدین نابالغ کے جسکو اس نے متبنی کیا تہا جزو جایداد کو اپنے نام سے رہن کیا ایسی صورت مین اگر ان کو اپنے پسر نابالغ کی جانب سے قبضہ حاصل ہوا ہو تو یہہ بخوبی جائز تصور کیا جائیگا یا کل ملکیت کا ہبہ اس وجہہ سے نادرست اور ناجائز متصور ہوگا کہ موہوب لہ کو قبضہ کامل حاصل یا نام اسکا بطور مالک مطلق داخل نہین ہوا +

ج ۳ - جایداد کے ان حصص کا ہبہ جنکی نسبت نابالغ کا نام بطور مالک داخل ہوا اور جنپر وہ بطور جائز قابض ہوا بلا شک درست ہے مگر اہل فقہ کی رایے بابت ان حصص جایداد کے مختلف ہے جنپر واہب بظاہر مالک کے طور پر قابض ہا بعض کی یہہ رایے ہے کہ واہب کا قبضہ نابالغ موہوب لہ کی جانب سے جو واہب کے کنبہ کے ساتہہ رہتا ہو مگر اس سے رشتہ داری نرکہتا ہو ہبہ کے جواز کیلئے کافی نہین ہے بشرطیکہ موہوب لہ کا باپ زندہ نہو اور بصورت زندہ اور موجود ہونے باپ کے ایسا قبضہ کافی تصور نکیا جائیگا - بعض کی یہہ رایے ہے کہ ایسے واہب کا قبضہ جو موہوب لہ سے قرابت نرکہتا ہو اس ہبہ کے جواز کیلیے جو نابالغ کے نام عمل مین آئے کافی ہے یہہ رایے حال کے اہل فقہ مثلاً مصنفان جامع رموز و برجندی و در مختار و ابراہیم شاہی و کوہستانی و ملتقت وغیرہ کی ہے اور ان کا بیان یہہ ہے کہ فضیلیات مطابق اس مسئلہ کے ہین جنکی رو سے ایسے شخص اجنبی کا قبضہ جسکے گہر مین نابالغ موہوب لہ رہتا ہو کافی تصور کیا گیا ہے اور دوسرے اہل فقہ جنکی رایے بالعکس رایے مذکورہ بالا کے ہے یہہ بیان نہین کرتے کہ انکی رایے کے بموجب عمل کیا جاتا ہے - موہوب لہا کا اپنے نام سے رہن کرنا ناجائز تہا یہہ فعل اسکا نابالغ موہوب لہ کے استحقاق کی نسبت کچہہ موثر نہوگا نہ کسی صورت سے ہبہ ناجائز قرار پا سکتا ہے کیونکہ واہبہ کی جانب سے رہن کرنا ہبہ کے استرداد کا ثبوت نہین ہو سکتا اسلیے کہ ایسی صورت مین ہبہ کا استرداد ناجائز ہے علاوہ اسکے واہب کا جایداد موہوبہ کے محاصل کو اپنے تصرف مین لانا اور اسی قبیل کے فعل کا اظہار صراحتاً ہونا چاہیے نہ کنایتاً اور کسی جگہہ یہہ نہین لکہا ہے کہ ہبہ کے استرداد کی دو قسمین ہین یعنی ایک صراحتاً اور دوسری کنایتاً + †

کسی صورت مین فیصلہ شخص اجنبی کا موہوب لہ نابالغ کی جایداد پر کافی متصور ہوتا ہے +

س ۴ - اگر جایداد پر جسکو موہوب لہا نے اپنے متبنی پسر کے نام منتقل کیا موہوب لہا بلا اشتراک اپنے بہائی کے قابض رہے تو اسوجہہ سے

† اول اور سوم سوال کی بابت قاضیون کے باہم اختلاف رایے تہا قاضی القضات نجم الدین علی خان کی یہہ رایے تہی کہ زوجہ اول کی تحریری اجازت زوجہ ثانیہ کے حق مین انتقال جایداد کے جواز کے لیے جو شوہر کی جانب سے اوسکے نام عمل مین آیا کافی ہے علاوہ ازین ان کی یہہ بہی رایے تہی کہ رہن جو واہبہ کی جانب اور اس کے نام سے عمل مین آیا اس ہبہ کے استرداد کی کنایتاً مراد تہی اور اسپر عمل ہونا چاہیے مگر کثرت رایے کے بموجب جوابات مذکورہ بالا مین مندرج ہے کیا گیا +

اوس حصہ کے ہبہ کے جواز مین جو اوسکی ملک سے تہا اعتراض عاید ہوگا یا نہین +

ج ۴ - چونکہ بہائی کو بالاشتراک استحقاق مالکیت حاصل ہے لہذا بوجہہ مشاع ایسا ہبہ باطل و ناجائز ہے +

ہبہ کرنا جایداد مشترکہ کا +

مقدمہ ۲۲

س ۱ - ایک شخص نے اپنا مکان سکونت دوسرے شخص کے نام منتقل کیا مگر قبضہ اوسکا نہ چہوڑا واہب اور موہوب لہ دونون شئے موہوبہ پر بالاشتراک قابض رہے اس صورت مین ایسا ہبہ شرعاً جائز ہے یا نہین +

ج ۱ - ایسا ہبہ شرعاً جائز نہین ہے کیونکہ ہبہ کی صورت مین شرط محکومہ شرع یہہ ہے کہ موہوب لہ بلا شرکت غیرے شئے موہوبہ پر قبضہ کامل حاصل کرے اور واہب اسکو بالکل حوالہ کردے اور جایداد منتقلہ کا بالکل قبضہ چہوڑدے اور موہوب لہ کو اوسپر کلیتہً اختیار حاصل ہو جاوے لیکن اسصورت مین معلوم ہوتا ہے کہ واہب نے شئے موہوبہ کا قبضہ نہین چہوڑا بلکہ بالعکس اسکے واہب اور موہوب لہ بالاشتراک شئے مذکورپر دخیل رہے اور یہہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی وفات تک اس مکان مین رہا بلکہ اسی گہر مین اوسنے وفات پائی یہہ امر بخوبی ثابت ہوگیا ہے اور کتب فقہ مین یہہ امر صاف لکہا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک مکان کسی دوسرے شخص کے نام بذریعہ ہبہ منتقل کرے اور وہ خود اوسمین رہے یا اوسمین کچہہ اپنا مال بہی رکہے تو ایسا ہبہ بوجہہ نہ حوالہ کیئے جانے اور نہ ولائے جانے قبضہ کامل کے ناجائز ہے الا اسصورتمین جب زوجہ ایکمکان اپنے شوہر کے نام ہبہ کرے تو ایسا ہبہ صحیح تصور کیا جاویگا گو وہ اپنے شوہر کے ساتہہ اوسپر دخیل رہے اور اپنا کل مال اوسمین رکہے کیونکہ اسلئیکہ زوجہ اور اوسکا مال دونون شوہر کے قبضہ جائز مین رہتے ہین علی ہذا القیاس بعض اہل فقہ کی رائے یہہ ہے کہ اگر باپ اپنے نابالغ بیٹے کے نام مکان ہبہ کرے اور وہ خود اوسپر دخیل رہے اور وہ اپنا اسباب اوسمین رکہے تو ایسا ہبہ اس مسئلہ کے بموجب کہ باپ کا قبضہ جایداد موہوبہ پر مختارتاً متصور کیا جاتا ہے جائز ہے اور اس مسئلہ کی رو سے باپ کا قبضہ بیٹے کے قبضہ کے مساوی ہے لیکن بعض اہل فقہ کو اس مسئلہ کی نسبت بہی اعتراض ہے لیکن یہہ امر صاف ظاہر ہے کہ باستثنا ر دونون صورتون مذکورہ بالا کے یعنی ہبہ جو زوجہ کی جانب سے شوہر کے نام یا باپ کی طرف سے نابالغ بیٹے کے نام عمل مین آئے اگر کوئی شخص اپنا مکان دوسرے شخص کے نام ہبہ کرے تو ہبہ کے جواز کیلئے مکان کے قبضہ سے دست بردار ہونا ضرور ہے اور مکان مذکور کو اسطور پر کلیتہً خالی کرے کہ اپنی جایداد سے ایک تنکا تک وہان نہ چہوڑے اور اسکے استعمال اور نفع سے کسیطور پر متمتع نہو اور اوسکو تام و کمال موہوب لہ کے حوالہ کردے اور صرف اسی صورت مین تفویض و قبضہ کامل اور جائز ہونا ہبہ کا متصور ہوگا —

اسصورت مین واہب مکان موہوبہ مین بعد ازان مثل سابق تا دم زیست سکونت پذیر رہا لہذا ایسا ہبہ قطعی اور بلاشبہ باطل اور ناجائز ہے اور بدین وجہہ مکان کی نسبت واہب کا استحقاق ملکیت اوسکے مرنے تک قایم رہا اور اوسکی وفات کے بعد اوسکے وارثون کو وہ استحقاق پہنچیگا چنانچہ مواخذ یہہ ہین - ہدایہ مین لکہا ہے کہ "ہبہ کی صورت مین قبضہ کا باتخصیص حکم ہے لہذا قبضہ کامل داخل شرط ہبہ ہے" شرح وقایہ مین مندرج ہے کہ "ہبہ کی تکمیل اسطور کے قبضہ کامل سے ہوتی ہے جو بلحاظ قسم موہوبہ کے موزون ہو منقولہ و غیر منقولہ جایداد کی نسبت قبضہ کا طور مناسب جداگانہ ہے" شارح مرزا چلپی کہتا ہے کہ "ہبہ کے استحقاق کا ثبوت شئے موہوبہ کی علیحدگی اور تفویض پر منحصر ہے" - قاضی خان

ہبہ مکان کا اس صورت مین باطل اور ناجائز ہے جبکہ واہب بعد ہبہ اوسپر بالاشتراک کسی جزو پر دخیل رہے +

استثنار +

مواخذ نسبت اس مسئلہ کے جسکی رو سے ہبہ واہب کا کلیتہً قبضہ دینا اور ہبہ کا [illegible] کو قبضہ کامل حاصل ہونا ضرور ہے +

+ اصول ہبہ دفعہ ۸ و ۹ +

لکہا ہے کہ "ایک شخص نے اپنا مکان دوسرے آدمی کے حوالہ کیا لیکن اپنا اسباب اوسمین رہنے دیا یہہ امر ناجائز ہے کیونکہ شے موہوبہ کا استعمال
بابت شے غیر موہوبہ کے عمل مین آیا لہذا یہہ تفویض کامل نہین ہے یعنی واہب کی جانب سے تفویض کامل عمل مین نہین آئی کیونکہ گو
مکان حوالہ کیا گیا مگر بدستور واہب کے تصرف مین رہا"۔ مصنف مذکورہ بالا نے یہہ مثال بہی لکہی ہے کہ "اگر کوئی شخص اپنا مکان دوسرے
شخص کو دے اور اسمین اسکا مال یا ایک کیسہ محمولہ خوراک رکہا ہو تو ان صورتون مین ہبہ ناجائز ہوگا کیونکہ شے موہوبہ کا استعمال اوس
شے کے واسطے عمل مین آیا جو داخل ہبہ نہین ہے اور یہہ امر مانع تفویض کامل ہے گو بلحاظ معنی متعارفہ کے مانع تفویض نہین ہے مگر تفویض کامل
ہبہ کی شرط ہے نہ صرف تفویض"۔ فصول عمادیہ مین لکہا ہے کہ "ہبہ اسصورت مین جب اجازت استعمال شے موہوبہ کی نددیجائے صحیح نہین ہے
اگر واہب شے موہوبہ کو اپنے کام مین لائے تو یہہ امر مانع تکمیل ہبہ ہے کیونکہ ہبہ کی شرط قبضہ ہے موہوب لہ کو قبضہ کامل حاصل کرنا چاہیے جو اسصورت
مین نہین ہوسکتا ہے اگرچہ قبضہ کا ہونا بلحاظ عام معنی کے قرار دیا جاسکتا ہے مگر استعمال شے موہوبہ کا حاصل نہین ہوتا"۔ نسخہ اشباہ نظائر کی
کتاب اول مین جو درباب ہبہ ہے یہہ لکہا ہے کہ "ہبہ اسصورت مین جب استعمال شے موہوبہ کا حاصل نہو ناجائز ہے الا اس حالت مین جب ہبہ باپ
کی جانب سے نابالغ بیٹے کے نام عمل مین آئے یہہ امر ذخیرہ مین لکہا ہے اور مصنف نسخہ مذکور نے یہہ صورت جسمین باپ نے نابالغ بیٹے کو کچھہ دیا ہو
مستثنی کی ہے"۔ قاضی خان نے لکہا ہے کہ "اگر اراضی کا ہبہ باپ کی جانب سے نابالغ بیٹے کے نام عمل مین آئے اور باپ بعد ازان اوسمین زراعت کرے
یا ایک مکان اوسکو دیکر بعد ازان اوسمین رہے تو ایسا ہبہ ناجائز ہے"۔ نسخہ مجرد مین ابوحنیفہ کی یہہ رائے لکہی ہے کہ "اگر باپ اپنے نابالغ بیٹے کو
مکان دے اور پہر وہ اوسمین رہے یا اپنا اسباب رکہے یا اورونکو اوسمین بلا کرایہ رہنے کی اجازت دے تو ایسا ہبہ جائز اور باپ کا یہہ فعل
بطور مختار تصور کیا جاویگا لیکن اگر باپ مکان کا کرایہ حاصل کرے تو ہبہ باطل و نادرست متصور ہوگا"۔ ابوحنیفہ کا یہہ مقولہ وہ ہے جو اونہون
نے پیچہے لکہا ہے ابتداءً اونہون نے باپ اور نابالغ بیٹے کی صورت کو مستثنی نہین کیا تہا اور بوجہہ نہ حاصل ہونے استعمال شے موہوبہ کے
ایسے ہبہ کو ناجائز قرار دیا تہا + †

س ۲ - ہبہ جو زبانی بلا تحریر دستاویز عمل مین آئے وہ جائز ہے یا نہین +

تکمیل ہبہ کی شرائط ضروری۔

ج ۲ - زبانی ہبہ جائز ہے اسواسطے کہ صرف ایجاب و قبول امور ضروریہ ہبہ کے ہین اور مکان کا قبضہ کامل حاصل ہونا اور اوسمین نہونا
واہب کے مال کا اور اوسکا واہب کے تصرف مین نہ آنا تکمیل ہبہ کی شرائط ہین اور دستاویز نہ امور ضروریہ مین داخل ہین اور نہ شرائط
مین - اسواسطے ایسے ہبہ کی صورت مین جو زبانی عمل مین آیا ہو ایجاب و قبول کا ہونا قرار پائے اور قبضہ کامل کی شرط کا ہونا بہی پایا جائے
یعنی شے موہوبہ کسیطور پر واہب کے تصرف مین نہو اور شے مذکور کی نسبت اعتراض شیوع عاید نہو تو ایسا ہبہ جائز ہے گو کوئی دستاویز
تحریر نہوئی ہو لیکن اسمقدمہ کی کیفیت سے ثابت ہوتا ہے کہ مکان موہوبہ مین واہب تادم مرگ سکونت پذیر رہا پس واہب کی شے موہوبہ پر متصرف

† مراد اس سے یہہ ہے کہ جواز ہبہ کے مقولہ کے بالعموم بیان کرنے مین جسکے واسطے واہب کے قبضہ کلیۃً جاتا رہنا اور موہوب لہ کا بالکل قابض
ہونا ضرور ہے ابوحنیفہ نے کوئی استثنا اس ہبہ کی نسبت نہین بیان کیا جو باپ کی جانب سے بیٹے کے نام عمل مین آئے بیٹے کی جانب سے
مختارتاً اوس جایداد پر قابض ہوسکتا ہے جو اس نے بزمانہ نابالغی بیٹے مذکور کو دی ہو +

اور اس سے متمتع ہونیکی وجہہ سے ہبہ باطل و ناجائز متصور ہوگا اور اس صورت مین ایک اور وجہہ ہبہ کے باطل اور ناجائز تصور کرنیکی یہہ ہے کہ یہہ امر ثابت ہوگیا کہ مکان مذکور دو شخصون یعنی واہب کی پوتی اور اسکے شوہر کو دیا گیا اور ہدایہ اور اور کتب فقہ مین یہہ لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص دو آدمیون کے نام ہبہ کرے تو ایسا ہبہ ناجائز ہے کیونکہ ایسے ہبہ مین اعتراض شیوع عاید ہوتا ہے اور اسصورت مین مکان دو شخصونکو بالاشتراک دیا گیا اور اون کے حصص کی تفریق نہین کی گئی اور جس ہبہ کی تصریح نکیجاے وہ شرعاً ناجائز ہے لہذا دو وجہہ سے ہبہ ناجائز ہے اوّل یہہ کہ واہب اوسمین سکونت پذیر رہنے کے باعث سے اوسپر متصرف اور اوس سے متمتع ہوتا رہا اور ہبہ کا غیر مصرح ہونا دوسری وجہہ ناجوازی کی ہے - اور تحریری دست آویز کا ہونا یا نہونا مساوی ہے - وجوہات ناجوازی کے باعث سے ہبہ ناجائز قرار دیا جایگا گو دست آویز تحریری موجود ہو اور اگر ہبہ کے جواز کیلیے وجوہ کافی ہین تو وہ جائز متصور ہوگا گو دست آویز نہ تحریر ہوئی ہو اسصورت مین نہونا دست آویز کا سبب ناجوازی ہبہ کا نہین ہے مگر وجوہ یہہ ہین کہ واہب مکان مذکور پر متصرف اور اس سے متمتع ہوتا رہا اور ہبہ مین اعتراض شیوع لازم آتا ہے - ماخذات - ہدایہ مین لکھا ہے کہ " ایجاب و قبول ضرور ہے کیونکہ ہبہ ایک معاہدہ ہے اور جملہ معاہدات مین ایجاب و قبول کا ہونا ضرور ہے اور ہبہ کی نسبت استحقاق ملکیت قایم ہونیکے واسطے قبضہ لازم ہے " اور اوسی کتاب مین یہہ بھی لکھا ہے کہ " اگر دو شخص بالاشتراک ایک مکان کو ایک شخص کے نام ہبہ کرین تو جائز ہے کیونکہ وے اسکو کلیتہ حوالہ کردیتے ہین اور موہوب لہ کل مکان پر متصرف ہوجاتا ہے اور قبضہ ہونیکے وقت اشتراک جایداد نہین ہوتا ہے " اگر ایک شخص ایک مکان دو آدمیون کے نام ہبہ کرے تو ابوحنیفہ کے بموجب ایسا ہبہ ناجائز ہے مگر دو خلفا کے نزدیک ایسا ہبہ جائز ہے کیونکہ واہب منجملہ موہوب لہم کے ہر ایک کو اپنا کل مکان دیتا ہے اور اسمین صرف انتقال واحد ہے لہذا ہبہ دو آدمیون کی نسبت اسطرحکا اشتراک نہین ہے جو ایک مکان کو دو آدمیون کے ہاتھہ رہن رکھنے مین ہوتا ہے - اس امر کی نسبت ابوحنیفہ اپنی راے کی تایید مین دو وجہہ لکھتے ہین اول یہہ کہ ایسی صورت مین ہر ایک کو نصف مکان ہبہ کیا جاتا ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ اگر ایک شخص کوئی ایسی شے جو تقسیم کے قابل ہو دو شخصونکو دے اور ان مین سے ایک لینا ہبہ کا قبول کرے تو یہہ اوسکے حصہ کی نسبت جائز متصور ہوگا پس ظاہر ہے کہ ہر ایک موہوب لہ قابض ہونیکے وقت جایداد کا اشتراک واقع ہوگا - دوسری وجہہ یہہ ہے کہ جب ہر ایک موہوب لہ کا استحقاق ملکیت نصف مکان کی نسبت قرار پایا تو ظاہر ہے کہ انتقال مین بھی اسیقدر تصور کیا جایگا کیونکہ ملکیت اور انتقال کا استحقاق متحد ہے پس جب استحقاق موہوب لہ کا بہ نسبت ایک نصف کے ثابت ہے تو غیر معین ہونا اشتراک نسبت شے موہوبہ کے بخوبی متحقق ہے - رہن کی صورت مین ایسا نہین ہوتا کیونکہ رہن کے ذریعہ سے تصرف حاصل ہوتا ہے نہ استحقاق مالکیت اور منجملہ دونون مرتہنون کے ہر مرتہن کا استحقاق تصرف کلیتہ وقطعاً ثابت ہوتا ہے کیونکہ اگر راہن ایک مرتہن کا قرضہ ادا کرے تو بھی دوسرے مرتہن کا استحقاق درباب تصرف کامل بدستور قایم رہتا ہے اوسی کتاب مین یہہ بھی لکھا ہے کہ " ایسی شے کے جزو کا ہبہ جو قابل تقسیم ہو ناجائز ہے الا اس صورت مین کہ اوسکی تقسیم اور تفریق عمل مین آئے " اور تقسیم سے اسجگہہ مراد یہہ ہے کہ واہب کی جایداد سے شے موہوبہ کی علیحدگی عمل مین آئے اور اوسپر ملکیت کے استحقاق کا نفاذ واہب کی جانب سے جاتا رہے اور شرع کے بموجب مراد اوسکی یہہ ہے کہ استعمال شے موہوبہ کا بنظر نفع واہب کے عمل مین نہ آئے - مثلاً ایک شخص اپنا مکان دوسرے آدمی کو دے مگر اوسمین اپنا اسباب رکھے یا اوسمین رہے تو ایسا ہبہ ناجائز ہے کیونکہ صورت اول مین مکان موہوبہ واہب کی جایداد یعنی اسکے اثاث البیت

ہبہ ایک شخص کی جانب سے دو آدمیون کے نام

ماخذات درباب ضرورت ایجاب و قبول

ہبہ ایک آدمی کے نام دو شخصون کی جانب سے

رہن رکھنا مکان کا دو شخصون کے ہاتھ

ماخذات

نفع کیلیے کام مین لایا گیا اور دوسری صورت مین گو وہ اوسکی جایداد کی نظر سے کام مین نہ آیا مگر اوسمین رہنے کی وجہہ سے واہب کو نفع پہنچا *

س ۳ - اگر ایک شخص اپنی پوتی کے شوہر کے نام بحالت موجود ہونے ایک دختر اور تین اور پوتیون کے ہبہ کرے تو ایسا ہبہ جائز ہے یا نہین *

ج ۳ - سوال مذکورہ بالا کی صورت مین ہبہ شرعاً جائز ہے کیونکہ ہر شخص کو اپنی مرضی کی مطابق اپنی جایداد کے ڈالنیکا اختیار ہے اگر اوسکی خوشی ہو تو وہ اوسے اپنی اولاد سے صرف ایک طفل کو یا اشخاص اجنب یا محتاجون کو دیسکتا ہے ایسکے اطفال یا اوسکی اولاد سے کسیکو اسکی ایما کے خلاف معترض ہونیکا استحقاق نہین ہے کیونکہ ورثا کو استحقاق جایداد مورث کی وفات کے بعد حاصل ہوتا ہے نہ کہ اوسکے حین حیات - لہذا اگر باوجود ہونے ایک دختر اور چار پوتیون کے وہ اپنی کل جایداد کو ایک پوتی کے شوہر کے نام بذریعہ ہبہ منتقل کرے تو ایسا ہبہ بلا شک جائز ہے لیکن اسصورت مین مابین دعوی سے شے موہوبہ اور گواہون کی شہادت کے بڑا اختلاف معلوم ہوتا ہے اور ہدایہ مین لکہا ہے کہ جب دعوی اور شہادت مین اختلاف ہو تو ایسی شہادت کو نامنظور کرنا چاہیے اختلاف یہہ ہے کہ مدعا علیہا نے جواب مین یہہ دعوی پیش کیا ہے کہ ہبہ اوسکے اور اوسکے شوہر کے نام بالاشتراک عمل مین آیا پس اس دعوی کے بموجب ایک ہبہ دو شخصون کے نام ہوا جو مشاع کی وجہہ سے ناجائز ہے اور اسیواسطے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اس امر پر لحاظ نہوگا کہ ایسے ہبہ کا ہونا گواہون سے ثابت ہے یا نہین - لیکن رد جواب مین یہہ دعوی پیش کیا گیا کہ ہبہ صرف مدعا علیہا کے نام ہوا اور وجہہ ثبوت سے جو تائید جواب گذرانی ہے ظاہر ہوتا ہے کہ ہبہ صرف شوہر مدعا علیہا کے نام عمل مین آیا یہہ تینون بیان ایک دوسرے کے مخالف ہین اول بیان یہہ ہے کہ مدعا علیہا اور اسکا شوہر دونون موہوب لہ ہین اور دوسرا یہہ کہ صرف مدعا علیہا موہوب لہا ہے اور تیسرا یہہ کہ صرف مدعا علیہا کا شوہر موہوب لہ ہے یہہ فرض کرنا کہ یہہ شوہر یا زوجہ کے نام بوجہہ ان کے شامل ہونیکے بمنزلہ اوس ہبہ کے ہے جو دونون کے نام بالاشتراک عمل مین آئے غلط عام ہے اور شرع مین اوسکی کچہہ اصل نہین ہے اسیواسطے گواہون کی شہادت جو دعوی مظہرہ کے جواب کے مطابق نہین ہے اور نہ دعوی مظہرہ رد جواب کے شرعاً کالعدم اور ناقابل سماعت ہے اور اون کی گواہی کا اغلاط سوال و جواب کے خلاف ہے اور اس سے غیر صحیح ہونا گواہی کا واضح ہے پس ہبہ کا ہونا قرار نہین دیا جاسکتا علاوہ ایسکے یہہ بہی واضح ہے کہ چونکہ خود واہب مکان مین سکونت پذیر تہا اور اس وجہہ سے قبضہ غیر مکمل رہا لہذا ہبہ بنفسہ ناجائز ہے پس ایسے ہبہ کے ثبوت اور غیر ثبوت سے کچہہ غرض نہین ہے چونکہ مکان موہوبہ کی علیحدگی واہب کی جایداد سے تا دم مرگ ایسکے عمل مین نہین آئی لہذا اوسکی وفات کے بعد وہ اوسکے ورثا کو ملیگا چنانچہ ہدایہ مین یہہ لکہا ہے کہ " وجہہ ثبوت جو مدعی نے پیش کیا ہو ایسکے دعوی کے مطابق ہو تو ایسا دعوی قابل اعتبار ہے اور مخالف ہونیکی صورت مین ایسا نہوگا کیونکہ استحقاق کے امور مین وجہہ ثبوت کی تسلیم کے واسطے اول دعوی کا پیش کرنا ضرور ہے اور یہہ امر پہلی صورت مین ہوتا ہے اور پچہلی مین نہین † "

باپ کا اختیار اپنی جایداد کی نسبت *

واقع ہونا اختلاف بیان کا کاغذات سوال و جواب مین مزیل دعوی ہے *

شوہر کے حقوق زوجہ کے حقوق سے مختلف ہین *

متناقض ہونا شہادت کا بیان دعوی سے *

ماخذ

مقدمہ ۲۳

س ۱ - مسماۃ ساجد النساء نے فخر الدین حسین کے نام اپنا حصہ یعنی باپ کی جایداد کا ایک ربع جو اوسکو وراثتاً ملا تہا ہبہ کیا اگر ایسا ہبہ بوجہہ غیر منقسم ہونے جایداد کے یا بسبب کسی اور وجہہ ناجائز کے باطل و نادرست قرار پائے اور موہوب لہ یہہ بیان کرے کہ واہبہ کی وفات سے

† مراد اس سے یہہ ہے کہ دعوی کی تائید مین قبل پیش کرنے وجہہ ثبوت کے اول نوعیت دعوی کا اظہار ضرور ہے اور دعوی کا استحکام وجہہ ثبوت کے ذریعہ سے ہونا چاہیے نہ وجہہ ثبوت کا دعوی سے *

وہ اور اوسکا ولی جایداد موہوبہ پر قابض رہا تو اس صورت مین موہوب لہ پر واہب کے ورثا کو جایداد کے اس منافع کا حساب دینا جو اوسکے قابض ہونیکے زمانہ مین حاصل ہوا شرعاً ضرور ہے یا نہین +

ذکر زر ... کا ناجائز ہبہ کی صورت میں +

ج ١ - اس صورت مین زر وصلات مطابق قاعدہ متعلقہ بیع ناجائز کے جایداد مبیعہ سے متعلق تصور نہین کیا جاتا ہے یعنی داخل جایداد موہوبہ متصور نہوگا چنانچہ ابو حنیفہ کی راے کے بموجب فخر الدین حسین پر ساجد النساء کے وارثون کا مطالبہ بابت منافع کے عائد نہین ہو سکتا دونون خلفاء کی راے بالعکس ہے مگر ابو حنیفہ کی راے مسلمہ ہے اور اسیکے بموجب عمل ہوتا ہے + †

س ٢ - منجملہ چند دیہات کے ایک موضع کا زر لگان کاشتکاران سے وصول کرنا موہوب لہ کی نسبت قرار دیا گیا مگر موضع مذکور کا محاصل کل شرکا نے بالاجمال وصول کیا اراضی متعلقہ کاشتکاران کی تفریق اور حدود کی تصریح عمل مین نہین آئی اور نہ اس موضع کی تصریح دستاویز ہبہ مین درج ہوئی اسمین صرف جایداد موروثی کا ذکر عموماً مندرج ہے اس صورت مین موضع مذکور کا ایک ربع ایسی دست آویز ہبہ کے بموجب موہوب لہا کا حق ہے یا نہین +

ہبہ اراضی کی تکمیل محاصل کے انتقال سے نہین ہوتی +

ج ٢ - منجملہ دیہات کے صرف ایک موضع کے کاشتکاران کی تصریح سے موضع کے کسی جزو کا ہبہ درست نہین ہے الا اس صورت مین کہ اون اراضیات کی تفریق جنمین وے دخیل ہون اور حدود کی تصریح اور تقسیم جایداد عمل مین آئی ہو لیکن اگر اراضی مذکور دیگر جایداد کے پیمایش کے بموجب علیحدہ کی گئی ہو اور اراضی مقبوضہ کاشتکاران کی تصریح ہوئی ہو تو ایسی اراضی منقسمہ کا جایداد سے کچھہ تعلق نہوگا اور بوجہہ عاید نہونے اعتراض شاع کے ایسے موضع کے ایک ربع کا ہبہ موہوب لہ کے قابض ہو جانیکے زمانہ سے کامل اور واجب التعمیل تصور کیا جائیگا

† اس مسئلہ کی نسبت بڑا ابہام واقع ہے - عبارت منقولہ ذیل ہدایہ سے شاید انکشاف اس مسئلہ کا ہو - واضح ہو کہ اگر ایک شخص دوسرے کی نسبت ایکہزار درم کا دعوی کرکے زر مذکور اس سے وصول کرے اور بعد ازان فریقین اس امر کو تسلیم کرین کہ قرضہ واجب نہ تہا تو مدعی جو منافع اس عرصہ مین زر مذکور سے حاصل کرے جائز ہے کیونکہ بے اصلی اس معاملہ کی استحقاق کی ناجوازی کے باعث سے واقع ہوئی اور وجہہ اسکی یہہ ہے کہ قرضہ مدعی کے دعوی اور مدعا علیہ کے اقبال کے باعث سے عاید ہوا تہا اور بعد ازان یہہ ظاہر ہوا کہ قرضہ کی بابت مدعی کا استحقاق نہین ہے بلکہ طرف ثانی یعنی مدعا علیہ کا ہے مگر پہر بہی ہزار درم جو مدعی نے اپنے دعوی کے مطابق وصول پائے وہ اسکی ملک مین داخل متصور ہونگے گو استحقاق ناجائز کے ذریعہ سے ایسا تصور کیا جا ے اور چونکہ بے اصلی اس معاملہ کی صرف ناجوازی استحقاق جایداد کے باعث سے تصور کی گئی ہے نہ مطلق معدوم ہونے استحقاق کی وجہہ سے لہذا ایسی ناجوازی شے غیر مبیعہ مثلاً زر نقد کی نسبت کچھہ موثر نہوگی +

پانچوان باب

نظائر وصیت

مقدمہ ١

س - ایک شخص واسطے حصول قبضہ کسیقدر جایداد استحقاق ملکیت کی بنا پر اس بیان سے نالش کرتا ہے کہ متوفی نے اپنے حین حیات کل جایداد

منقولہ وغیر منقولہ کو معہ جملہ حقوق و منافع کے اسکے یعنی مدعی کے نام باستثناء اس جایداد کے جسکی بابت اب نالش دائر کی ہے اور جسکی بنسبت اوسوقت تنازع درپیش تہا منتقل کیا اور اوسپر قابض کرا دیا اور علاوہ اسکے مالکہ نے اوسکے نام زبانی وصیت کی † اور باضابطہ اور علانیہ اوسکو اپنا وصی مقرر کرکے واسطے وصول کرنے ہر قسم کے زر باقی کے جو اوسکا یا متوفی کا تہا اور اپنی جایداد اور جملہ مطالبات ذاتی جایداد کے تصفیہ کا اختیار دیا۔ ایسی صورت مین مدعی ایسے انتقال اور وصیت کے ذریعہ سے ایسی جایداد کی بنسبت جو حین حیات مالکہ متوفیہ کے قبضہ مین نہ تہی استحقاق جائز رکہتا ہے یا نہین اور ہبہ اور تملیک کے شرعاً کیا فرق ہے اور نیز ایسے انتقال اور وصیت مذکورہ بالا کے جواز مین کیا مواخذہین ✦

ج - وصیت سے جایداد کا وہ انتقال مراد ہے جو بعد وفات عمل مین آئے مثلاً ایک شخص دوسرے شخص سے یہہ کہے کہ ”فلان چیز میری وفات کے بعد فلان شخص کو ملے“ اسطرح کی دی گئی شے کو موصی بہ کہتے ہین اور جو شخص دے اسکو موصی اور جسکو دیجائے اوسکو موصی الیہ کہتے ہین اور جس شخص کے ذمہ وصیت کی تعمیل ہو وہ وصی ہے اور وصیت کے جواز کے لیئے جایداد موصی بہ کا موصی کے قبضہ مین اوسکی وفات کے وقت ہونا ضرور ہے ‡ ورنہ وصیت کا کچہہ اثر نہوگا مثلاً اگر کوئی شخص یہہ وصیت کر جائے کہ اسکی بہیڑون مین سے ایک ثلث فلان شخص کو ملے اور یہہ معلوم ہو کہ موصی کے پاس وفات کے وقت بہیڑین نہ تہین تو ایسی وصیت اس قاعدہ کی رو سے کہ موصی کی وفات کے وقت جایداد کا اسکے قبضہ مین ہونا ضرور ہے باطل اور نادرست متصور ہوگی تملیک ایک عام اصطلاح ہے جو ہبہ سے خواہ وہ مشروطہ ہو یا غیر مشروطہ یا بیع یا وصیت سے متعلق ہوسکتی ہے لیکن ہبہ سے مراد یہہ ہے کہ جایداد دوسرے شخص کے نام فوراً بلا معاوضہ منتقل کیجائے پس فرق مابین انتقال استحقاق مالکیت اور ہبہ کے یہہ ہے کہ استحقاق مالکیت کا انتقال ایک عام اور ہبہ ایک خاص امر ہے - اسواسطے جایداد جو مالکہ متوفیہ کے قبضہ مین نہ تہی اسپر مدعی کا استحقاق وصیت یا ہبہ کے ذریعہ سے شرعاً تصور نہین کیا جاسکتا §

> حاشیہ: وصیت کی تعریف
>
> حاشیہ: ذکر اوس جایداد موصی بہ کا جو موصی کی وفات کے وقت اوسکے قبضہ مین نہو • فرق ابین تملیک اور ہبہ کے •

مقدمہ ۲

س - ایک عورت کچہہ جایداد منقولہ چہوڑکر مرگئی اور کوئی وارث نہونیکی وجہہ سے اوسکی جایداد کا عدالت مین تعلیقہ ہوگیا اور دعویداروں کے اعلان کے لیئے اشتہار جاری ہونیکے بعد ایک عورت نے حاضر ہوکر اپنے تئین متوفیہ کی دختر اور اوسکی جایداد کا وارث ظاہر کیا اور مستظہر ہوئی کہ متوفیہ نے اسکا نکاح کیا علاوہ اسکے مدعیہ نے چار گواہ پیش کیئے اونہون نے از روے حلف بیان کیا کہ متوفیہ نے اون کے سامنے متبنی کرنا مدعیہ کا بطور اپنی دختر کے بارہا تسلیم کیا اور اسکا نکاح بہی کیا اور یہی اوسکی وارث جائز ہے اسصورت مین مدعیہ کو متوفی کی جایداد پانیکا استحقاق ہے یا نہین یا جایداد مذکور داخل بیت المال کیجائے ✦

---

† ہبہ زبانی بلحاظ جواز شرعاً ہبہ تحریری کے مساوی ہے - اصول وصیت دفعہ ۱ ✦

‡ وصیت کے عمل مین آنیکے وقت شے موصی بہ کا موجود ہونا ضرور نہین ہے - اصول وصیت دفعہ ۵ ✦

§ فتوی مذکورہ بالا سے معلوم ہوگا کہ شرائط ہبہ اور وصیت مین فرق بہت کم ہے یعنی وصیت کی صورت مین واہب کو شے موصی بہ سے بلا لحاظ موجود ہونے موصی الیہ کے قطعاً دست بردار ہونا لازم ہے اور اس سے شرط محکومہ شرع کی تعمیل لازم آتی ہے لیکن ہبہ کے جواز کے لیئے موہوب الیہ کا قبول کرنا ضرور ہے اور وصیت کا ابطال بالکل موصی کی مرضی پر منحصر ہے - ایک بڑا فرق وصیت اور ہبہ مین یہہ معلوم ہوتا ہے کہ وصیت اسصورت مین بہی جب تک کہ شے موصی بہ وصیت کے وقت موصی کے قبضہ مین نہو عمل مین آسکتی ہے بخلاف اسکے ہبہ ایسی صورت مین باطل

اگر مالک کسی شخص کو اپنا وارث قرار دیدے تو شخص مذکور بطور موصی الیہ مستحق ارث ہوگا

ج - سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ متوفیہ عورت نے چار گواہون کے سامنے مدعیہ کو اپنا وارث قرار دیا اور ظاہر ہے کہ اس اظہار سے نیت اور مراد اسکی یہہ تہی کہ مدعیہ اوسکی وفات کے بعد وارث ہو اور ان الفاظ کی تعبیر بجز اسکے اور کسی طرح پر نہین ہوسکتی کہ ایسی وصیت بنسبت کل جایداد کے مفہوم کیجائے اور ہرچند یہہ امر عبارت سے واضح نہین ہے لیکن بیان کے منشا پر لحاظ ہونا ضرور ہے † +

مقدمہ ۳

س - اگر کوئی شخص اپنی جایداد چار اجنبی شخصون کے نام وصیت کرے تو ایسی وصیت جائز ہے یا نہین اور اگر وصیت کی کوئی شرط خلاف شرع ہو تو یہہ امر قطعاً باعث ناجوازی وصیت ہوگا یا صرف شرط ناجائز کی نسبت موثر ہوگا اور اگر شرط ناجائز سے کل وصیت غیر صحیح قرار پائے تو تسلیم ہونا اوسکا اور اوسپر عمل کیا جانا دو یا تین برس تک بعد وفات موصی کے موجب اسکے جواز کا ہوگا یا نہین +

وصیت جسکی ایک شرط ناجائز ہو

ج - ترکہ کے ایک ثلث کی نسبت وصیت شرعاً جائز ہے اور باقی دو ثلث وارثون کا حق ہے اور اس مقدمہ خاص مین دو زوجہ اور ایک بہن متوفی کی وارث ہین اور دونون زوجہ کا حصہ ایک ربع اور مابقی بہن کا حق ہے پس اگر منجملہ ان وارثون کے کوئی شخص دعوی اپنا بصورت جائز پیش کرے تو وصیت کی کل شرائط قایم نہین رہ سکتین اور جو جایداد ترکہ کے ایک ثلث سے زائد ہو وہ ان شخصون کو جو ورثا مین داخل نہون نہین ملسکتی پس وصیت کا ایک جزو خلاف اور دوسرا جزو مطابق شرع کے ہے لیکن جسقدر جزو وصیت کا ناجائز ہے اس سے عدم جواز کل وصیت کا لازم نہین آتا اور جن شخصون نے بعد وفات موصی کے وصیت کو تسلیم کر کے نفاذ اسکی شرائط کا روا رکہا وہ بغیر نالشی ہونے کے اس سے منحرف نہین ہوسکتے ‡

مقدمہ ۴

س - ایک شخص نے حین حیات اپنے باوصف موجود ہونے ایک زوجہ کے اپنی جایداد کو بہائی کے بیٹے کے نام وصیت کیا اور وصیت نامہ پر زوجہ کی مقدمہ بہی ثبت ہوئی تہوڑے عرصہ بعد وہ لاولد مرگیا اور اسکی وفات کے بعد اسکا برادرزادہ اور زوجہ جایداد پر بالاشتراک قابض رہے اور جب زوجہ فوت ہوئی تو اسکا بہائی اسکے حصہ کی بابت منجملہ جایداد کے دعویدار ہوا ایسی صورت مین وصیت جو متوفی کی جانب سے بنام برادرزادہ کہ وہ وارثون مین داخل ہے عمل مین آئی جائز ہے یا نہین اور واسطے ابطال استحقاق وارثان زوجہ کے کافی متصور ہے یا نہین +

اگر ایک وارث کے نام باجازت صریحہ یا مفہومہ باقی وارثون کے وصیت عمل مین آئے تو ایسی وصیت جائز ہے +

ج - اگر زوجہ نے شوہر کی وفات کے نسبت دست آویز نوشتہ شوہر کے رضامندی ظاہر کی تو وہ بہر صورت جائز و صحیح ہے کیونکہ جو وصیت ایک وارث کے نام عمل مین آئی وہ صرف بحالت نارضامندی اور وارثون کے § ناجائز ہوسکتی ہے اور ہرچند اس مقدمہ خاص مین اظہار رضامندی صراحتاً و ناجائز متصور ہوگا علاوہ اسکے یہہ بہی ضرور نہین کہ چند اشخاص کے نام وصیت کرنیکی صورت مین موصی ہر ایک کے نام کے ہبہ کی تفریق و تصریح کرے +

---

† درصورت نہونے وارثون اور قرضخواہون کے وصیت کل جایداد کی شرعاً جائز ہے اور مثل ہبہ کے وصیت مین تصریح جایداد ضرور نہین ہے اور جیسا کہ استرداد وصیت بالکنایہ عمل مین آتا ہے ویسا ہی وصیت بہی بالکنایہ ہوسکتی ہے اصول وصیت دفعہ ۱۱ +

‡ اس مقدمہ مین اصل امر متعلقہ شرع یہہ ہے کہ اگر وصیت کی کوئی شرط ناجائز ہو تو اس سے اسکے جواز مین بالعموم خلل واقع نہین ہوسکتا - اصول وصیت دفعہ ۹ +

§ اصول وصیت دفعہ ۳ +

نہین ہوا لیکن اسکے مفہوم ہونے مین کچھہ شک وشبہ نہین ہے +

مقدمہ ۵

س ا - منجملہ دو بہائیون کے ایک بہائی تین بیٹے اور ایک دختر چھوڑکر مرگیا اور دوسرے بہائی نے بعد ازان برادر متوفی کی اولاد مین اپنے بہتیجون اور بہتیجی کے نام کل جایداد منقولہ وغیر منقولہ وموروثی ومکسوبہ جو خاص اوسکی اور برادر متوفی کی مملوکہ تہی وصیت کردی اور اوسکو سات حصون پر تقسیم کرکے دو دو حصے ہر برادر زادہ کو اور ایک بہتیجی کو دیا لیکن اوس نے اپنے حین حیات اون کے حصص کو تقسیم نہین کیا اور اون کو قابض نکرادیا بلکہ اون کو صرف جایداد کے منافع وصول کرنیکا اختیار بلحاظ حصص مجوزہ کے دیا ایسی صورت مین وصیت نامہ جو برادر حی القایم نے تحریر کیا شرعاً درست ہے یا نہین +

ذکر وصیت کا بابت اوس جایداد کے جسکا ایک جزو موصی کی ملک ہے نہو اور جو ایسے شخصون کے نام عمل مین آئے جنہین سے بعض وارث ہون فرق مابین ہبہ جایداد اور اجازت بابت نفاذ استحقاق کے +

ج ا - وصیت جسکا ذکر سوال مین ہے جائز ہے کیونکہ موصی اپنی جایداد کا مالک ہے اور اوسکو اختیار ہے جسکے نام چاہے وصیت کرے پس جسقدر وصیت کہ بابت جایداد منقولہ یا غیر منقولہ یا موروثی یا مکسوبہ مملوکہ موصی کے بہتیجون اور بہتیجی کے نام عمل مین آئی جائز ہے لیکن بہائی کی جایداد کی نسبت جو وصیت ہوئی وہ محض بیفائدہ ہے کیونکہ موصی کے بہتیجون اور بہتیجی کو اپنے باپ کے ترکہ کی نسبت وراثت کا استحقاق کامل شرعاً حاصل ہے یعنی بیٹون کو بہ نسبت دختر کے دو چند حصہ ملیگا اور واضح ہو کہ وصیت کا مقصود استقرار ملکیت ہے حالانکہ جو وصیت اس مقدمہ خاص مین ہوئی وہ بیفائدہ تہی کیونکہ موصی الیہم بعد وفات اپنے باپ کے وراثتاً ترکہ کے مستحق ہوئے لیکن برادر حی القایم نے جو اپنی جایداد کو وصیتہ تقسیم کیا وہ ہرگز اس وجہہ سے ناجائز نہین ہو سکتی کہ نامبردہ نے حین حیات حصص کو تقسیم نکیا اور نہ موصی الیہم کو اون پر قابض کرایا کیونکہ وصیت مین مشاع جائز ہے اور موصی نے جو موصی الیہم کو اختیار وصول کرنے منافع کا بابت اون کے حصص کے دیا یہہ فعل اسکا صرف داخل اجازت ہے یعنی یہہ اجازت اسکی بمنزلہ اس امر کے تہی کہ اسکی جایداد سے اور شخص متمتع ہون اور یہہ امر جائز ہے کیونکہ جیسا کہ ہبہ کامل کی صورت مین ہوتا ہے ویسا اجازت دینے کی نسبت اعتراض مشاع وارد نہین ہو سکتا - وصیت جو موصی نے تحریر کی نفاذ اوسکا اوسکی وفات پر منحصر ہے اور بعد اوسکے فوت ہونے کے اوسکی بہتیجی اسکے ترکہ سے ساتوان حصہ پانیکی مستحق ہے کیونکہ وہ اوسکے ورثا مین داخل نہین اور بعد ملنے ساتوین حصے کے جسکی نسبت اوسکو وصیتاً استحقاق پہنچتا ہے بقیہ جایداد سے بہائی کے بیٹون کو از روے استحقاق وراثت کے حصہ مساوی ملنا چاہیے چنانچہ ماخذات ذیل سے

تصریح فرق +

اس راے کی تائید ہوتی ہے ہدایہ مین لکہا ہے کہ "جو وصیت اس شے کی بابت عمل مین آئے جسکی وصیت کا اختیار موصی کو حاصل ہو جائز ہے اور جسکی نسبت اختیار نہو وہ ناجائز ہے اوسی نسخہ مین یہہ بہی لکہا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی جایداد کا ایک ثلث ایک شخص کے نام اور دوسرا ثلث کسی اور کے نام وصیت کرے اور ورثا دونون وصیت نامون کی تحریر کی نسبت رضامند نہون تو ایسی صورت مین ایک ثلث دونون پانیدگان وصیت مین بالمناصف تقسیم ہوتا ہے کیونکہ اگر وصیت نامہ ترکہ کے ایک ثلث سے زاید جایداد کی بابت ہو اور وارث کل جایداد کی بابت لکہنا وصیت نامہ کا نامنظور کرے تو جیسا کہ ابہی بیان ہوا ہے وصیت بقدر ایک ثلث کے محدود کیجاتی ہے اور چونکہ اس صورت خاص مین دونون دعویدارون کا استحقاق بدرجہ مساوی جائز ہے اور ایک ثلث قابل تقسیم ہے لہذا تقسیم اسکی دعویدارون مین بطور مساوی کیجاتی ہے" علی ہذا القیاس شرح وقایہ مین بہی یہہ لکہا ہے کہ جیسا ہبہ سے متعلق سے استحقاق ملکیت حاصل ہوتا ہے ویسا ہی اس صورت مین

ماخذات دربارہ مسئلہ وصیت وشے موصی بہ کے +

فرق مذکورہ بالا کے سوا اخذ

بہی حاصل ہوتا ہے جب اسکے نفاذ کے واسطے اجازت دیجاے مثلاً اور کسی شخص کے پاس ایک ظرف پانی سے بہرا ہوا ہو اور وہ اون شخصون کو
جنہون نے طہارت بطور تیمم کی ہو کہے کہ جسکو ضرورت ہو اس پانی سے وضو کرے اور پانی ایک شخص کے وضو کے واسطے کافی ہو تو اوسکا تیمم
بیفائدہ ہے کیونکہ جب ایک شخص نے منجملہ جماعت کے پانی سے وضو کیا تو باقی شخصون پر تیمم کے ذریعہ سے طہارت لازم آئی کس لیے کہ وضو کی
اجازت ہر شخص کو بالانفراد دی گئی تہی لیکن اگر اس شخص نے جسکا پانی تہا یہہ کہا ہو کہ یہہ پانی تمہارے سب کے واسطے موجود ہے اور وے اوسکو
اپنے کام مین لائین تو اس سے طہارت جو بیشتر تیمم کے طور پر کی گئی ہے بیفائدہ قرار نہین پاسکتی کیونکہ بموجب مسئلہ دو خلفا کے ہبہ غیر منحصر کی
صورت مین استحقاق مالکیت کل موہوب لہم کو بالاشتراک حاصل ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ پانی اسقدر نہ تہا جو ہر شخص کے وضو کے واسطے
کافی ہوتا لیکن جو دلیل کہ بموجب مسئلہ ابو حنیفہ کے زیادہ تر مسلمہ ہے وہ یہہ ہے کہ پانی بدستور واہب کی ملکیت تصور کیا گیا اور حاصل ہونا اختیار کا
ثابت نہین ہوا کیونکہ جب ہبہ ناجائز ہو تو وہ اختیار بہی جو اسکے ذریعہ سے مفہوم کیا جاے لامحالہ باطل ہے پس اگر کل جماعت کے آدمی ایک
شخص کو پانی کے صرف کے واسطے اجازت دین اور وہ اوسکو صرف مین نہ لائے تو جو طہارت اس شخص نے بیشتر تیمم کے طور پر کی وہ بیفائدہ
ہوگی یہہ راے مطابق مسئلہ دو خلفا کے ہے نہ مطابق ابو حنیفہ کے کسواسطے کہ ابو حنیفہ کا یہہ قول ہے کہ جب اہل جماعت کو استحقاق مالکیت
حاصل نہ تہا تو اونکو اجازت دینے کا اختیار کہانسے حاصل ہوا پس عبارت منقولہ بالا سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہبہ مطلق اور اختیار کے دینے مین فرق
ہے یعنی ہبہ مطلق کے واسطے حاصل ہونا قبضہ کا ضرور ہے نہ اختیار دینے کیلئے اور مشاع سے ہبہ ناجائز ہوتا ہے نہ صورت اختیار یہہ فرق
بخوبی مستنبط ہے چنانچہ اس باب مین ہدایہ سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص منجملہ اپنے وارثون کے چند کے نام وصیت کرے تو یہہ جائز نہین

موصی الیہ جو قبل وفات موصی کے وارث قرار پائے

ہے اور واضح ہو کہ اس امر کی تنقیح کے واسطے کہ جس شخص کے نام وصیت عمل مین آئے وہ وارث ہے یا نہین موصی کی وفات کے زمانہ پر لحاظ
کرنا چاہیے نہ اوس زمانہ پر جب وصیت کیجاے کیونکہ وصیت کا نفاذ بعد فوت ہونے موصی کے ہوتا ہے کفایہ یعنی شرح ہدایہ مین اس فقرہ کی نسبت
یہہ لکہا ہے کہ اگر کوئی شخص بحالت موجود ہونے بیٹے کے بہائی کے نام وصیت کرے اور بیٹا باپ کی حیات مین مرجاے تو وصیت ناجائز ہے ۔ †

س ۲ - اگر وصیت نامہ مین الفاظ اثاث البیت داخل نہوے ہون تو اس قسم کی جایداد باوصف نہونے اسکی تصریح کے داخل وصیت تصور
کیجاویگی یا نہین ۔

ذکر اس وصیت نامہ کا جسکی عبارت عام طور پر لکہی گئی ہو

ج ۲ - اثاث البیت کو بہی داخل وصیت تصور کرنا چاہیے کیونکہ وصیت نامہ مین الفاظ مقبوضات اور اراضیات مستعمل ہوئے ہین اور لفظ
مقبوضات اثاث البیت پر بہی حاوی ہے علی ہذا القیاس لفظ اراضیات مین باغات وشوارع وغیرہ بہی داخل ہین گو ذکر ان کا بصراحت
درج نہین ہے لیکن وصیت نامہ کی شرایط کو برادر موصی کی کل اولاد سے کچہہ تعلق نہین ہے پس برادر موصی کی دختر کو کل جایداد سے ساتوان حصہ مع
اثاث البیت اور ہر قسم کی جایداد کے شرایط وصیت کی رو سے ملیگا اور جو کچہہ بچے وہ برادر موصی کے بیٹون مین بوجہ استحقاق وراثت کے
بحصص مساوی تقسیم ہوگا اور بہائی کی دختر وارثون مین نہین ہے حالانکہ بیٹے داخل ہین اور جو تصریح کہ اوپر لکہی گئی وہ شرع سے

---

† اگر کوئی شخص وقت تحریر ہونے وصیت نامہ کے مستحق وراثت ہو اور بعد ازان قبل وفات موصی کے محجوب الارث ہو جاے تو وہ جائداد
موصی بہ وصیت نامہ کی رو سے پاسکتا ہے ۔ اصول وصیت دفعہ ۱۰ ۔

مطابق ہے - ماخذات - تلویح اور فقہ اور رسائل مین یہہ لکہا ہے کہ جو لفظ بصورت عام واقع ہو وہ جملہ جزئیات پر حاوی ہوتا ہے اور اس قاعدہ کو ان کل الفاظ سے جو بمعنی عام مستعمل ہون متعلق تصور کرنا چاہیے مثلاً اگر کوئی شخص یہہ کہے کہ جو کچھہ میرے قبضہ مین ہے یا جو اشیا میرے پاس ہین تو یہہ الفاظ ہر قسم کی جایداد پر جو مقر کے قبضہ مین ہو حاوی ہین پس بموجب اون فقرون کے جو کفایہ اور ہدایہ سے منقول ہوئے ہین وصیت نامہ کی تعبیر اسطور پر ہونی چاہیے ۔ ✝

اجہ بیان اس جگہہ در باب مسئلہ تیمم کے تمثیلاً واقع ہوا ہے توضیح اوسکی ضرور ہے شرع محمدی مین یہہ حکم ہے کہ اگر طہارت کے واسطے پانی میسر نہو تو خاک سے طہارت کیجاے اور یہہ بہی حکم ہے کہ جسقدر جلد ممکن ہو وضو کیا جاے اور اگر اس باب مین غفلت ہو تو تیمم بیکار ہوجاتا ہے پس پہلی صورت جو اس مثل مین بیان کی گئی ہے اسمین منجملہ ان شخصون کے جو تیمم کر چکے تہے ہر شخص کو بالانفراد وضو کا اختیار حاصل تہا یعنی مالک کی اجازت سے ہر شخص پانی صرف مین لا سکتا تہا اور چونکہ پانی اسقدر موجود تہا کہ اون مین سے کوئی شخص اوسے صرف مین لاتا لہذا طہارت جو پہلے بطور تیمم کی گئی تہی بیکار ہوگئی لیکن دوسری صورت جو لکہی گئی ہے اوسمین یہہ بسبب نہونے تصریح ہر حصہ دار کے حصہ کے ناجائز متصور ہوا اور اگر وہ نافذ بہی متصور کیا جاے تو منجملہ موہوب لہم کے کوئی موہوب لہ خاص اوس سے مستفید ہونیکا مجاز نہ تہا کیونکہ یہہ کل شخصون کے نام بالاجمال عمل مین آیا اور کل جماعت کے صرف کے واسطے پانی کافی نہ تہا ✝

چہٹا باب

نظائر نکاح و مہر و طلاق و نسب

مقدمہ ۱

س ۱ - ایک عورت نے دوسری عورت کے نام کچہہ روپیہ لیکر اقرارنامہ اس مضمون سے تحریر کیا کہ مین اپنی لڑکی کا نکاح اوسکے لڑکے کے ساتھہ کردونگی اور لڑکی معاہدہ کے وقت صرف تین مہینے کی تہی اور اوسکی ماں نے لڑکی کو اپنے گھر مین رکہکر اوسکی تربیت کے بعدہ لڑکی کی ماں اپنے اقرار سے منحرف ہوئی اور اوس نے معاہدہ کے نفاذ سے انکار کیا ایسی صورت مین لڑکی کی ماں کو شرعاً یہہ استحقاق پہنچتا ہے یا نہین کہ لڑکی کی ماں کو تعمیل معاہدہ کے واسطے مجبور کرائے یا جو روپیہ کہ اوس نے لڑکی کی ماں کو اقرار نامہ نکاح کی بابت دیا ہے وہ اوسکی واپسی کی مستحق ہے ✝

ج ۱ - جو روپیہ لڑکی کی ماں نے نکاح کی بابت دیا اوسکو صرف اسقدر زر کے وصول کرنیکا استحقاق شرعاً حاصل ہے اور اوسکو کل زر کو ملنا چاہیے حکم فتاوی قاضی خان مین یہہ مسئلہ لکہا ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کی لڑکی سے خواستگار نکاح ہوا اور اوسکے واسطے تحایف بہیجے بعد ازان لڑکی کے والدین نے نکاح کرا دینے سے انکار کیا پس اسصورت مین یہہ تجویز ہوئی کہ جو کچہہ بطور مہر یا معاوضہ نکاح دیا گیا وہ بلا لحاظ اوسکے موجود ہونے یا نہونے کے واپس ملنا چاہیے اور جو کچہہ بطور تحفہ بہیجا گیا وہ در صورت موجود ہونیکے قابل واپسی ہے لیکن اگر گم یا تلف ہوگیا ہو تو دعوی اوسکا مثل قرضہ کے نہین ہو سکتا ✝

اقرار نکاح شرعاً قابل نفاذ نہین ہے ✝

س ۲ - ایک عورت کے پاس ایک لڑکا تربیت پاتا تہا اوس نے ایک اور عورت کی لڑکی سے نکاح ہوجانیکا [illegible] کیا اور لڑکی کے والدین کے گھر مین

زیور و لباس وغیرہ بہیجا یا دیدیا ایسی صورتون مین معاہدہ نکاح کامل اور واجب التعمیل ہے یا نہین اور اگر نہین ہے تو عورت مذکور کو استحقاق واپسی اس
شیے کا جو دیگئی تہی شرعاً حاصل ہے یا نہین +

جو شیے نکاح کی بابت دیجاوے وہ واپسی کے قابل ہے + جو شیے تحفتہً دیجاوے اور وہ موجود ہو تو واپس لیجا سکتی ہے +

ج ۲ - ایسی صورت مین معاہدہ نکاح واجب التعمیل اور کامل نہین ہے کیونکہ نکاح کے جواز کیلیئے ایجاب و قبول طرفین کا لازم ہے حالانکہ اس صورت خاص
مین ایجاب و قبول کا عمل مین آنا پایا نہین جاتا لیکن جو کچہہ لڑکی کے والدین کو نکاح کی بابت دیا گیا یا ان کے گہر بہیجا گیا شرعاً قابل استرداد ہے نسخہ مختصر
عنایافی مین جسکا حوالہ فتاوار معصومی مین دیا گیا ہے یہہ لکہا ہے کہ ایک شخص نے اس لڑکی کے باپ کے پاس جس سے نکاح منظور تہا زیور نقرہ و طلا اور پوشاک
وغیرہ اسباب بہیجا یا کچہہ چیزین اوسکو زمانہ حال کے دستور کے مطابق چند مرتبہ دین ایسی صورت مین عقد نکاح لازم نہین آتا کیونکہ انعقاد نکاح
کے واسطے شرعاً ایجاب و قبول ضرور ہے اور انکا عمل مین آنا اسصورت مین پایا نہین جاتا علی ہذالقیاس دستور القضات مین بہی یہی لکہا ہے
اور فتاوار قاضی خان مین ایک فقرہ اس مضمون سے تحریر ہے کہ ایک شخص نے کسیکی لڑکی سے باہم نکاح کیا اور اسکے واسطے تحائف وغیرہ بہیجے
الخ (یہہ فقرہ اوپر منقول ہے) +

مقدمہ ۲

س - نکاح کے واسطے لکہا جانا کسی دست آویز کا ضرور ہے یا نہین مثلاً ایک شخص نے اپنے بیٹے کا نکاح ایک طوائف کی لڑکی کے ساتہہ قرار دیا
اور طوائف نے لڑکیکے والد کو کچہہ روپیہ بہی دیا اور اس سے ایک اقرارنامہ اس مضمون کا لکہا لیا کہ روپیہ وصول ہوا اور اسکی عوض لڑکی کے
ساتہہ نکاح کر دیا جاویگا اور شخص مذکور نے بعد لکہدینے دست آویز کے لڑکی کو جسکے ساتہہ نکاح ہونیوالا تہا اپنے گہر مین رکہا اور باوجود انتساب
کے اقرار نکاح کا ایفا نکیا ایسا معاہدہ مثل بیع کے واجب التعمیل متصور ہوسکتا ہے یا نہین اور شرعاً قابل نفاذ ہے یا نہین +

اقرارنامہ جو نکاح کی بابت لکہا جاوے واجب التعمیل نہین ہے مگر جو کچہہ روپیہ معاوضہ کی بابت دیا جاوے وہ قابل واپسی ہے +

ج - شرعاً مین نکاح کی بابت کوئی دست آویز تحریر نہین ہوتی ممکن ہے کہ اسطرحکا دستور رذیل قومون مین جاری ہو لیکن اگر کوئی شخص روپیہ لیکر
اسطرحکا اقرارنامہ لکہدے تو وہ صرف بمنزلہ اقرار نکاح کے ہے اوسپر ہرگز عقد نکاح واقعی کا اطلاق نہین ہوسکتا اور جو شخص ایسی دست آویز
لکہدے اوسکو شرائط دست آویز سے منحرف ہونیکا اختیار ہے اور جس شخص کے ساتہہ مناسب سمجہے اپنے لڑکے کا نکاح کردے لیکن اگر اس سے
زر موصولہ طلب کیا جاوے تو اوسپر ادا کرنا زر مذکور کا واجب ہے اور واضح ہو کہ معاہدہ بیع کی شرائط صریح و مختص ہوتی ہین لیکن جس قسم کے
معاہدہ کا سوال مین ذکر ہے اوسمین ایسی کوئی شرط پائی نہین جاتی + †

مقدمہ ۳

س - ایک شخص نے باہم بیٹے اور بہتیجی کے بغیر رضامندی بہتیجی کی ماں کے اوس زمانہ مین جب ان دونون کی عمر صرف تین تین برس کی تہی نسبت

† اس صورت کے معاہدہ کو ہبہ بشرط العوض کہہ سکتے ہین اور اثر اسکا صرف مثل بیع کے ہے اور جب تک معاوضہ وصول نہو اس جایداد کو جو
دیجاوے داخل ہبہ مطلق تصور کرنا چاہیئے اور اس قسم کی جایداد بحالت موجود ہونے کے قابل استرداد ہے یہہ معاملہ مثل ہبہ بالعوض کے بہی تصور
کیا جاسکتا ہے یعنی ایسی صورت مین واپس کرنا قیمت کا بحالت موجود نہونے جایداد کے لازم آتا ہے اور سوال مذکورہ بالا مین جو کئی صورتین
قایم کی گئی ہین اون مین سے ایک یہہ ہے کہ کچہہ اشیا محض تحفتہً بغیر لینے کچہہ معاوضہ کے دی گئین پس اگر اشیاء مذکورہ موجود ہون تو از روے
قاعدہ عامہ استرداد ہبہ کے وے قابل واپسی ہین +

مناکحت قرار دی لیکن بیٹے اور بھتیجی نے زمانہ طفولیت مین ایک ہی عورت کے دودھ سے پرورش پائی اسصورت مین ازدواج ان دونون کا شرعاً جائز ہے یا نہین +

ج - سوال سے صرف اسیقدر معلوم ہوتا ہے کہ بیٹے اور بھتیجی نے ایک ہی زمانہ مین بعد طفولیت ایک ضعیفہ کے دودھ سے پرورش پائی لیکن یہہ نہین لکھا ہے کہ انکی عمر اوسوقت مین کیا تھی شرع مین نکاح ان اطفال کا جنہون نے ایک ہی عورت کے دودھ سے پرورش پائی ہو بلحاظ ان کی عمر کے جائز و ناجائز قرار دیا گیا ہے پس اگر بیٹے اور بھتیجی نے قبل ہونے تیس مہینے کی عمر یعنی ڈہائی برس کے یا پیشتر اوس سے ایک ہی عورت کے دودھ سے پرورش پائی تو نکاح فیما بین ان کے زمانہ مابعد مین ناجائز ہے لیکن اگر بعد اس عمر کے انہون نے ایک ہی عورت کے دودھ سے پرورش پائی تو نکاح جائز ہوگا علی ہذا القیاس اگر زمانہ رضاعت مین ایک کا سن عمر معینہ سے زائد اور دوسرے کا کم ہو تو بہہ امر مانع نکاح نہوگا + †

رضاعت سے نکاح باطل نہین ہو سکتا +

مقدمہ ۴

س - ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھہ زنا کیا اور بنظر رفع بدنامی کے اسکے ساتھہ بحالت اسکے حاملہ ہونے کے نکاح کر لیا لیکن عورت بدستور اپنے والدین کے گہر مین رہی اور اب اس نے شوہر پر دعوی بابت نان و نفقہ بقایا رجہہ سال کے کیا ہے گواہ جو پیش ہوئے ہین بیان کرتے ہین کہ نکاح کو سولہ یا سترہ برس ہوئے اور یہہ بھی ثابت ہے کہ زوجہ کبھی شوہر کے پاس نرہی اور نہ کبھی نان و نفقہ اس سے پایا ایسی صورت مین اسطرحکا نکاح جائز ہے یا نہین اور زوجہ کو سولہ یا سترہ برس بعد عقد نکاح کے بقایا ر نان و نفقہ کا استحقاق شرعاً پہنچتا ہے یا نہین +

ج - شرعاً زن حاملہ کے ساتھہ نکاح روا ہے لیکن اگر حمل کسی اور شخص سے ہو تو جب تک وضع حمل نہو مصاحبت ممنوع ہے ہدایہ مین لکھا ہے کہ اگر کوئی عورت بصورت زنا حاملہ ہو تو اسکے ساتھہ نکاح جائز ہے لیکن شوہر کو تا وضع حمل اسکے ساتھہ مصاحبت نکرنی چاہیے - نان و نفقہ کا دعوی شوہر پر نہین ہو سکتا الا اس صورت مین کہ شرط خاص قرار پائی ہو یا بذریعہ حکم عدالت کے تجویز ہوا ور وقایہ مین یہہ لکھا ہے کہ ایام ماضیہ کی نسبت نان و نفقہ واجب الادا نہین ہو سکتا الا اس صورت مین کہ قاضی کے حکم سے دلایا جاے یا متعاقدین مین شرط ٹہری ہو اور ایسی صورت مین ادا کرنا اسکا لازم ہے

نکاح و مصاحبت زن حاملہ کے ساتھہ +

مقدمہ ۵

س - ایک عورت کو نکاح کے وقت ماں سے ۸۰ بیگہ اراضی اور ایک منزل مکان اور گاڑہانہ مطبوعہ ملا بعدہ وہ شوہر اور ایک دختر غیر منکوحہ اور ایک بیٹا چہوڑ کر مرگئی پس متوفیہ کے شوہر اور اوسکی اولاد کو جایداد مذکور الصدر کس حساب سے ملیگی +

ج - جو جایداد منقولہ و غیر منقولہ عورت کو نکاح کے وقت یا اور طور پر حاصل ہو اسکی نسبت وہ شرعاً مالک کامل تصور کیجاتی ہے لہذا اسکی وفات کے بعد اسکا ترکہ از روے فرایض کے چار حصون پر تقسیم ہوگا منجملہ ان کے شوہر کو ایک حصہ ملیگا اور اسکا بیٹا دو حصے پائیگا اور اسکی دختر کو ایک حصہ دیا جائیگا +

زوجہ کی جایداد شوہر کو نکاح کے ذریعہ سے حاصل نہوگی

مقدمہ ۶

س - عورت منکوحہ کا اپنے زیور و پوشاک وغیرہ اسباب کو شخص اجنبی کے نام ہبہ کرنا جائز ہے یا اسکو شرعاً شوہر کی اجازت پیشتر حاصل کرنی چاہیے

† قاعدہ یہہ ہے کہ جن صورتون مین نکاح بسبب قرابت نسبی کے ممنوع ہے ویسا ہی رضاعت کی وجہہ سے ممنوع ہو سکتا ہے لیکن اس قاعدہ کی نسبت دو استثنا ہین اور ان کا ذکر مسائل نکاح کی دفعہ ۴ مین لکھا ہے +

ج عورت منکوحہ کو اپنے زیور یا اور شیا بذریعہ ہبہ منتقل کرنیکا اختیار ہے اور شرعاً شوہر کی اجازت اس باب مین ضرور نہین ہے +

عورت منکوحہ کو اپنی جایداد خاص کی نسبت استحقاق مطلق حاصل ہے

مقدمہ ٧

س ١ - ایک شخص نے پہلی زوجہ سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہونیکے بعد فرنگستان کی ایک عورت کے ساتھہ نکاح کیا اور عورت مذکور کو اپنے مذہب مین داخل کیا اسطرحکا دوسرا نکاح شرعاً جائز ہے یا نہین +

مذہب اور تعداد ازدواج کا ذکر

ج ١ - ایسا نکاح جائز ہے کیونکہ عورت نے اسلام اختیار کیا اور دین مذکور کے بموجب چار نکاح † جائز ہین ایک شخص ایک ہی وقت مین چار زوجہ رکہہ سکتا ہے + ‡

س ٢ - شوہر نے اوّل زوجہ کا دعوی مہر ادا کرکے اس سے فارغخطی حاصل کی اور برضامندی طرفین مناکحت کے معاہدہ کی تنسیخ عمل مین آئی اور شوہر باوجود زندہ ہونے اسکے بیٹے اور بیٹی کے جو زوجہ اوّل سے ہین اپنی کل جایداد منقولہ وغیر منقولہ بلا اطلاع انکے بالعوض دین مہر دوسری زوجہ کے ہبہ کی رو سے منتقل کرتا ہے ایسا ہبہ شرعاً جائز ہے یا نہین +

کل جایداد کا ہبہ دوسری زوجہ کے نام جائز ہے گو اولاد زوجہ اول سے موجود ہو +

ج ٢ - صورت مذکورہ بالا مین چونکہ نکاح اوّل کی تنسیخ عمل مین آئی لہذا شوہر اپنی جایداد کو بطریقہ مصرحہ بالا ہبہ کرنیکا مجاز ہے اور جایداد پر دوسری زوجہ کے متبضہ ہوجانے سے ہبہ کی تکمیل ہو جائیگی کیونکہ شوہر کو اپنی جایداد پر اختیار کلی حاصل ہے اسکا بیٹا اور بیٹی بعد اسکی وفات کے وارث ہونگے نہ اوسکے حین حیات + §

مقدمہ ٨

س - ایک شخص نے قبل نکاح کے اپنی زوجہ کے ساتھہ یہہ زبانی اقرار کیا کہ بعد نکاح کے زوجہ کو اپنے والدین کے گھر مین رہنے کا اختیار ہوگا بعد ازدواج کے وہ خلاف اس اقرار کے زوجہ کو دوسری جگہہ لیجا سکتا ہے یا اوسپر اس شرط کا ایفا ضرور ہوگا +

نکاح جو شرط ناجائز کے ساتھہ عمل مین آئے

ج - شرع کی رو سے ایسا اقرار ناجائز ہے لہذا شوہر کی نسبت ایفا اوسکا ضرور نہین ہے اور اوسے زوجہ کو اپنے گھر لیجانیکا اختیار ہے بشرطیکہ دین مہر اوس نے ادا کردیا ہو اور نہ ادا کرنیکی صورت مین زوجہ معترض ہونیکی مجاز ہے + ¶

مقدمہ ٩

س - ایک شخص نے بالعوض کچہہ زر نقد کے اقرارنامہ اس امر کا تحریر کیا کہ وہ اپنی دختر کا نکاح ایک اور عورت کے پسر کے ساتھہ کردیگا چنانچہ

† اصول نکاح وغیرہ دفعہ ٨ +

‡ نکاح کے جواز کے لیے عورت کا مسلمان ہونا یا نہونا ضرور نہین ہے - اصول نکاح وغیرہ دفعہ ١٢ +

§ واضح ہو کہ اس مقدمہ مین ادا کیا جانا زوجہ اول کے دین مہر کا بصراحت مذکور ہوا ہے اگر ایسا نہوتا تو زوجہ اول کی اولاد جایداد پدری کے بقدر دین مہر اپنی مان کے دعویدار ہوتی +

¶ شرع محمدی کا ایک عام قاعدہ یہہ ہے کہ اگر کسی معاہدہ کے ساتھہ شرائط ناجائز عمل مین آئین تو اون کی خلاف ورزی سے خاص معاہدے کے جواز مین کچہہ خلل واقع نہین ہوتا ایسی شرائط بالاصلہ اسطرح کالعدم تصور کیجاتی ہین کہ گویا وے کبھی عمل مین نہین آئی تہین اصول بیع کی دفعہ ١٢ اور اصول وصیت کی دفعہ ٩ اور اصول مطالبات کی دفعہ ٣ ملاحظہ کیجائیں +

پسر کی ماں نے لڑکی کو اپنے گہر مین رکہ لیا مگر ہنوز لڑکا قبل نکاح کے مرگیا ایسی صورت مین دختر کا باپ دوسرے شخص کے اوسکے نکاح کردینے کا مجاز ہے یا متوفی کی ماں +

(حاشیہ: اتفاق اہل علم کا جو منسوبہ ہو گئی ہو اور جسکا شوہر قبل نکاح مر جاوے +)

ج - متوفی جسکے ساتھہ لڑکی کا نکاح ہونا قرار پایا تہا مگر عمل مین نہین آیا اوسکی ماں اس امر کی شرعاً مجاز نہین ہے کہ لڑکی کا دوسرے شخص کے ساتہہ نکاح کرادے لڑکی کے باپ کو اختیار ہے جس شخص کے ساتہہ مناسب سمجھے نکاح کرے اور اگر لڑکی ذیشعور اور بالغہ ہے تو اوسکو بہرصورت اجازت ہے کہ کسی شخص کے ساتہہ جو مساوی الدرجہ ہو نکاح کرلے اس امر مین سب علما کا اتفاق ہے +

مقدمہ ۱۰

س - اگر زید جمیلہ کے ساتہہ نکاح کرنیکے بعد اسکی حقیقی بہن حمیدہ کے ساتہہ حین حیات جمیلہ کے نکاح کرے اور شرعاً ایسا نکاح ناجائز قرار پائے تو نکاح اول جائز متصور ہوگا یا نہین اور جمیلہ دین مہر کی مستحق ہے یا نہین +

(حاشیہ: زوجہ کی بہن کے ساتہہ نکاح کرنا حین حیات زوجہ کے +)

ج - زید کا نکاح جمیلہ کے ساتہہ جائز متصور ہوگا گو اوس نے بعد ازان زوجہ کی حقیقی بہن حمیدہ کے ساتہہ نکاح کیا ہو اور چونکہ حمیدہ بوجہہ قرابت نسبی اون واسطہ دارون مین ہے جنکے ساتہہ نکاح کرنا جائز نہین ہے لہذا اسکا نکاح زید کے ساتہہ باطل اور نادرست ہے اور وہ مستحق مہر کی نہین ہے لیکن اس امر سے معاہدہ اول جو جمیلہ کے ساتہہ ہوا ہے ناجائز نہ تصور کیا جائیگا اور زید کی وفات کے بعد اوسکی جایداد سے جمیلا اپنے کل مہر کے پانیکی مستحق ہے +

مقدمہ ۱۱

س - وے کونسے الفاظ اور مراسم ہین جن سے نکاح کی تکمیل ہوتی ہے +

(حاشیہ: مراسم ضروریہ نکاح)

ج - نکاح کیلیے متعاقدین کی جانب سے ایجاب وقبول نہایت ضرور ہے مثلاً شوہر یہہ کہے کہ فلان عورت کے ساتہہ بتعین اسقدر مہر کے مینے نکاح کیا اور زوجہ یہہ کہے کہ مینے اس امر کو قبول کیا - یا زوجہ کی جانب سے اسکا وکیل یہہ کہے کہ مینے فلان عورت کا بابت اسقدر مہر کے فلان شخص کے ساتہہ نکاح کرادیا علی ہذا القیاس شوہر کا وکیل یہہ کہے کہ مینے اس امر کو فلان شخص کی جانب سے تسلیم کیا اور یہہ شرط بہی ضرور ہے ‡ کہ موقع معاہدہ پر دو شخص آزاد اور صحیح الحواس و بالغ اور مسلمان § موجود ہون تاکہ ایجاب وقبول کی نسبت گواہ رہین یا ایک مرد اور دو عورتین موجود ہون اور اونکی نسبت

---

‡ اگر دونون بہنون کے ساتہہ وہی شخص ایک ہی زمانہ مین نکاح کرتا یا اس امر کی تنقیح نہو سکتی کہ کس کے ساتہہ اول نکاح ہوا تو اس صورت مین دونون نکاح ناجائز قرار دیئے جاتے بشرطیکہ زوجہ اول زندہ ہو اور نیز مناکحت عمل مین نہ آئی ہو - زوجہ متوفیہ یا مطلقہ کی ہمشیرہ کے ساتہہ نکاح شرع کے بموجب منع نہین ہے یہہ مسئلہ محیط السرخسی مین فتاوار عالمگیری سے نقل ہے +

‡ بادی النظر مین یہہ مسئلہ خلاف اس مسئلہ کے معلوم ہوتا ہے جو مرزا جان کے مقدمہ مین لکہا گیا ہے نظائر نکاح کے مقدمہ ۴ کی تنقیح معائنہ کیجئے مگر فی الواقع دونون متوافق ہین مقدمہ مذکور مین یہہ مقولہ تحریر ہوا ہے کہ شہادت سمعی نکاح کے ثبوت کیلیے کافی ہے مگر اسمین یہہ فرض کرلیا گیا ہے کہ نکاح دو گواہون کے سامنے جائز طور پر بموجب مسئلہ متذکرہ مقدمہ ہذا عمل مین آیا دوسرے سوال کے جواب سے یہی امر ثابت ہوتا ہے +

§ واضح ہو کہ جیسا اور معاہدات مین گواہون کی نسبت وضع اور قرابت کا اعتراض کیا جاتا ہے ویسا گواہان نکاح کی نسبت ضرور نہین ہے اصول نکاح وغیرہ صفحہ ۵ +

بہی ہی شرائط مقرر ہین - دعوت اور رسوم ابتدا لیے محض رواج مین داخل ہین معاہدہ کی تکمیل کے واسطے ہرگز ضرور نہین ہین +

س ۲ - نبوت نکاح کیواسطے کس قسم کی شہادت ضرور ہے +

ج ۲ - یہہ ضرور ہے کہ گواہون کی شہادت جملہ صورتون مین باستثنا معاملات نسب و نکاح اور بعض خاص حالات استثنائیہ کے چشم دیدہ ہو الا حالات استثنائیہ مین شہادت سمعی جائز ہے + مگر شرط یہہ ہے کہ گواہ امر متنازعہ کی نسبت بوجہہ شہرت یا دریافت ہوا ایکے کسی ایسے شخص سے جسکی صداقت پر اسکو اعتبار ہو یقین کرتا ہو - یہہ عمل مطابق ہدایہ ہے +

س ۳ - شخص مسلمان کا نکاح جاریہ کے ساتھہ شرعاً جائز ہے یا نہین +

ج ۳ - شخص مسلمان کا نکاح جاریہ کے ساتھہ مضول ہے سو ہے کیونکہ جاریہ کے ساتھہ بوجہہ استحقاق ملک کے متمتع ہونا اسطور پر جائز ہے جیسا بذریعہ عقد نکاح کے لیکن باوجود اسکے اسطرحکا نکاح بنظر احتیاط و تہذیب جائز رکہا گیا ہے کیونکہ بالعموم یہہ تسلیم کیا گیا ہے کہ جاریہ کا اطلاق بلحاظ اصل معنی اصطلاح کے صرف اسی عورت پر صادق آتا ہے جو دار الحرب مین اسیر یا ایسی کنیز کی اولاد ہے ہو مگر جن عورات کو اصطلاح متعارفہ مین کنیز کہتے ہین انکے ساتھہ مصاحبت جائز نہین ہے اور یہہ وے عورات ہین جو ایام قحط سالی مین اہل اسلام وغیرہ خرید کرین پس ایسی عورات کے ساتھہ مصاحبت جائز ہونے کیلیے نکاح کرنا زیادہ تر مناسب ہے +

س ۴ - ایک شخص نے اپنی چار کنیزون کے ساتھہ نکاح کیا اور بعد ازان چارون کی حیات مین عورت حرہ کے ساتھہ نکاح کیا ایسی صورت مین پانچوان نکاح جائز و صحیح ہے یا نہین

ج ۴ - اگر یہہ ثابت ہو کہ شخص مذکور نے جن چار عورتون کے ساتھہ نکاح کیا وے فی الواقع اسکی کنیز ہین تو اسکا نکاح ان کے ساتھہ ناجائز و باطل ہے اور نکاح مابعد عورت حرہ کے ساتھہ فی الحقیقت پانچوان نکاح تصور نہین کیا جائیگا اور وہ حین حیات کنیزون کے جائز ہے لیکن اگر چارون کنیز فی الواقع از روے شرع اوسکی جاریہ نہین ہین بلکہ بلحاظ اصطلاح متعارفہ کے کنیز کہلاتی ہین تو اسکا نکاح ان کے ساتھہ شرعاً روا ہے اور نکاح مابعد زن پنجم کے ساتھہ پانچوان نکاح تصور کیا جائیگا اور اسی جہت سے ناجائز ہوگا ‡ لیکن دین مہر بعد تکمیل نکاح ناجائز کے واجب الادا ہوتا ہے اور ایسی صورت مین شوہر پر ادا کرنا اوس دین مہر کا واجب ہے جو منجملہ مہر مثل اور مہر مشروطہ کے قلیل ہو علی ہذا القیاس اولاد جو نکاح ناجائز سے پیدا ہو باپ کے نسب سے کہلائیگی +

مقدمہ ۱۲

س - ایک عورت بالغہ نے اپنی رضا و رغبت سے ایک شخص کے ساتھہ گواہون کے روبرو نکاح کیا بعد ازان عورت مذکور کے رشتہ دار اوسکو شوہر کے گھر سے زبردستی لے گئے اور اوسکا نکاح ایک اور شخص کے ساتھہ کر دیا اب دونون شوہر واسطے قبضہ عورت کے دعویدار ہین اور دونون نے اپنے اپنے گواہ پیش کیے ہین ایک کا یہہ بیان ہے کہ نکاح حسب قاعدہ شرع کے پانچوین رمضان کو ہوا اور دوسرا مظہر ہے کہ نکاح اوسی رمضان کی آٹھوین کو ہوا اور دوسرا شوہر یہہ بہی اقرار کرتا ہے کہ عورت کا نکاح میرے ساتھہ اسکے طلاق کے بعد ہوا ہے اور عورت

---

† اصول مطالبات دفعہ ۴ +

‡ لیکن اگر اس شخص نے جسکا ذکر سوال مین ہے دوسرے شخص کی صرف ایک کنیز کے ساتھہ نکاح کیا ہوتا تو بعد ازان وہ عورت حرہ کے ساتھہ نکاح کرنیکا مجاز نہوتا - اصول نکاح وغیرہ دفعہ ۱۱ +

شہادت سمعی کن امور مین منظور کیے قابل ہے +

لفظ جاریہ کا قرآنی شرع کے موجب +

نکاح جاریہ کے ساتھہ +

مہر و نسب نکاح ناجائز کی صورت مین +

اور اوسکے واسطہ دار نکاح ثانی کو جائز رکہا جاتے ہین ایسے صورتاین منجملہ دونو دعویدارون کے شرعاً عورت کسکو ملنی چاہیے اور واسطے ثبوت نکاح کے ثابت کرنا عقد کا گواہون کی گواہی سے ضرور ہے یا نہین اور جواز نکاح کے واسطے رضامندی عورت اور ولیون کی درکار ہے یا نہین†

ج - گواہون کی شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ دعویدار اول کا نکاح قبل نکاح دعویدار ثانی کے ہوا اور اسی جہت سے پہلا نکاح بلحاظ تقدم کے مرجح ہے ‡ پس عورت دعویدار اول کو ملنی چاہیے چنانچہ ہدایہ مین لکہا ہے کہ اگر دعویداران نکاح تاریخ نکاح بیان کرین تو شہادت اوس شخص کی جو تاریخ ماقبل ظاہر کرے قبول ہونی چاہیے علی ہذا القیاس شرح وقایہ مین یہہ مرقوم ہے کہ اگر دو شخص نکاح کرنا اپنا ایک عورت کے ساتہہ یکے بعد دیگرے ظاہر کرین اور اپنے اپنے نکاح کی نسبت گواہ گذرانین تو جس شخص کا نکاح قبل ہوا ہو وہ جائز ہے - دعویدار ثانی خود مظہر ہے کہ اسکا نکاح اوسوقت ہوا جب زوجہ پہلے شوہر سے طلاق پا چکی تہی لیکن نکاح ثانی کو باطل و ناجائز تصور کرنا چاہیے کیونکہ مدت عدت مین نکاح ثانی عورت کا ناجائز ہے اور ممکن نہین ہے کہ پانچوین سے آٹہوین تک مدت مذکورہ منقضی ہو گئی ہو لیکن اگر یہہ یقین کیا جاے کہ پہلے دعویدار نے فی الواقع عورت کو طلاق دیا اور یہہ بہی ثابت ہو کہ دعویدار مذکور نے باوصف رجعی ہونے طلاق کے اوسکو پہر نہ بلایا اور بائن ہونا طلاق کا ثابت ہو تو ایسی صورت مین پہلے دعویدار کا نکاح بہی باطل و ناجائز ہوتا ہے اور اگر خلاف اسکے عورت طلاق پانا اپنا ثابت نکرے اور نکاح گواہان مجاز سے ثبوت کو پہنچے تو عورت پہلے دعویدار کو ملنی چاہیے اور واضح ہو کہ اگر نکاح ثابت ہو تو زوجہ یا اسکے ولیون کی استرضا ضرور نہین ہے الا اوس صورت مین کہ متعاقدین کا درجہ مساوی نہو اور کسیطرح کا ایسا امر مانع شرعی عارض ہو جو واسطے ابطال عقد نکاح کے کافی قرار دیا گیا ہو

مقدمہ ۱۳

س - مسماۃ ہندہ و زید پچیس برس تک بطور زن و شوہر یکجا رہے اور بسبب منقضی ہوجانے اسقدر عرصہ دراز کے وقوع نکاح کی نسبت کوئی گواہ روبرو موجود نہین ہے لیکن زید کا اقرار درباب ہونے نکاح کے ہندہ کے ساتہہ شہادت گواہان اور کاغذات سے ثابت ہوسکتا ہے ایسی صورت مین نکاح شرعاً ثابت ہے یا نہین اور اگر نکاح حسب حالات متذکرہ بالا کامل اور واجب التعمیل ہے تو زوجہ بعد لینے اپنے دین مہر کے کس قدر جایداد پانیکی مستحق ہے +

ج - اگر زید و ہندہ پچیس برس تک بطور زن و شوہر یکجا رہے ہون یا اگر زید نے گواہون کے روبرو نکاح ہونا اپنا ہندہ کے ساتہہ تسلیم کیا ہو تو ایسا اقرار اسکا واسطے ثبوت نکاح کے شرعاً کافی ہے اور اگر زید لاولد مر گیا تو اوسکی زوجہ ترکہ سے ایک ربع پانیکی مستحق ہوگی اور اگر شوہر نے کچہہ اولاد چہوڑی تو زوجہ ایک ثمن پائیگی اور اگر یہہ ثابت ہو کہ کوئی رقم خاص بابت مہر کے قرار نپائی تہی تو زوجہ کو مہر مثل ملنا چاہیے کیونکہ شوہر پر ادا کرنا دین مہر کا مثل اور مطالبات کے لازم ہے اور ورثا تا ادا ہونے دین مہر کے مستحق ترکہ نہین ہوسکتے + §

اگر خود دعویدار نکاح ہونا اپنا عورت کے ساتہہ بعد حصول طلاق بائنہ کے بیان کرے تو اوس وقت نکاح سابق کا ثبوت بمقابلہ اسکے لازم آتا ہے + نکاح ثانی مدت عدت مین +

اگر شوہر کا اقرار ثابت ہو تو وہ بطور موجود ہونیکے بہتر ثبوت کے اقرار مذکور واسطے نکاح کے کافی متصور ہے +

---

† اصول مطالبات دفعہ ۴ +

‡ اصول متعلقہ طلاق کی نسبت اصول نکاح کی دفعہ ۴ و ۲ و ۲ دیکہنی چاہیے اور بابت مداخلت ولیون کے بہی اصول نکاح کی دفعات ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ معائنہ کیجایئن +

§ ہرچند اسمقدمہ مین واضح ہے کہ علاوہ اقرار شوہر کے ایک عرصہ تک ہمخانگی کا ثبوت بہی موجود ہے لیکن اگر ان دونون امور سے ایک امر بہی

مقدمہ ۱۴

س - صغیر السن لڑکی کا نکاح جسکا حقیقی چچا موجود ہو بلا اجازت اوسکے چچا کے مگر با جازت ماں اور نانا اور نانی کے درست اور جائز ہے یا نہین +

ج - چچا کی اجازت ضرور ہے الا جب وہ تین روز کے فاصلہ پر ہو تو واسطہ داران مذکور الصدر کی اجازت سے نکاح ہو سکتا ہے + †

نکاح صغیرہ میں جبکہ ولی جائز موجود نہو +

مقدمہ ۱۵

س - مساوی الدرجہ ہونیکی حالت مین اسد علی خلف پیرن جان کا نکاح مسماۃ امامن کے ساتھہ بلا رضامندی امامن کے چچا مظفر علی کے جائز ہے یا نہین

ج - اگر لڑکی نابالغہ ہے تو اوسکا نکاح محافظین کے اختیار مین ہے بسلسلۂ وِرثا مین ترتیب ہونیکی وجہہ سے واسطہ دار پدری اوسکے محافظ ہین اور باپ کا بہائی ایسے واسطہ دارون مین داخل ہے لہذا وہ نابالغہ کا نکاح کرنیکا مجاز ہے لیکن بالغہ ہوجانیکے بعد عورت کو اس معاہدہ کی تنسیخ کا اختیار ہوگا جب تک لڑکی نابالغہ رہے اوسوقت تک اوسکے محافظ کو لازم ہے کہ تاوقتیکہ شوہر مہر نہ ادا کرے لڑکی کو شوہر کے گہر جانے سے باز رکہے اس باب مین بحرالرایق اور عالمگیری مین یہہ مندرج ہے - اگر نابالغہ کا نکاح عمل مین آئے اور بغیر حاصل ہوئے مہر کے وہ اپنے شوہر کے گہر جانا چاہے تو اوس شخص کو جسکی حفاظت مین وہ قبل از ازدواج تہی لازم ہے کہ اوسے اسے باز رکہے تاوقتیکہ نابالغہ کی جانب سے وہ شخص جو دین مہر پانیکا مستحق ہو اوسے حاصل کرلے - جب چچا اپنی بہتیجی نابالغہ کا بتعین مہر خاص نکاح کر کے بغیر حاصل کرنے زر مہر کے اوسکو شوہر کے حوالہ کرے تو یہہ نامناسب ہے اور لڑکی کو اوسکے گہر کے لوگ واپس لے سکتے ہین نکاح دختر بالغہ کا شخص مساوی الدرجہ کے ساتھہ بلا اجازت اوسکے محافظ کے صحیح اور جائز ہے لیکن اگر فریقین مساوی الدرجہ نہون تو ولی معترض ہو سکتا ہے - اور اگر لڑکی ذی شعور ہو مگر صغیر السن ہو اور وہ اپنا نکاح ایک مساوی الدرجہ شخص کے ساتہہ کرے اور بعد ازان ولی بہی اس امر مین اپنی رضامندی ظاہر کرے تو ایسا نکاح درست متصور ہوگا مگر باوجودیکہ عورت کو بالغہ ہونیکی صورت مین معاہدہ کی تنسیخ کا اختیار ہے - اگر کوئی ولی موجود نہین ہے تو معاہدہ کا جواز عورت کے بالغ ہوجانیکے بعد اوسکی مرضی پر بالکل منحصر ہے چنانچہ عالمگیری مین یہہ لکہا ہے کہ قاضی بدرالدین سے یہہ سوال کیا گیا تہا کہ ایک دختر صغیر السن کا کوئی ولی نہ تہا اور اوس نے ایک شخص مساوی الدرجہ کے ساتہہ بلا موجودگی قاضی کے نکاح کر لیا قاضی نے جواب دیا کہ نکاح ہوگیا مگر اوسکا قایم رہنا عورت کے بالغہ ہوجانیکے بعد اوسکی مرضی پر منحصر ہوگا + ‡

واسطہ دار پدری کا اختیار نسبتاً نواز و نابالغہ کے +

محافظین پر ادا کرنا مہر کا لازم ہے +

بالغہ عورت کا نکاح مساوی الدرجہ شخص کے ساتھہ +

مساوی الدرجہ نہونیکی صورت +

ازدواج نابالغہ کا ولی کی رضامندی ہے +

ولی نہونیکی صورت مین +

مقدمہ ۱۶

س - اس مقدمہ کے وجہہ ثبوت سے لطف النسا کا نکاح کبیر الدین کے ساتہہ جائز معلوم ہوتا ہے یا نہین اگر جائز ہے تو لطف النسا کو بعد

بحر لی ثابت ہو تو وہ واسطے ثبوت نکاح کے کافی تصور کیا جائیگا +

† واسطہ دار پدری نہونیکی حالت مین واسطہ دار مادری دختر صغیر السن کا نکاح کر سکتا ہے - اصول نکاح وغیرہ کی دفعہ ۹ معائنہ کیجائے اور تین روز کے فاصلہ سے جو مراد ہے اوسکی نسبت یہہ کا نوان مقدمہ معائنہ کیا جائے +

‡ لیکن عورت کو چاہئے کہ بالغہ ہونے کے بعد فی الفور نکاح کے معاہدہ کی تنسیخ عمل مین لائے ورنہ اگر وہ بعد بالغہ ہونے کے کسی قدر عرصہ تک بہی اپنے شوہر کے ساتہہ رہیگی تو پہر اوس کو فسخ نکاح کا اختیار نرہیگا - اصول نکاح وغیرہ دفعہ ۱۴ لغایتہ دفعہ ۱۹ +

بالغہ ہونیکے فسخ ازدواج کا استحقاق حاصل ہے یا نہین اور اسکی وجہ یہ ہے کہ متعاقدین کی ایکہی مرضیہ تہی یا کسی اور امر مانع سے نکاح باطل و ناجائز متصور ہے یا نہین اور اگر نکاح بہر صورت شرع کے بموجب عمل مین آیا ہے اور کوئی امر ایسے ناجائز قرار دینے کا نپایا جائے تو لطف النسا کو اسکے شوہر کے حوالہ کرنا ضرور ہے یا وہ ایام نابالغی مین اپنے وسطہ داروں کی حفاظت و حمایت مین رہے ✤

ناباالغہ کا ازدواج

ج - صورت مذکورہ بالا مین وجہہ ثبوت سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح جائز طور پر عمل مین آیا لیکن عورت کو بالغہ ہوجانیکے بعد نکاح کی تنسیخ کا اختیار ہے اگر لطف النسا ابہی تک بالغہ نہین ہے یعنی علامات بلوغ ظاہر نہین ہوئی ہین تو وہ بعد بالغہ ہونیکے نکاح مسترد کر سکتی ہے † لیکن اگر بالغہ ہونیکے بعد وہ خاموش ہے اور معاہدہ کے ابطال کے واسطے نالشی نہو تو پہر اوسکو یہہ اختیار نرہیگا اور نکاح کو مسترد نکرا سکیگی - اگر یہہ امر ثابت ہو کہ فریقین نے ایک عورت کا دودہ پیا ہے تو نکاح باطل و نادرست متصور ہوگا لیکن یہہ امر اس مقدمہ مین بخوبی ثابت نہین ہے اگر لطف النسا نابالغہ ہے تو ماں اوسکو اپنی ولایت مین رکہنے کی مستحق ہے اور تا وقتیکہ مہر مشروطہ ادا کیا جاے ماں کو اختیار ہے کہ شوہر کو زوجہ کے اپنے گہر لیجانے سے باز رکہے ✤

اختیار ولایت ماں کی نسبت ✤

دفعہ ۱۷

س - اگر گیارہ برس کی لڑکی اپنی مرضی اور پسند کے مطابق بلا اجازت و مشورہ اپنی ماں اور اور محافظین کے نکاح کرے تو ایسا نکاح شرعاً جائز ہے یا نہین ✤

صورتین جنکے باعث سے عورت بالغہ سمجہی جاتی ہے ✤

ج - اس سوال کا جواب لڑکی کے جوان یا بالغہ ہونے پر بالکل منحصر ہے اگر خاص علامت نو یا دس یا گیارہ یا چودہ برس تک کی عمر مین ظاہر ہون تو ایسی لڑکی شرع کی رو سے بالغہ بالعلامات کہلاتی ہے اور اگر علامت مذکور چودہ برس تک نہ ظاہر ہون تو بہر حال پندرہ سال کی عمر مین لڑکی بالغہ تصور کیجائیگی اور اوسکو شرع کے بموجب بالغہ بالسن کہتے ہین اس صورت مین اگر لڑکی گیارہ برس کی ہے اور اوسمین علامات بلوغ ظاہر ہوگئی ہین تو وہ اصطلاحاً بالغہ بالعلامات ہے اور اوسکو مساوی یا غیر مساوی الدرجہ شخص کے ساتہہ بلا رضامندی ماں یا اور ولی کے نکاح کرنیکا اختیار ہے ایسا نکاح شرعاً جائز ہے یعنی ایسا معاہدہ کسی مسئلہ شرع کے خلاف نہین ہے اگر عورت مذکور شخص مساوی الدرجہ کے ساتہہ اپنا نکاح کرے تو ماں یا اور ولیوں کو معترض ہونیکا اختیار نہین ہے لیکن اگر شخص مذکور مساوی الدرجہ نہو تو اونکو ایسا نکاح نہونے دینے کا استحقاق حاصل ہے اور اگر علامات بالغہ ظاہر ہوجانے مین کچہہ شبہ ہو تو لڑکی سے اس امر کا استفسار کرنا چاہیے اور اگر وہ مقر ہو تو ایسے بالغہ تصور کرنا چاہیے ورنہ نابالغہ اور اگر ایسکے اظہار سے تنقیح اس امر کی نہو سکے تو وہ نابالغہ متصور ہوگی اور اگر پچہلی دونون صورتون مین لڑکی نے بلا اجازت اور مشورہ ماں یا اور محافظون اپنے کے غیر مساوی الدرجہ شخص کے ساتہہ نکاح کیا ہے تو ایسا نکاح شرعاً درست ہے یعنی ایسا معاہدہ کسی مسئلہ مسلمہ شرع کے خلاف نہین ہے لیکن اسکی ماں یا کسی اور ولی کو اختیار ہے کہ جب چاہین ‡ فسخ نکاح کرائین ✤

بالغہ عورت بلا اجازت اپنے ولیون کے مساوی الدرجہ شخص کے ساتہہ نکاح کر سکتی ہے ✤

مساوی الدرجہ نہونیکی صورت مین ولی معترض ہو سکتے ہین

اگر بثبوت بلوغ نابالغہ کا نکاح شخص مساوی یا غیر مساوی الدرجہ کے ساتہہ ہوا ہو تو انفساخ اسکا ولیون کی جانب سے عمل مین آ سکتا ہے ✤

† لیکن دختر نابالغہ جسکا نکاح اسکے باپ یا دادا نے کیا ہو اوسکو بالغہ ہونیکے بعد نکاح کے فسخ کا اختیار نہین ہے عورت اس امر کی طرف اسی صورت مین مجاز ہے جب وہ اپنا نکاح خود کرے یا کسی واسطہ دار نے کیا ہو یعنی نکاح باپ یا دادا کی جانب سے عمل مین نہ آیا ہو - اصول نکاح دفعہ ۱۸

‡ اس سے مراد یہہ ہے کہ عورت کی اولاد پیدا ہونے کے قبل ایسا ہو سکے ... اولاد پیدا ہونیکے بعد معاہدہ کی تنسیخ کیلیے ...

مقدمہ ۱۸

س ۱ - ایک لڑکی نے بارہ یا تیرہ یا چودہ برس کی عمر مین بالغہ ہونا اپنا ظاہر کیا ایسا بیان کرنا اسکا قابل اعتبار ہے یا نہین +

کس صورت مین بیان بلوغ قابل اعتبار ہے +

ج ۱ - اگر لڑکا یا لڑکی بعد ہونے بارہ یا تیرہ یا چودہ برس کے بالغ ہونا اپنا ظاہر کرے تو بیان اوسکا معتبر اور کافی تصور کیا جاے چنانچہ وقایہ مین یہہ لکھا ہے کہ "وہ اگر دوے جوان ہون اور بالغ ہونا اپنا ظاہر کرین تو ان کے قول کو صحیح قرار دیکر انکو بالغ تصور کرنا چاہیے" +

س ۲ - اگر دختر نابالغہ کی مان دعویدار ولایت ہو تو ایسا دعوی جائز ہے یا نہین +

ج ۲ - حسب حالات مندرجہ سوال کے مان کو دختر کی ولایت یا حفاظت کا اختیار نہین ہے کیونکہ مان اور دادی کو صرف لڑکی کے بلوغ تک حفاظت کا اختیار ہے چنانچہ وقایہ مین یہہ لکھا ہے کہ "مان اور دادی کو لڑکی کی حفاظت کا اختیار اسکے حائضہ ہونے تک حاصل ہوتا ہے" +

مان کی ولایت کب تک رہتی ہے +

س ۳ - لڑکی کو حسب حالات مندرجہ سوال اوّل کے بغیر رضامندی مان کے خود نکاح کرنیکا اختیار ہے یا نہین اور واضح ہو کہ لڑکی طفولیت سے اپنی مان سے علیحدہ رہی ہے +

ج ۳ - جو لڑکی سن بلوغ کو پہنچی ہو اوسکو اپنے نکاح کا اختیار کلی حاصل ہے اور درحالیکہ لڑکی کو اپنے نکاح کے باب مین ولی مجبر کی استرضا ضرور نہین ہے تو بدرجہ اولی مان کی رضامندی درکار نہین ہے چنانچہ وقایہ مین لکھا ہے کہ زن حرہ جو سن شعور کو پہنچی ہو اسکا نکاح بغیر رضامندی ولی کے جائز ہے گو شخص مساوی الدرجہ کے ساتھہ نہوا ہو +[†]

زن بالغہ کو اپنے نکاح کا اختیار ہے +

س ۴ - مان کو کس زمانہ تک دختر کی حفاظت کا اختیار شرعاً حاصل ہے اور کس صورت خاص مین مان کو اپنے اختیار کے نفاذ کا منصب ہے اور استحقاق حفاظت کب تک قایم رہتا ہے اور اختیار اس دختر کی نسبت بہی جو بالغ ہونا اپنا ظاہر کرے حاصل ہے یا نہین +

ج ۴ - مان کا اختیار دختر صغیر السن کی نسبت صرف اسقدر ہے کہ وہ اوسکو اپنی حفاظت مین رکہے اور یہہ استحقاق شیرخوارگی سے حائضہ ہونے تک رہتا ہے + ‡

مان کا اختیار ولایت کس قدر ہے +

مقدمہ ۱۹

س ۱ - ایک شخص نے ایک زوجہ اور اس سے ایک بیٹا اور ایک اور بیٹا جاریہ غیر منکوحہ سے چہوڑ کر وفات پائی اور واضح ہو کہ جاریہ مذکورہ ایک شخص کی کنیز تہی اور اسکا نکاح ایک شخص ثالث کے غلام سے ہوا تہا بعد وفات شخص مقدم الذکر کے اسکا بیٹا جو زن منکوحہ

+ شرعاً کسیطرح کی مداخلت کا اختیار نہین ہے یہہ مسئلہ کفایہ مین مندرج ہے - اصول نکاح وغیرہ کی دفعات ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ ملاحظہ کیجائین

† یہہ مسئلہ درباب جواز نکاح کے ہے اس سے یہہ نہین مفہوم کرنا چاہیے کہ ولیونکو کسی حالت مین مداخلت کا اختیار نہین ہے بلکہ اگر عورت شخص غیر مساوی الدرجہ کے ساتھہ نکاح کرے تو ایسی صورت مین اسکے ولیونکو نکاح سے باز رکہنے کا اختیار صریح حاصل ہے چنانچہ یہہ امر معاینہ اس مسئلہ کے واضح ہو سکتا ہے جو مقدمہ علی مظفر خان بنام ولی خان وغیرہ نمبر ۵ الکہا گیا ہے اور درمیان نکاح زن بالغہ اور نابالغہ کے فرق یہہ ہے کہ بالغہ کا نکاح جائز ہے لیکن اگر وہ شخص غیر مساوی الدرجہ کے ساتھہ ہو تو ولی اوسکو فسخ کر سکتا ہے اور زن نابالغہ کا نکاح جو بغیر استرضاء صریحہ یا مفہومہ ولی کے ہوا ہو قطعاً ناجائز ہے +

‡ اس سوال کے جواب مین واسطہ داران پدری کا ... نا ذکر کیا گیا ہے لیکن بحالت نہونے واسطہ داران مذکور کے مانکو دختر کے نکاح کا اختیار ہے

سے تھا کل ترکہ پر قابض ہوا اور اسکے مرنے کے بعد اسکی ماں جزو ترکہ پر وراثتاً دخیل ہوئی اور بقیہ جایداد پر جاریہ کے بیٹے نے قبضہ کرلیا ایسی صورت مین جاریہ کے بیٹے کو کسیقدر ترکہ پر قابض ہونیکا استحقاق پہنچتا ہے یا نہین اور اگر پہنچتا ہے تو اوسکو اور اصل مالک کی بیوہ کو جایداد کس حساب سے ملنی چاہیے +

ج ۱ - جاریہ غیر منکوحہ ایک اور شخص کی کنیز تھی اور اسکا نکاح پیشتر کسی شخص کے غلام سے ہوا تھا بس جو لڑکا اس سے ہوا شرعاً شخص متوفی کی اولاد صحیح النسب تصور نہین کیا جاتا اور نہ وہ ترکہ کے کسی جزو کا مستحق ہے اور قابض ہونا اسکا جزو ترکہ پر ناجائز ہے کیونکہ کل جایداد استحقاق کی رو سے متوفی کی زن منکوحہ اور اسکی اولاد کو پہنچتی ہے - ماسوا اسکے طفل کے نسب کے ثبوت کے واسطے یہہ ثابت ہونا چاہیے کہ اسکی ماں اسکے باپ کی فراش تھی چنانچہ شرح وقایہ کے اس باب مین جو متضمن تدبیر اور استحقاق نسب کے ہے فراش کی تین قسمین لکھی ہین یعنی ضعیف و متوسط و قوی - فراش ضعیف سے وہ کنیز مراد ہے جسکی اولاد کا نسب آقا کی نسبت قایم نہین ہو سکتا الا اس حالت مین کہ آقا اس اولاد کا اپنے صلب سے ہونا بیان کرے اور اس پہلی صورت مین جاریہ ام ولد کہلاتی ہے اور فراش متوسط کی قسم مین داخل ہے اور ایسی عورت کی اولاد کا نسب آقا کی بنسبت بغیر اسکے اظہار کے قایم ہو سکتا ہے لیکن باوجود اسکے بھی آقا بے تعلقی اپنی اولاد مذکور کی نسبت صرف بذریعہ انکار کے ظاہر کر سکتا ہے اور فراش قوی سے زن منکوحہ مراد ہے یعنی جو اولاد اسکے بطن سے ہو اسکا نسب بغیر تصدیق شوہر کے ثابت متصور ہو سکتا ہے اور شوہر بے تعلقی اپنی ایسی اولاد سے صرف بذریعہ انکار کے ظاہر نہین کر سکتا بلکہ قسمیہ - جس عورت کا ذکر سوال مین ہے وہ ان تینون قسمون سے کسی قسم مین داخل نہین ہے لہذا جو اولاد اسکے بطن سے ہے شخص متوفی اسکا باپ متصور نہین ہو سکتا بلکہ اسکو اس غلام کے نطفہ سے تصور کرنا چاہیے جسکے ساتھہ عورت مذکور کا نکاح ہوا تھا اور جیسا کہ سراجیہ مین لکھا ہے زوجہ ایک ثمن پانیکی مستحق ہے اور بقیہ ترکہ بیٹے کو بذریعہ عصوبت کے ملنا چاہیے چنانچہ اس باب مین قول یہہ ہے کہ "اگر اپنی یا بیٹی کی یا اسی سلسلہ مین اور اولاد ہو تو زوجہ کو ایک آٹھوان ملیگا" اور دوسرا قول یہہ ہے کہ "متوفی کی اولاد مین اول اسکے بیٹے شمار کئے جاتے ہین اور اسکے بعد پوتے اور اسی سلسلہ مین اور اولاد +"

فراش کی تین قسمین ہین +

ان عورتون کی اولاد کے نسب کا ثبوت کسطور پر ہو سکتا ہے +

س ۲ - اگر جاریہ جسکا ذکر پہلے سوال مین ہے شخص متوفی کی کنیز تھی اور نکاح اوسکا پیشتر کسی اور شخص کے ساتھہ ہو گیا تھا تو اس امر سے کسیطرح کا تبدل لازم آتا ہے یا نہین +

ج ۲ - امر مذکور الصدر سے اس صورت مین کچھہ تبدل واقع نہین ہوتا یعنی جاریہ کا لڑکا اوسی شخص کی اولاد تصور کیا جائیگا جس سے جاریہ کا نکاح پیشتر ہوا تھا - فصول عمادیہ کے باب چہارم کے اخیر مین لکھا ہے کہ جو اولاد جاریہ سے ہو اوسکا نسب شوہر جاریہ کی نسبت تصور کیا جاتا ہے نہ آقا کی نسبت گو آقا اولاد مذکور کا دعویدار بھی ہو اور وجہ اسکی یہہ ہے کہ فراش ضعیف کا درجہ مثل فراش قوی کے قایم نہین ہو سکتا +

جاریہ منکوحہ کا آقا دعویدار ہو تو بھی اس صورت مین بھی اس اولاد کا باپ متصور نہین ہو سکتا جو جاریہ کے بطن سے ہو +

مقدمہ ۲۰

س - ایک لڑکے نے ایک دختر کے ساتھہ نکاح کیا لڑکے کی عمر صرف دس برس کی تھی اور دختر کی آٹھہ یا نو برس سے زیادہ نہ تھی نکاح کے وقت شوہر نے گواہون کے روبرو زوجہ کو چند ہزار روپیہ دینے کا اقرار کیا ازدواج کے تھوڑے عرصہ بعد دونون مین باہم نااتفاقی ہو گئی اور

زوجہ اپنے باپ کے گہر چلی آئی اور چند سال بعد شوہر پاس یا لا سے کہ اوس نے طلاق دیدیے نالش دائر کی اس صورت مین اسقدر زر جو مدعا علیہ نے ایام نابالغی مین بطور مہر دینے کا زبانی اقرار کیا تہا اوس سے دلایا جا سکتا ہے یا نہین ⁂

ج - اس صورت مین جسقدر زر مدعا علیہ نے اپنی نابالغی کے زمانہ مین بطور مہر دینے کا اقرار کیا وہ اوس سے وصول نہین کیا جا سکتا کیونکہ نابالغ کا اقرار واجب التعمیل نہین ہے الا اس صورت مین کہ نابالغ کا ازدواج برضامندی اوسکے ولی کے عمل مین آیا اور زر مہر موجب اوسکی ہدایت کے مقرر کیا گیا ہو - بہحالت مین اگر بعد بلوغ مابین زوجہ اور شوہر کے بالکل علیحدگی ہو جاوے تو کل زر معینہ مہر کا دعوی ہو سکتا ہے ورنہ شوہر کو صرف نصف دینا ہوگا نابالغ طلاق دینے کا مجاز نہین چنانچہ ہدایہ مین لکہا ہے کہ طلاق دینا شوہر کا موثر ہوگا بشرطیکہ وہ صحیح العقل و بالغ ہو لیکن لڑکے یا مجنون یا ایسے شخص کا طلاق دینا جو خواب مین بات کرتا ہو موثر نہوگا چنانچہ پیغمبر ؐ نے فرمایا ہے کہ طلاق ہر صورت مین جائز ہے الا لڑکے یا مجنون یا ایسے شخص کا طلاق دینا جو خواب مین بات کرتا ہو جائز نہین ہے قاضی بدیع الدین سے ایک نابالغہ لڑکی کی نسبت جسنے بلا موجودگی قاضی اور ولی کے اپنا نکاح خود کیا سوال پوچہا گیا قاضی نے جواب دیا کہ یہہ معاہدہ معطل متصور ہوگا اور زوجہ کے بالغہ ہو جانیکے بعد اوسکی منظوری سے صحیح تصور کیا جاویگا یہی مسئلہ بحر الرایق مین بہی مندرج ہے ⁂

ہر شوہر کی نابالغی کے زمانہ مین مقرر ہو وہ حاصل نہین کیا جا سکتا

کوئی شخص طلاق دینے کا مجاز نہین ہے ⁂

مقدمہ ٢١

س - ایک شخص نے قریب المرگ مگر صحیح الحواس ہونیکی حالت مین زر خاص کے لیے زوجہ کا مقروض ہونا بیان کیا اور ایک اقرار نامہ اس مضمون کا لکہدیا اور اوسمین یہہ بہی تحریر کیا کہ دستاویز مہر جسمین تعداد مہر مشروطہ کی لکہی تہی گم ہو گئی ہے اور علاوہ اسکے اوس نے ہبہ نامہ بہی اپنی زوجہ کے نام لکہدیا جسکے ذریعہ سے اپنی کل جایداد بالعوض مہر کے منتقل کر دی تین یا چار روز کے بعد شخص مذکور اوسی بیماری سے جسمین وہ مبتلا تہا مر گیا اس صورت مین اقرار نامہ اور ہبہ نامہ مذکورہ بالا شرعاً درست اور جائز ہے یا نہین ⁂

ج - قریب المرگ ہونیکی حالت مین اگر کوئی شخص اقرار نامہ اپنے وارثون کے حق مین لکہے تو وہ باطل و ناجائز متصور ہوگا اور زوجہ بہی ورثا مین داخل ہے لیکن اگر کوئی شخص قریب المرگ ہونیکی حالت مین مہر کی بابت مقروض ہونیکا اقرار کرے تو ایسا اقرار اسقدر جایداد کی نسبت صحیح متصور ہوگا جسقدر کہ زوجہ کا مہر تصور کیا جاوے یا جسقدر مہر کہ اور مساوی الدرجہ عورات کو ملنے کا معمول ہو نہ اس سے زیادہ - قریب المرگ ہونیکی حالت مین ہبہ بلا حوالہ کرنیکے شے موہوبہ کے بالکل باطل اور نادرست ہے ⁂

مہر کا اقرار جو قریب المرگ کیا جاوے اسکے ذریعہ سے مہر مثل سے زیادہ نہین مل سکتا ⁂

مقدمہ ٢٢

س - ایک عورت اپنے مہر کی بابت شوہر متوفی کی جایداد سے ایک لاکہ پچیس ہزار روپیہ کا بدین بیان دعوی کرتی ہے کہ یہی اسکا مہر مثل ہے اور اسیقدر مہر اسکی اور رو بسطہ داروں کے واسطے اکثر باندہا گیا ہے اور نکاح کے دو گواہ جو اوس نے پیش کیے اون کا بیان ہے کہ مہر جو مقرر کیا گیا اسکی تعداد پچیس ہزار روپیہ اور دو اشرفی ہے اس صورت مین زوجہ مذکور بمطابق بیان گواہون کے مہر پانیکی مستحق ہے یا جسقدر اوس نے مہر مثل کی تعداد بیان کی ہے ⁂

ج - معلوم ہوتا ہے کہ مدعا علیہ نے اپنا دعوی ایک لاکہ پچیس ہزار کا بیان کیا ہے مگر دو گواہ جنکی معرفت معاہدہ نکاح عمل مین آیا اور جنکو [illegible]

بحالت ... [illegible]

اپنی جانب سے کل اختیار دیا تہا بیان کرتے ہین کہ تعداد مہر کی پچیس ہزار روپیہ اور دو اشرفی مقرر ہوئی تہی اور متوفیہ معتبر ہوئیے گواہون کے دعویٰ مہر صرف بقدر بیان گواہون کے صحیح ہے نہ اس سے زیادہ اور بیان مذکورہ بالا کے مطابق جسقدر زر مہر پانیکی زوجہ مستحق ہے اوسکو شرعاً مہر معین کہتے ہین اور جسقدر مہر مثل کا وہ دعویٰ کرتی ہے وہ مہر مجہول کہلاتا ہے اور مہر مجہول کی صحیح تعداد دریافت کرنا اکثر دشوار ہے

مقدمہ ۲۳

س ۱ - ایک شخص اپنی جایداد منقولہ زوجہ کے قبضہ مین چہوڑ کر مر گیا اسکے قرضخواہ اسکی جایداد سے زر قرضہ وصول کرنا چاہتے ہین اور زوجہ ان کے دعویٰ کے خلاف اپنا دعویٰ مہر پیش کرتی ہے اسصورت مین اگر جایداد متوفی اسقدر نہو جو ادائے زر قرضہ اور مہر کے واسطے کافی ہو تو کیا کرنا چاہیے مہر کے دعویٰ کو قرضخواہون کے دعویٰ پر ترجیح ہے یا نہین اور کل دعویدارون کا استحقاق مساوی تصور کرکے جایداد کو رسدی طور پر تقسیم کرنا چاہیے یا کسی اور طور پر ✦

ج ۱ - زوجہ کا دعویٰ مہر شوہر متوفی کی جایداد پر درست ہے اور اور قرضخواہ بہی جو جایداد مذکور سے وصول کرنا قرضہ کا چاہتے ہین اونکا دعویٰ بہی صحیح ہے اسصورت مین بعد دریافت کرنے مہر اور قرضہ کی تعداد کے کل جایداد منقولہ و غیر منقولہ کو فراہم کرکے دیکہا جاے کہ وہ کل دعاوی کے ادا کے واسطے کافی ہے یا نہین اگر کافی ہے تو باہم تقسیم ہو جاے ورنہ رسدی طور پر تقسیم ہو مہر اور اور قرضہ کی نسبت شرع کی رو سے کچہہ فرق نہین ہے ایک دعویٰ کو دوسرے دعویٰ پر ترجیح نہین ہے جایداد کی تقسیم بلحاظ کل دعویدارون کے رسدی طور پر کرنی چاہیے ✦

مہر اور قرضہ کا دعویٰ مساوی ہے ✦

س ۲ - مہر کی تعداد اور اسکا استحقاق شرع کی رو سے کسطور پر قرار دیا جاتا ہے اور کس صورت مین اسکا دعویٰ کیا جاتا ہے ✦

ج ۲ - مہر کا دعویٰ مثل اور عادی کے قرار دیا جاتا ہے تنازع ہونیکی حالت مین وجہ ثبوت درکار ہے اور فریقین سے جو شخص استحقاق کا وجہہ ثبوت پیش کرے اسکے حق مین فیصلہ کرنا چاہیے اگر وجہہ ثبوت فریقین سے کوئی پیش نکرے تو مہر مثل یعنی اسقدر مہر دلایا جاے جسقدر زوجہ کی چچی یا بہن کو ملا ہو † نکاح کے بعد مصاحبت ہونے یا فریقین سے کسی شخص کے وفات پانے یا طلاق دیئے جانے سے مہر واجب الادا ہو جاتا ہے اگر زوجہ حین حیات شوہر کے مہر کا دعویٰ نکرے تو اسکی وفات کے بعد وہ اوسکی جایداد سے لے سکتی ہے ✦ ‡

مہر کا ثبوت مثل اور عادی ہے اور واجب الادا ہونا مہر کا ✦

مقدمہ ۲۴

س - مدعا علیہا جس قرضہ کا دعویٰ کرتی ہے وہ شرعاً جائز ہے یا نہین اور اگر ہے تو اسکے شوہر کی کل جایداد منقولہ و غیر منقولہ صرف قرضہ مذکور کے واسطے کافی ہونیکی صورت مین زوجہ اسکے پانیکی مستحق ہے یا وہ متوفی کے ورثا مین تقسیم ہونی چاہیے ✦

ج - قرضہ جو مدعا علیہا کو اپنے شوہر سے مہر کی بابت یافتنی ہے اسکی تعداد دس ہزار اشرفی اور پچیس ہزار روپیہ تین معتبر گواہون سے ثابت ہے اور قرضہ جو شرعاً ثابت ہو جاے اسکی بیباقی سوا ر باہم کے رضداد یا ادا کر دینے کے اور کسیطور پر نہین ہو سکتی جب تک قرضدار زندہ ہے اوسوقت تک وہ خود دینہ دار ہے اور اوسکی وفات کے بعد اوسکی جایداد ذمہ دار تصور کیجاتی ہے لیکن مہر کی صورت مین مابین زر نقد اور اور جایداد کے فرق

مہر کی صورت مین فرق مابین زر نقد اور اور قسم کی جایداد کے ✦

---

† اصول مطالبات وغیرہ دفعہ ۳۰ و تنبیہ ✦

‡ اصول نکاح وغیرہ دفعہ ۲۰ ✦

یہہ ہے کہ عورت کو زر نقد لینے کا اختیار ہے کیونکہ اوسپر اوسکو اختیار کلی حاصل ہوتا ہے لیکن اور قسم کی جایداد بطور کفالت اوسکے قرضہ کیہے اور وہ بلا اجازت ورثا یا حکم عدالت کیے اوسکی جایداد بلا شرکت غیری نہین ہوجاتی ہے اگر زر قرضہ جایداد کی نسبت سے زیادہ ہے تو باوجود معترض ہونیے ورثا کیے جایداد مذکور بہرحال ذمہ دار قرضہ ہوگی اور تا وقتیکہ ورثا قرضہ مذکور ادا نکرین قرضخواہ برجو قابض ہو جایداد واگذاشت کرنیکے واسطے دعوی پیش نہین کرسکتے ہین +

مقدمہ ۲۵

س - اگر کابین نامہ نہوا ہو گواہون کی روسے تعداد مہر نہ قرار پاسکے تو زوجہ کس قدر مہر شوہر سے پانیکی مستحق ہے +

ج - وہ اپنا مہر مثل پانیکی مستحق ہے † اور اگر یہہ دریافت ہو سکے تو شرع کی روسے دس درم پائیگی +

مہر ایسی صورت مین جب تعداد نہ مقرر کی گئی ہو +

مقدمہ ۲۶

س - شوہر نے زوجہ کیے نام اپنی کل جایداد منقولہ و غیر منقولہ دستآویز کیے ذریعہ سے بالعوض مہر کیے منتقل کردی لیکن زوجہ اوسپر قابض نہوئی اسصورت مین وہ شوہر کی ملکیت سے جاتی رہی یا نہین +

ج - صورت مذکورہ بالا مین کل جایداد معہ دستآویز بابت دین مہر زوجہ کیے ذمہ دار متصور ہے اور دستآویز کی روسے زوجہ کا استحقاق بخوبی قایم ہوگیا اور جایداد شوہر کی ملکیت سے بالکل جاتی رہی ایسی صورت مین قبضہ شرط ضروری مین داخل نہین ہے کیسطرح کی قیمتی شیے بالعوض مہر کیے منتقل کیجاسکتی ہے بشرطیکہ تعین اس شیے کا ہوسکتا ہو + ‡

جایداد جو بالعوض مہر دیجائے اوسپر قبضہ کا ہونا ضروری نہین ہے +

مقدمہ ۲۷

س - زوجہ نے حین حیات شوہر کیے دین مہر اپنا بخشدیا اور گو بخشدینا مہر کا فی نفسہ جایز ہو یا نہو مگر بسبب تحریر ہونیے ابرار نامہ خلاف عرف کیہ بخشدینا مہر کا ناجائز تصور کیا جایگا یا نہین +

ج - اگر زوجہ مہر بخشدیے تو ایسا ابرار شرعاً درست ہے اور یہہ صرف بمنزلہ ایسکے ہے کہ مقروض کو قرضہ یا قیمتی معاف کردیا جاے پس چونکہ ابرار مہر جائز ہے لہذا ابرار نامہ بھی قطع نظر مطابق یا خلاف ہونیے عرف کیے جائز تصور کرنا چاہیے کیونکہ شرع کی روسے عرف بمقابلہ حکم شرع کیے ہمیشہ غیر نافذ تصور کیا جاتا ہے مگر واضح ہو کہ ابرار مہر کا ثبوت صرف دستآویز کیے ہونیے سے نہوگا بلکہ اس امر کی نسبت وجیہ ثبوت درکار ہے کیونکہ کوئی دستآویز بطور شہادت قبول ہوسکتی ہے الا ثبوت قطعی تصور نہین کیجاسکتی +

ابرار مہر +

مقدمہ ۲۸

س - اگر یہہ فرض کیا جاے کہ زوجہ لاولد نے دین مہر شوہر کو بخشدیا تو بحالت موجود ہونیے شوہر کی ہمشیرا در حصہ کیے ترکہ کیے شوہر متوفی سے

---

† جسقدر مہر ایک ہی خاندان کی عورتونیے اکثر پایا ہو اوسکو دراصل مہر مثل کہتے ہین کم سے کم مہر کی تعداد دس درم ہے

‡ وجہہ اسکی یہہ ہے کہ منتقل کرنا بالعوض مہر کیے خاص ہبہ مین داخل نہین ہے ہبہ کی صورت مین قبضہ کا ہونا ضرور ہے لیکن یہہ صورت بیع یا مبادلہ کی مشابہ ہے کیونکہ یہہ بالعوض عمل مین آیا ہے یعنی مبادلہ جایداد کا بعوض روپیہ کیے ہے اور ایسی صورت مین اصول بیع کی دفعہ ہوسکے بسبب تقابض کی شرط زمانہ آئیندہ پر منحصر ہوسکتی ہے اور اسی وجہہ سے فوراً قبضہ کا ہونا معاہدہ کیے جواز کیے لیے ضروری نہین ہے +

زوجہ کو کسقدر رجا یداد ملیگی ؟

ج - بعد ادا کرنیکے قرضہ زندگی متوفی اور ادن مراسم کے جنکی تعمیل مثل تقسیم ترکہ کے ضروری ہے ترکہ کو چار حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ ان کے زوجہ کو فرضاً ایک حصہ یعنی ربع اور چچا کو ایک حصہ ملیگا اور باقی دو حصے بہن کو ملینگے اور زوجہ نے جو اپنا دین مہر شوہر کو بخشدیا اس سے زوجہ کے اوسقدر استحقاق وراثت مین جو شرعاً حاصل ہے کچھہ خلل واقع نہین ہوتا ۔

موہوب بخشدینے سے استحقاق وراثت مین کچھہ خلل واقع نہین ہوتا ۔

مقدمہ ۲۹

س - دستاویز مین مہر کے معجل یا موجل ہونیکی کچھہ تصریح نہین ہوئی تہی ایسی صورت مین زوجہ کا دعوی مہر مین حیات شوہر کے صحیح متصور ہو سکتا ہے یا نہین اور اگر یہہ فرض کیا جاے کہ زوجہ شوہر کی حیات مین لاولد مرگئی اور اوس نے باوجود عرصہ دراز تک رہنے شوہر کی حفاظت مین کبہی دین مہر کا دعوی نکیا تو اوسکے بہائی کا بیٹا اوسکے شوہر سے یا اوسکی وفات کے بعد اوسکے وارثون سے دین مہر کے وراثتاً دعوی کرنیکا مجاز ہے یا نہین اور اگر دعوی اوسکا دین مہر کی بابت واجب تصور کیا جاے تو کسقدر دین مہر اوسکو استحقاق وراثت کی رو سے ملیگا ۔

ج - اگر دستاویز صحیح تصور کیجاے تو زر مندرجہ اوسکا زوجہ کی حیات مین جب وہ شوہر کے ساتہہ رہتی تہی واجب الادا تہا یعنی اسکو اپنے شوہر سے دعوی کرنیکا اختیار تہا اور اگر اوس نے دعوی نکیا اور وہ شوہر سے پہلے لاولد مرگئی اور اوس نے تصفیہ اپنے دین مہر کا نکیا اور اپنے حق سے دست بردار نہوئی تو اسکے بہائی کا بیٹا شرعاً مجاز ہے کہ دعوی مہر کا اسکے شوہر یا شوہر کے وارثون سے کرے لیکن نصف دین مہر شوہر کو وراثتاً پہنچتا ہے اور بقیہ نصف زوجہ کے بہائی کے بیٹے کا حق ہے مگر شرط یہہ ہے کہ زوجہ نے اور کوئی وارث ذوی الفروض یا عصبات سے نہ چہوڑا ہو ۔ †

ذکر اوس دستاویز مہر کا جسمین مہر معجل یا موجل کی تصریح نہو

† یہہ صورت منجملہ ان چند صورتون مجموعہ مسائل محمدی کے ہے جنمین بسبب اتفاق رائے علماء معتبر کے نہایت شک واقع ہے اور اسی وجہہ سے تنقیح اس امر کی کہ کس عالم کا قول قابل ترجیح ہے دشوار متصور ہے ممکن ہے کہ ادار دین مہر کی شرط معجل ہو یا موجل یا اس امر کی تصریح نہو چنانچہ جب مہر معجل ہوتا ہے یا معجل و موجل کی تصریح نہین ہوتی تو مسئلہ عام یہہ ہے کہ کل دین مہر فوراً ادا کردیا جاے یہہ رائے ہدایہ اور فتاوا حمادیہ کے موافق کی ہے اور وہ اسکی وجہہ یہہ لکہتے ہین کہ نکاح مثل ان معاہدات کے ہے جنمین بحالت نہونے شرط صریح درباب توقف ادا رمعاوضہ کے فوراً ادا کرنا اوسکا لازم ہے اور دین مہر بہی نکاح کا معاوضہ ہے اور خلاف اس مسئلہ کے مصنف شرح وقایہ و فتاواء عالمگیری بحوالہ قاضی خان یہہ لکہتے ہین کہ اگر ادار دین مہر کے زمانہ کا تعین نہو تو دین مذکور کو اسقدر عرصہ تک جو رواج مین ہو ادا کرنا چاہیے اور جو قول زیادہ تر تسلیم کیا گیا ہے وہ یہہ ہے کہ اگر درباب زمانہ ادار دین مہر کے تعین نکیا جاے تو زر مذکور کچھہ عرصہ بعد ادا ہو سکتا ہے بشرطیکہ اس امر کا کچھہ شک نہو مثلاً متوفی رکہنا ادار دین مہر کا شوہر کی وفات یا طلاق تک جائز ہے یہہ مسئلہ مطابق فتاواء عالمگیری کے ہے اور اسمین محیط السرخسی کا حوالہ ہے لیکن اور عالمون کو ظاہراً ان شرائط کی نسبت اعتراض ہے وہ یہہ کہتے ہین کہ ایسی صورت مین شرائط اور ان کے زمانہ وقوع مین زیادہ تر شک ہے مگر چونکہ دین مہر کا دعوی بغیر شرط وفات یا طلاق کے ہو سکتا ہے لہذا ان شرائط کی نسبت مباحثہ کرنا فضول ہے الا اگر دین مہر بعد وفات شوہر کے ادا نکیا جاے تو ایسے توقف کا جائز رکہنا معقول اور یہی مطابق منشاء اصول عامہ کے ہے اور شرط ایک ایسے امر سے متعلق ہو سکتی ہے

س ۲ - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زوجہ اور شوہر نے ایک دوسرے کے نام وصیت نامہ اس مضمون سے تحریر کیا کہ جو دونوں مین سے پہلے مر جائے اسکا مطالبہ شخص حی القایم کی جایداد پر عاید ہوگا اور ایک دوسرے کا وارث تصور کیا جائیگا اب اگر یہہ فرض کیا جائے کہ تاریخ تحریر وصیت نامہ تک شوہر کے ذمہ دین مہر واجب الادا تھا اور زوجہ کسی طرح اپنے حق سے دست بردار نہوئی اور نہ اوسنے حق مذکور کی بابت کچھہ تصفیہ کیا تو ایسے وصیت نامہ کی رو سے دعوی مہر کا شوہر کی جایداد پر ممنوع السماعت متصور ہوگا یا نہین +

ج ۲ - جو وصیت نامہ فیما بین شوہر اور زوجہ کے لکھا گیا اوسکی رو سے مہر کا دعوی زائل نہین ہو سکتا اور شوہر کسی حالت مین مہر کے مطالبہ سے بری الذمہ نہین ہو سکتا الا اوس صورت مین کہ دین مذکور ادا کر دیا جائے یا زوجہ اوس سے صراحتاً دست بردار ہو اور مہر شوہر سے اسکے حین حیات اور اسکی وفات کے بعد اسکے ترکہ سے واجب الادا ہے +

اگر فیما بین شوہر اور زوجہ کے وصیت نامہ تحریر ہو تو اس سے دین مہر کا استحقاق زائل نہین ہوتا +

مقدمہ ۳۰

س - شوہر نے زوجہ کے نام کابین نامہ بتعین دس ہزار اشرفی اور پچاس ہزار روپیہ کے تحریر کیا اور اوسمین یہہ لکھا گیا کہ دین مہر کا ایک جزو فوراً ادا کیا جائیگا اور باقی بہ توقف اور جسقدر روپیہ فوراً ادا ہونا قرار پایا تھا اوسکی تعداد دستاویز مین مندرج نہین ہے ایسی صورت مین کسقدر دین مہر شرعاً و عرفاً فوراً ادا ہونا چاہیے اور کس قدر بہ توقف یعنی بعد وفات شوہر کے +

ج - چونکہ دستاویز مین مہر کی تعداد درج ہے لہذا اسقدر ابہام جس سے کل دعوی ناجائز متصور ہو واقع نہین ہے لیکن سوال مین لکھا ہے کہ جزو مہر معجل ہے اور اس سے لازم آتا ہے کہ جزو مابقی زمانہ آیندہ مین جسکا تعین نہین ہے ادا کیا جائیگا ایسے ابہام کی صورت مین شرعاً عرف یعنی رواج مقام پر لحاظ کرنا چاہیے جہان کہ ہونا اس نکاح کا مرشد آباد مین پایا جاتا ہے پس جو رواج اس مقام اور قرب وجوار مین دربابت ادائے مہر کے جاری ہے اوسی کے مطابق عمل ہونا چاہیے بالعموم یہہ شرط ہوتی ہے کہ ایک ثلث فوراً ادا کیا جائے اور بقیہ دو ثلث توقف کے ساتھہ علاوہ اسکے یہہ شرط اکثر بھی ہوتی ہے کہ ایک نصف فوراً ادا کیا جائے اور نصف ثانی بتاخیر پس اس صورت خاص مین پہلے طریق پر عمل کرنا چاہیے اور جملہ دیگر صورتون مین پچھلے طریقے کے مطابق عمل کرنا فی الحقیقت زیادہ تر قرین انصاف ہے + †

ذکر اس صورت کا جب میعاد جزو دین مہر کی جو معجل ہو نہ لکھی گئی ہو +

مقدمہ ۳۱

س ۱ - اگر باہم زن و شوہر کے اتفاق مصاحبت بغیر ہونے اعتراض منجانب زوجہ کے ہوا ہو اور بعد ازان وہ بسبب نہ ملنے مہر کے معترض ہو تو آیا

جسکا وقوع یا عدم وقوع ممکن ہو پس اگر شرط ایسے امر سے متعلق ہو جسکے وقوع مین شک نہو تو اسپر فی الواقع شرط کا اطلاق نہین ہو سکتا بلکہ وہ بمنزلہ تعین مدت ادا کرنے زر دین کے ہے مثلاً اگر کسی ہنڈی مین یہہ شرط ہو کہ روپیہ فلان شخص کی وفات کے بعد ملیگا تو روپیہ ہنڈی کا شخص مذکور کی وفات کے بعد اسیطرح پر واجب الادا ہوگا جیسا کسی میعاد خاص کے بعد ہوتا ہے +

† واضح ہو کہ قاعدہ مذکور الصدر اس قسم کے معاملات کے واسطے بطور کلیہ قرار نہین دیا گیا اور اس قسم کے مباحثات مین صرف رواج مختص المقام بمنزلہ مسئلہ شرع کے تصور کیا جاتا ہے اگر مہر کے معجل یا موجل ہونیکی کچھہ تصریح نہوتی تو فوراً ادا کرنا کل دین مہر کا واجب ہوتا - اصول مکناٹن وغیرہ دفعہ ۲۲ - حکم شرع کا فی الحقیقت یہی ہے اور مصنف شرح وقایہ بھی اسکو تسلیم کرتا ہے مگر وہ یہہ بھی لکھتا ہے کہ جب

اعتراض اوسکی جانب سے درست ہوگا یا نہین +

اگر دین مہر کے دینے مین ناحق توقف واقع ہو تو زوجہ پر شوہر کی اطاعت واجب نہین ہے +

ج ۱ - اگر مہر کا ایک جزو معجل ہو تو زوجہ کو سنبط لینے اوسکے معترض ہونیکا اختیار ہے علی ہذا القیاس اگر مہر کے معجل ہونیکا ذکر دست آویز مین نہو توبہی زوجہ لغرض لینے مہر حسب حیثیت اپنے معترض ہوسکتی ہے الا اوس صورت مین کہ موجل ہونا کل دین مہر کا بتصریح قرار پایا ہو چنانچہ منہۃ الغفار مین یہہ لکہا ہے کہ گو باہم زوجہ وشوہر کے بغیر ہونے اعتراض منجانب زوجہ کے مصاحبت کا اتفاق ہوا لیکن زوجہ کو منظر حاصل ہونے جزو یا کل دین مہر معجل یا اوسقدر دین مہر مثل کے جسکا فوراً ادا ہونا دستور ہے اختیار ہے کہ مصاحبت سے احتراز کرے یا شوہر کے ساتہہ سفر مین جانے سے منکر ہو یا ایک مکان سے دوسرے مکان مین ہمراہ اوسکے نجاوے الا زوجہ کو اوس صورت مین اس امر کا اختیار نہوگا کہ موجل ہونا کل دین مہر کا بصراحت قرار پایا ہو چنانچہ ابو یوسف کا یہہ قول ہے کہ اس صورت خاص مین بہی تعبیر برعایت استحقاق زوجہ کی گئی ہے اور بلحاظ اسی تعبیر رعایت کے اس مسئلہ کی نسبت علمانے رایے دی ہے اور در مختار مین بہی یہی مسئلہ اسطور پر لکہا ہے کہ عورت کو مصاحبت کی نسبت محترز ہونیکا اختیار ہے اور ابو یوسف کا یہہ قول ہے کہ گو موجل ہونا کل دین مہر کا بصراحت قرار پایا ہو توبہی زوجہ اختیار مذکور عمل مین لاسکتی ہے اور بلحاظ اسی تعبیر رعایت کے اس مسئلہ کی نسبت علمانے رایے دی ہے پس جب تک دین مہر ادا کیا جاے شوہر کو اختیار نہین ہے کہ زوجہ کو ہمخانگی کے واسطے مجبور کرے +

س ۲ زوجہ حسب حالات مذکورہ بالا درصورت نکرنے اطاعت شوہر کے نان ونفقہ کی مستحق ہے یا نہین اور اوسکو قبل لینے دین مہر کے جسکا فوراً ادا ہونا قرار پایا ہو مکان اور رفاقت شوہر سے علیحدگی کا اختیار حاصل ہے یا نہین +

زوجہ مستحق نان ونفقہ ہے +

ج ۲ - گو زوجہ حسب حالات مذکورالصدر خلاف مرضی شوہر کے کار بند ہوئی ہو وہ مستحق نان ونفقہ کی ہے اور اوسکو مکان ورفاقت شوہر سے علیحدگی کا اختیار ہے الا اوس صورت مین کہ دین مہر جسکا فوراً دیا جانا قرار پایا ہو ادا کر دیا جاے +

س ۳ - بعد مصاحبت کے حسب حالات مذکورہ بالا زوجہ کو نسبت دین مشروطہ کے استحقاق پہنچتا ہے یا نہین +

مصاحبت کے بعد بہی دین مہر واجب الادا ہوتا ہے

ج ۳ - اس صورت مین دین مہر واجب الادا ہے چنانچہ اقوال مذکورہ بالا سے واضح ہے - مصاحبت یا افتراق کلی یا فریقین سے ایک شخص کے مرجانیکی صورت مین دین مہر واجب ہوتا ہے اور یہہ مسئلہ تمام کتب فقہ مین لکہا ہے +

مقدمہ ۳۲

س اشرعاً کوئی ایسی میعاد مقرر ہے کہ جسکے گذر جانے کے بعد قرضہ کا دعوی ناقابل سماعت متصور ہو اور دین مہر بہی مثل اور قسم کے قرضہ کے تصور کیا جاتا ہے یا نہین یا اسمین کچہہ خصوصیت ہے +

دعوی دین مہر کے واسطے کوئی میعاد خاص معین نہین ہے +

ج ۱ - کوئی ایسی میعاد خاص معین نہین ہے جسکے منقضی ہونے کے بعد مہر کا دعوی ممنوع تصور کیا جاے - اور اسطرح کا دعوی مثل اون دیگر مطالبات کے متصور ہوتا ہے جو بغیر الغار دین منجانب مدیون یا بحالت عمل مین آنے دست برداری داین کے زایل نہین ہو سکتے چنانچہ کافی مین یہہ

رواج حال کے کبہی اوس مقام خاص کے رواج پر بہی لحاظ کیا جاتا ہے جہان بنا مخاصمت پیدا ہو +

+ لیکن قول مسلمہ یہہ ہے کہ اگر موجل ہونا کل دین مہر کا یعنی ادا کیا جانا اوسکا بزمانہ آیندہ صراحتاً قرار پایا ہو تو زوجہ کو قبل مدت معہودہ کے جزو مہر کی بابت دعویدار ہونیکا استحقاق نہین ہے کیونکہ وہ اپنے استحقاق سے برضا ورغبت دست بردار ہوئی +

لکہا ہے کہ دین مہر بہی مثل ایسے قرضہ کے تصور کیا جاتا ہے جو کسی شخص اجنبی نے لیا ہو اور جب تک مدیون ادا نکرے یا دائن اپنے دعوی سے دست بردار نہو ادا کرنا اوسکا ضرور ہے علی ہذا القیاس فصول عمادیہ مین یہہ مرقوم ہے کہ شوہر پر ادا کرنا زوجہ کے دین مہر کا مثل اور قرضہ کے لازم ہے اور جب تک وہ ادا نہو ترکہ اوسکے وارثون مین تقسیم نہین ہو سکتا +

س ۲ - اگر فوراً ادا ہونا مہر کا قرار پایا ہو اور زوجہ شوہر کی حیات مین اوسکی بابت دعوی دار نہو اور شوہر نے بہی کچہہ ادا نکیا ہو تو حد سماعت بشرطیکہ کوئی ایسی حد معین ہو تاریخ نکاح سے محسوب ہوگی یا روز وفات شوہر سے +

اگر فوراً ادا ہونا دین مہر کا قرار پایا ہو تو بہی حد سماعت عارض نہین ہو سکتی

ج ۲ - دعوی مہر یا اور قسم کے قرضہ کے واسطے میعاد خاص معین نہین ہے اور گو فوراً ادا ہونا قرار پایا ہو تو بہی واسطے پیش ہونے اوسکے دعوی کے میعاد کا تعین کرنا فضول ہے لیکن مہر تاریخ نکاح سے واجب الادا ہوا اور اگر شوہر نے اسقدر مہر جسکا فوراً ادا ہونا قرار پایا تہا یا وہ جو بہ توقف ادا ہونا چاہیے تہا اپنی حیات مین ادا نہین کیا تو وہ ترکہ سے وصول ہونا چاہیے تہا +

س ۳ - اگر یہہ قرار پایا ہو کہ مہر کا ایک ثلث فوراً ادا کیا جائے اور بقیہ دو ثلث بہ توقف ادا ہو اور زوجہ نے حین حیات شوہر کے مہر معجل طلب نکیا اور شوہر نے بہی باوجود اس امر کے کہ وہ مصاحبت کے بعد چونتیس برس تک زندہ رہا مہر کی بابت کچہہ ندیا تو ایسی صورت مین فیمابین مہر معجل اور موجل کے کچہہ فرق ہے یا نہین +

شوہر کی وفات کے بعد کل دین مہر واجب الطلب ہوتا ہے +

ج ۳ - حسب حالات مذکورہ مابین مہر معجل اور موجل کے شرعاً کچہہ فرق نہین ہے یعنی زوجہ کا مطالبہ بابت دونون قسم کے مہر کے شوہر کی جایداد پر پہنچتا ہے +

س ۴ - اگر شوہر نے زوجہ کی حیات مین زوجہ کو سوا خورد و پوش کے اور کچہہ بہی دیا تو ایسے تحایف مزید دین مہر سے مجرا ہونگے یا نہین اور شوہر کے وارثون پر بنظر اطمینان زوجہ کے اوسکو حساب سمجہانا ضرور ہے یا نہین +

عطیات شوہر کا اثر نسبت دین مہر کے +

ج ۴ - اگر شوہر نے علاوہ ضروریات کے زوجہ کو دین مہر کے عوض کچہہ زر نقد یا مال دیا ہو تو ایسے تحایف دین مہر سے وضع کئے جاوینگے اور ایسی صورت مین شوہر کے وارثون پر بنظر اطمینان زوجہ کے اسکو حساب سمجہانا ضرور ہے لیکن اگر شوہر نے تحایف مذکور بلحاظ دین مہر کے نہین دیئے تو یہہ ایک صورت ایسی بخشش کی ہے جو برضا و رغبت عمل مین آئی ہے اور اسکا حساب سمجہانا بہی ضرور نہین ہے چنانچہ ہدایہ مین لکہا ہے کہ اگر شوہر زوجہ کے واسطے کوئی چیز بہیجے اور زوجہ اوسکو تحفہ قرار دے اور شوہر دیا جانا اوسکا بعوض جزو دین مہر کے ظاہر کرے تو ایسی حالت مین شوہر کے بیان کو معتبر تصور کرنا چاہیے +

س ۵ - اگر یہہ فرض کیا جاے کہ مہر کا دعوی میعاد معینہ کے اندر پیش نہونیکی وجہہ سے یا اس باعث سے کہ شوہر نے اپنی حیات مین اسے ادا کر دیا ہو پیش نکیا جا سکتا ہو تو زوجہ کو ترکہ شوہر سے بشمول اور وارثون کے اپنے حصہ جائز پانیکا استحقاق پہنچتا ہے یا نہین اور اگر پہنچتا ہے تو وہ کسقدر حصہ پائیگی +

دعوی مہر کا بلحاظ ثبوت فریقین کے نامنظور نہین ہو سکتا +

ج ۵ - اگر مہر کا دعوی میعاد معینہ کے اندر پیش نہین ہوا تو اس سے ابطال اوسکا لازم نہین آتا کیونکہ دعوی مہر کے واسطے کوئی میعاد خاص معین نہین ہے علی ہذا القیاس گذر نا مدت کا زمانہ کثیر سے باعث بطلان مہر نہین ہے کیونکہ اگر عدالت کے حکم سے دعوی مہر کا بوجہہ تمادی ایام کے

باطل قرار دیا جاوے تو بہی ایسا حکم رد و منسوخ تصور کیا جایگا فصول عمادیہ مین یہہ لکہا ہے کہ اگر قاضی دعوی مہر کو کسی وجہہ سے سوائے ثبوت وصول ہو جانیکے دین مہر کے زوجہ کو یا مقر ہونیکے اوسکے اس امر سے بلحاظ اس مسئلہ متعارفہ عوام کے نامنظور کرے کہ زمانہ نکاح سے ایک عرصہ دراز گذرا لہذا یہہ ظن ہوتا ہے کہ دین مہر ادا ہو گیا یا اوسکی نسبت دست برداری عمل مین آئی تو ایسا حکم رد و منسوخ متصور ہوگا علی ہذا القیاس اشباہ و نظائر مین لکہا ہے کہ اگر مہر کا دعوی اس وجہہ سے نامنظور کیا جاوے کہ شوہر نے انکار اسکا حین حیات اپنے کر دیا تو بہی زوجہ بعد وفات شوہر بحالت موجودگی اولاد کے بہی بشمول اور وارثون کے اپنا حصہ پانیکی مستحق ہے اور اگر کچہہ اولاد نہو تو زوجہ کا حسب مسئلہ مندرجہ سراجیہ کے ایک ربع ہے اور وہ مسئلہ یہہ ہے کہ اگر ابنی یا ابسر کی یا اسی سلسلہ مین اور اولاد نہو اور ایک یا چند زوجہ ہون تو اون کا حصہ ایک ربع ہوتا ہے اور اگر ابنی یا ابسر کی یا اسی سلسلہ مین اور اولاد ہو تو ایک ثمن ملیگا +

بعد ملنے دین مہر کے زوجہ مثل اور وارثون متوفی کے اپنا حصہ پانیکی مستحق ہے +

مقدمہ ۳۳

س - ایک عورت کے واسطے نکاح کے وقت دین مہر کا تعین ہو گیا اور ہر چند کسیطرح کی دست آویز اس باب مین تحریر نہین ہوئی مگر دین مہر کا اقرار گواہون کے روبرو عمل مین آیا ایسا طریقہ کارروائی کا درست ہے یا نہین اور عورت شرعاً زر مشروطہ پانیکی مستحق ہے یا نہین اور عورت کی مان اور بہائی کو بعد گذر جانیکے بارہ برس کے اسکی وفات سے اسکے شوہر پر واسطے وصول دین مہر کے نالش کرنیکا منصب ہے یا نہین اور ایسے دعوی کے واسطے کسقدر میعاد سماعت مقرر ہے اور بعد وفات عورت کے اسکی جایداد درمیان اسکے شوہر اور مان اور بہائی کے کسطور پر تقسیم ہونی چاہیے +

ج - جو کارروائی کہ اس مقدمہ مین ہوئی وہ قطعی درست و صحیح ہے اور اگر دعوی مہر کا شہادت گواہان کی بنا پر بلا تحریر ہونیکے کسی دست آویز کے پیش ہو تو وہ شرعاً بہر صورت جائز ہے اور گو بارہ برس سے زیادہ عرصہ گذر گیا ہو عورت متوفیہ کی مان اور بہائی کو اسکے شوہر پر بابت نصف دین مہر مشروطہ کے دعویدار ہونیکا منصب پہنچتا ہے اور اسقدر عرصہ کے گذر جانیسے دعوی ناجائز نہین ہوسکتا اور چونکہ عورت متوفیہ نے شوہر اور مان اور بہائی وارث چہوڑے لہذا بموجب دفعہ ۶۴ اصول وراثت کے اسکی جایداد کو چہہ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے تہا اور چونکہ شوہر کا حصہ نصف اور مان کا ایک ثلث ہے لہذا شوہر تین حصے پانیکا مستحق تہا اور مان کو دو حصے ملنے چاہیے تہے اور بہائی از روے عصوبت کے بقیہ ایک حصہ پانیکا مستحق تہا +

دین مہر کے واسطے دست آویز ضرور نہین

زوجہ کے وارث دعوی مہر کا جب چاہین کرسکتے ہین

استحقاق شوہر کا بحالت موجود ہونے مان اور بہائی کے +

مقدمہ ۳۴

س - ایک شخص نے اپنی زوجہ کے نام نکاح کے وقت کہ اوسوقت وہ چہہ یا سات یا نو یا بمرتبہ غایت دس برس کی تہی دست آویز مہر تحریر کی ایک سال اور آٹہہ یا دس مہینے بعد نکاح کے شوہر نے وفات پائی ایسی صورت مین زوجہ کو شوہر متوفی کے ترکہ کی نسبت از روے دست آویز مہر کے استحقاق وراثت پہنچتا ہے یا نہین +

ج - بنظر حالات مندرجہ سوال کے جو کچہہ بطور مہر معین تجویز ہوکر دست آویز مین داخل ہوا وہ بعد وفات شوہر کے حسب دست آویز مذکور واجب الادا ہے اور شرائط اس دست آویز کی تسلیم ہونی چاہئین چنانچہ ہدایہ مین لکہا ہے کہ اگر کوئی شخص دین مہر بقدر دس یا دس سے زیادہ درم کے قرار دیے اور بعد ازان مصاحبت ہو یا شوہر وفات پاجاوے تو دونون صورتون مین زوجہ کل مہر معین پانیکی مستحق ہے کیونکہ بوجہہ وفات شوہر کے تکمیل نکاح لازم آتی ہے اور مصاحبت کی وجہہ سے جملہ مراتب نکاح کامل اور موثر تصور کیے جاتے ہین - اگر شوہر اپنے حین حیات زوجہ کا دین مہر ادا

جو کچہہ دین مہر قرار پایا ہو دعوی اسکا بعد وفات شوہر بلا لحاظ عمر زوجہ کی کے ہو سکتا ہے +

کردے تو بہتر ہے ورنہ اسکے ترکہ سے وصول کیا جائیگا اور دعوی مہر کا تقسیم ترکہ پر مقدم ہے اور اگر ترکہ دین مہر یافتنی سے زیادہ نہو تو وارثون کو اسکی نسبت کچھہ حق نہین پہنچتا - لڑکی کے بالغ ہونیکا سن کم سے کم نوان سال ہے +

لڑکی کے بالغ ہونیکا سن

مقدمہ ۳۵

س ۱ - اگر زن منکوحہ کو طلاق نہ دیا گیا ہو تو دست آویز مہر جائز اور قابل نفاذ اور شرعاً و عرفاً درست ہے یا نہین اور نویسندۂ دست آویز اور اسکے وارثون پر زوجہ کے وارثون کا دعوی بابت دین مہر کے پہنچتا ہے یا نہین - یا اسطرح کی دست آویز مہر صرف بنظر انسداد طلاق کے تحریر ہوتی ہے اور بحالت وقوع مین نہ آنے طلاق کے دین مذکور بعد وفات شوہر یا زوجہ کے واجب الادا نہین ہوتا + †

ج ۱ - دست آویز مہر جو اسمقدمہ خاص مین بنام زوجہ حرہ کے لکھی گئی جائز ہونا اسکا نائب قاضی اور گواہون کی شہادت سے ثابت ہے اور جسقدر دین مہر دست آویز مین درج ہے وہ بسبب تکمیل نکاح کے بغیر ہونے طلاق کے بہی واجب الادا ہے اور اگر شوہر زوجہ کو طلاق دے یا وفات پاجائے تو بہی مہر کا دعوی ہوسکتا ہے اور شوہر پر ادا کرنا اسکا عند الطلب زوجہ یا اسکے وارثون کے مثل اور قرضون کے لابد ہے اور اگر شوہر کچھہ جایداد چہوڑکر وفات پاجائے تو دین مذکور اسکے وارثون کو ترکہ سے ادا کرنا چاہیے +

مہر مشروط بطلاق زاید ہونے سے مقدار کے شرعاً واجب الوصول ہے +

س ۲ - شوہر نے زوجہ کے نام دست آویز مہر تحریر کرکے نکاح کے وقت اسکے حوالہ کردی اور زوجہ نے بغیر حاصل ہونے قبضہ کسی جایداد مصرحہ دست آویز کے شوہر سے پہلے وفات پائی ایسی صورت مین قابض ہونا زوجہ کے وارثون کا اس جایداد پر جو شوہر کے قبضہ مین رہی جائز ہے یا نہین اور اگر وارثان مذکور اس جایداد پر شوہر کی حیات مین قابض نہوئے ہون تو شوہر کے وارثون کو اسکی نسبت استحقاق وراثت پہنچتا ہے یا زوجہ کے وارثون کو بذریعہ دست آویز مہر کے +

ج ۲ - اس مقدمہ کی دست آویز مہر مین دو امر درج ہین ایک مقدار مہر جو شوہر سے یافتنی ہے اور دوسرا یہہ کل جایداد منقولہ و غیر منقولہ و زر نقد و اسباب مقبوضہ شوہر کا بعوض جزو مہر کے لیکن چونکہ دوسری شرط در باب معاوضہ کے معاہدہ مین داخل ہے اور مالیت اسکی کہ وہی جزو مہر ہے غیر منقح ہے لہذا اسطرحکا معاہدہ ناقص تصور کیا جاتا ہے اور زوجہ کو جایداد مقبوضہ شوہر ‡ پر کچھہ استحقاق نہین پہنچتا لیکن زوجہ اور اوسکے وارثون کو شوہر کی حیات مین مہر کے مطالبہ کا منصب پہنچتا ہے اور اگر شوہر مرجاے تو اوسکے وارثون سے - پس بعد وفات شوہر کے اوسکے وارثون کو اوسکی جایداد پر قابض ہونیکا حق پہنچتا ہے لیکن زوجہ کے وارث مستحق اس امر کے ہین کہ شوہر کے ترکہ کو جو اوسکے وارثون کے قبضہ مین ہے نیلام کراکے زر مہر مصرحہ وصول کرین یا اگر شوہر کے وارث قبول کرین تو زوجہ کے وارثون کو اختیار ہے کہ جایداد بقدر دین مہر زوجہ کے لے لین تا

شوہر کی کل جایداد کا دیا جانا بعوض جزو غیر مصرحہ مہر کے ناجائز و نادرست ہے

† جو دین مہر کہ اسمقدمہ مین قرار پایا وہ نہایت کثیر اور شوہر کے مقدور سے زیادہ ہے اور چونکہ دین مہر طلاق کی صورت مین واجب الادا ہوتا ہے لہذا ہندوستان مین یہہ دستور ہو گیا ہے کہ بنظر انسداد طلاق کے مہر زیادہ باندھا جاے اور اسمقدمہ مین جو استفتا ہوا اوس سے تنقیح اس امر کی ضرور تہی کہ اسطرحکا اقرار جو شوہر کی جانب سے ہو واقعی اور واجب التعمیل تصور کیا جائیگا یا صرف مصلحتاً اور برائے نام +

‡ جو مسئلہ اس بارے مین لکھا گیا ہے وہ شرع محمدی کے ایک قاعدہ معروف پر مبنی ہے اور وہ یہہ ہے کہ معاوضہ کے معاہدہ مین بدلین کی قیمت کا تعین ہونا چاہیے +

مقدمہ ۳۶

س - ایک شخص نے اپنی زوجہ کے نام دست آویز مہر بابت انتقال حق ملکیت کسقدر اراضی کے جو وقت تحریر دست آویز کے بقبضہ مالکانہ اوس کے نہ تھی لکھدی اور قبضہ اوسکا جایداد مذکور پر بعد ازان ہوا ایسی صورت مین اسطرحکی دست آویز جائز اور واجب التعمیل ہے یا نہین ٭

ج - حسب حالات مندرجہ سوال کے دست آویز مہر بالکل کالعدم و ناجائز ہے الا اس صورت مین کہ شوہر نے بعد حاصل ہونیکے استحقاق نسبت اراضی مصرحہ دست آویز کے زوجہ کو اوسپر حسب ضابطہ قابض کرادیا ہو اور صرف اسی صورت مین دست آویز جائز اور واجب التعمیل ہوگی نہ اور حالت مین ٭

دینا اس جایداد کا بعوض مہر کے جو شوہر کے قبضہ میں نہو ٭

مقدمہ ۳۷

س - اگر دست آویز مہر جائز قرار دیجاے تو ادا ہونا زر مہر مندرجہ دست آویز کا زوجہ کو بعد وفات شوہر یعنی نویسندہ دست آویز کے قبل تقسیم اوسکے ترکہ کے شرعاً واجب ہے یا نہین اور اگر کل ترکہ کی مالیت زوجہ کے دین مہر سے زائد نہو اور زوجہ اداکرنا شوہر کے قرضہ واجب کا منظور کرے تو ایسی صورت مین وہ بذریعہ اپنے اختیار خاص اور دعوی مہر کے شوہر کی جایداد اراضی اور مال پر قابض ہونیکی مجاز ہے یا نہین ٭

ج - دست آویز مہر جو اس مقدمہ سے متعلق ہے جائز ہے کیونکہ وہ گواہون سے ثابت ہے اور اگرچہ لکھا جانا مقدار کثیر مہر کا کسی حکم صریح کی رو سے جائز نہین ہے لیکن باوجود اسکے یہہ امر روا رکھا گیا ہے لہذا زر مندرجہ دست آویز بیوہ پر جایداد اراضی شوہر متوفی اپنے قبل دعاوی وراثت کے واجب الادا ہے لیکن جسمین جایداد کا ذکر دست آویز مین بصراحت نہو اسپر زوجہ اپنے اختیار سے بغیر حکم عدالت کے بذریعہ دعوی مہر کے قابض نہین ہوسکتی گو ترکہ شوہر کا واسطے ادا کرنے اوسکے دین کے مکتفی ہو یا نہو اور زوجہ کو جایداد مذکورہ کی نسبت صرف اسی صورت مین استحقاق ملکیت حاصل ہوسکتا ہے کہ وہ اوسے اپنے مہر کے روپیہ سے بذریعہ حکم عدالت یا حسب استرضا وارثون کے خرید کرے الا جس جایداد کی تصریح دست آویز مہر مین ہو اسپر زوجہ اپنے اختیار سے بغیر حکم عدالت یا استرضاء وارثوں کے قابض ہوسکتی ہے لیکن چونکہ اس مقدمہ مین زوجہ کے فریق مخالف نے اپنا مہتمم ہونا جایداد اراضی پر زوجہ کی جانب سے بنظر مفاد اوسکے قبول کرکے اقرار اداکرنے کل حاصلات و منافع جایداد کا زوجہ کو کیا ہے اور فریق مذکور کو قرضہ ذمگی شوہر متوفی کی رسدی اداکرنے سے انکار ہے اور زوجہ نے اداکرنا کل قرضہ کا اپنے ذمہ لیا ہے لہذا اس سے یہہ ثبوت حاصل ہوتا ہے کہ فریق مذکور نے قابض ہونا زوجہ کا جایداد پر تسلیم کرلیا ٭

مقدار مہر کی انتہا نہین ہے

جایداد اراضی پر بابت دین مہر کے حسب استرضاء مقبوضہ وارثون کے قبضہ ہوسکتا ہے ٭

مقدمہ ۳۸

س - ایک شخص نے اپنی زوجہ پر کسی قدر دین مہر تعین کرکے اوسکے نام دست آویز مہر لکھدی اور اس دست آویز مین اوس نے یہہ بھی لکھدیا کہ مینے اپنا کل نقد و جنس اور جایداد منقولہ و غیر منقولہ جو کچھہ بالفعل میرے قبضہ مین ہے یا آئندہ آوے بعوض دین مہر کے زوجہ کو اس شرط سے دیا کہ جب زوجہ خواستگار مہر ہو اسیوقت مین اوسے شرعاً بلا حجت و حیلہ ادا کردونگا ایسی دست آویز کی رو سے زوجہ کو بابت کل جایداد منقولہ و غیر منقولہ کے استحقاق پہنچتا ہے یا وہ صرف زر مصرحہ دست آویز کے پانیکی مستحق ہے ٭

ج - شوہر نے دست آویز مین یہہ لکھا ہے کہ مینے اپنا کل نقد و جنس اور جایداد منقولہ و غیر منقولہ جو کچھہ بالفعل میرے قبضہ مین ہے یا آئندہ آوے بعوض دین مہر کے زوجہ کو دیدیا یہہ بیان [illegible] معاہدہ ناجائز بیع کے ہے یعنی یہہ بیان معاہدہ واحد مین بایع کی جانب سے بابت اس

ذکر اس دست آویز کا جسمین زر خاص کا تعین بابت دین مہر کے ہوگیا ہو اور نیز اوسکی کل جایداد منقولہ و غیر منقولہ آئندہ [illegible] [illegible]

جایداد کیے ہے جو اسوقت اسکے قبضہ مین تہی اور یہی جسکا وجود اس زمانہ مین نہ تہا بلکہ وہ اسکو زمانہ آیندہ حاصل ہوتی اور تصریح ثمن کی مطلق نہین کی گئی ہے اور بیان مذکور الصدر بمنزلہ ہبہ بالعوض کے نہین ہے کیونکہ ہبہ کے واسطے وجود بدلین کا ضرور ہے علاوہ اسکے معاملات بیع و ہبہ مین ہونا ایجاب و قبول کا ایک ہی موقع پر واجب ہے اور اگر قبل اظہار قبول کے معاہدہ سے انحراف کیا جاوے تو وہ باطل و کالعدم تصور کیا جاتا ہے مگر اسمقدمہ مین ظاہر ہونا رضامندی کا بعد اظہار ایجاب کے پایا نہین جاتا بلکہ دست آویز کے فقرہ اخیر سے جسمین یہہ شرط ہے کہ عند الطلب زوجہ کے دین مہر شرعاً بلا حجت و حیلہ ادا کیا جایگا یہہ مستنبط ہوتا ہے کہ شوہر نے اپنے اظہار سے انحراف کیا کیونکہ اگر اظہار رضامندی بموقع اظہار ایجاب کے قبل انحراف کے عمل مین آیا ہو تو شوہر پر ادا کرنا مہر کا عند الطلب زوجہ کے لازم نہوتا پس جایداد منقولہ و غیر منقولہ زوجہ کو بذریعہ دست آویز مہر کے نہین پہنچتی بلکہ وہ صرف مستحق پانے زر مصرحہ دست آویز کی ہے ✠ ✠

مقدمہ ۳۹

س - زوجہ نے شوہر پر واسطے ایک ثلث مہر معجل کے نالش دایر کرکے زر مدعوہ کی بابت ڈگری حاصل کی بعد ازان وہ شوہر کی حیات مین مرگئی اور اسکی وفات کے بعد اسکی ہمشیرہ نے اسکے شوہر پر واسطے بقیہ دو ثلث دین مہر کے نالش کی ایسی صورت مین یہہ نالش ہمشیرہ زوجہ متوفیہ کی شوہر کے نام شرعاً قابل سماعت ہے یا نہین اور بعد وفات زوجہ کے شوہر منجملہ دین مہر مصرحہ دست آویز کے کسیقدر مہر پانیکا مستحق ہے یا نہین ✠

ج - نالش جو زوجہ متوفیہ کی ہمشیرہ نے اسکے شوہر پر بابت کل دو ثلث دین مہر کے دائر کی ہے قابل سماعت نہین ہے کیونکہ ہمشیرہ زوجہ کی ایک وارث ہے اور وہ کل مہر کا دعوی صرف بذریعہ وصیت کے کرسکتی ہے لیکن ہونا وصیت کا ایک ہی وارث کے حق مین جائز نہین ہے اور چونکہ مدعیہ زوجہ متوفیہ کی ہمشیرہ ہے لہذا اسکو منجملہ اس دین مہر کے جو ہنوز ادا نہین ہوا ہے ایک نصف ملنا چاہیے اور باقی نصف اسکے شوہر کی طرف عود کریگا ✠

اگر علاوہ شوہر اور ہمشیرہ متوفیہ کے کوئی اور وارث نہو تو دین مہر ان دونون کو بحصص مساوی پہنچیگا

مقدمہ ۴۰

س - زوجہ نے شوہر پر دین مہر کی بابت بتعین چالیس ہزار روپیہ اور ایک اشرفی کے نالش دائر کی اور طرفین کے رشتہ دارون کی گواہی سے واجب الادا ہونا زر مذکور کا ثابت ہے اور رشتہ دارون کی گواہی سے یہہ متحقق ہے کہ زوجہ اور شوہر کے خاندان کا مہر مثل اس مقدار سے کبہی کم قرار نہین پایا ہے لیکن مدعا علیہ مظہر ہے کہ دین مہر بقدر اول مقدار معینہ شرع یعنی دس درم کے قرار پایا اور اسکے واسطے ثبوت اس بیان کے وہ گواہ پیش کیے ہین جو اس سے کچہہ علاقہ نہین رکہتے ایسی صورت مین زوجہ کا بیان قابل ترجیح ہے یا شوہر کا ✠

ج - بنظر حالات مندرجہ سوال کے زوجہ کا بیان حسب مسئلہ مرقومہ ہدایہ کے قابل ترجیح ہے اور وہ مسئلہ یہہ ہے کہ اگر شوہر اور زوجہ کے باہم بحالت برقرار رہنے نکاح کے درباب مقدار مہر کے تکرار ہو مثلاً شوہر ایک ہزار درم بیان کرے اور زوجہ کو دو ہزار کا دعوی ہو تو جو فریق اپنا بیان وجہہ ثبوت سے ثابت کرے اوسکا اظہار قابل اعتبار ہے اور اگر طرفین سے ثبوت موجود ہو تو زوجہ کی جانب کی شہادت پر اعتبار ہونا چاہیے کیونکہ ایسی شہادت سے اسکا استحقاق بسبب مقدار کثیر کے ثابت ہوتا ہے علی ہذا القیاس تاتارخانیہ مین یہہ لکہا ہے کہ اگر طرفین سے ثبوت پیش ہو تو جسکا ثبوت مقدار کثیر کی بابت ہو

اگر مقدار مہر کی بابت نزاع ہو تو ثبوت مدعیہ زوجہ بمقابلہ ثبوت شوہر کے قابل ترجیح ہے ... مین کہ زوجہ کا مہر مثل مقدار مدعوعہ سے کم ہو اور صورت ... اگر مقدار مہر کی بابت ثبوت سے متحقق نہو تو مہر مثل دلایا جاوے ✠

✠ اس دست آویز کی اخیر کی شرط ناجائز تہی کیونکہ معاوضہ کے جملہ معاہدات مین یقینی ہونا اسکا ضرور ہے اور یہہ واجب ہے کہ جس شے کی بابت معاہدہ کیا جاوے وہ اسوقت فی الواقع وجود رکہتی ہو یا زمانہ آیندہ مین جسکا یقین ہوسکتا ہو دیکہا چاہیے - اصول بیع دفعات ۱۲ و ۱۳ ✠

وہی قابل لحاظ و ترجیح ہے اگر مقدار مہر کی بابت تکرار ہو تو قاضی کو مہر مثل لانا لازم ہے اور اس امر کی نسبت عالمگیری مین یہہ لکہا ہے کہ اگر فیما بین
شوہر و زوجہ کے مقدار مہر کی بابت تکرار ہو تو قاضی کو مہر مثل لانا چاہیے نالش متعلقہ امور نکاح مین رشتہ دارون کی گواہی کو اشخاص اجنب کی گواہی پر
ترجیح ہے چنانچہ اس امر کی نسبت حمادیہ مین یہہ لکہا ہے کہ نکاح کی نالش مین فریقین کے واسطے دارون کی گواہی بہ نسبت شہادت اشخاص اجنب کی مرجح ہے ؀

مقدمہ ۱۴

س - ایک شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تو میری زوجہ نہین ہے اور اوس نے جواب دیا کہ تو میرا شوہر نہین ہے لیکن باوجود اس گفتگو کے زوجہ تا وفات
شوہر کے اوسکے پاس ہی ایسی صورت مین ان الفاظ سے طلاق لازم آتا ہے اور زوجہ ورثہ سے محروم رہ سکتی ہے یا نہین +

ج - بنظر حالات مذکورہ سوال کے زوجہ منجملہ ترکہ شوہر کے حصہ پانے سے محروم نہین رہ سکتی کیونکہ اسطرحکا قول بمنزلہ طلاق و حرمان ورثہ کے تصور
نہین کیا جاتا چنانچہ فتاوار عالمگیری اور فقہ کی اور کتابون مین یہہ لکہا ہے کہ اگر کوئی شخص زوجہ سے یہہ کہے کہ تو میری زوجہ نہین ہے تو ایسے
قول سے طلاق لازم نہین اگر شوہر کا مقصود اس سے طلاق ہو اور یہی رائے مسلمہ عام ہے +

طلاق

+ جس مقدمہ مین یہہ فتوی دیا گیا اسکا اپیل صدر دیوانی عدالت مین ہوا تہا اور عدالت مذکور کے مفتیون سے یہہ پوچہا گیا کہ بعد معائنہ کاغذات مثل کے
یہہ لکہین کہ طلاق مظہرہ کی نسبت ثبوت کافی ہے یا نہین اور اگر طلاق وقوع مین آیا تو زر مدعوہ فی الواقع واجب الادا ہے یا نہین اور فتوی جو بروونشل
کورٹ پٹنہ مین دیا گیا صحیح تہا یا نہین بجواب اس استفسار کے قاضی و مفتی نے جواب دیا کہ طلاق بخوبی ثابت ہے اور صرف بلحاظ اس ثبوت کے جو زوجہ کی
جانب سے گذرا ہے واجب الادا ہونا زر مدعوہ کا شوہر سے پایا جاتا ہے اور بہ نسبت حکم عدالت ماتحت کے مفتی و قاضی نے یہہ لکہا کہ فتوی مین جو یہہ لکہا
تحریر ہے کہ زوجہ کی طرف کا ثبوت درصورت پیش ہونے منجانب طرفین کے قابل ترجیح ہے یہہ رائے بعض اہل فقہ کے نزدیک درست ہے مگر باوجود اسکے صحیح
یا مسلمہ عام نہین ہے اور شارح وقایہ یا مصنف ہدایہ نے بہی اسکو جائز نہین رکہا اور جو فقرہ بحوالہ نسخہ حمادیہ کے لکہا ہے اوسکی نسبت مفتی و قاضی
مذکور نے یہہ تحریر کیا کہ ہمکو یہہ فقرہ اوس کتاب مین نہین ملتا یہہ امر عجیب معلوم ہوتا ہے کہ جو فتوی پروونشل کورٹ مین دیا گیا اوسپر پانچ مفتیون کے دستخط
ہین اور استعجاب ہے کہ اونہون نے ہدایہ کا حوالہ اسطور پر غلط دیا اور شرع کا یہہ حکم نہین ہے کہ جملہ صورتون مین زوجہ کے ثبوت کو شوہر کے ثبوت پر ترجیح
دیجاے الا اوس صورت مین کہ زوجہ کا مہر مثل مہر مدعوہ اوسکے سے کم ہو چنانچہ جو عبارت ہدایہ سے منتخب کر کے ذیل مین لکہی جاتی ہے وہ صحیح ہے اور
اوسمین جو عبارت زیر مد ہے اوسکو مفتیون نے اپنی فتوی مین نہین لکہا تہا - اگر شوہر اور زوجہ کے باہم بحالت قایم رہنے نکاح کے مقدار مہر کی بابت
تنازع ہو مثلاً شوہر ایک ہزار درم بیان کرے اور زوجہ کو دو ہزار کا دعوی ہو اور زوجہ کا مہر مثل ایکہزار سے متجاوز نہو تو شوہر کا بیان قابل اعتبار
ہے لیکن اگر وہ دو ہزار یا ہزار سے متجاوز ہو تو زوجہ کا بیان معتبر متصور ہوگا - اور فریقین سے جو فریق اپنے بیان کی تائید مین ثبوت پیش کرے
اسیکا بیان بلحاظ دونون صورتون مذکورہ بالا کے اعتبار کے قابل ہوگا اور اگر طرفین ثبوت پیش کرین تو مہر مثل کی صورت مین یعنی بحالت متجاوز ہو
مہر مثل کے ایکہزار درم سے زوجہ کی جانب کا ثبوت قابل اعتبار تصور کیا جایگا کیونکہ ایسے ثبوت سے استحقاق اسکا نسبت مقدار زائد کے ثابت ہوتا ہے
جس قاعدہ کلیہ پر یہہ مسئلہ شرع کا مبنی ہے وہ یہہ ہے کہ اگر زوجہ کا مہر مثل بقدر اسکے دعوی کے یا دعوی سے زاید ہو اور طرفین کچہہ ثبوت نرکہتے ہون تو
زوجہ کا بیان قابل اعتبار ہے کیونکہ وہ بادی النظر مین زیادہ تر قرین قیاس ہے لیکن اگر ایسی حالت مین طرفین ثبوت رکہتے ہون تو شوہر کی طرف کا

مقدمہ ۴۲

س - ایک شخص نے ۲۰ صفر ۱۳۱۳ ہجری مطابق ۲ پوس ۱۲۲۲ بنگلہ کو یہہ بیان کیا کہ مینے اپنی زوجہ کو حسب قواعد شرع کے ۱۳۰۸ مین جسکو ۶ یا ۴ برس سے زیادہ عرصہ گذرا تین مرتبہ طلاق دیا ایسی صورت مین طلاق کا نفاذ کس تاریخ سے تصور کیا جائیگا ۔

ج - حسب حالات مظہرہ سوال کے اگر زوجہ بیان کرے کہ مجھکو شوہر نے طلاق نہین دیا تو شرعاً طلاق اوس تاریخ سے قابل نفاذ ہوگا جب اسکا اظہار ہوا ہو چنانچہ شرح وقایہ مین یہہ لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے جسکا نکاح اوسکے ساتھہ ایک روز پیشتر تاریخ مظہرہ طلاق کے ہوا ہو یہہ کہے کہ مینے تجھے کل طلاق دیا اور وہ اوس سے منکر ہو تو طلاق کا نفاذ صرف طلاق اظہار کے وقت سے ہوتا ہے ۔

ایام گذشتہ کی تاریخ سے طلاق محسوب نہین ہوسکتا ۔

مقدمہ ۴۳

س - ایک شخص شرافت نجیب کے دو زوجہ تہین اور ہر زوجہ سے اولاد تہی بعد اسکی وفات کے اسکی ایک زوجہ کی اولاد کے رشتہ دارون نے یہہ بیان کیا کہ دوسری زوجہ متوفی کی منکوحہ نہ تہی بلکہ صرف بطور ملازم رکہی گئی تہی اور بسبب امتداد زمانہ کے ہونا نکاح کا بخوبی متحقق نہین ہوسکتا ایسی صورت مین اثبات نکاح کے لیے ثبوت کافی کیا ہے ۔

ج - اگر بسبب امتداد زمانہ کے نکاح ہونا اس عورت کا جسکو فریق ثانی غیر منکوحہ بلکہ صرف بطور ملازم بیان کرتا ہے ثابت نہو اور وہ اپنے تئین متوفی کی زوجہ بیان کرے اور وہ حرہ ہو نہ کہ جاریہ اور شوہر نے نسب اسکی اولاد کا تسلیم کیا ہو تو اسطرحکا اقرار شوہر کا واسطے اثبات نکاح زوجہ مذکورہ کے کافی ہے لیکن یہہ امر واسطے ثبوت دعوی مہر کے کافی نہین ہے چنانچہ اشباہ و نظائر مین یہہ مرقوم ہے کہ تسلیم نسب سے تسلیم نکاح لازم آتا ہے نہ قبول کرنا مہر کا اور گو اسمقدمہ مین نکاح کا ثبوت نہین ہے لیکن باپ طفل کے نسب سے مقر ہے اور یہی امر ثبوت نکاح کے واسطے کافی ہے ۔

اگر نسب اسکی اولاد کا جو حرہ کے بطن سے ہو تسلیم کیا جاے تو یہی ثبوت حرہ کے نکاح کا شخص مقر کے ساتھ کافی ہے ۔

مقدمہ ۴۴

س - زوجہ مطلقہ نے بابت ایام عدت یعنی تین مہینے اور تیرہ یوم کے بقدر چہ روپیہ بارہ آنہ نان و نفقہ کے نالش دائر کی پس سوال یہہ ہے کہ بعد عمل مین آنے طلاق حسب شرع محمدی کے زوجہ کو شوہر سے بابت زمانہ عدت کے نان و نفقہ پانیکا کچہہ استحقاق پہنچتا ہے یا نہین اور زمانہ عدت کے واسطے کتنے مہینے اور دن معین ہین ۔

ج - اگر زوجہ جسکو شوہر نے طلاق دیا ہو بالغہ ہو تو شرع کی رو سے زمانہ عدت بہم تین حیض کی مدت تک شمار کیا جائیگا چنانچہ وقایہ مین لکہا ہے کہ زن حرہ کے واسطے زمانہ عدت بہم تین حیض کی مدت تک شمار کیا جائیگا اور زمانہ عدت واسطے اوس عورت کے جو صغیر السن ہونیکی وجہہ سے حائضہ نہوتی ہو تین مہینے ہے اور زن حاملہ کے واسطے عدت کا زمانہ وضع حمل تک ہے اور اسی کتاب مین یہہ بہی لکہا ہے کہ زن حاملہ کی عدت تا پیدا ہونے زندہ یا مردہ طفل کے شمار کیجاتی ہے شوہر پر تا زمانہ عدت کے واجب ہے کہ زوجہ کو مصارف خورد و پوش و سکونت بعد طلاق کے دے اور شرح وقایہ مین یہہ حکم ہے کہ اگر عورت کو طلاق رجعی یا غیر رجعی دیا جاے اور زوجہ کی علیحدگی شوہر سے بسبب کسی الزام کے وقوع مین نہ آئی ہو مثلاً افتراق بذریعہ اس اختیار کے جو زوجہ کو وقت بلوغ کے حاصل ہوتا ہے یا از روے اعتاق یا بسبب غیر مساوی ہونے عمر کے عمل مین آئے تو زوجہ کے واسطے

زمانہ عدت بعد طلاق ۔

زوجہ بابت ایام عدت کے نان و نفقہ کا دعوی کرسکتی ہے ۔

ثبوت قابل ترجیح ہے کسواسطے کہ ثبوت سے متحقق ہونا کسی ایسی امر کا مقصود ہوتا ہے جو بادی النظر مین واضح نہو ۔

خور و پوش اور مکان تجویز کر دینا چاہیئے +

مقدمہ ۴۵

س - طفل غیر صحیح النسب والدین سے کس کی اولاد تصور کیا جاتا ہے اور اگر دونون دعویدار ہون تو کس کے سپرد ہونا چاہیئے +

طفل غیر صحیح النسب کسیکی اولاد نہین ہے مگر مان کو سات برس کی عمر تک اسپر اختیار پہنچتا ہے

ج - شرع کی رو سے طفل غیر صحیح النسب والدین سے کسی کی اولاد نہین ہے اور دعوی اسکا باطل ہے لیکن بنظر اسکی پرورش اور پرداخت کے اسکو سات برس کی عمر تک مان کے حوالہ کرنا چاہیئے اور بعد اوس عمر کے طفل کو اختیار ہے والدین سے جاہے جسکے پاس رہے یا اگر اسکی مرضی ہو تو بالکل علیحدہ رہے + †

مقدمہ ۴۶

س - ایک عورت عرصہ دراز تک ایک مرد کے ساتھ ہمخانہ رہی لیکن نکاح ہونا ان کا بخوبی ثابت نہین ہے بعد ازان ان مین نفاق ہوا اور دونون علیحدہ ہوگیئے اب دونون مین بابت لڑکیون کے جو ان سے پیدا ہوئین تکرار ہے ایسی صورت مین ان دونون مین سے شرعاً لڑکیان کسکو ملنی چاہیئن +

صحیح النسبی کا احتمال کسطرح کیا جاتا ہے +

ج - اگر مرد لڑکیون کو اپنی اولاد بیان کرے تو ایسے بیان کو قطعی تصور کرکے منظور کرنا چاہیئے الا اس صورت مین کہ عورت کا ظاہر کوئی اور رشتہ نہو اور نسب کا ثبوت ایسے بیان سے ہوسکتا ہے اور لڑکیون کی پرورش باپ پر واجب ہے نہ مان پر اور یہہ لڑکیان [illegible] مین اور اسی جہت سے کنیز متصور نہین ہوسکتین پس اس سے یہہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ بنظر انسداد قیاس زنا کے نکاح تصور کرنا چاہیئے لیکن اگر یہہ قبول کیا جاے کہ لڑکیان بحالت زنا پیدا ہوئی ہین تو فیما بین انکے اور اسکے شرعاً کچھہ تعلق نہوگا اور نہ اوسپر ان کی پرداخت واجب ہوگی + ‡

مقدمہ ۴۷

س - محمود کے دو لڑکے زید و بکر ایک کنیز کے بطن سے ہوئیے اور اوس نے اپنی صلب سے ہونا انکا سین حیات تسلیم نہین کیا اور نہ رسم نکاح جسکی ادا کی ایسی صورت مین زید و بکر کو ترکہ محمود کی نسبت باوجود عدم وقوع ان مراتب کے شرعاً استحقاق ورثہ پہنچتا ہے یا نہین +

کس صورت مین اطفال کا نسب بغیر اقرار مرد کے ثابت ہو سکتا ہے

ج - ہر چند یہہ صاف معلوم نہین ہوتا کہ محمود نے زید و بکر کے نسب سے صراحتاً اقرار کیا لیکن باوجود اس امر کے دونون لڑکون کو اوسکے ترکہ سے ورثہ پانیکا استحقاق پہنچتا ہے کیونکہ گواہون سے یہہ ثابت ہوا ہے کہ وہ اس عورت کے بطن سے ہین جو محمود کے ساتھہ رہتی تھی اور کنیز کہلاتی تھی اور دیگر حالات مقدمہ مثلاً مشابہت ظاہری اور شہرت سے یہہ ثابت ہے کہ زید و بکر محمود کے بیٹے ہین اور ان کی مان اوسکی منکوحہ تھی اور جن گواہون کو وقوع نکاح سے انکار ہے اون کے بیان کا مقصود صاف یہہ تھا کہ اونہون نے یہہ امر بچشم خود نہین دیکھا ان کو اس امر کے وقوع سے بحث نہین ہے کیونکہ اگر ایسا ہو تو یہہ صریح جہوٹ اور عداوت ہے علاوہ اسکے مسلمانکو زنا سے متہم کرنا ناجائز ہے اور نہونا شہادت رویت کا بحالت موجود ہونے ثبوت شہرت کے مضر نہین ہے کیونکہ اگر گواہون نے نکاح کا ہونا اپنی انکہون سے دیکھا ہوتا تو وہ اس امر کی شہرت کی نسبت ادا شہادت نکرتے اور وجہہ ثبوت سے

† یہہ مسئلہ بالکل مطابق احکام قانون انگلشیہ متعلقہ اس امر کے ہے اور قانون مذکور مین یہہ حکم ہے کہ جب تک طفل غیر صحیح النسب سات برس کا ہو اپنی مان سے علیحدہ نہین ہو سکتا لیکن شرع محمدی کے بموجب یہہ قاعدہ صرف اولاد حرام سے مخصوص نہین کیا گیا ہے بلکہ اولاد صحیح النسب و غیر صحیح النسب دونون سے متعلق ہے +

‡ قانون مین اطفال کی نسبت بقدر رعایت ملحوظ ہے کہ اگر ثبوت نکاح ان کے والدین کا ممکن ہو تو حتی الوسع ان کی نسبت غیر صحیح النسبی کا احتمال نہین کیا جاتا

یہہ امر صراحتاً ثابت نہین ہے کہ متوفی یہہ نسب ان لڑکون کا تسلیم نہین کیا اور اگر اس امر کا ثبوت ہوتا تو بہی کچہہ مفید نہوتا کیونکہ لفظ غلام سے بلحاظ اون
معنی عام کے جو ہندوستان مین رایج ہے یہ غلامی برائے نام مراد ہے یعنی قطع نظر لازم ہونے یا خرید کئے جانیکے وہ فی الواقع آزاد ہوتا ہے اور اسکو
کنیز یا غلام کہتے ہین اور واسطے ثبوت نسب ایسی اولاد کے دعویدار ہونا یا اقرار کرنا مرد کا ضرور نہین ہے اسمین اتفاق ہے کہ واسطے ثبوت نسب
اولاد جاریہ کے ہونا دعویداری اور اقرار کا شرعاً ضرور ہے لیکن نسبت ثابت ہے وہ غلامی جسکا شرع مین ذکر ہے ہندوستان سے مفقود
ہے اور گواہون نے جو لفظ غیر منکوحہ بیان کیا ہے اس سے احتمال ہوتا ہے کہ وہ عورت برائے نام متوفی کی کنیز تہی کیونکہ جاریہ کا نکاح
آقا کے ساتہہ جائز نہین ہے اور نکہ جستی کی نام شرعاً اس مرتبہ جائز نہین ہے کہ اسکے نہونے سے نسب باطل ہوجاے چنانچہ بتایید اس رائے کے خلاصۃ
المفتیین سے عبارت ذیل نقل کیجاتی ہے اور وہ یہہ ہے کہ شہادت سمعی قابل منظوری نہین ہے الا چار صورتون مین اور وہ یہہ ہین
وفات اور نسب اور نکاح اور درباب قاضی کے۔ نسب کی مثال یہہ ہے کہ ایک شخص نے اورون سے سنا کہ فلان شخص فلان کا بیٹا ہے ایسی
حالت مین گو اس نے وقوع ولادت اپنی آنکہہ سے نہ دیکہا ہو لیکن وہ حسب مضمون بالا گواہی دینے کا مجاز ہے علی ہذا القیاس ہم آجتک اس امر کو قبول
کرتے ہین کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قحافہ کے بیٹے تہے حالانکہ قحافہ کو ہمنے کبہی دیکہا نہین اور نکاح کی تمثیل یہہ ہے کہ ایک شخص ایک
مرد کو ایک عورت کے ساتہہ ہمخانہ دیکہتا ہے اور یہہ مشہور ہے کہ عورت اسکی زوجہ ہے ایسی صورت مین گواہ کو ادار شہادت کا اسمضمون سے
اختیار ہے کہ وہ شخص مذکور کی زوجہ ہے گو گواہ مذکور عقد نکاح کے وقت موجود نہو اور اگر گواہ ایسی صورت مین معائنہ ماجرا نہونا اپنا بیان
کرکے بلحاظ شہرت کے ادار شہادت کرین تو ایسی گواہی کو جائز تصور کرنا چاہیے چنانچہ ہدایہ مین بہی یہی مسئلہ لکہا ہے اور مضمون اسکا یہہ ہے
کہ گواہون کو کسی صورت مین غیر چشم دیدہ امر کی نسبت گواہی نہین دینی چاہیے الا معاملات نسب اور نکاح اور وفات اور اختیار قاضی
اور مصاحبت زن و مرد کی بابت ایسا ہوسکتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی معتبر آدمی سے کچہہ سنے تو اسکو امر سمعی کی نسبت ادار شہادت کا اختیار
ہے اور یہہ تعبیر رعایتاً کیجاتی ہے مثلاً اگر کوئی شخص مرد و زن کو مثل زوجہ و شوہر کے ساتہہ رہتے ہوئے دیکہے تو ایسی صورت مین وہ یہہ
گواہی دیسکتا ہے کہ انکا نکاح ہوگیا ہے یہی مسئلہ محیط السرخسی اور منح الغفار اور بحر الرائق اور دیگر کتب معتبرہ مین تسلیم کیا گیا ہے +

ماخذات تایید منظوری شہادت سمعی نسبت معاملات نکاح وغیرہ کے

† یہہ فتوی قاضی القضات نے دیا تہا لیکن محمد رشید مفتی اول نے ان سے اس باب مین اختلاف کرکے یہہ لکہا کہ نسب کا ثبوت نہین ہے اور زید و بکر
ترکہ محمود کی نسبت استحقاق وراثت نہین پہنچتا انکی حجت یہہ تہی کہ غلام دو قسم کے ہین ایک برائے نام اور دوسرے شرعی اور اگر یہہ فرض کیا جاے کہ زید
اور بکر کی ماں پہلی قسم مین داخل یعنی برائے نام جاریہ اور درحقیقت حرہ تہی تو بنظر ثبوت نسب کے اثبات نکاح ضرور تہا اور اگر غلام شرعی ہونا
زید و بکر کا قرار دیا جاے تو واسطے ثبوت انکے نسب کے محمود کی طرف سے اقرار ہونا چاہیے تہا اور علماء اسلام سے جو اس باب مین استفسار کیا گیا تو انکی
رائے مین بہی اسیطرح کا اختلاف پایا گیا لیکن یہانپر اختلاف رائے صرف درباب لحاظ وقعت شہادت کے پایا گیا نہ درباب اصل مسئلہ شرع کے اگر شہادت
نکاح کا ثبوت تصور نکیا جاے تو محمد رشید کی رائے کی صحت مین کچہہ شک نہین ہے لیکن اگر شہادت سے اثبات نکاح قرار دیا جاے تو قاضی القضات کی
رائے بہی صحیح ہے مصاحبت اور شہرت سے ثبوت ظنی بوجہہ کافی حاصل ہوتا ہے اور شہادت سمعی ایسے معاملات مین قابل منظوری ہے
عدالت نے لڑکون کے نسب کا ثبوت شہادت سے متصور کرکے مقدمہ بحث انکے تجویز کیا اور مقدمہ مین تین امر متعلقہ شرع طے ہوئے اول یہہ کہ نکاح

مقدمہ ۴۸

س - ایک شخص نے اپنے بیٹے کو عاق کر دیا اور بعد ازان قریب المرگ ہونے کی حالت مین اپنی زوجہ یعنی لڑکے کی مان کو طلاق دیا اسطرحکا عاق کرنا اور طلاق دینا جائز ہے یا نہین اور زوجہ مطلقہ شوہر متوفی کے ترکہ سے ورثہ پانیکی مستحق ہے یا نہین +

ج - اگر کوئی شخص کسی طفل کے نسب سے اسکی ولادت یا مبارکباد دینے کے وقت منکر ہو تو ایسا انکار شرع کی رو سے جائز ہے اور اگر شخص مذکور بعد اس امر کے اس طفل کے نسب سے منکر ہو تو ایسا انکار شرعاً غیر موثر ہوگا چنانچہ وقایہ مین لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص بیٹے کے نسب سے مین ولادت یا وقت ادائے رسم ولادت کے منکر ہو تو اسکا انکار موثر ہے ورنہ غیر موثر ہوگا اور ایسی صورت مین شوہر و زوجہ مورد لعن ہونگے † اگر شوہر بحالت صحت مین زوجہ کو طلاق دے تو طلاق درست و جائز ہے اور زن مطلقہ کو شوہر کا ورثہ نہین پہنچ سکتا لیکن اگر شوہر قریب المرگ ہونیکی حالت مین زوجہ کو طلاق متبائن دے اور وہ قبل گذرنے زمانہ عدت زوجہ کے وفات پائے تو طلاق صحیح ہے لیکن اسکو استحقاق ورثہ کا پہنچیگا اور اگر شوہر تا زمانہ عدت ‡ زوجہ کے زندہ رہے تو زوجہ وراثت سے محروم ہو جاتی ہے - فتاوا ر نقشبندی مین یہہ لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص قریب المرگ ہونیکی حالت مین طلاق متبائن دے اور قبل زمانہ عدت کے وفات پاوے تو زوجہ کو اسکا ترکہ پہنچیگا لیکن اگر شوہر بعد گذر جانے زمانہ عدت کے فوت ہو تو زوجہ ترکہ نہ پائیگی +

نسب سے منکر ہونا کس صورت مین جائز ہے +

طلاق جو بحالت قریب المرگ ہونیکے دیا جاے +

ثبوت از روے شہادت کے جو شہادت رویت سے کسیقدر کم ہو مثلاً مصاحبت اور شہرت اور ثبوت سمعی اور قرائن سے ہو سکتا ہے دوسرے یہہ کہ اگر عورت فی الواقع جاریہ ہو یعنی دار الحرب مین اسیر ہوئی ہو یا ایسے اسیر کی اولاد سے ہو تو اسکا نکاح آقا کے ساتھہ شرعاً جائز نہین ہے اور ایسی جاریہ کے بطن سے جو اولاد ہو تو اسکی نسب کا ثبوت آقا کے اقبال پر منحصر ہے تیسرے یہہ کہ اگر عورت محض برائے نام کنیز ہو یعنی ملازم رکھی گئی ہو تو آقا کا نکاح اسکے ساتھہ ہو سکتا ہے کیونکہ ایسی صورت مین اوس پر شرعاً کنیز کا اطلاق نہین ہو سکتا اور اگر ثبوت قرائن سے نکاح کا احتمال ہو تو بغیر ہونے دعوی یا تسلیم نسب منجانب پدر کے ایسی اولاد صحیح النسب تصور کیجائیگی +

† فقہ کی اصطلاح مین لعن اوسے کہتے ہین کہ شوہر در صورت لگانے الزام زنا اوپر زوجہ کے بالظہار و تائید شہادت خدا کی قسم کہا ئے اور زوجہ کہے کہ خدا کا غضب نازل ہو - ترجمہ ہدایہ جلد ا صفحہ ۴۴۳ +

‡ عدت سے یہہ مراد ہے کہ زن مطلقہ چند عرصہ تک بنظر تنقیح اس امر کے کہ وہ اپنے پہلے شوہر سے حاملہ ہے یا نہین دوسرے شخص کے ساتھہ نکاح نہ کر سکے - ہدایہ جلد ا صفحہ ۸۳ +

ساتوان باب

نظائر ولایت و نابالغی

مقدمہ ا

س - ایک شخص نے کل جایداد اپنی زوجہ اور اطفال نابالغ کے نام ہبہ کی زوجہ کی وفات کے بعد زوجہ کے بھائی نے بذریعہ اجازت مندرجہ وصیت نامہ اصل مالک اور حسب تقرر منجانب اپنی ہمشیرہ کے یہہ دعوی کیا کہ نابالغ اور اون کی جایداد پر سپرد کیجاے اور اصل مالک کا

بہائی ہی باظہار اس امر کے کہ متوفی کی وراثت اب مجھکو پہنچتی ہے دعویدار ہے ایسی صورت مین منجملہ ان دونون شخصون کے کسکو شرعاً استحقاق ولایت پہنچتا ہے +

ولایت نکاح نابالغان
ولایت مال +

ج - نابالغون کی ولایت شرعاً دو قسم کی ہے یعنی ایک بابت نکاح کے اور دوسری بنظر حفظ مال کے چنانچہ استحقاق ولایت نکاح کا چچا کو لکہا ہے اور وقایہ مین یہہ لکہا ہے کہ رشتہ دار پدری بلحاظ قرب حق وراثت کے ولی ہوتے ہین مال کی حفاظت کا اختیار شرعاً پہلے باپ اور اوسکے وصی کو پہنچتا ہے بعدہ دادا اور اوسکے وصی کو اور بعد ازان ویسے کے تقرر کا اختیار حاکم وقت اور اوسکے کارپرداز کو پہنچتا ہے اور کارپرداز سے یہہ مراد ہے کہ کوئی شخص حاکم کی طرف سے واسطے حفاظت جایداد نابالغون کے مقرر کیا جاوے اور وہ ولی شرعی تصور کیا جاتا ہے چنانچہ وقایہ مین لکہا ہے کہ پہلے باپ یا اوسکے وصی کو ولایت پہنچتی ہے بعد ازان دادا یا اوسکے وصی اور پہر حاکم وقت یا اوسکے کارپرداز کو - مان اور چچا اور ماموں کو جایداد نابالغ کی ولایت کا حق نہین پہنچتا ہے کیونکہ ویسے اشخاص مذکور الصدر کے شمار مین داخل نہین ہین - مان کیطرف سے جو ولی کا تقرر ظاہر کیا گیا ہے وہ کالعدم ہے کیونکہ جب خود مان کو حق ولایت نہین پہنچتا تو وہ یہہ حق دوسرے شخص کو نہین دیسکتی ہے اگر ماموں کا تقرر از روے وصیت اصل مالک کے گواہان معقول کی شہادت سے ہو تو اوسکو نابالغون کی ولایت کا اختیار شرعاً پہنچیگا - اور اگر یہہ امر ثابت نہو تو حاکم عصر کو تقرر ولی کا اختیار ہے + ۱

مقدمہ ۲

س - زید اور جمیلہ اور عمرو نابالغ ایک جایداد کے بالاشتراک مالک ہین اور عمرو کا استحقاق مساوی اپنے چچا زید کے ہے اور زید کا تقرر بطور ولی کے حسب ضابطہ عمل مین آیا اور زید چچا اور اوسکی زوجہ جمیلہ نابالغ کے ولی اور منصرم اوسکے کل معاملات زر کے ہین اور کسی ترکیب سے اونہون نے نابالغ کی جایداد کا ایک جزو ایک شخص ثالث کے ہاتہہ بیع کر دیا اور اونکو اب تک بیع کے جواز پر باظہار اختیار کلی نسبت ذات ومال نابالغ کے اصرار ہے ایسی صورت مین سطرح کا بیع بذریعہ بیعنامہ کے جو حسب ضابطہ مہر ودستخط اور گواہی سے مصدق ہے جائز اور قابل بحالی ہے یا نہین +

نابالغ کی جایداد اراضی کا بیع +

ج - اگر جایداد مشترکہ زید اور جمیلہ اور عمرو کی غیر منقولہ یعنی اراضی کی قسم سے ہتی تو باوجود اس امر کے کہ ان کو نابالغ کی ذات ومال کی نسبت اختیار حفاظت حاصل ہے بیع کرنا جزو جایداد نابالغ کا ناجائز ہے الا ان خاص صورتون مین کہ نابالغ کا حصہ بعوض دوچند قیمت کے بیع ہو سکتا ہو یا علاوہ بیع کرنے جایداد کے کوئی صورت معاش کی نہو یا جایداد کے تلف ہو جانیکا اندیشہ ہو یا نابالغ کی جایداد غصب سے محفوظ رہتی ہو یا اوسطرح کی ضرورت واقع ہو پس اگر زید اور جمیلہ نے کسی ایسی صورت مین نابالغ کا حصہ منجملہ اراضی کے بیع کیا تو بیع جائز اور واجب التعمیل ہے اگر جایداد مشترکہ غیر منقولہ نہین ہے بلکہ منقولہ اور بیع کے ہونے سے عاید ہونا نقصان کا نابالغ کو یا مساوی ہونا نفع ونقصان کا متصور ہو تو زید اور جمیلہ کو حصہ نابالغ کے انتقال کا اختیار نہین ہے لیکن اگر معاملہ بیع سے صریح یہہ ظاہر ہو کہ عمرو کو منافع ہوگا تو زید اور جمیلہ کو اوسکے حصہ کے بیع کا اختیار ہے قاعدہ کلیہ شرع کا اس باب مین یہہ ہے کہ ولی یا وصی یا کسی شخص کو جو نابالغ کی ذات ومال کا منصرم ہو بحالت یقین نفع کے نابالغ کی جانب سے معاہدہ کا اختیار ہے اور اگر کسی معاہدہ سے نقصان کا احتمال ہو تو یہہ لکہا ہے کہ ولی قریب کو ایسے نابالغ کی جانب سے انعقاد معاہدہ کا اختیار ہے لیکن ولی بعید یعنی چچا یا بہائی کو نابالغ کی جانب سے ایسے معاہدہ کرنیکا اختیار نہین پہنچتا اور ولی قریب سے باپ یا دادا یا وہ شخص مراد ہین جو حسب ضابطہ ولی

جایداد منقولہ کے بیع کی صورت
ولیکے اختیارات باعموم +

---

۱ اصول ولایت دفعات ۵ و ۶ و ۷ +

مقرر کیئے گئے ہون لیکن ولی بعید یعنی چچا اور بہائی کو نابالغ کی جانب سے کسی معاہدہ کا اختیار نہین ہے لیکن جب نابالغ کا سراسر نقصان متصور ہو مثلاً ہبہ کرنیے یا قرض دینے کی صورت مین تو کسی ولی قریب یا بعید یا منصرم یا کسی اور شخص کو جسکی حفاظت مین نابالغ ہے اسکی جانب سے معاہدہ کرنیکا اختیار نہین ہے ٭ †

مقدمہ ۳

س - ایک شخص ایک بیٹا تین برس کی عمر کا اور ایک لڑکی شیرخوارہ اور ایک زوجہ یعنی ان بچون کی مان اور ایک سوتیلا بہائی چہوڑ کر مر گیا ایسی صورت مین نابالغون کی ذات کے حفظ کا اختیار شرعاً کسکو پہنچتا ہے اور بعد ایفا دین مہر زوجہ کے کون شخص نابالغون کی جایداد کے اہتمام اور ولایت کا مجاز ہے ٭

ج - اگر مان نکاح ثانی نکرے تو اوسکو اپنے اطفال کے حفظ کا استحقاق پہنچتا ہے لیکن اگر وہ ایسا کرے تو بمجرد وقوع اس امر کے استحقاق اسکا اس باب مین جاتا رہتا ہے الا بحالت طفولیت لڑکون کے اون کی مان اور اسکے شوہر ثانی مین طلاق یا اور کسی وجہہ سے علیحدگی ہو جاوے تو استحقاق ان کے حفظ کا اوسکی طرف عود کرتا ہے کیونکہ جو اعتراض اسکی نسبت اس باب مین تہا وہ زایل ہو گیا - لیکن اگر عورت کا نکاح کسی اطفال کے ذوی الارحام مثلاً ان کے چچا کے ساتہہ عمل مین آئے تو اسکا استحقاق بابت پرورش اطفال کے نہین جاتا رہتا پس بلحاظ اس قاعدہ شرعی کے اگر اطفال کی مان کا نکاح کسی شخص اجنبی کے ساتہہ ہو تو اسکو اپنے لڑکے کی پرورش کا اختیار اسکے ساتوین سال تک ہے کیونکہ اس عمر مین لڑکا بغیر اعانت مان کے ان افعال کو انجام دیسکتا ہے جو نہایت ضرور ہون جب لڑکے کو مقدار شعور حاصل ہو یعنی وہ سات برس کا ہو جاوے تو وہ اسکے ولی حقیقی یا اس شخص کے جو ولی مقرر کیا گیا ہو سپرد کر دیا جاوے اور اگر مان سے علیحدہ کرنیے مین کچہہ ترضر واقع ہو تو بہی مضایقہ نہین ہے کیونکہ ولی پر تربیت لڑکے کی واجب ہے اور لڑکی تا ظاہر ہونیے علامت بلوغ کے مان کے پاس رہے ٭ ‡

مقدمہ ۴

س - اگر کوئی شخص اپنی دختر صغیر السن کی ولایت اپنی زوجہ یعنی مادر دختر کو سپرد کرے تو یہہ امر شرعاً درست ہے یا نہین ٭

ج - اگر کوئی شخص اپنی دختر صغیر السن کی ولایت اپنی زوجہ یعنی اسکی مان کے سپرد کرے تو وہ شرعاً مجاز اسکا ہے - یہہ مسئلہ متعدد کتابون مین خصوصاً باب ہدایہ سے بخوبی ثابت ہے ٭ §

مقدمہ ۵

سوا - اگر پٹہ بہر صورت مطابق احکام شرع کے ہو تو وہ صرف بسبب استمراری ہونیے یا بوجہہ وفات نویسندہ پٹہ اور فوت ہونیے اسکے قایم مقام کے جسنے پٹہ کو بحال کیا منسوخ ہو سکتا ہے یا نہین ٭

ج ا - اگرچہ پٹہ بہر صورت احکام شرع کے مطابق ہو لیکن دیا جانا اسکا واسطے دوام کے یا وفات پانا نویسندہ پٹہ کا واسطے اسکی منسوخی کے

مان کا استحقاق ولایت بوجہہ اسکے نکاح ثانی کے زایل ہو جاتا ہے

اگر نکاح ثانی کسی رشتہ دار قریب کے ساتہہ ہو تو حق لڑکے پر باقی رہتا ہے

مان کا اختیار نسبت پرورش اطفال کے کب تک رہتا ہے ٭

مان استحقاق لڑکیون کی نسبت

لڑکی کی مان ولیہ مقرر ہو سکتی ہے ٭

پٹہ کا تقرر صحیح دوامی یا فوت ہونا عاقد المستاجر کا منسوخی پٹہ کے واسطے کافی ہے

---

† اصول ولایت وغیرہ دفعہ ۱۴ و ۱۵ ٭

‡ اصول ولایت وغیرہ دفعات ۸ و ۹ ٭

§ اگر مان ولیہ مقرر نکیجاتی تو بہی اسکو اپنی دختر کی حفاظت کا اختیار اسکی ایک خاص عمر تک حاصل ہوتا - اصول ولایت و نابالغی دفعہ ہو مسئلہ اس مقدمہ مین قرار دیا گیا ہے اس سے صرف اسیقدر ثابت ہے کہ والدہ اور وصی کی ولیہ مقرر ہو سکتی ہے ٭

کافی ہے کسواسطے کہ کل پٹون مین میعاد کی تصریح شرایط ضروری سے ہے اور موجود ہونا متعاقدین کا تا منقضی ہونے میعاد کے اسکے نفاذ کے واسطے لازم ہے ٭

س ۲ - فرض کیا جاے کہ پٹہ میعاد معینہ کے واسطے جائز تہا اور اصل نویسندۂ پٹہ کے قایم مقام نے اسکو حسب ضابطہ بحال رکھکر ذکر اسکا اس بنا مہ مین کیا جو اسنے اپنے جہہ ہیٹون یعنی فریقین اس مقدمہ کے نام لکہا اور جس شخص کے نام پٹہ لکہا گیا وہ نویسندۂ پٹہ کا پسر نابالغ ہے اور اسکا نام حین حیات نویسندۂ پٹہ کے بطور مالک درج ہوگیا اور نویسندۂ پٹہ حین حیات اپنے پسر نابالغ کی جانب سے جایداد کا منصرم رہا اور اسکی وفات کے بعد اور بحالت نابالغی مستاجر کے اسکا برادر عمزاد اسکی طرف سے مہتمم رہا اور مستاجر مذکور بعد بلوغ جایداد پر بہ تعمیل جملہ شرایط معاہدہ کے قابض ہوگیا ایسی صورت مین پٹہ جائز و صحیح ہے یا نہین ٭

ج ۲ - اگر پٹہ کا معاہدہ حسب بیان مندرجہ سوال کے باعتبار دیگر حالات کے جائز و صحیح ہے تو اسکو بنظر حالات مرقومہ اسکے بحال کہنا چاہیے کیونکہ مستاجر فرسیندہ پٹہ کے قایم مقام نے اوسکو بحال رکہا اور باوجود نابالغی مستاجر کے اسکی طرف سے اسکا ولی جایداد کا مہتمم رہا ٭

اگر مستاجر نابالغ ہو تو بہی پٹہ جائز ہوگا ٭

س ۳ - قاعدہ یہہ ہے کہ جو ہبہ نابالغ کے نام عمل مین آئے اسکی تکمیل نابالغ کے باپ یا ولی کے قابض کرا دینے سے ہو جاتی ہے ایسی صورت مین اگر مستاجر نابالغ کے ولی کو قبضہ دیا گیا ہو تو یہہ امر قاعدہ مذکورہ کی رو سے واسطے اثبات جواز پٹہ کے کافی ہے یا نہین اور رضامندی نابالغ کی نسبت شرائط معاہدہ بعد اسکے بلوغ کے واسطے جائز اور واجب التعمیل ہونے پٹہ کے کافی ہے یا نہین ٭

ج ۳ - جیسا کہ نابالغ کے باپ یا ولی کا قابض ہونا تکمیل ہبہ موسومہ نابالغ کے واسطے کافی ہے ویسا ہی پٹہ کی صورت مین بہی درست ہے الا اس صورت مین کہ معاہدہ کی کوئی شرط نابالغ کے حق مین مضر ہو مثلاً اگر یہہ شرط لکہی جاے کہ باوصف عائد ہونے نقصان نسبت جایداد کے سیلاب یا خشکی یا ضایع ہو جانے پیداوار کسی آفت کی وجہہ سے مستاجر بر اداکرنا مالگذاری کا واجب ہوگا تو نابالغ کو اختیار ہے کہ درباب ایفاء ہسی شرایط کے جو اسکی نابالغی مین قرار پائی ہون اعتراض پیش کرے کیونکہ جو معاہدہ دراصل باطل ہو وہ زمانہ مابعد مین صحیح و جائز نہین قرار دیا جا سکتا ٭

الا اس صورت مین کہ پٹہ مین کچہہ شرایط مضر مرقوم ہون ٭

مقدمہ ۶

س - ایک شخص نے قریب المرگ ہونیکی حالت مین اپنی زوجہ اور داماد کے بہائی کو اپنے پسر اور دختر صغیر السن کی ذات اور جایداد کا محافظ مقرر کیا لڑکے کی عمر چہہ برس اور بیٹی کی عمر صرف دو برس کی تہی - اب پسر نابالغ نے ایک شخص اجنبی پر بابت کسیقدر مال منقولہ کے نالش دایر کی ہے ایسی صورت مین نابالغ کی نالش شرعاً قابل سماعت ہے یا نہین ٭

ج - متوفی کی زوجہ اور اسکے داماد کے بہائی نے جو سوال داخل کیا اس سے واضح ہوتا ہے کہ متوفی نے حفاظت اپنے اطفال صغیر السن کی اون کے سپرد کی اور اپنی کل جایداد کا امین بہی اونکو بنظر پرورش اطفال کے قرار دیا پس زوجہ اور داماد کا بہائی بحیثیت الوجوہ متوفی کے وصی ہین چنانچہ شرح وقایہ مین لکہا ہے کہ جس شخص کو باپ اپنے عیال و اطفال و جایداد کے حفظ کا اختیار دے وہ اون کا وصی کہلاتا ہے - جو شخص حسب ضابطہ وصی قرار دیا جاے اوسکو بیٹے کا ولی تصور کرنا چاہیے چنانچہ وقایہ کے ایک فقرہ سے یہہ واضح ہوتا ہے کہ نابالغ کی ولایت شرع کی رو سے اول باپ بعد ازان اسکے وصی اور بعدہ دادا کو پہنچتی ہے جو نالش دو وصیون کی جانب سے بالاشتراک یا ایک کی طرف سے بالانفراد بابت استحقاق یتیم کے دایر

نابالغ اپنے کسی ولی کی مرضی سے نالش دایر نہین کر سکتا ہے ٭

وہ شرعاً قابل سماعت ہے چنانچہ وقایہ مین لکہا ہے کہ اگر کوئی شخص دو ادمیونکو وصی مقرر کرے تو دے بالانفراد کارروائی کے مجاز نہین ہین الا اسصورت مین کہ متوفی کی مراسم تجہیز وغیرہ ادا کیجائین یا کوئی دعوی واسطے قایم رکہنے اسکے حق کے پیش کیا جاے بس حسب نالنش کا ذکر اسصورت مین ہے وہ صحیح ہے کیونکہ دونون وصیون نے دعوی مرجوعہ نابالغ کی پیروی بالاتفاق کی ❖

اٹہوان باب

نظائر رقیت

مقدمہ ۱

س - ایک شخص مسلمان حاکم وقت کی طرف سے بنظر انسداد فساد منجانب چند ہندون کے متعین ہوا اور جب اسکو ہندون پر فتح حاصل ہوئی تو اسنے اکثر ہندون کو اسیر کیا - منجملہ ان کے ایک لڑکا کم سن تہا اسکو نامبردہ نے اپنا غلام بنایا اور اسکو عقائد اسلام تسلیم کر کے اپنا بیٹا قرار دیا اور اسکی تربیت اور پرداخت فرزند کے طور پر کی ایسی صورت مین لڑکا جسکی پرداخت بطور بیٹے کے ہوئی شرعاً شخص مذکور کا غلام متصور ہوسکتا ہے یا نہین ❖

ج - اگر لڑکا حسب قاعدہ شرع کے غلام قرار دیا تو چونکہ شخص مسلمان نے اسکو اپنا بیٹا قرار دیا لہذا وہ آزاد تصور کیا جائیگا گو جس شخص نے اسکو اپنا بیٹا قرار دیا اسکا یہہ مقصود نہو اور واضح ہو کہ سوال سے غلام ہونا لڑکے کا بخوبی پایا نہین جاتا اگر کوئی شخص کہے کہ فلان میرا بیٹا ہے یا میری بیٹی ہے تو بلا ثبوت اس امر کے کہ شخص مذکور کو آزاد کرنا مقصود تہا آزادی غلام کی لازم آتی ہے وجہہ اسکی یہہ ہے کہ ہرچند بلحاظ معنی اصلی ایسے اقرار کے آزادی لازم نہین آتی لیکن یہہ امر اسکی مراد سے مفہوم ہوتا ہے اور مقر کے مقصود پر لحاظ نہین کیا جاتا پس اگر شخص مسلمان نے اس صورت خاص مین لڑکے کو صرف اپنا بیٹا ہی قرار نہین دیا بلکہ اسکی پرداخت بہی فرزند کے طور پر کی تو اسکو بذریعہ اولی آزاد تصور کرنا چاہیے اور جب آزاد ہونا اسکا ثابت ہو جاے تو وہ کسی صورت مین حالت غلامی کی طرف عود نہین کر سکتا - حق ملکیت جو کسی انسان کی ذات پر حاصل ہوتا ہے وہ اسکے آزاد ہو جانے سے جاتا رہتا ہے کیونکہ انسان اس غرض سے پیدا نہین کیا گیا ہے کہ اسکی ذات کسی شخص کی ملک تصور کیجاے ❖

آزادی غلام کی اسکے بر مفہوم ہوتی ہے ❖

مقدمہ ۲

س ۱ - کے قسم کے غلام شرع کی رو سے جائز ہین ❖

ج ۱ - خدا نے انسان کو آزاد پیدا کیا ہے اور اسکی ذات کسیکی ملک تصور نہین کیجا سکتی الا جو کافر کہ عملداری واطاعت اسلام سے باہر رہتا ہو وہ مستثنی ہے - اہل اسلام کو اہل حرب پر استیلا کے ذریعہ سے ملکیت حاصل ہوتی ہے اور استیلا کی یہہ عبارت ہے کہ کوئی شخص بزور شمشیر مطیع کیا جاے پس کسی شخص کو دوسرے کی ذات پر صرف استیلا کے ذریعہ سے ملکیت حاصل ہوتی ہے نہ خریداری یا ہبہ یا وراثت کے ذریعہ سے پس اگر کفار کا کوئی شہر بزور شمشیر فتح کیا جاے تو جو شخص اسیر ہون وے فتح کرنیوالے کی ملک جائز تصور کیے جائینگے اور امام کو اختیار ہے کہ انکو قتل کرے یا غلام بنالے یا غازیون مین تقسیم کر دے یا انکو اہل اسلام کے ملک مین آزاد کرے اور ان سے جزیہ لے لیکن اگر امام انکو غلام بنالے تو وہ اسکی ملک جائز ہون گے اور انتقال اون کا بذریعہ بیع یا ہبہ یا وراثت کے ہوسکیگا لیکن اگر بعد اسیر ہوجانے کے وہ مسلمان ہوجائین تو اختیار

ان کے قتل کا جاتا رہتا ہے مگر وہ بدستور غلام متصور ہوتے ہین کیونکہ غلامی کا فر ہونیکا نتیجہ ہے اور اسیر کے مسلمان ہو جانے سے اسکی حالت سابقۂ غلامی
مین کچھہ فرق واقع نہین ہوتا کیونکہ غلامی درصورت بخوبی ثابت ہونے استیلا کے اوسپر واجب آتی ہے اسی امر سے واضح ہے کہ غلام اور کنیز سے
قواعد واحد متعلق ہین اگر امام یا غازی جنکے قبضہ مین غلام تقسیم کی رو سے آئے ہون بیع ہون یا دیدیئے جاوین یا حق وراثت کی رو سے دوسرے کی
ملک مین داخل ہون تو ایسی حالت مین غلامی کی تین قسمین یعنی بذریعہ خریداری اور ہبہ اور وراثت کے لازم آتی ہین - اگر جاریہ کے بطن سے
سوا اوسکے مالک جائز اور آقا کے کسی اور شخص سے اولاد پیدا ہوا اور وہ شخص آزاد ہو یا غلام اور اسی آقا کا غلام ہو یا کسی اور شخص کا تو ایسی
حالت پر رقیت کا اطلاق ہوگا اور اسکو خانہ زاد کہتے ہین لیکن اگر ہونا اولاد کا مالک جائز کے صلب سے تسلیم کیا گیا ہو تو ایسی اولاد آزاد
تصور کیجاویگی اور جس عورت سے ایسی اولاد ہو وہ بعد وفات اپنے مالک کے حرۃ ہو جاتی ہے اور یہی قاعدہ ایسی اولاد سے نہایت بعید سلسلہ تک
متعلق ہوتا ہے اور اشخاص و عورات آزاد جو اپنی اولاد کو ایام قحط مین بیچ ڈالتے ہین یہہ امر نہایت نادرست و بیجا ہے کیونکہ وہ اصول
مذکور الصدر کے خلاف ہے اور وہ اصول یہہ ہے کہ باستثناء کافر کے جو بمخالفت اسلام اسیر کیا جاے اور کسی شخص کی ذات پر ملکیت حاصل نہین
ہو سکتی ہین جو شخص بطور جائز آزاد ہو اسکی ذات پر ملکیت قایم نہین ہو سکتی اور چونکہ ایسی اولاد اپنے والدین کے ملک سے متصور نہین کیجاتی لہذا بیع و شرے
اسکا مثل اور اشیا کے جنپر ملکیت بصورت ناجائز حاصل ہو غیر صحیح ہے اور اگر کوئی شخص آزاد اپنی ذات کو حالت قحط مین یا بوجہہ ہونے تقاضا قرضہ
نسبت ایسے قرضہ کے جسکا ادا ہونا اس سے ممکن نہو بیع کرے تو ایسا بیع بھی نادرست ہے کسواسطے کہ قحط کی صورت مین بہوکے کو کسی شخص کی لاش
سے اپنے پیٹ بہرنیکا اختیار ہے حتی کہ محتاج کے لیئے چوری کرنا بھی جائز ہے اور قرضدار مفلس پر جرمانہ یا سزا نہین ہو سکتی اہل اسلام کے
ملکوں مین جو ملک حبش کے باشندون کے خرید و فروخت کا دستور جاری ہو گیا ہے ہم اسکے قاعدہ کلیہ اور حالات مفصل سے مطلع نہین ہین لیکن
سبب ظاہری یہہ معلوم ہوتے ہین کہ یا تو حبشی اپنی اولاد کو بیچتے ہین یا مسلمان یا اور قومون کے آدمی انکو فریب و دغا سے اسیر کرتے ہین یا خفیہ سوا حل
بحر شور سے پکڑ لاتے ہین لیکن ایسی صورتون مین اون پر غلام جائز کا اطلاق نہین ہو سکتا اور بیع و شرے ان کا ناجائز ہے لیکن اگر فوج اسلام
امام کے حکم سے ان کے ملک پر حملہ کر کے انکو بزور شمشیر اسیر کرے تو وے غلام جائز ہونگے مگر شرط یہہ ہے کہ ایسے حبشی تابع حکومت اور ساکن ملک
کفار کے ہون اور وہ ملک ایسا ہو کہ اسمین شخص مسلمان اپنی شرع کے احکام سے بخوبی مستفید نہو سکتا ہو اور ان احکام کے موجب اوسکا حفظ ممکن
نہو اور اس ملک مین جو یہہ دستور جاری ہو گیا ہے کہ اور شخصون کے لڑکے لیکر مدت دراز یعنی ۷۰ یا ۸۰ برس تک ملازمی مین رکھے جاتے ہین اور
بذریعہ اس حیلہ کے ویسے اور ان کی اولاد خانہ زاد کہلاتے ہین اس سے قواعد مذکورہ ذیل متعلق ہین اگر والدین اپنے اطفال سے نوکری کرا
تو یہہ جائز ہے لیکن جب طفل بالغ ہو جاے تو حکومت والدین کی جاتی رہتی ہے اور معاہدہ ملازمی اطفال کا باطل ہو جاتا ہے اور شخص آزاد کو بعد
پہنچنے سن تمیز کے اختیار ہے کہ کسی شخص کی ملازمی اختیار کرے لیکن ایسی ملازمی عرصہ دراز یعنی ۷۰ برس تک نادرست ہے کیونکہ اسطرح کی ملازمی صرف
ایک حیلہ ہے اور اس سے غلام بنانا مقصود ہے الا انکہ شخص انہاو کو اختیار ہے کہ منجملہ دونون صورتون مرقومہ ذیل کے کسی صورت مین معاہدہ
ملازمی کو فسخ کرے اول اس قسم کے معاہدات مین یہہ دستور ہے کہ جو شخص ملازم رکھا جاوے اسکو تنخواہ اور خورد و پوش بطور معاوضہ محنت کے ملتا ہے
اور جس دن اسکو یہہ ملے اوس دن اوسپر کام کرنا واجب ہے نہ اور صورت مین - معاہدہ ملازمی کی یہہ بھی شرط ہے کہ کام بقدر اجر کے ہو

تقریح اون مختلف طریقون کی جنسے غلامی لازم آتی ہے •

اور تنقیح اس امر کی بتدریج اور بمرور کسیقدر عرصہ کے ہو سکتی ہے پس جو کام کہ فی الواقع بابت مزد محنت کے کیا جاوے اس سے اس قسم کے معاہدہ کی تکمیل ہو جاتی ہے اور ملازم کو اختیار ہے کہ اندر اس میعاد کے جو دراصل قرار پائی ہو جسوقت چاہے معاہدہ کو فسخ کرے لیکن اور قسم کے معاملات مین مثل اجارہ اراضی وغیرہ کے یہہ ہرگز ضرور نہین ہے کہ مستاجر کو اسطرحکا اختیار دیا جاوے مگر جو معاملات واسطے ملازمی عرصہ دراز کے وقوع مین آتے ہین اور اس حیلہ سے اشخاص آزاد مطیع اور غلام ہو جاتے ہین مذموم ہین اور ایسی خرابیون کی اصلاح مناسب معلوم ہوتی ہے لہذا چاہیے کہ اشخاص آزاد کی ملازمی ایک مہینے یا ایک سال یا غایت مرتبہ تین سال سے زائد نہو اور یہی میعاد واسطے اجارہ مال وقف کے ہے - طوائف مین یہہ دستور ہے کہ لڑکیان والدین سے خرید کیجاتی ہین یا خود لڑکیون کے ساتھہ اسطرحکا معاملہ ہو جاتا ہے قطع نظر ناجائز ہونے ایسی خریداری کے ایک اور خرابی جو اس دستور سے پیدا ہوتی ہے یہہ ہے کہ لڑکیونکو ناچنا اور گانا اور فاحشہ ہونا بطور پیشہ کے سکہایا جاتا ہے حالانکہ یہہ امور نہایت نادرست اور شرعاً صریح ممنوع ہین ◦

س ۲ - آقا کو غلام کی ذات خصوصاً کنیز کی نسبت شرعاً کیا اختیارات حاصل ہین ◦

خدمات متعلقہ غلام ◦

ج ۲ - آقا کو اختیار ہے کہ غلام یا کنیز سے اسقدر کام لے جہان تک اسکی طاقت سے ممکن ہو یعنی آقا کو اختیار ہے کہ غلام اور کنیز سے کہانا پکوا دے اور کپڑے بنوائے اور دہلوائے یا رنگوائے یا معاملات تجارت مین کام گماشتہ گری کا لے یا مویشی کی پاسبانی سپرد کرے یا زراعت و تردد اراضی یا نجاری یا آہنگری یا زرگری یا کتابت یا نساجی یا اون کا کپڑا یا جوتا بنانے یا ملاحی یا ریشم بافی یا آبکشی یا حجامی یا جراحی مثلاً پچھنے لگانے یا مستاجری یا معماری وغیرہ کا کام لے اور آقا کو اختیار ہے کہ ان کامون سے کسی کام کے واسطے غلام کو کسی شخص کے پاس اجرت پر بہیجے اور آقا اور امور خانگی مین اپنی ذات یا اپنے اہل خاندان کے واسطے کام لینے کا مجاز ہے مثلاً وہ غسل یا طہارت کے واسطے پانی منگوائے یا تیل ملوائے یا پانون دبوائے یا پوشاک پہنانے کا کام لے یا دربانی وغیرہ اس سے متعلق کرے اور اگر کنیز بالغہ ہو تو اسکے ساتھہ مصاحبت کرے مگر شرط یہہ ہے کہ کنیز کا نکاح آقا نے کسی شخص کے ساتھہ نکر دیا ہو ◦

س ۳ - وے کونسے جرم ہین جو در صورت سرزد ہونے آقا کی جانب سے غلام کی ذات خصوصاً کنیز کی نسبت شرعاً قابل سزا ہین اور سزا کسطور پر ہو سکتی ہے ◦

اگر آقا غلام کے ساتھہ بد سلوکی سے پیش آوے تو اوسکو سزا ہو سکتی ہے لیکن یہہ امر واسطے آزادی غلام کے شرعاً کافی نہین ہے ◦

ج ۳ - اگر آقا غلام پر زیادتی کرے یعنی اس سے ایسا کام لے جو اسکی طاقت و قدرت سے خارج ہو مثلاً اس سے ایسا بوجہہ اوٹھوائے جو وہ نہ اوٹھا سکتا ہو یا اسکو درخت پر چڑہنے کے واسطے کہے اور یہہ اس سے ممکن نہو تو حاکم وقت کو اختیار ہے کہ آقا کو سزا دے اور جو امر شرع کی روسے ممنوع ہے اسکے کرنیکے واسطے اگر آقا غلام سے کہے تو یہہ امر بہی نادرست ہے مثلاً اگر آقا غلام سے واسطے مار ڈالنے کسی شخص بیگناہ یا کسی مکان مین آگ لگانے یا کسی شخص کے کپڑے پہاڑ ڈالنے یا زنا یا دزدی یا شراب خواری یا اشخاص نیک کی مذمت اور دشنام دہی کے واسطے کہے تو یہہ ناجائز ہے اور اگر آقا کسی ایسی زیادتی کا مجرم قرار پاوے تو حاکم وقت مجاز ہے کہ اوسکو بطور تعزیر و عقوبت کے حسب قواعد عدالت جبراً سزا دے اور اگر غلام یا جاریہ سے گستاخی یا اسطرحکا کوئی اور قصور سرزد ہو تو آقا سوا اوس قسم تعزیر کے جو حد سے خالی ہے اور سزا دینے کا مجاز نہین ہے کیونکہ احکام تعزیر و قصاص کے جاری کرنیکا اختیار صرف حاکم وقت کو ہے پس اگر آقا اپنے اختیار سے تجاوز ہو کر زیادہ سزا دے تو سزا دے

تعزیر واجب ہوتی ہے اگر آقا قبل بلوغ جاریہ کے اُسکے ساتھہ مصاحبت کرے اور اوسکو صدمہ شدید پہنچے یا وہ مرجائے تو حاکم عصر مجاز ہے کہ اوسکو حسب تصریح بالا ازروے قواعد عدالت بذریعہ تعزیر و عقوبت کے سزا دیے ۰

س ۴ - غلام مستحق آزادی ہے یا نہین اور اگر ہے تو کس بد سلوکی کی وجہہ سے اور عدالت کو درصورت ثبوت بد سلوکی کے اختیار صادر صادر کرنیے حکم آزادی کا حاصل ہے یا نہین اگر یہہ بات ثابت ہو کہ جاریہ سے اسکے مالک یا مالکہ نے ایام نابالغی مین کسب کرایا یا مالک نے اسکے ساتھہ بزیادتی مقاربت کرنیکا اقدام کیا تو حاکم سزا کا حکم صادر کرسکتا ہے یا نہین ۰

ج ۴ - اگر آقا غلام یا جاریہ کے ساتھہ زیادتی کرے یا انکو ناحق مارے یا انکو کھانا کم دیے یا ان سے ایسا سخت و مشکل کام لے جس سے ان پر تکلیف و رنج عاید ہو یا اگر آقا قبل بلوغ جاریہ کے اسکے ساتھہ مصاحبت کرے یا اسکا نکاح کسی شخص کے ساتھہ کرکے اسکے ساتھہ مقاربت کرنیکی اجازت دیے تو آقا ازروے شرع کے گنہگار تصور کیا جائیگا اور حاکم وقت اسکو حسب قواعد عدالت ازروے تادیب تعزیر کے سزا دیسکتا ہے لیکن درصورت وقوع ایسے جرائم کے آقا کی جانب سے غلام کی آزادی لازم نہین آتی اور نہ حاکم عصر کو کچھہ اختیار آزاد کرنیکا حاصل ہے لیکن چونکہ اصل قاعدہ جواز غلامی کا یہہ ہے کہ جو شخص غلام کیا جاوے وہ کافر ہو اور بمقابلہ و مخالفت اسلام کے اسیر ہو اس لیے بلحاظ اس امر اور نیز بنظر فروع متعلقہ غلامی جائز کے جو اسی قاعدہ کی بنا پر بذریعہ خرید یا ہبہ یا وراثت یا خانہ زاد ہونیکی وجہہ سے پیدا ہوتی ہین یہہ ضرور ہے کہ درصورت قبضہ ناجائز غلام یا کنیز کے حاکم وقت تحقیقات کے بعد حکم آزادی کا بلحاظ اصل استحقاق غلام یا کنیز کے صادر کرے اور جو شخص کسیکو بطور ناجائز غلام بنالیے اسکے غلام یا جاریہ کو لیکر آزاد کرایا جاے ۰

مقدمہ ۳

سوال - دیندار خان مدعی کا باپ ہندو تہا اس نے قحط مین اپنے بیٹے کو بضرورت بدہن خان اور سماۃ اصالت کے ہاتہہ فروخت کیا اور غلام حسین خان مدعا علیہ انکی جایداد کی بابت دعویدار ہے ایسی حالت مین دیندار خان اسطرحکی فروخت کے ذریعہ سے شرعاً غلام تصور کیا جاسکیگا یا نہین

ج ۱ - چونکہ انسان کو دراصل آزادی حاصل ہے لہذا بمجبوری فروخت ہونا کسی شخص کا ایام قحط مین عام اس سے کہ وہ ہندو ہو یا مسلمان مستلزم اسکے غلام جائز ہونیکا نہین ہوسکتا اور جن عالمون کی راے خلاف اس مسئلہ کے ہے وہ بہت ضعیف ہے اور قول صحیح یہہ ہے کہ ایسی فروخت سے غلامی لازم نہین آتی ۰ †

آزاد شخص کا بیع ہونا شرعاً جائز نہین ہے ۰

س ۲ - رسم آزادی کے واسطے شرع کے بموجب کیا مراتب ضرور اور واجب ہین ۰

ج ۲ - جن الفاظ سے اظہار آزادی ہوسکے وہ سب واسطے وقوع آزادی کے کافی ہین گو کسی زبان مین تحریر کیے جائین یا کسی دستاویز کا لکہا جانا یا کسی اور رسم کا ایسے موقع پر ادا ہونا واجب نہین ہے ۰

آزادی کسطرح عمل مین آتی ہے؟

مقدمہ ۴

س - شرع کا قاعدہ معروف یہہ ہے کہ اشخاص آزاد کسی حالت مین فروخت نہین ہوسکتے لیکن باوجود اسکے راے مسلمہ یہہ معلوم ہوتی ہے کہ بیع و شرئ انسان کا مصیبت و قحط کے وقت جائز ہے پس سوال یہہ ہے کہ پچہلا مسئلہ شرعاً درست ہے یا نہین ۰

† اصول رقیت دفعہ ۱ ۰

ج - ہر چند یہ مسئلہ نہایت صحیح و معروف ہے کہ خریداری کے ذریعہ سے انسان کی ذات پر بالعموم ملکیت حاصل نہین ہوتی لیکن بعض کتب معتبر مثلاً عنایہ و ذخیرہ و محیط مین بطور حدیث امام محمدؒ کے لکھا ہے کہ انسان کو قحط اور مصیبت کے وقت یا قرضخواہ کی طرف سے تقاضا شدید ہونیکی حالت مین اپنی ذات کے فروخت کرنیکا اختیار ہے - عنایہ سے یہ منقول ہے کہ ایک شخص نے امام محمدؒ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص قحط مین گرسنگی سے مرتا ہو تو وہ اپنی ذات کے فروخت کرنیکا مجاز ہے یا نہین بجواب اسکے انہون نے کہا کہ ایسی صورت مین بیع جائز ہے نہ کسی اور صورت مین دوسرا سوال اون سے یہ پوچھا گیا کہ ایک شخص نے ایام قحط مین ایک عورت خرید کی پس اس عورت کے ساتھ شخص مذکور کو مصاحبت کا اختیار رہیگا یا نہین بجواب اسکے اونہون نے کہا کہ مصاحبت جائز ہے اور جو اولاد ایسی عورت سے ہو وہ شخص مذکور کی صلب سے تصور کیجائیگی اور اگر شخص مذکور نے اسکو کسی اور کے ہاتھ فروخت کیا ہوتا تو بھی یہی صورت ہوتی - نسخہ ذخیرہ مین مرقوم ہے کہ اگر کوئی شخص مقروض ہو اور قرضخواہ اوسپر بجبر و تشدد متقاضی ہو تو ایسی حالت مین شخص مذکور اپنی ذات کو فروخت کرسکتا ہے علی ہذا القیاس محیط مین بھی لکھا ہے کہ کوئی شخص اپنی ذات کے فروخت کرنیکا مجاز نہین ہے الا اس صورت مین کہ اس سے کوئی سبیل ادائے قرضہ کی ممکن نہو یا وہ افلاس مین اس مرتبہ مبتلا ہو کہ بقائے حیات دشوار ہو یا ایام قحط مین شدت گرسنگی سے مردار گوشت یا گوشت انسان کہانیکا اندیشہ ہو بنظر انسداد ان امور کے بہتر ہے کہ وہ کسیکا غلام ہو جاوے یہی سبب تہا کہ حضرت یوسفؑ کے وقت مین لوگون نے غلامی اختیار کی - اقوال مذکور الصدر سے جو محیط و ذخیرہ مین درج ہین اور نیز حدیث امام محمدؒ منقولہ عنایہ سے واضح ہے کہ یہہ بالعموم تسلیم کیا گیا ہے کہ شدت افلاس مین غلام ہونا جائز ہے + ۲

غلام ہونا شخص آزاد کا شدت افلاس مین جائز ہے +

مقدمہ ۵

س - واصل بیگ کو عنایت اللہ متوفی نے پرورش کیا تہا ایسی صورت مین متوفی کا ترکہ واصل بیگ کی زوجہ کو پہنچیگا یا نہین +

ج - واضح ہوتا ہے کہ واصل بیگ مالک متوفی کا بیٹا نہ تہا اور نہ اوس سے کچھہ قرابت تہی بلکہ بالعوض کسیقدر روپیہ کے خرید کیا گیا تہا اور پرورش اسکی غلامانہ ہوئی پس مالک متوفی کا ترکہ شرع کی رو سے واصل بیگ کی زوجہ کو نہین ملسکتا - مجمع البرکات کے باب موانع الارث مین لکہا ہے کہ رقیت بھی مانع وراثت ہے اور اس باب مین اسپر لحاظ نہین ہوتا کہ دعویدار غلام بحت ہے یا اسکو کسیقدر آزادی رعایتاً حاصل ہے اور اگر جاریہ صاحب اولاد ہو تو وہ بھی مستثنی نہین ہے اور ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب وہ غلام بھی مستثنی نہین ہے جسکو منجملہ دو مالکون کے ایک مالک نے آزاد کردیا ہو + ۳

کسی قسم کا غلام وراثتاً ترکہ کا مستحق نہین ہے

مقدمہ ۶

س - ایک فاحشہ نے کسی عورت کی لڑکی بعوض ۲۰ روپیہ کے چند عرصہ کے واسطے مول لی اور اوس سے اپنا پیشہ اختیار کرایا ایسا معاملہ جائز ہے یا نہین

ج - شرع کی رو سے ایسا معاملہ ہرگز جائز نہین ہے کیونکہ والدین کو اطفال کی ذات پر طفولیت تک اختیار ہے اور بعد انکے بلوغ کے والدین کا اختیار انکی ذات یا مال پر باقی نہین رہتا لیکن اس مقدمہ مین معلوم ہوتا ہے کہ مان نے اپنی لڑکی کو جب وہ صرف چھہ برس کی تہی ۹۵ برس کے لیے غلامی مین سپرد کیا بعد سن بلوغ کے کہ انتہا ہے غایت اسکی پندرہ سال ہے والدین کو اطفال پر اختیار نہین رہتا پس غلامی مین دیا جانا لڑکی کا

اگر کسی بالغ بچے کو والدین بلحاظ اسکے اسکو کسی کے سپرد کردین تو طفل مذکور بعد بلوغ کے آزادی حاصل کرنیکا مجاز ہے

---

۲ اصول رقیت وصفحہ ۱۷ +

۳ اس مقدمہ کے سوال مین ہونا غلام کا مطابق تعریف مرقومہ شرع کے قرار دیا گیا ہے اور بابت موانع متعلقہ غلامی کے اصول رقیت کی وضاحت کیجاتی ہے

۵۹ برس کے لیئے جائز نہین ہے کتب معتبر مین لکہا ہے کہ اگر کوئی شخص حالت طفولیت مین والدین کی طرف سے کسیکا غلام قرار دیا جاوے تو اسکو
بعد بلوغ کے غلامی مین رہنے یا بعد فسخ کرنے معاہدہ والدین کے آزادی حاصل کرنیکا اختیار ہے علاوہ اسکے فاحشہ کا پیشہ نہایت مذموم ہے
اور یہہ کبہی روا نہین ہوسکتا کہ فاحشہ دوسری عورت کو ملازم رکہکر اس سے اپنا پیشہ کرائے اور اس مسئلہ کی تائید اقوال مندرجہ ذیل سے
ہوتی ہے یعنی فتاوا ابراہیم شاہی مین نسخہ تہذیب سے منقول ہے کہ اگر باپ یا دادا یا مان اپنے طفل صغیر کو ملازمی مین سپرد کرے تو جائز ہے
لیکن طفل کو بعد بلوغ کے ایسے معاہدہ کے قایم یا باطل کرنیکا اختیار ہے - علی ہذا القیاس نسخہ ینبوع کے باب ۳۲ سے جو تحاوی کی شرح ہے
نسخہ ابراہیم شاہی کی کتاب الولایت کے اخیر مین منقول ہے کہ جب کسی طفل کو میعاد مستاجری کے سمجہنے کا تمیز حاصل ہو تو اسکو پٹہ کے بحال
رکہنے یا منسوخ کرنیکا اختیار ہے مگر شرط یہہ ہے کہ اسطرحکا معاملہ اسکی ذات کی نسبت موثر ہوا اور اگر صرف اسکے مال سے متعلق ہو تو وہ اسکی
منسوخی کا مجاز نہین ہے اور نہ وہ مجاز منسوخی ایسے بیع کا ہے جو اسکی طفولیت مین منعقد ہوا ہو + †

مقدمہ ۷

س - ایک شخص کے زوجہ منکوحہ اور ایک یا دو عورات غیر منکوحہ سے اولاد ہے اور یہہ عورات غیر منکوحہ اس شخص کی کنیز نہین لیکن بخوبی معلوم
نہین ہوتا کہ یہہ عورتین شخص مذکور یا کسی اور کی ملک سے ہین پس سوال یہہ ہے کہ ان عورات کی اولاد کو متوفی کی جایداد ورا ثتاً پہنچی ہے
یا نہین +

ج - اگر عورت ایک شخص کی جاریہ ہو اور کسی دوسرے شخص سے بدون نکاح کے اولاد پیدا ہو تو ایسی اولاد اپنے باپ کے ورثہ پانیکی مستحق نہین ہے
اور وجہہ اسکی یہہ ہے کہ بسبب زنا کے انکا نسب پدر مذکور کی نسبت تسلیم نہین ہوسکتا اور دوسری وجہہ یہہ ہے کہ قطع نظر زنا کے ایسی عورت کی
اولاد جو کسی شخص غیر کی جاریہ ہو اصل آقا کی ملک متصور ہوتی ہے اور اسی وجہہ سے اسکو جایداد کے پانیکا استحقاق نہین پہنچیگا کیونکہ رقیت
بہی موانع ارث مین داخل ہے اگر زن غیر منکوحہ شخص مذکور کی ملک سے ہوتی اور وہ یا اسکی مان دار الحرب مین اسیر ہوکر کنیز قرار دی گئی ہوتی
تو ایسی صورت مین مقاربت بغیر نکاح کے بہی جائز اور نسب اسکی اولاد کا درصورت دعویدار ہونے شخص مذکور کے اسی شخص کی نسبت ثابت تصور
کیا جاتا اور بعد اسکی وفات کے اولاد مذکور کو اسکے ترکہ سے کسی قدر حصہ پانیکا استحقاق پہنچتا لیکن اگر زن مذکورہ دار الحرب مین اسیر نہو کر
حسب قاعدہ جاریہ قرار دیگئی ہو تو ایسی عورت کی نسبت باعتبار اصطلاح شرعی رق کے جاریہ کا اطلاق نہین ہوسکتا اور ہونا مقاربت کا
اسکے ساتہہ بغیر نکاح کے ناجائز ہے اور ایسی اولاد شخص مذکور کی صلب سے تصور نہین کیجا سکتی کیونکہ اثبات نسب کے واسطے یہہ ضرور ہے
کہ جس عورت کے بطن سے اولاد ہو وہ فراش ہو اور فراش کی دو قسمین ہین یعنی قوی و ضعیف چنانچہ زوجہ منکوحہ فراش قویہ کی قسم مین
داخل ہے اور جو اولاد اسکے بطن سے ہو وہ بغیر دعویدار ہونے شوہر کے بہی شوہر کی صلب سے متصور ہوگی اور اسکے نسب سے شوہر منکر
نہین ہوسکتا اور جاریہ فراش ضعیفہ کی قسم سے ہے اور جب تک باپ دعویدار نہو ایسی اولاد کا نسب باپ کی نسبت ثابت نہین ہوسکتا
وراثت کا استحقاق نسب کے ثبوت پر موقوف ہے اور اسی وجہہ سے زن غیر منکوحہ کی اولاد داخل ورثا نہین ہے +

† اس مقام سے بلاشک یہہ مفہوم ہے کہ نابالغ کی جانب سے معاہدہ ولایتاً عمل مین آیا +

جو اولاد دوسرے شخص کی جاریہ غیر منکوحہ سے پیدا ہو وہ غیر صحیح النسب اور بحکم جاریہ کے آقا کی متصور ہوگی +

مقدمہ ۸

س ۔ ایک شخص کو ایک جاریہ وراثتاً حاصل ہوئی تھی اس نے اس عورت کا کسی اور شخص کے غلام کے ساتھ نکاح کرایا اور جاریہ نے مع شوہر کے اپنے آقا کے گھر سکونت اختیار کی اور وہاں اون سے اولاد پیدا ہوئی اور غلام کے آقا کے اہتمام اور صرف سے نکاح ہوا تھا اور اسی نے جاریہ منکوحہ کی ماں کو نذرانہ دیا پس جو اولاد جاریہ اور غلام سے ہوئی اسکا استحقاق ملکیت غلام کے آقا کو پہنچتا ہے یا جاریہ کے آقا کو اور جاریہ کی ماں کو نذرانہ نقد لیکر اپنی بیٹی کے نکاح کرنیکا اختیار ہے یا نہیں اور جاریہ کی ماں بھی شخص مذکور کی کنیز ہے ۔

ج ۔ حسب حالات مظہرہ سوال کے جاریہ کی ماں کو نذرانہ نقد لیکر اسکے نکاح کرنیکا استحقاق نہ تھا اور واسطے تکمیل اور واجب التعمیل ہونے عقد نکاح کے جاریہ کے مالک کی منظوری لازم ہے چنانچہ رضامندی اسکی اس وجہ سے مستنبط ہے کہ وہ بعد دریافت ہونے تجویز نکاح کے کسیطرح مانع اور معترض نہیں ہوا اور جو اولاد جاریہ کے بطن سے بعد نکاح کے ہوئی اسکی ملکیت جاریہ کے مالک کو پہنچتی ہے اور غلام کے آقا کا دعوی اس باب مین شرعاً درست نہیں ہے ۔ ‡

جو اولاد جاریہ اور غلام سے ہو وہ مالک جاریہ کی ملک سے شمار کیجاتی ہے ۔

مقدمہ ۹

س ۱ ۔ اگر عورت زرخرید کے بطن سے اولاد پیدا ہو تو ایسی اولاد شرع کے موجب جاریہ کے مالک کی ہوگی یا جاریہ کی ۔

ج ۱ ۔ شرع کے بموجب رق سے وہ شخص مراد ہے جسکو کسی شخص مسلم نے دار الحرب مین اسیر کیا ہو یا ایسے اسیر کی اولاد سے ہو اور اسطرح کی اولاد آقا کی شمار کیجاتی ہے ۔ اور شرح وقایہ اور ہدایہ اور اور کتابون مین لکہا ہے کہ بچہ بحالت جاریہ یا آزاد ہونے مان کے اسکی ساتھ رہتا ہے ۔

اولاد جاریہ ۔

س ۲ ۔ انسان کا بیع کرنا یا گروی رکہنا جائز ہے یا نہیں ۔

ج ۲ ۔ بیع کرنا یا گروی رکہنا کسی انسان کا جو بحالت آزادی ہو درست نہیں ہے چنانچہ شرح وقایہ مین لکہا ہے کہ شخص آزاد کا بیع باطل ہے اور گروی رکہنا اسکا فعل ناجائز ہے ۔

انسان آزاد کا بیع یا رہن ۔

مقدمہ ۱۰

س ۔ ایک عورت حرہ نے بعد بلوغ یعنی پندرہوین سال مین اپنی رضا و رغبت سے ایک غلام کے ساتھ نکاح کیا اور ڈیڑھ برس تک اپنے شوہر کے ساتھ ایک مکان مین رہی ایسی صورت مین زن حرہ کا نکاح غلام کے ساتھ صحیح اور جائز تصور کیا جا سکتا ہے یا نہین ۔

ج ۔ زن حرہ کا نکاح غلام کے ساتھ جائز و صحیح ہے اور یہہ رائے مطابق مسئلہ مندرجہ نسخہ قدوری کے ہے اور وہ یہہ ہے کہ اگر غلام اپنے آقا کی رضامندی سے زن حرہ کے ساتھ نکاح کرے تو اوسپر دعوی مہر کا پہنچتا ہے اور ایفاء دعوی مذکور کیلیے بیع اسکا ہو سکتا ہے ۔

نکاح زن حرہ کا غلام کے ساتھ ۔

مقدمہ ۱۱

س ۔ ایک ہندو عورت ایک مسلمان کے ساتھ بہاگ نکلی تھی اور مسلمان ہو گئی اور بعد ازان وہ ایک راجپوت کے پاس بطور اسکے منکوحہ کے رہی اور ایک بیٹی پیدا ہوئی اور یہہ سب زندہ ہین ایسی صورت مین لڑکی کس کی ملکیت میں ہے اور اگر راجپوت کی ملکیت ہے تو اوسکو اوسکے بیع کرنیکا اختیار ہے یا نہین اور اگر اختیار ہے تو خریدار اسکو فروخت کر سکتا ہے یا نہین اور اگر وہ بحالت نابالغی خریدار کے پاس رہی ہو تو اسکو بعد بلوغ کے اپنی آزادی کا اختیار ہے

† اصول رقیت دفعہ ۱۶ ۔

‡ اصول رقیت دفعہ ۱۴ ملاحظہ کیجائے لیکن اولاد جو ایسے نکاح سے ہو شوہر کے آقا کی ملک سے تصور کیجاتی ہے ۔

یا نہین اور شرع کے بموجب کس قسم کے رق بیع وشری کے قابل ہین +

ج - چونکہ بیٹی آزادی کی حالت مین پیدا ہوئی لہذا والدین کو اسپر استحقاق ملکیت نہین پہنچتا لیکن بالغ ہونے تک وہ ان کے پاس رہیگی اور والدین سے کسیکو ایسی اولاد کے فروخت کرنیکا اختیار نہین ہے جو شخص ایسے طفل کو خرید کرے اسکی خریداری باطل ہے کیونکہ انسان درحقیقت آزاد پیدا کیا گیا ہے اور غلام ہونا اسکا درست نہین ہے الّا بذریعہ استیلا کے اور استیلا سے یہہ مراد ہے کہ حاکم اہل اسلام کوئی ملک کفار سے بفتح حاصل کرے اس کے باشندگان زن ومرد سے جو اسیر کیے گئے ہون غلام بنائے اور اگر وے دین اسلام اختیار کرین تو انکی جان بخشی ہونی چاہیے لیکن بلحاظ ان کے پیشتر سے کافر ہونیکے وے بدستور غلام شمار کیے جائین اور ایسی صورت مین ان کے بیع یا ہبہ کرنیکا حاکم عصر کو اختیار ہے پس شرع کے بموجب رقیت صرف ایک صورت مین پیدا ہوتی ہے یعنی بذریعہ استیلا کے - او غلام تین قسم کے ہین یعنی مملوک وموروث وموہوب - اور ان تینون قسمون کی اولاد کو خانہ زاد کہتے ہین اور آزادی ان کی بغیر اجازت آقا کے نہین ہوسکتی +

اولاد غیر صحیح النسب کے والدین کو ایسی اولاد کے غلامی مین بیچنے کا اختیار نہین ہے

نوان باب
نظائر وقف
مقدمہ ۱

س - اگر اراضی وقف دین مہر کی بابت زوجہ کو دیجاوے تو یہہ جائز ہے یا نہین اور جو شخص جایداد مذکور مین شریک ہون ان کو اسکی نسبت دعویدار ہونیکا استحقاق پہنچتا یا نہین - اگر پہنچتا تو دیا جانا اوسکا بعوض دین مہر کے باطل وکالعدم متصور ہے یا نہین اور اگر منجملہ شرکا جایداد مذکور کے ایک شریک دیا جانا اسکا بعوض دین مہر کے قبول وتسلیم کرے تو یہہ فعل اسکا مقابلہ زوجہ کے وارث کے جائز ہوگا یا نہین +

ج - شرع کے بموجب جایداد وقف کی نسبت استحقاق وراثت نہین پہنچتا اور نہ وہ بیع ہوسکتی ہے اور نہ انتقال اسکا بعوض دین مہر کے † عمل مین آسکتا ہے کیونکہ از روے مسئلہ مسلمہ کے جایداد وقف کسی شخص کی ملک نہین ہے بلکہ خدا کے نام سے منسوب کی گئی ہے اگر جایداد وقف کا متولی اسکو حسب کیفیت مسطورہ مندرجہ سوال کے منتقل کرے تو وہ بسبب وقوع خلاف ورزی شرایط تولیت کے عہدہ سے معزول ہوگا اور اگر وقف کنندہ یا اسکا وصی موجود نہو تو حاکم عصر کو متولی کے تقرر کا اختیار ہے زوجہ کا دین مہر مثل قرضہ کے ہے اور جب تک زوجہ دست بردار نہو یا وہ ادا نکیا جاے استحقاق اسکا زائل نہین ہوسکتا اور چونکہ جایداد وقف کی نسبت وراثت کا دعوی جائز نہین ہے لہذا جو دعوی شرکت کی بنا پر بذریعہ استحقاق وراثت کے پیش ہوا ہے ناقابل سماعت ہے - اگر کوئی شخص جایداد وقف زوجہ کے نام دین مہر کی بابت منتقل کردیوے اور متولی ایسے انتقال کو تسلیم کرے تو اسکو بسبب وقوع خلاف ورزی شرایط تولیت کے عہدہ سے برطرف کرنا چاہیے اور بعد اسکی معزولی کے حاکم عصر اس کی جگہہ دوسرا متولی مقرر کرے اور یہہ متولی بابت پیش کرنے دعوی بازیافت اراضی وقف کے جو دین مہر کی بابت دی گئی ہو مجاز ہوگا +

جایداد وقف کی نسبت استحقاق وراثت نہین پہنچتا اور نہ وہ بیع ہوسکتی ہے اور نہ انتقال اسکا بعوض دین مہر کے عمل مین آسکتا ہے

جایداد وقف کا انتقال مسترد اور متولی عہدہ سے معزول کیا جانا چاہیے

---

† اصول وقف دفعہ ۲ +

مقدمہ ۲

س ۱- مکانات وقف کی مرمت مین جو روپیہ صرف ہوا ہو اسکے ادا کرنیکے لیئے متولی اراضی وقف کے بیع کرنیکا مجاز ہے یا نہین ۰

اراضی وقف کا بیع متولی کی جانب سے کس صورت مین جائز ہے ۰

ج ۱- اراضی وقف کا بیع با بہہ عموماً ناجائز ہے متولی پر فرض ہے کہ ایسی اراضی کے محاصل کو اول مکانات وقف کی مرمت مین صرف کرے اور بعد ازان جو بچے اسکو اور اخراجات متعلقہ وقف مین خرچ کرے گو وقف کنندہ کی جانب سے کوئی شرط بابت مرمت کے عمل مین نہ آئی ہو ۔ اگر محاصل اراضی مرمت ضروری کیلیئے کافی نہو تو متولی کو اختیار ہے کہ اسقدر اراضی جو اس امر کیلیئے مکتفی ہو بیع کرے اسواسطے کہ جملہ صورتون مین محفوظ رکہنا ایسی عمارات کا ایک امر لابد اور واجب ہے ۰ †

س ۲- اگر مکانات وقف کی مرمت کے حیلہ سے اراضی وقف کو متولی بیع کرے اور زر حاصل کو فی الواقع وہ ایسے امر مین صرف نکرے تو ایسا بیع صحیح متصور ہوگا یا مسترد کیا جائیگا ۰

قاعدہ اسصورت مین جب زر حاصل بیجا طور پر صرف کیا جائے ۰

ج ۲- اول سوال کے جواب سے واضح ہوگا کہ اگر اراضی وقف کا بیع متولی کی جانب سے مرمت کے اخراجات ضروری کیلیئے عمل مین نہ آئے تو ایسا بیع ناجائز ہے اسیواسطے وہ بیع جسکا ماحصل اور امور کیلیئے کام مین لایا گیا مسترد کیا جائیگا اور متولی اپنے عہدہ سے بسبب خلاف ورزی شرائط تولیت کے معزول کیا جاسکتا ہے ۰ ‡

مقدمہ ۳

س ۱- ایک سجادہ نشین کو اسکی ذات خاص اور جایداد وقف کے صرف کیلیئے سند شاہی کے ذریعہ سے اراضی خاص نسلاً بعد نسلاً حاصل ہوئی اور معطی الیہ لاولد مر گیا اس صورت مین اسکی مان یا اسکی بہنون کو اراضی عطیہ کی نسبت استحقاق مالکیت پہنچتا ہے یا نہین اور اگر پہنچتا ہے تو کس حساب سے ۰

التمغہ

ج ۱- عطیہ شاہی کی دو قسمین مین اول التمغہ ہے جو بالعوض خدمات شخص خاص کے عمل مین آتا ہے اور معطی الیہ کی وفات کے بعد فرایض کی رو سے جایداد مذکور سے حصہ دار اور بواسطہ دار عصبی سہام معینہ پانیکے مستحق ہوتے ہین ۔ عطیہ دوم امور دینی اور کار ثواب کیلیئے عمل مین آتا ہے اور اسکو وقف کہتے ہین ۔ وقف کی نسبت وراثت کا دعوی جائز نہین ہے اور سجادہ نشین کی وفات کے بعد اسکی مان اور بہن کا دعوی مثل دعوی اشخاص اجنبی کے ہے ۔ جایداد وقف کے محاصل سے جو شخص حصہ پانیکے مستحق ہین ان کے حصون کی نسبت شرع کے بموجب ذکور اور اناث مین کچہہ تمیز نہین کی گئی ہے ۔ جایداد وقف کی تقسیم ناجائز ہے لیکن اسکے محاصل کے تقسیم کرنیکی اجازت ہے ۔

وقف ۰ جایداد وقف کی تقسیم نہین ہوسکتی لیکن محاصل کی تقسیم ہوسکتی ہے ۰

س ۲- جایداد وقف کے سجادہ نشین کو سند شاہی کے ذریعہ سے کچہہ اراضی کہلانی پرورش اور جایداد وقف کے صرف کیلیئے حاصل ہوئی بعد ازان وہ لاولد مر گیا اسکی وفات کے بعد اسکے علاقی بہائی نے اسکی زوجہ کے نام اراضی مذکور کے حصول کیلیئے نالش کی اور حاکم عدالت نے یہہ فیصلہ کیا کہ اراضی مذکور متخاصمین کے قبضہ مین بالاشتراک اور بحصص مساوی رہے بشرطیکہ وہ اور ان کے ورثا آیندہ کبہی حکم انکے

† جہان تک کوئی اور سبیل حاصل ہو اخراجات ضروری کے ممکن ہو وہان تک عمل مین لانا بیع کا نہ چاہیئے یہہ رائے بموجب اس قول حسام الدین البخاری کے ہے جو فتاوی حماویہ اور اور کتب مین منقول ہے ۰

‡ اصول وقف دفعہ ۲ و ۳ و ۵ ۰

حاکم عصر سے اسلیے بادشاہ مراد نہین ہے - اس صورت مین ایسی تقسیم جائز ہے یا نہین اور اگر ہے تو صرف حین حیات شخص مذکور کے قایم رہیگی یا تعمیل اسکی ان کے ورثا پر بہی واجب ہوگی +

تقسیم حاکم عصر کی جانب سے ۔

ج ۲ - حاکم عصر کو شرعاً اختیار ہے کہ متولی متوفی کے علاتی بہائی کو اراضی مذکور پر قابض کرلیوے اور اسکے محاصل سے متوفی کی زوجہ اور بیٹیون کو بہی حصہ بطور خیرات دلوائے کیونکہ حاکم وقت محاصل کے تقسیم کرانیکا مجاز ہے اور جایداد وقف کے تقسیم کرانیکا اسکو اختیار حاصل نہین ہے

س ۳ - بعد تقسیم مذکورہ بالا اگر زوجہ اپنے حصہ کو اپنی بیٹیون کے نام ہبہ کرے تو یہہ امر جائز اور صحیح ہے یا نہین +

محاصل کا ہبہ معطی الیہ کی جانب سے ناجائز ہے

ج ۳ - چونکہ زوجہ اس جایداد کی نسبت جو اسکو تقسیم حصص کے بعد حاصل ہوئی شرعاً کوئی استحقاق حاصل نہین ہے اور اسکا قایم مقام ہونا جایداد مذکور پر صرف بطور خیرات عمل مین آسکتا تہا لہذا وہ مجاز نہین ہے کہ ایسی جایداد کو بیٹیون کے ہبہ کرے علاوہ ازین اگر وہ ایسا کرے تو اس سے محاصل کا ہبہ لازم آتا ہے اور ایسا ہبہ باطل و نادرست ہے +

س ۴ - اگر اس تقسیم کے بعد ایک اور سند شاہی بمضمون سابق کے صدور پائے اور اسکے ذریعہ سے سجادہ نشین کے علاتی بہائی کے بیٹے کو قبضہ حاصل ہو تو اس سے اس حاکم عصر کا حکم جس سے بادشاہ مراد نہین ہے اور جو حکم بحق متوفی کی زوجہ اور بیٹیون کے ان کے تقسیم حصص اور استحقاق وراثت کی نسبت نافذ ہو چکا ہے معطل اور منسوخ سمجہا جائیگا یا نہین +

دوسرے متولی کے مقرر ہونے سے پہلی تقسیم منسوخ نہین ہو جاتی ہے ۔

ج ۴ - اگر دوسری سند شاہی کا مضمون مثل سند سابق کے ہے اور اسکی رو سے صرف تقرر متولی کا پایا جاتا ہے اور تقسیم کا ذکر نہین ہے تو اس سے حاکم مذکور کے حکم کی منسوخی عمل مین نہین آسکتی کیونکہ پہلے سجادہ نشین کی زوجہ اور بیٹیونکو استحقاق وراثت حاصل نہین ہے اور جو منافع مال وقف سے حاصل ہوا اسکے پانیکا استحقاق انکی نسبت بغیر کسی وجہہ قوی کے زائل نہین ہو سکتا +

مقدمہ ۴

س ۱ - محمد رفیق نامی ایک شخص کسی جایداد وقف کا سجادہ نشین مقرر کیا گیا اور سند تقرر مین یہہ تحریر ہوا کہ اسکے بعد یہہ خدمت اسکے فرزندونکو ملے اور بالفعل اسکے پوتے کی دختر اور اسکے پرپوتے کا نواسہ اس خدمت پر مسلط ہین اور پرپوتا اس بنا پر اس عہدہ کا دعویدار ہے کہ پوتے کی دختر اناث سے ہے اور اسی وجہہ سے وہ مجاز انصرام خدمات وقف کی نہین ہے اور پرپوتے کا نواسہ شرعاً محمد رفیق کی اولاد مین شمار نہین کیا جا سکتا پس سوال یہہ ہے کہ پوتے کی نواسی فرزندان مین داخل ہے یا نہین اور اناث انصرام خدمات وقف کے مجاز ہین یا نہین

ج ۱ - حسب حالات مرقومہ سوال کے پوتے کی نواسی محمد رفیق کے فرزندان یعنی اولاد نسبی مین شمار نہین کیجا سکتی کیونکہ جب لفظ فرزندان کا استعمال کسی شخص کی نسبت کیا جاتا ہے تو اس سے تین پشت کی اولاد نسبی مراد ہوتی ہے اور کبہی اس سے بہی زیادہ اور نواسہ اپنے باپ کے نسب مین داخل ہے نہ محمد رفیق کے - چنانچہ عالمگیری سے واضح ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص یہہ ظاہر کرے کہ میننے فلان اراضی بنظر فائدہ اپنی اولاد کے نامزد کی تو آیندہ اسکی کل اولاد کو بلالحاظ ذکور و اناث کے استحقاق وراثت پہنچیگا کیونکہ لفظ اولاد بصورت عام مستعمل ہوا ہے علی ہذا القیاس خزانۃ المفتین مین لکہا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی جایداد اولاد کے نام دوام کے لیے نامزد کردے تو تا انقطاع نسل اسکے اور بموجب مرضی اسکے اولاد ذکور اور اسکی اولاد کے جایداد مذکور اولاد مین مساوی تقسیم ہوگی اور ذکور کو اناث کی نسبت کچہہ ترجیح نہوگی

اولاد و اناث کسی شخص کے فرزندان مین تصور ہوتے ہین

کیونکہ جس بیان کی رو سے جایداد نامزد کی گئی اوسمین ذکور و اناث برابر مستحق قرار دیئے گئے ہین لیکن اناث کے اطفال بموجب مسئلہ مسلمہ کے اولاد نسبی مین داخل نہین ہین اور اگر یہہ جایداد بجائے وقف کئے جانیکے وصیتاً دی گئی ہوتی تو بہی یہی صورت ہوتی اور بموجب اس مسئلہ کے یہہ قرار پایا ہے کہ دختر کی اولاد فرزندان مین شمار نہین کیجاتی کیونکہ نسب باپ کی جانب سے حاصل ہوتا ہے نہ مان کی طرف سے۔

عورت جایداد وقف کی سجادہ نشینی نہین ہوسکتی۔

عورات کو جایداد وقف کے سجادہ نشینی کا استحقاق نہین ہے اور یہہ امر دستورات ملک کے خلاف ہے کیونکہ سجادہ نشین پر تعلیم و تلقین اپنے مریدون اور شاگردون کی واجب ہے اور اسکو عام و خاص مجمع مین ہمیشہ ان کے ساتہہ رہنا چاہیے حالانکہ انصرام اس امر کا عورت سے بخوبی نہین ہوسکتا کیونکہ وہ پردہ نشین ہوتی ہے۔

س ۲ – محمد رفیق کے پوتے فیض الاسلام کے نام جو سند ہے اسمین درج ہے کہ عہدہ متولی و منصرم اور سجادہ نشین جایداد وقف کا اسکی ذات اور اولاد کی نسبت قائم و بحال کیا جاتا ہے ایسی صورت مین اسکی دختر اور نواسہ پر اولاد کا اطلاق ہوسکتا ہے یا نہین۔

چونکہ متولی اور سجادہ نشینی کا عہدہ فرزندان تک قائم رکہا گیا لہذا دختر و استحقاق وراثت نہین پہنچا کیونکہ وہ اناث سے ہے اور اسکا بیٹا بہی مجاز نہین ہے کس لیئے کہ وہ فرزندان مین شمار نہین ہوسکتا۔

ج ۲ – جو سند فیض الاسلام کو ملی ہے اسمین عہدہ متولی و منصرم و سجادہ نشین جایداد وقف کا خاص اسکی ذات اور اسکی اولاد تک قائم رکہا گیا ہے اور اسکی دختر بہی اولاد مین داخل ہے کیونکہ اولاد لفظ عام ہے یعنی اطلاق اسکا پسران اور دختران کی نسبت بدرجہ مساوی ہے لیکن باوجود اسکے سند کا نفاذ دختر کی نسبت نہین ہوسکتا کیونکہ اسمین خدمات سجادہ نشینی کے انصرام کا بہی ذکر ہے اور وہ مجاز سجادہ نشینی نہین ہے اور نواسہ بہی از روے مسئلہ مسلمہ کے خارج ہے کیونکہ اولاد کا اطلاق باعتبار نسب کے ہوتا ہے حالانکہ نواسہ نانا کے نسب سے نہین ہوتا بلکہ اپنے باپ کے نسب سے چنانچہ عالمگیری مین بہہ لکہا ہے کہ جسنے یہہ اراضی بنظر مفاد اپنے بیٹے اور پوتے کے نامزد کردی اور پسر الپسر صلبی اور اسکا بیٹا عام اس سے کہ وہ جایداد کے نامزد کرنیکے وقت موجود ہو یا بعد ازان پیدا ہو قابض ہوگا کیونکہ بیٹے اور پوتے کا استحقاق مساوی ہے لیکن از روے مسئلہ مسلمہ کے دو نسبت سے بعد کی اولاد یا نواسے قبضہ مین شریک نہین ہوسکتے اور اسی مسئلہ کے مطابق مقدمات کی تجویز ہوتی ہے اور یہہ قول محیط السرخسی مین لکہا ہے۔

س ۳ – واضح ہوتا ہے کہ شاکر علیخان نے محمد رفیق کو اختیار تلقین و ہدایات و اہتمام طلبا و مدرسہ اور محتاجین اور جایداد و مکانات وقف کا دیا اور وعظ اور مدرسہ کی خدمت بہی اسکے سپرد ہوئی اور اسکو کل اختیارات دیکر جانشین مطلق قرار دیا اور شاکر علیخان مذکور نے اوس زر کو بہی جو اوسکی اور اوسکی اولاد اور اہل خاندان کی وجہہ معاش کے لیئے مقرر تہا تقسیم کرکے اپنے بیٹے محمد رفیق وغیرہ کو تفویض کیا اور محمد رفیق نے اپنی درخواست سے عہدہ متولی و جانشینی مال وقف کی سند خاص اپنی اولاد کے لیئے حاصل کی اور جایداد جو محمد رفیق کی وجہہ معاش کے لیئے نامزد کی گئی تہی منجملہ اسکے نصف سے زیادہ اوس نے مدرسہ اور واسطے مصارف سجادہ نشین و متولی کے وقف کرکے وفات پائی بنظر ان حالات کے متولی و سجادہ نشین کا عہدہ شرعاً صرف محمد رفیق کی اولاد ذکور تک پہنچتا ہے یا نواسہ بہی اسکی اولاد نسبی مین شمار کیا جائیگا۔

عورت جایداد وقف کی متولیہ ہوسکتی جائز ہے۔

ج ۳ – ہرچند جایداد وقف کی تولیت اناث کو مثل ذکور کے حاصل ہوسکتی ہے لیکن یہہ بخوبی تحقق ہوا ہے کہ محمد رفیق نے سجادہ نشین و متولی کا عہدہ بغیر امتیاز ذکور و اناث کے صرف اپنی اولاد کے لیئے مخصوص کردیا اور جملہ خدمات کا انصرام ایک شخص سے متعلق ہونا چاہیئے لیکن یہہ بہی ضرور ہے کہ جس شخص کو ایسا انصرام تفویض کیا وہ محمد رفیق کی اولاد ذکور سے ہو کیونکہ جیسا اوپر لکہا گیا ہے عورات کو جایداد وقف کا سجادہ نشین قرار دینا مروج نہین ہے اور محمد رفیق کا نواسہ حسب تصریح بالا اسکی اولاد نسبی سے شمار نہین کیا جاتا اور نظر ستره کے بموجب جو شخص اولاد ذکور تک

بہایت لیئق ہو وہی مستحق پانے خدمات مذکور کا ہوگا۔

مقدمہ ۵

س۔ ایک موضع کے باشندون نے باہم روپیہ جمع کرکے مسجد مع چند اور عبادت خانون کے ایک معافی زمین پر جو ایک فقیر کی تہی تعمیر کرائی۔ ان عمارات کی تعمیر کرانیوالے کسی اور فقیر کو نذر و نیاز جمع کرنیکے واسطے مقرر کرنیکے مجاز ہین یا اس فقیر کو جسکی زمین پر یہہ عمارتین بنوائی گئی ہین نذر و نیاز جمع کرنے اور تولیت کے نفاذ کا استحقاق پہنچتا ہے۔ اگر تقرر کا اختیار تعمیر کرانیوالون کو حاصل ہے تو جو شخص اونہون نے مقرر کیا ہے اسکی وفات کے بعد اسکا بیٹا استحقاق وراثت کی روسے اپنے باپ کی جگہہ متولی ہوسکتا ہے یا اس صورت مین تعمیر کرنیوالون کو قائم مقام کرنیکا اختیار حاصل ہے۔ اگر فقیر مذکورہ بالا کو متولی ہونیکا استحقاق حاصل ہو تو اسکی وفات کے بعد عہدہ اسکے بیٹے کو ملیگا یا کسی اور شخص کو۔

ج۔ مسجد کے لفظ مین زمین اور عمارت دونون داخل ہین مسجد نہ صرف زمین سے مراد ہے نہ عمارت سے بلکہ دونون سے مشتمل ہے۔ جز اعظم اسکا زمین ہے کیونکہ اسپر مسجد کی بنیاد قائم کیجاتی ہے اور عمارت کا انحصار زمین پر ہوتا ہے اس صورت مین بلا اجازت فقیر کے جو زمین کا مالک ہے مکان بنایا گیا اسکو شرعًا مسجد نہین کہہ سکتے کیونکہ کسی شخص کو دوسرے شخص کی زمین پر بلا اسکی اجازت کے مسجد بنوانیکا اختیار نہین ہے اور اگر وہ ایسا کرے تو مسجد مذکور اس زمین پر سے شرعًا مسمار کردیجا سکتی ہے اگر فقیر نے جو مالک زمین ہے یہہ منظور کیا ہو کہ چندہ کرنیوالے مسجد بنوائین اور اس امر کے واسطے اسنے اپنی زمین وقف کردی ہو تو اسصورت مین چندہ کرنیوالے اور فقیر مسجد کے وقف کرنے مین شامل ہین کیونکہ چندہ کرنیوالون نے مکان تعمیر کرایا اور فقیر نے زمین دی جو شخص وقف کرتا ہے وہی شخص متولی مقرر کرنیکا مجاز ہے اس صورت مین چونکہ کل شخصون کی جانب سے وقف عمل مین آیا ہے لہذا سب کو بالاجمال یہہ اختیار حاصل ہے نہ بالانفراد کسی شخص خاص کو فقیر اور چندہ کرنیوالون کو مال وقف اور نذر و نیاز اور محاصل جمع کرنے اور اسکو وقف کیلئے صرف کرنیکے واسطے متولی مقرر کرنا چاہیے اگر فقیر نے چندہ کرنیوالون سے درخواست کی ہو کہ مین محتاج ہون اور اپنے صرف سے مسجد تعمیر نہین کرسکتا تم سب ملکر میرے فائدہ کے لئے میری زمین پر مسجد بنوادو تاکہ مین اوسے وقف کردون اور چندہ کرنیوالون نے اس امر کو قبول کیا ہو تو اس صورت مین فقیر ایسے مکان کا مالک ہوگا اور مکان مذکور کا وقف کرنا صرف اوسکی جانب سے تصور کیا جائیگا اور متولی کے مقرر کرنیکا اختیار اسکو ہوگا اور بعد اسکی وفات کے یہہ استحقاق اسکے ورثا کو پہنچیگا۔ اس صورت مین اگر چندہ کرنیوالون نے بلا رضامندی فقیر کے اسکی زمین پر مکان بنوایا ہے تو اونکو یا تو مکان مذکور فقیر کے نذر کرنا چاہیے تاکہ وہ اوسکو بطور مسجد کے وقف کرے یا وہ اسکو مسمار کرادین کیونکہ حسب بیان سابق کوئی شخص دوسرے آدمی کی زمین پر مکان تعمیر کرانیکا مجاز نہین ہے۔ جو شخص جایداد وقف کرے اوسکو متولی کے تقرر کا اختیار ہے وہ جسے چاہے جسکو مقرر کرے اور اوسکے بعد یہہ استحقاق اوسکے وارثون کو پہنچتا ہے۔

مواخذ

قاضی خان نے لکھا ہے کہ صرف مکان کا وقف کرنا بغیر اس زمین کے جسپر اسکی بنیاد قائم ہے ناجائز ہے۔ عمارت بغیر اسکی بنیاد کے مسجد نہین ہے۔ شرح وقایہ مین مندرج ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے آدمی کی زمین پر مکان تعمیر کرائے یا درخت لگائے تو ایسی عمارت کو مسمار یا درختون کو جڑ سے اوکہاڑ دینا چاہیے۔ خزانۃ المفتیین مین مرقوم ہے کہ اگر کوئی شخص وقف کرے تو مال وقف کی غور و پرداخت اسکے ذمہ ہے اور اسکے بعد اسکے وصی کے بشرطیکہ وہ بدر یہہ نہون یا نہو گئے ہون۔ بدر یہہ ہونیکی صورت مین یہہ امر ان کے اختیار سے جہان کر دوسرے شخص کے سپرد ہوتا ہے

ذکر اس صورت کا جب مسجد بلا اجازت مالک زمین کے بنوائی جائے

وہ صورت جسمین مالک اپنی زمین کو وقف کرے

مالک کی زمین پر دوسرے شخص کا تعمیر کرانا اسکے فائدہ کے واسطے

قاعدہ کلی تعمیرات کی نسبت

مال وقف کی غور و پرداخت کسکے ذمہ ہوتی ہے

استثناء

اور وصیون کی بہر نیک روپہ ہو جانیکی حالت مین انکو بدستور یہہ اختیار حاصل ہو جاتا ہے - اگر جایداد وقف کا بانی کسی شخص کو متولی مقرر کر کے پہر اوسے معزول کرنا چاہے تو اسے اختیار ہے کہ ایسا کرے اور خود متولی ہو جاے - ہدایہ مین مندرج ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے کی زمین پر غصباً مکان بنواے یا درخت لگاے تو اس سے مکان منہدم اور درختون کو اوکہڑوا ڈالنے کے واسطے کہا جائیگا یا ل وقف کی غور و پرداخت کا اختیار واقف کو حاصل ہے اور بعد اسکی وفات کے اسکے وارثون کو +

مقدمہ ۶

س - روشن شاہ جسکے قبضہ مین ایک قبرستان اور امام بارہ تہا ایک بیٹا اور ایک بیٹی چہوڑ کر مرگیا اسمقدمہ مین بیٹا مدعا علیہ اور بیٹی مدعیہ ہے - مدعا علیہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکی باپ کی وفات کے بعد وہ جائداد مذکورہ بالا پر قابض ہوا اور قبرستان مین رسوم تدفین کی اجازت دینے سے اس نے ڈیڈہ سو روپیہ حاصل کیا منجملہ اس محاصل کے اس نے ایک جزو عمارات متعلقہ قبرستان کی ترمیم اور اور کار ثواب مین خرچ کیا اور باقی اپنے صرف مین لایا - سابقاً جو اس باب مین مفتیون سے استفسار ہوا تو او نہون نے جواب دیا تہا کہ اگر جائداد مذکور وقف نہین ہے تو منجملہ اسکے ایک ثلث مدعیہ کا حق ہے لیکن یہہ تصریح نہین لکہا کہ وہ جزو جایداد یا محاصل کے جزو کے پانیکی مستحق ہے اور اسکا کل حصہ زر محاصل سے ملنا چاہیے یا اس منافع سے جو بعد اخراجات کے بچے - مدعیہ کا بیان ہے کہ اخراجات مین اسکی منظوری نہین لی گئی +

ج - معلوم ہوتا ہے کہ قبرستان اور امام بارہ کے مالک نے قبرستان مین اپنے ذاتی منافع کے لئے بعوض کسیقدر زر مثل ثمن یا کرایہ کے اشخاص غیر کا دفن ہونا جائز رکہا لہذا ایسے مکانات شرعاً قابل انتقال وراثت ہین اور مالک سابق کے کل وارثون کو وراثتاً پہنچ سکتے ہین علاوہ اسکے مدعیہ کو استحقاق پانے اپنے حصہ شرعی کا منجملہ منافع کچہ تہائی اسقدر زر کے جو حسب بیان مدعا علیہ فی الواقع صرف ہوا ہو پہنچتا ہے + †

قبرستان اور عمارات جو امور دینی کے لئے ہون اگر مال وقف مین داخل نہون تو قابل ارث ہین +

مقدمہ ۷

س - اراضی متعلقہ درگاہ یا اسکے محاصل کا تقسیم کرنا شرعاً جائز ہے یا نہین یا رہنا انکا صرف جایداد وقف کے سجادہ نشین کے قبضہ مین چاہیے +

ج - اگر وہ محاصل جو اراضی یا اور جایداد وقف سے وصول ہوتا ہو بغیر نقصان اصل جایداد کے قابل حصول منافع کے ہو تو متعلق ہونا صرف ایسی آمدنی کا مصارف جایداد وقف سے تصور کرنا چاہیے خلاف اسکے اگر محاصل مذکور مثل زر نقد یا طعام کے ہو تو ایسا محاصل داخل خیرات و حسنات ہے اور پہلی قسم کی جایداد کی نسبت صرف محاصل کا استحقاق پہنچتا ہے اور پچہلی صورت مین جایداد وقف کی نسبت استحقاق قطعی حاصل ہوتا ہے جو کچہ بطور خیرات مقرر ہوا ہو اوسکو سب اون وارثون مین جنکے جایداد وقف کا اہتمام متعلق ہو تقسیم کرنا چاہیے اور اگر وارث نہون تو جائداد مذکور کے خادمان مین - علی ہذا القیاس جایداد وقف کا منافع بہی وارثون کا حق ہے اور ان مین تقسیم ہو نا چاہیے لیکن اصول فرایض اسلامیہ کی تقسیم سے متعلق نہین بلکہ بلا فرق سب کے منافع جایداد وقف مین انکو برابر حصہ پہنچتا ہے مثل تقسیم محاصل کے

---

† ظاہرا یہہ رائے کہ جو جایداد امور دینیہ سے متعلق کیجاے وہ خواہ مخواہ داخل وقف ہوتی ہے غلط قایم کی گئی ہے لیکن دراصل کسی جائداد کو وقف نہین تصور کرنا چاہیے الا اس صورت مین کہ مالک نے وقف ہونا بالتخصیص قرار دیا ہو - اور اسمین کچہ شک نہین ہے کہ بلحاظ اسی غلطی رائے کے سوال مذکورہ بالا پوچہا گیا +

بلحاظ تعداد حصہ دارون کے ہونی چاہیے اور اگر یہہ فرض کیا جاے کہ سب حصہ دار باعتبار علم و دینداری کے مساوی الرتبہ ہین تو ایک کا حصہ دوسرے سے زیادہ نہوگا یہہ مسئلہ مطابق ہدایہ کے ہے چنانچہ اسمین لکہا ہے کہ جو نذرانہ پیر کی درگاہ پر چڑہایا جاوے وہ اسکے وارثون کا حق ہے اور یہہ ضرور ہے کہ جو منافع اسطور پر حاصل ہو صرف انہین مین تقسیم کرنا چاہیے اور در صورت ہونے فضیلت باعتبار علم اور دینداری کے حصہ ایک کا دوسرے سے زاید ہوگا اور اگر وارث موجود نہون تو درگاہ کے مجاور نذرانہ کے مستحق ہونگے اور اگر خادم بہی نہون تو محتاجین مین جو اہل اسلام سے ہون تقسیم کیا جاے ایسی صورتون مین شرع کی رو سے مقرر ہونا متولی یا منصرم اور انسداد تغلب محاصل اور وقوع تنازع کا اشخاص مستحق مین ضرور ہے اور اگر کل وارثون نے تقرر متولی یا منصرم کا تسلیم کیا ہو تو اختیار اسکا جائز ہے اور واضح ہو کہ درباب جواز تقرر اس شخص کے جو منظوری حاکم وقت یا مفتی کے نامزد ہوا ہو نہایت اختلاف واقع ہے چنانچہ مصنف نسخہ مضمرات کتاب الوقف مین لکہتا ہے کہ جو شخص استحقاق پانے منافع کا جایداد وقف مین رکہتے ہون انکو چاہیے کہ بلا استصواب حاکم عصر یا مفتی کے اپنی تجویز سے متولی یا منصرم مقرر کرین لیکن مصنفان متقدمین ایسی تولیت کا جواز تسلیم نہین کرتے۔ علماء متاخرین کو قول مذکورۂ بالا سے اتفاق ہے اور وجہہ اسکی یہہ ہے کہ حاکمان زمانہ حال کی طرف سے زیادتی و سختی اکثر وقوع مین آتی ہے پس مناسب ہے کہ کل شرکا بالاتفاق متولی مقرر کرین۔

نذرانہ جو پیر کے مزار پر چڑہایا جاے وہ اسکے وارثون کا حق ہے در صورت نہونے وارثون کے درگاہ کے خادم مستحق نذرانہ ہونگے

متولی مقرر کرنیکا کسکو اختیار ہے۔

مقدمہ ۸

س ۱- لفظ متولی کے کیا معنی ہین اور تولیت داخل خدمت ہے یا نہین اور اگر ہے تو مقصود اوسکا کیا ہے اور قبضہ متولی کا از روے استحقاق مالکیت ہوتا ہے یا کسی اور ذریعہ سے۔

ج ۱- قبل تعریف معنی تولیت کے لفظ وقف کے معنی کا بیان کرنا ضرور ہے اور وہ یہہ ہے کہ کوئی شخص اپنی جایداد کسی نیک کام کے لیے نامزد کر دیوے اور مقصود اسکا یہہ ہو کہ جن شخصون کے نام وہ دیجاوے اسکے منافع سے متمتع ہون اور جب جایداد اسطور پر دیدیجاوے تو ابتداءً شخص وقف کنندہ اور بمرتبہ ثانی حاکم عصر پر مقرر کرنا کسی شخص کا بنظر اہتمام جایداد وقف اور واسطے انسداد انتقال ناجائز یا صرف مین لانے اسکے خلاف منشاء وقف کنندہ کے لازم ہے اور جو شخص حاکم عصر یا وقف کنندہ کی طرف سے مقرر کیا جاے وہ ناظر اور متولی کہا جاتا ہے اور اس بیان سے واضح ہے کہ متولی اس عہدہ کو کہتے ہین کہ جسسے محاصل وقف کی تقسیم واجب کا اختیار ہوتا ہے اور اس خدمت کو تولیت کہتے ہین اور چونکہ عزل و نصب ایسے عہدہ کا جائز ہے لہذا یہی امر واسطے داخل خدمت ہونے اس عہدہ کے ثبوت کافی ہے۔ ہدایہ کی کتاب الوقف کے خاتمہ مین لکہا ہے کہ اگر وقف کنندہ اہتمام جایداد کا اپنے تصرف مین رکہے اور وہ بدوضع اور غیر معتبر ہو یا وہ کسی شخص بدرویہ کو متولی مقرر کرے تو حاکم عصر کو ایسے شخص سے اہتمام واپس کر لینے کا اختیار ہے پس تحریر مذکورہ بالا سے واضح ہے کہ متولی کا قبضہ بذریعہ استحقاق مالکیت کے نہین ہوتا بلکہ صرف بنظر حفظ مقصود شخص وقف کنندہ کے ہے۔ لیکن اگر متولی منجملہ اون شخصون کے ہو جو جایداد وقف کے منافع پانیکا استحقاق رکہتے ہین تو وہ اپنے حصہ سے محروم نہوگا۔

ذکر عہدہ متولی کا

س ۲- چند مواضع و بازار واسطے مصارف ایک بڑے ولی کی درگاہ اور اسکی اولاد کے وقف کیے گئے۔ چنانچہ اس خاندان مین بیس شخص ہین اور ان مین سے اکثر ذی اولاد اور پوتے نواسے والے ہین اور بعض لاولد ہین ایسی حالت مین مواضع وغیرہ کا منافع اور

زندہ ونیاز ہیون شخصون مین تقسیم ہونا چاہیے یا کسی قدر انکے عیال و اطفال کو بھی ملنا چاہیے اور اگر ملنا چاہیے تو کس طور پر تقسیم ہوگا +

ج ۲ جایداد وقف کا منافع ان بیس شخصون مین بطور مساوی تقسیم ہونا چاہیے جنکا سوال مین ذکر ہے اور اگر انمین سے کوئی لاولد مرجاے تو اشخاص باقی ماندہ کے حصص مین اسیقدر افزایش ہوگی اور جب تک یہہ بیسون شخص زندہ ہین انکے اطفال کچھہ منافع نہین پا سکتے لیکن اگر ان بیس شخصون سے کوئی مرجاے تو اسکی اولاد کو اسیقدر حصہ ملیگا جو انکے مورث کو حین حیات ملتا اور انکو حصہ بالاصول ملیگا اور تقسیم فیما بین انکے بالروس عمل مین آئیگی یہہ مسئلہ فقہ کی مختلف کتابون کے مطابق ہے خزانۃ المفتین مین لکہا ہے کہ ایک شخص نے ایک موضع اس شرط سے وقف کیا کہ بابندہ وقف اور اسکی اولاد منافع جایداد سے نسلاً بعد نسلاً متمتع ہو ایسی صورت مین اولاد نسبی کی ہر شاخ عام اس سے کہ اسمین ایک شخص ہو یا چند اشخاص برابر حصہ پائیگی اور تا ابقاء نسل منافع اولاد ذکور مین اسطور پر تقسیم ہوتا رہیگا او بمقابلہ واسطہ داران قریب کے واسطہ داران بعید جنکے مورث زندہ ہون کچھہ نہ پائینگے اور اگر ایک مورث چند وارث چھوڑکر وفات پاے تو وارثان ذکور کو اسیقدر حصہ پہنچیگا جس سے مورث مذکور متمتع ہوتا رہا ہو اگر حصہ دارون مین سے کوئی حصہ دار لاولد مرجاے تو حصہ اسکا جایداد اجمالی مین داخل ہوجاتا ہے اور جب نسل باقی نرہے تو جایداد وقف سے فائدہ محتاجون کے صرف مین آئے علی ہذا القیاس عالمگیری کے دوسرے باب مین جو متضمن وقف ہے نسخہ میسر ط سے ایک فقرہ منقول ہے اور وہ یہہ ہے اگر کوئی شخص کچھہ پائدہ بیس شخصون مین جو اسکی اولاد نسبی مین داخل ہون وقف کرے تو جب تک یہہ دس شخص زندہ رہینگے ہر واحد ان مین سے حصہ مساوی پانیکا مستحق ہے لیکن اگر ان مین سے چار شخص لاولد اور دو شخص اولاد چھوڑکر مرجائین اور فیمابین چار اشخاص حی القائم اور اولاد دو حصہ داران متوفی کے تنازع واقع ہو تو منافع جایداد وقف کا چھہ حصون پر تقسیم ہوکر چار حصے اشخاص حی القائم کو اور دو حصے ہر ایک متوفی کی اولاد کو دیے جائینگے +

قواعد دربابِ تقسیم منافع جایداد وقف مابین ان شخصون کے جنکے نام جایداد وقف ہوا اور انکے اہل خاندان کے

س ۳ – جس خاندان مین جایداد وقف کیجاے منجملہ اسکے ذکور کو بہ نسبت اناث کے مساوی حصہ ملتا ہے یا زیادہ +

ج ۴ – جایداد وقف مین بیٹے اور بیٹیون کا حصہ مساوی ہوتا ہے الا شرط یہہ ہے کہ منافع ذکور صرف اولاد ذکور سے متعلق نکر دیا گیا ہو عالمگیری کے باب دوم مین ایک فقرہ سراج الدین وہاج سے اسطور پر منقول ہے کہ اگر کوئی شخص یہہ کہے کہ مینے اپنی جایداد اولاد نسبی ذکور و اناث کے نام وقف کی تو اولاد اسکی بلا لحاظ دختر و پسر ہونیکے حصہ مساوی پانیکی مستحق ہوگی +

ذکور و اناث کا حصہ جایداد وقف مین مساوی ہوتا ہے +

مقدمہ ۹

س – جایداد وقف کا سجادہ نشین مرگیا اور اسکا ایک مرید جانشین ہوا ایسی صورت مین صرف یہی مرید کل ترکہ متوفی کے پانیکا مستحق ہوگا یا اور بھی مرید جایداد مذکور کے اہتمام مین مداخلت کر سکتے ہین +

ج – جایداد وقف کا اہتمام شرعاً حاکم وقت سے متعلق ہوتا ہے اسپر دعوی وراثت کا نہین پہنچتا اور نہ وہ بذریعہ ہبہ وغیرہ کے منتقل ہوسکتا ہے :: متوفی نے جو ایک مرید کو اپنا سجادہ نشین نامزد کیا اسے صرف امور دینی کا متعلق کیا جانا بلا لحاظ امور دنیوی کے تصور کرنا چاہیے اور اس صورت خاص مین شخص متوفی کا قائم مقام وارث جایداد متصور نہین ہوسکتا کیونکہ کوئی ایسی وجہ موجود نہین ہے جسکی رو سے سجادہ نشین مذکور کو وراثت کا استحقاق حاصل ہو – اور اگر حاکم عصر حق وراثت جایداد وقف کے نسبت جائز

وراثت سجادہ نشینی

رکھے تو سند جدید جاری ہونی چاہیے تاکہ جملہ ورثا بقدر اپنے حصص کے متمتع ہوسکین +

مقدمہ ۱۰

س - ایک شخص جو جایداد وقف پر بحیثیت ورثی کے قابض تھا بغیر مقرر کرنے اپنے جانشین کے مرگیا اور اسکی وفات کے بعد اسکے بیٹے جایداد مذکور کی بابت بذریعہ حق وراثت کے دعویدار ہوئے ایسی حالت مین یہہ جایداد اسکے وارثون مین تقسیم ہوسکتی ہے یا نہین اور اگر نہین ہوسکتی تو منافع کا اہتمام کس سے متعلق ہونا چاہیے اور متولی متوفی کے بیٹون کو استحقاق تولیت مساوی پہنچتا ہے یا صرف ایک کو +

وراثت متولی

ج - جایداد وقف سے وراثت کا استحقاق متعلق نہین ہوسکتا لہذا متوفی کے بیٹون نے جو وراثت کا دعوی پیش کیا ہے وہ محض نا قابل منظوری ہے اور چونکہ متولی بغیر نامزد کرنے تولیت کے اپنے کسی بیٹے کے نام مرگیا لہذا حاکم عصر یا قاضی کو منجملہ پسران متوفی کے ایک یا دو کو بشرط ضرورت متولی مقرر کرنیکا اختیار ہے لیکن ان مین سے جو شخص متولی مقرر کیا جاے اسکا لایق ہونا ملحوظ رہے اور اگر اس باب مین سب بیٹے مساوی ہون تو جو عمر مین بڑا ہو وہ مستحق متصور ہوگا +

دسوان باب

نظائر متعلقہ مطالبات وکفالت

مقدمہ ۱

س - ایک شخص جو مقروض تھا مرگیا اور اسکے وارثون نے بوجہہ زائد ہونے مطالبہ قرضہ بہ نسبت ترکہ کے ایک دست آویز مشعر لادعوی وراثت لکھدی اور مداخلت جایداد سے دست بردار ہوگئے چنانچہ یہہ امر ثابت ہے پس ایسی حالت مین جن شخصون سے قرضہ پہلے لیا گیا انکو بمقابلہ قرضخواہان مابعد کے ترجیح ہونی چاہیے یا نہین اور درباب اداکرنے زر قرضہ دست آویزی اور غیر دست آویزی کے کچھ فرق ہے یا نہین اور قرضہ دست آویزی کے قرضخواہ کو مطالبہ غیر دست آویزی کے دائن پر کسی صورت مین ترجیح ہے یا متوفی کی جایداد کل قرضخواہونکو بلا لحاظ تقدیم وتاخیر کے ملیگی +

قواعد درباب تقسیم ترکہ شخص مقروض منظر ادا کرنے مطالبہ قرضخواہان مختلف القسم

ج - اگر متوفی کا ترکہ ادائے جملہ مطالبات جائز کے مکتفی نہو اور چند قرضخواہ ہون تو کل قرضخواہ بقدر اپنے اپنے مطالبہ کے ترکہ سے حصہ پانیکے مستحق ہین یعنی جس شخص کے مطالبہ کی مقدار کثیر ہو وہ زیادہ پائیگا اور جسکی قلیل ہو وہ کم - جب مطالبات کی مقدار مین تفاوت ہو تو مساوات پر لحاظ نہوگا بلکہ دست آویزی یا غیر دست آویزی ہونا مطالبہ یا ماقبل یا مابعد لیا جانا اسکا کسی قرضخواہ کے استحقاق کی نسبت موثر نہوگا اور فرق صرف یہہ ہے کہ جو قرضہ بحالت بیماری یا قریب المرگ ہونیکے لیا جانا تسلیم کیا جاے اسکا ادا کرنا تا ایفاے اس قرضہ کے ملتوی رہنا چاہیے جو متوفی نے حالت صحت مین لیا ہو* +

مقدمہ ۲

س - ایک شخص کو اکتالیس روپیہ اپنے بھتیجے کے دینے تھے اور اسکی کل جایداد بقدر دس بیگہ اراضی کے تھی اس نے قریب المرگ ہونیکے وقت

---

* اصول مطالبات وکفالت دفعہ ۲ +

بحالت صحت حواس ہبہ وصیت کی کہ ڈہائی بیگہ اراضی واسطے اداے قرضہ مذکور کے علیحدہ کردیجیے اور بقیہ ساڑہے سات بیگہ اس نے اپنی زوجگان کے نام بابت دین مہر کے ہبہ بالعوض کے ذریعہ سے منتقل کردی اور دست آویز انتقال حسب ضابطہ دستخط سے مصدق ہوئی لیکن قرضخواہ مذکور اوس دست آویز کی تحریر مین شریک نہین ہے اور شخص مذکور چند گہنٹہ بعد تحریر دست آویز کے مرگیا چونکہ مضمون ایسی دست آویز کا قرضخواہ کی نسبت مضر ہے لہذا وہ شرعاً قابل بحالی ہے یا منسوخ ہونا چاہیے +

ج - ایک شخص نے بحالت صحت اپنے بہتیجے سے روپیہ قرض لیا اور اسکے ذمہ زوجگان کا دین بہی ہے اور شخص مذکور نے قریب المرگ ہونیکے وقت ساڑہے سات بیگہ منجلہ دس بیگہ اراضی کے کہ جایداد اسکی صرف اسیقدر ہے ہبہ بالعوض کے ذریعہ سے اپنی زوجگان کے نام بابت دین مہر کے منتقل کیے اور بقیہ ڈہائی بیگہ واسطے ادا مطالبہ قرضخواہ کے علیحدہ کردیے اور بعد تحریر کرنے اس مضمون کی دست آویز کے اس نے وفات پائی ایسی صورت مین اگر وہ جایداد جو ادا قرضہ کے واسطے علیحدہ کردی گئی ہے کافی نہو تو دست آویز ہبہ بالعوض نوشتہ متوفی شرعاً جائز نہوگی بلکہ اراضی کا بیع ہوکر زرثمن اسکا قرضخواہان اور زوجگان متوفی کے باہم بقدر ان کے مطالبات کے تقسیم ہونا چاہیے + †

قرضدار اپنے قریب المرگ ہونیکے وقت اپنی جایداد بمضرت قرضخواہ کے نہ وصیت کی روسے منتقل کرسکتا ہے نہ کسی اور طور پر ۔

مقدمہ ۳

س - ایک شخص کے ذمہ کچہہ قرضہ تہا اور اسکے ادا کرنیکے واسطے جایداد مکتفی نہتی نا برده نے ایک زوجہ چہوڑکر وفات پائی اور زوجہ نے اس کی وفات کے بعد منجلہ ترکہ کے دعوی دین مہر پیش کیا اور اور قرضخواہ بہی واسطے ادا قرضہ کے مدعی ترکہ سے وعویدار ہین ایسی صورت مین شرعاً کسطور پر عمل ہونا چاہیے +

ج - اگر متوفی کا ترکہ واسطے ادا مطالبات کل وعویداروں یا قرضخواہون کے مکتفی نہو تو ان مین ترکہ بحصہ رسدی تقسیم ہونا چاہیے اور شرع مین درمیان دین مہر یافتنی زوجہ اور قرضہ دیگر قرضخواہون کے کچہہ امتیاز نہین ہے بلکہ ہر قسم کا قرضہ جو بحالت صحت لیا گیا ہو جائز ہے الا مرتہن یا اوس شخص کا مطالبہ جسکے پاس متوفی کی جایداد مرہون یا مکفول ہو مرجح ہے اور انکو اختیار ہے کہ اپنے مطالبہ کو منجملہ اس جایداد کے جو ان کے قبضہ مین ہو وصول کرین بعد ازان جو کچہہ زر فاضل باقی رہے وہ اور وعویدارون مین تقسیم ہونا چاہیے یہہ راے مطالب کا فیہ اور دیگر کتب فقہ کے ہے + ‡

مرتہن کو اختیار ہے کہ جایداد مرہونہ سے بعد وفات راہن کے اپنا مطالبہ وصول کرے

مقدمہ ۴

س - ایک مسلمان نے قریب المرگ ہونیکے وقت ایک شخص کو اپنے اطفال نابالغ ولی اور مکانات اور اراضیات وغیرہ جایداد

---

† شرع کا ایک مسئلہ یہہ ہے کہ ادا کرنا قرضہ کا وصیت پر مقدم ہے اور تسلیم کرنا قرضہ یافتنی کسی وارث کا بمنزلہ وصیت کرنے جایداد کے ہے چنانچہ اس صورت خاص مین متوفی نے واجب ہونا قرضہ زوجگان کا کہ وے اسکے وارث ہین اپنے ذمہ قبول کیا پس اقرار خاص جو متوفی کی جانب سے انکی نسبت ہوا مفید نہین ہے بلکہ وے بشمول اور قرضخواہون کے حصہ رسدی متوفی کے ترکہ سے پانیکی مستحق ہین اگر اسطرحکا اقرار بہ نسبت اشخاص اجنبی کے عمل مین آیا ہوتا تو بہی اسطرحکا انتقال بالوصیت مفید نہوتا اور نہ اونکو ادا قرضہ کی نسبت کچہہ ترجیح ہوتی کیونکہ جو انتقال جایداد کا بحالت قریب المرگ ہونیکے عمل مین آتا ہے وہ داخل وصیت ہے اور وصیت کا نفاذ ترکہ کے ایک ثلث سے زائد کی نسبت نہین ہوسکتا اور اجرا وصیت تا ادا ہونے قرضہ کے ملتوی رہنا چاہیے - اصول وصیت دفعہ ۲ + ‡ اصول مطالبات وکفالت دفعہ ۲

مہتمم نامزد کیا شخص مذکور نے کچھ روپیہ اطفال کی نابالغی مین واسطے ادائی بقایا مالگذاری سرکار کے جو جایداد کے ذمہ تھی قرض لیا اور بحالت نابالغی اطفال کے قرضہ دائن کو ادا نہین کیا گیا پس سوال یہہ ہے کہ اگر بعد بلوغ نابالغان کے دائن اپنا مطالبہ اون پر اور اون کی ولی پیش کرے تو وہ اپنا قرضہ ولی سے پاویگا یا بالغان سے ●

ج - اگر حسب حالات مظہرہ سوال کے دائن اپنے قرضہ کا مطالبہ نابالغون سے کرے اور یہہ ثابت ہو کہ قرضہ مذکور ولی نے بلا کسی فریب یا بغیر کسیطرح کے بدعہدی کے لیا تھا تو وہ نابالغون سے وصول کیا جاویگا - کتب فقہ مین لکھا ہے کہ جو قرضہ واسطے خورد ونوش اور بنظر ادائے مالگذاری سرکار زدگی کسی علاقہ کے منجانب نابالغون کیلیے وہ جائز اور صحیح ہے کیونکہ ولی بنظر مفاد نابالغ اور حفظ جایداد کے قرضہ لیتا ہے اور وہ نابالغی کی ضروریات مین صرف کیا جاتا ہے چونکہ زرباقتی قرض خواہ لڑکون کی نابالغی مین ادا نہین ہوا اور وے اب بالغ ہو گئے ہین لہذا قرضہ مذکور جایداد وپسران مذکور سے کہ وہ بالفعل ان کے قبضہ مین ہے ادا ہونا چاہیئے ● †

قرضہ جو ولی کے واسطے ضروری کے لیا ہے

مقدمہ ۵

س - ایک شخص نے ایک جایداد واراضی کے مالک کی زوجہ اور بھتیجے کے نام بابت جزو جایداد متروکہ متوفی بغرض ایصال مطالبہ کے نالش دائر کی زوجہ اور نے عذر کیا کہ میرے شوہر نے مجھکو اپنی حیات مین بعوض دین مہر اپنی کل جایداد دیکر قابض کر دیا ایسی صورت مین کل جایداد کو دین مہر کے لینے نامزد کیا جاوے یا دین مہر کا مطالبہ مثل اور قرضہ کے متصور ہونا چاہیئے

ج - دین مہر کا دعوی مثل دیگر مطالبات کے تصور کیا جاتا ہے اور ادا کرنا اسکا ترکہ متوفی سے حسب ترتیب چاہیئے الا جس قرضہ کی نسبت متوفی نے قریب المرگ ہونیکے وقت اقبال کیا ہو اور واقعی ہونا اسکا متحقق نہو وہ قبل ادا دیگر مطالبات کے ادا نکیا جاویگا لیکن اگر حسب حالات مثبتہ اس مقدمہ کے جایداد زوجہ کو دیگئی اور وہ اپنے شوہر کی حیات مین اوسپر قابض ہو گئی تو ایسی جایداد پر ترکہ متوفی کا اطلاق درست نہین ہے اور نہ اس سے بطور ترکہ استفادہ ہو سکتا ہے ●

قرضہ جسکی نسبت قریب المرگ ہونے کی حالت مین اقبال کیا جاوے

مقدمہ ۶

س - دو شخصون نے قرضہ کی بابت ایک دستاویز بالاجمال تحریر کی اور ان مین سے بعد ازان ایک مر گیا پس کل قرضہ ذی القائم سے واجب الادا یا نہین

ج - اگر منجملہ نویسندگان دستاویز اجمالی کے ہر شخص قرضہ سے مستفید ہوا ہو تو کل قرضہ کا دعوی صرف شخص حی القائم کے ذمہ نہین پہنچ سکتا بلکہ وہ صرف بقدر نصف حصہ کے ذمہ دار ہوگا چنانچہ درالجواہر کے باب قرضہ مین اس مسئلہ کی تائید مین ایک حوالہ مرقوم ہے ●

مقدمہ ۷

س - زید وبکر نے ایک دستاویز جو عمرو وخالد نے تحریر کی بحیثیت ضامنان اس اقرار سے دستخط کر دیے کہ زید وبکر نے جو روپیہ قرض لیا ہے وہ حسب اقساط مندرجہ دستاویز ادا کیا جاویگا بسبب خلاف ورزی معاہدہ کے قرضخواہ نے زید وبکر وعمرو وخالد پر نالش دائر کر کے ڈگری بالاجمال حاصل کی اور بکر اور عمرو وخالد روپوش ہو گئے لیکن زید نے اجرائے ڈگری مین گرفتار ہو کر کل زر قرضہ دائن کو ادا کر دیا اور اس روپیہ کے وصول کے واسطے اب نامبردہ نے وارثان بکر پر کہ وہ ضمانت مین اسکا شریک تھا اور بالفعل مر گیا اور عمرو اور خالد پر نالش بالاجمال دائر کی ایسی صورت مین نالش ضامن کی جسنے قرضہ ادا کر دیا ہے دوسرے ضامن اور اصل ومدیونان پر بالاجمال قابل سماعت ہے یا نہین اور

† اصول مطالبات وکفالت دفعہ ۶ ●

دعوی اسکا بمقابلہ دوسرے ضامن کے وارثون کے شرعاً جائز ہوگا یا نہین اور اگر دوسرے ضامن یا اسکے قائم مقامان کی نسبت باوصف موجود ہونے اصل دائنان کے جائز تصور کیا جاے اور ضمانت نامہ مین تصریح اس امر کی نہو کہ ہر ضامن کسقدر مطالبہ کا ذمہ دار ہوگا تو ضامن ثانی یعنی بکر سے کسقدر زر قرضہ لیا جائیگا اور اصل مدیونان عمرو و خالد سے کسقدر ✦

ذکر اس صورت کا کہ بحالت موجود ہونے دو ضامنون کے صرف ایک سے کل قرضہ وصول کر لیا جاے ✦

ج - یہہ نالش ابجالی زید یعنی اس ضامن کی جسنے زر قرضہ ادا کیا ہے بمقابلہ خالد و عمرو کے قابل سماعت ہے مگر شرط یہہ ہے کہ وارثون نے مورث کے ترکہ سے کچھہ روپیہ وصول کیا ہو یہے اصل دائنان ذمہ دار قرضہ ہونگے اور درصورت ان کی عدم استطاعت کے نصف قرضہ زید کو ادا کرنا چاہیے اور نصف بکر کے قائم مقامون کو بشرطیکہ قائم مقامان مذکور نے کچھہ ورثہ پایا ہو - حکم شرع یہہ ہے کہ جب دو شخص کسیکی طرف سے بالاجمال ضامن ہون توجسقدر روپیہ ایک ضامن ادا کرے اوسکا نصف دوسرے ضامن سے وصول ہونا چاہیے اور کل قرضہ اصل دائن سے واجب الوصول ہوتا ہے کیونکہ جو کچھہ روپیہ ایک ضامن ادا کرتا ہے وہ بلا تعین بمقدار دونون کے ذمہ عائد ہوتا ہے اگر منجملہ دو ضامنون کے ایک کل قرضہ ادا کرکے دوسرے ضامن پر نصف قرضہ کے وصول کا دعوی کرے اور بعد ازان دونون ضامن اصل دائن پر بالاشتراک نالش کرین تو یہہ بمنزلہ اس امر کے تصور کیا جائیگا کہ گویا دونون ضامنون نے ابتداءً متفق ہوکر اصل دائن کا قرضہ ادا کیا یعنی ایکنے اصالتاً اور دوسرے نے مختارتاً - چنانچہ ہدایہ مین لکہا ہے کہ جو کچھہ روپیہ منجملہ دو ضامنون کے ایک ضامن ادا کرے وہ بلا تعین بمقدار دونون کے ذمہ عائد ہوتا ہے اور جو شخص ادا کرے وہ دوسرے ضامن سے نصف پانیکا مستحق ہوتا ہے اور چونکہ یہہ روپیہ دائن کی جانب سے ادا ہوتا ہے تو دونون ضامن دائن سے اس کل روپیہ کے پانیکے مستحق ہوتے ہین جو اونہون نے بالاشتراک یعنی ایکنے خود اور دوسرے ضامن نے اپنے قائم مقام کے ذریعہ سے ادا کیا ہو لیکن اگر ضامن کو قبل دائر کرنے دعوی دوسرے ضامن کے نام دائنان سے قرضہ وصول ہوسکتا ہو تو اوسکو چاہیے کہ کل قرضہ انہین سے وصول کرے چنانچہ فتاوا عالمگیری مین مرقوم ہے کہ اگر ایک ضامن قبل پیش کرنے مطالبہ نسبت دوسرے ضامن کے اصل دائن سے زر قرضہ وصول کرسکتا ہو تو وہ مجاز ہے کہ تمام و کمال ہزار روپیہ اصل دائن سے وصول کرے ✦ ✝

ذکر اس صورت کا کہ منجملہ دو ضامنون کے ایک ضامن قرضہ ادا کرکے نصف اوسکا دوسرے ضامن سے وصول کرے

مقدمہ ۸

س - صورت مقدمہ یہہ ہے کہ قاضی کے محکمہ مین چند دست آویزات کی نقلین پیش ہوئین یعنی ایک نقل اقرارنامہ نوشتہ مدعاعلیہ مورخہ ۱۹ جمادی الثانی سنہ ۱۲۰۹ ہجری اور نقل اقرارنامہ نوشتہ انوپ سنگہ مورخہ ماہ و سنہ الیہ اور نقل اس اقرارنامہ کی جو مدعی وغیرہ نے مدعاعلیہ کے نام اس مضمون سے تحریر کیا کہ اگر زر قرضہ محاصل سے ادا نہوگا تو پٹہ دوبارہ لکہا جائیگا اور از روے ان دستاویزات کے قاضی سے استفسار کیا گیا کہ یہہ معاملہ بغرض لینے سود ناجائز کے بصورت رہن متصور ہوسکتا ہے یا نہین ✦

ج ✦ تینون دستاویزات کے معائنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نویسندگان پٹہ نے جسکا ذکر سوال مین ہے بابت منافع ایک جاید اد خاص کے پٹہ من ابتدا سنہ ۱۲۱۲ لغایت سنہ ۱۲۱۴ ہجری بابت مبلغ ۲ ہزار ۲ سو ۵۰ روپیہ زر پیشگی کے مدعاعلیہ کے نام لکہدیا اور واضح ہو کہ روپیہ

ذکر اوس صورت کا کہ جاید اد بنظر ادا کے اسقدر اخراجات قرضہ کے رہن کیجاے

✝ قاعدہ کلیہ یہہ ہے کہ اگر واسطے ادا ر کسی قرضہ کے دو شخص ضامن ہون اور ایک ان مین سے مرجاے تو ضامن جو زندہ ہے کل قرضہ کا ضامن تصور نہین کیا جائیگا - اصول مطالبات وکفالت دفعہ ۹ ✦

از روے تصفیہ حساب پٹہ سابقہ کے برامد ہو کر یہہ معاملہ بصورت رہن واقع ہوا اور یہہ قرار پایا تہا کہ منافع اصل زر قرضہ مین محسوب ہو لیکن مدعاعلیہ نے جو بذریعہ پٹہ کے قابض تہا اجارہ جایداد کا انوپ سنگہ نام بابت مبلغ ۳ ہزار ۳ سو روپیہ کے کردیا ایسی صورت مین مبلغ ۱ ہزار ۰ ۵ روپیہ جو علاوہ ۲ ہزار ۲ سو ۵۰ روپیہ کے بابت منافع جایداد مستاجری مرہونہ فاضل برآمد ہوتے ہین انکو داخل سود ناجائز تصور کرنا چاہیے اور مسلمان کے لیئے سود کا صریحاً یا خفیاً لینا ناجائز و ممنوع ہے ۰ †

مقدمہ ۹

س۔ ایک شخص نے اپنی جایداد اراضی بابت قرضہ تعدادی ۱۲ ہزار روپیہ کو رہن رکہی بعدہ راہن و مرتہن نے حساب کا تصفیہ کیا اور اوسکی روسے ۲ ہزار روپیہ راہن کے ذمہ باقی نکلا چنانچہ راہن نے بنظر ادای زر باقی کے ایک اقرار نامہ اپنے ضامن کے نام تحریر کر کے قابض کرانا ضامن کا اراضی پر اس شرط سے قرار دیا کہ ضامن زر باقی ادا کردیے لیکن مرتہن نے رہن نامہ راہن کو واپس نہین کیا اور باوجود تحریر ہونے اقرار نامہ کے راہن جایداد پر قابض رہا اور نہ مرتہن اور راہن نے قبل ادا کرنے قرضہ ۲ ہزار روپیہ کے اپنا حق و مرافق جو جایداد مرہونہ مین واقع تہا بذریعہ ہبہ اپنے بیٹون کے نام منتقل کردیا اور ان کے نام ایک ہبہ نامہ لکہدیا ایسی صورت مین باوجود ادا ہونے زر باقی یا فتنی کے ہبہ شرعاً صحیح ہے یا نہین

ج۔ راہن کو بغیر عمل مین آنے انفکاک رہن اور رضامندی مرتہن کے جایداد کے ہبہ کرنیکا اختیار نہ تہا حالانکہ اقرار نامہ سے یہہ نہین پایا جاتا کہ انفکاک رہن عمل مین آیا یا مرتہن نے ہبہ کی نسبت رضامندی ظاہر کی پس اقرار نامہ سے صرف یہی استنباط ہو سکتا ہے کہ مرتہن کو یہہ منظور تہا کہ اگر ضامن اراضی مرہونہ پر قابض رہکر اسکے محاصل سے ۲ ہزار روپیہ یافتنی اپنا بذریعہ قسطبندی کے وصول کرتا تو مرتہن کو انفکاک رہن منظور ہوتا اس سے کالعدم ہونا رہن کا لازم نہین آتا بلکہ وہ نافذ ہے فقہ کی کتابون مین لکہا ہے کہ اگر راہن و مرتہن عمل مین آنا انفکاک رہن کا باخود اقرار دین تو بہی رہن بدستور قائم رہتا ہے الا اس صورت مین کہ مرتہن بوجہہ انفکاک رہن کے قبضہ شئے مرہونہ سے دست بردار ہو اور ایسی صورت مین معاہدہ فسخ ہو جاتا ہے اب یہہ امر قابل لحاظ ہے کہ زمانہ تحریر اقرار نامہ محولہ بالا سے نہ مرتہن کو جایداد مرہونہ پر قبضہ حاصل ہوا اور نہ ضامن کو اور اس سے بخوبی ظاہر ہے کہ جایداد راہن کے قبضہ مین رہی اور راہن نے ضامن کو اوسپر قابض نکرایا اور نہ مرتہن کا قبضہ بدستور رہنے دیا اگر یہہ ثابت ہو کہ انفکاک رہن فی الواقع ہو گیا اور مرتہن نے جایداد مرہونہ راہن کو واپس

راہن کسی صورت مین منسوخ نہین ہو سکتا الا بذریعہ ... جائز اور ادا ہونے زر رہن کے

† یہہ نالش اسلیے زر فاضل اس قرضہ کے دائر ہوئی جسکو مدعاعلیہ نے اراضی مدعی سے وصول کرلیا تہا اور اس مقدمہ کی نسبت سود کا اطلاق ہونا جائز معلوم ہوتا ہے خصوص اس وجہہ سے کہ مدعاعلیہ کو کسیطرحکا خطرہ نہ تہا کیونکہ مدعی کی جانب سے یہہ اقرار ہوا تہا کہ اگر اندر میعاد مشروطہ دستاویز کے قرضہ منافع سے ادا نہو تو پٹہ کی تجدید عمل مین آئیگی اور یہہ مسئلہ شرع کا معروف ہے کہ لینا سود کا قطعی ممنوع ہے اور جو شخص علاوہ زر اصل قرضہ کے کسیطرحکا منافع لے یا دیوے وہ گنہگار تصور کیا جاتا ہے لیکن رواج مین اس مسئلہ پر چندان عمل نہین کیا جاتا اور حال کے اہل فقہ نے تو یہان تک لکہا ہے کہ لینا سود کا اس شخص سے جو مسلمان نہو ناجائز نہین ہے مگر بنظر احتمال یہہ امر ضعیف ہے کیونکہ اگر سود کی بابت بالتخصیص شرط ہوئی ہو یا مطالبہ سود کا واجب ہو تو میری رآے مین باوجود امتناع شرع کے حاکمان عدالت سرکاری کو ایسی نالش مین جو فیما بین مسلمانون کے دائر ہو سود دلانے مین تامل نہو گا +

کردی تو ایسی حالت مین رہن باطل اور ہبہ کامل ہے اور اگر راہن بغیر مرضی مرتہن کے قابض ہوگیا تو یہہ اسکی مداخلت بیجا ہے اور اس

فعل سے رہن ناجائز اور یہہ جائز متصور نہین ہوسکتا چنانچہ ہدایہ مین لکہا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی جایداد غیر منقسمہ تخصیص و تصریح

رہن کرے اور ایجاب عمل مین آئے تو معاہدہ کامل اور واجب التعمیل تصور کیا جاتا ہے اور جب تک مداخلت واقعی وقوع مین نہ آئے

راہن کو اپنے معاہدہ پر قائم یا اس سے دست کش ہونیکا اختیار ہے پس چونکہ معاہدہ کی تکمیل اس صورت پر ہوجاتی ہے لہذا راہن کا استحقاق

ثابت ہے اور اگر راہن جایداد مرہونہ کو کسی اور شخص کے نام ہبہ کے ذریعہ سے منتقل کرے تو ایسا فعل ناجائز ہے کیونکہ وہ بغیر زائل کرنے

استحقاق مرتہن کے نافذ نہین ہوسکتا اور یہہ بہی ظاہر ہے کہ اگر راہن بذریعہ مداخلت بیجا کے مرتہن کو بیدخل کرے تو رہن بدستور نافذ رہتا ہے

کیونکہ اس وجہہ سے معاہدہ کی تنسیخ لازم نہین آتی اور نسخہ مذکور الصدر مین لکہا ہے کہ اگر راہن شے مرہونہ کو بیع کرے اور بعد اس کے

اسی شے کا بیع ثانی بغیر رضامندی مرتہن کے کسی اور شخص کے نام وقوع مین آئے تو منجملہ ان دونون معاہدون کے صرف وہی معاہدہ جائز

ہوگا جسکو مرتہن تسلیم کرے کیونکہ جب بیع اولی مرتہن کی رضامندی پر موقوف ہے تو بیع ثانی کی نسبت بہی صورت ہوگی پس اگر مرتہن کو

منظور ہو تو دوسرے بیع کو تسلیم کرلے اگر راہن پہلے شے مرہونہ کو حسب تصریح بالا بیع کرکے اسکا اجارہ دوسرے شخص کو دیوے یا اسکو دوبارہ

بیع کرے اور مرتہن اسطرح کے اجارہ یا ہبہ یا رہن کو تسلیم کرے تو بیع جو قبل اجارہ یا ہبہ یا رہن کے ہوا جائز ہے فرق دونون صورتون مین

یہہ ہے کہ جب ایک بیع کے بعد دوسرا بیع عمل مین آتا ہے تو مرتہن کہ اسکا استحقاق زر ثمن سے متعلق ہوتا ہے دونون بیع سے ایک کو مستحکم

قرار دیکر فائدہ اوٹہا سکتا ہے اور جس بیع کو نامبردہ تسلیم کرے وہی جائز ہے خلاف اسکے بیع یا ہبہ کی صورت مین مرتہن کو کچہہ فائدہ

نہین ہوسکتا کیونکہ ایسی صورت مین اسکا استحقاق بابت معاوضہ شے مرہونہ کے ہوتا ہے نہ بابت اسکے ماحصل کے پس اگر مرتہن ان دونون

معاملات سے کسی معاملہ کو تسلیم کرے تو اس سے رضامند ہونا نامبردہ کا نسبت زائل ہونے اپنے استحقاق کے مفہوم ہوتا ہے اور بیع سابق جسکا

جواز بلحاظ استحقاق نامبردہ کے اسکی رضامندی پر موقوف تہا جائز تصور کیا جاتا ہے اس مسئلہ سے ظاہر ہے کہ اگر مرتہن ہبہ کیا جانا شے مرہونہ کا

کسی شخص ثالث کے نام تسلیم کرے تو ایسی تسلیم سے زائل ہوجانا اسکے استحقاق کا مفہوم ہوتا ہے پس اگر اس مقدمہ خاص مین مرتہن نے رضامندی

اپنی نسبت ہبہ شے مرہونہ کے ظاہر کی تو ہبہ جائز اور رہن باطل ہے چنانچہ ہدایہ مین لکہا ہے کہ اگر راہن قرضہ کا ایک جزو ادا کرے تو بہی

مرتہن کو تا وصول ہونے زر باقی کے شے مرہونہ پر قابض رہنے کا اختیار ہے علی ہذا القیاس اگر راہن و مرتہن برضامندی طرفین

معاملہ رہن کو فسخ کرین تاہم باوجود اس امر کے بہی مرتہن کو تا وصول ہونے زر قرضہ یا بری الذمہ قرار دینے راہن کے شے مرہونہ پر قابض رہنے کا

مقدمہ ۱۰

(حنفیہ) ✝

س ۱ - ایک شخص جسکے ذمہ زوجہ کا دین مہر تہا مرگیا ایسی صورت مین زوجہ کو بنسبت متوفی کے اور وارثون کے اسکے ترکہ منقولہ پر بابت

مہر کے مطالبہ پہنچتا ہے یا نہین *

ج ۱ - اگر متوفی کے اور وارث زوجہ کا دین مہر ادا کردین تو زوجہ کو بجز اپنے حصہ شرعی کے شوہر کے ترکہ پر کچہہ دعوی نہین پہنچتا

ماخذ متعلقہ مسائل کفالت و رہن *

زوجہ کا مطالبہ دین مہر کے شوہر متوفی کے ترکہ پہ پہنچتا ہے *

✝ بنظر توضیح مسائل ہبہ کے اصول قرضہ کی دفعہ ۱۳ لغایت ۲۰ معائنہ کیجیے *

لیکن اگر وارثان مذکور دین مہر ادا نکرین تو زوجہ کا دعوی مہر کی بابت شوہر کے ترکہ پر عام اس سے کہ وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ مقدم ہوتا ہے اور جسقدر جایداد بعد ادا دین مہر زوجہ کے باقی رہے وہ باہم اسکے اور وارثان کے حسب حصص وراثت کے تقسیم ہونی چاہیے

س ۲ - ایک وثیقہ مقرری یعنی پٹہ استمراری مفتی کے روبرو پیش ہوا اور ان سے دریافت کیا گیا کہ دست آویز مذکور جائز ہے یا نہین اور اگر جائز ہے تو معافیدار نویسندہ دست آویز کی جائداد پر بذریعہ اسکے قابض ہونیکا مجاز ہے یا نہین

ج ۲ - یہہ سند مقرری ناجائز ہے کیونکہ اسکے مضمون سے مستنبط ہوسکتا ہے کہ وہ مثل پٹہ کے ہے اور بابت معاوضہ اس پٹہ کے یہہ شرط ہوئی ہے کہ معافیدار یعنی مستاجر نویسندہ پٹہ کا قرضہ ادا کرے - شرع کی رو سے اسطرحکا پٹہ ناقص متصور ہوتا ہے اور اگر شرط پٹہ جائز تصور کیجاے تو بھی پٹہ صرف نویسندہ کی حیات تک قائم رہیگا

اگر واسطے ادا کرنے قبضہ زندگی نویسندہ پٹہ کے پٹہ تحریر ہو تو وہ ناجائز ہے

س ۳ - اگر بنظر اتمام حجت یہہ فرض کیا جاے کہ درصورت ادا ہوجانے دین مہر کے اس جایداد سے جو بالفعل مستاجر کے قبضہ مین ہے یا از روے شرائط معاہدہ کے پٹہ بسبب وفات احد المتعاقدین کے غیر نافذ ہوگا تو ایسی صورت مین مستاجر کو اختیار ہے یا نہین کہ جایداد مندرجہ پٹہ پر قابض رہکر جسطور پر مناسب سمجھے قرضہ ادا کرے یا جایداد مذکور زوجہ کے سپرد ہونی چاہیے

ج ۳ - اگر نافذ رہنا پٹہ کا تسلیم کیا جاے اور دین مہر بغیر فروخت کرنے ترکہ متوفی کے ادا ہوسکے تو بھی پٹہ بسبب فروخت ہونے جایداد بغرض ادا مہر کے قایم رہیگا اور زر ثمن سے دین مہر اور قرضہ ادا کیا جاویگا اور اگر زر مذکور سے کل قرضداروں کا مطالبہ ادا نہو تو وہ فیما بین زوجہ اور قرضداروں کے بحصہ رسدی تقسیم ہوجاویگا مثلا اگر مہر بقدر ۳ سو روپیہ کے اور دیگر قرضخواہوں کا دین ۲ سو روپیہ ہو اور جایداد کے فروخت کرنے سے صرف ۵ روپیہ حاصل ہون تو زوجہ کو دین مہر کی بابت ۳ روپیہ اور دیگر قرضخواہونکو ۲ روپیہ ملینگے یہہ صورت بلحاظ فرض کرلینے اس امر کے ہے کہ جایداد رہن نہین ہے اور اگر جایداد رہن ہے تو پہلے قرضہ رہن ادا ہونا چاہیے اور جو کچھہ باقی رہے وہ باہم زوجہ اور دیگر قرضخواہون کے بحصہ رسدی تقسیم ہوگا †

اگر دست آویز پٹہ کا نویسندہ قرضدار مرجاے تو اسکی جایداد بغرض ادای قرضہ فروخت ہونی چاہیے زر فروخت بحصہ رسدی تقسیم ہوگا

† یہہ فتوی پٹنہ کے پروونشل کورٹ کے مفتی نے دیا تہا اور جب یہی سوالات عدالت مذکور کے قاضی سے پوچھے گیے تو اوسکا جواب بہی اسی مضمون سے تفصیل کے ساتہہ پہنچا وہ یہہ ہے

اول مقدار دین مہر کی تصریح بذریعہ تحریر کی ضرور نہین ہے کیونکہ کابین نامجات اور دیگر وثایق شرعی صرف بنظر یادداشت کسی معاملہ کے تحریر کیے جاتے ہین جو شرط زبانی متعاقدین کے باہم قرار پاے وہ کافی ہے اور اگر مقدار دین مہر کی نسبت تنازع ہو تو جسقدر دین مہر کا شوہر کی جانب سے تعین ہونا از روے دو گواہون مجاز کے ثابت ہو اسکے مطابق مہر قرار دینا چاہیے اور اس صورت مین شرعا دعوی ثابت ہوگا

دوم چونکہ یہہ دعوی مہر کا ہے لہذا ایفا اسکا دعوی وراثت پر مقدم ہے انکار وارثون کا مفید نہین ہے اور شوہر کی جایداد منقولہ یا غیر منقولہ سے پہلے ادا کرنا دین مہر کا لازم ہے

سوم یہہ سند مقرری سے فی الواقع معاہدہ پٹہ مراد ہے اور جس پٹہ مین میعاد کثیر یا قلیل قرار پائے وہ صحیح و جائز نہین ہے اور چونکہ پٹہ استمراری مین کوئی شرط خاص مندرج نہین ہے لہذا بسبب نہونے ایسی شرط کے پٹہ شرع کی رو سے موجب تعمیل نہین ہوسکتا

اور اگرچہ دستاویز مین لکھا ہے کہ پٹہ من ابتداے سنہ ۱۲۹۲ سو برس تک جاری رہیگا اور سو برس کی میعاد کیثر قرار دیجا سکتی ہے لیکن اسمین یہہ بھی لکھا ہے کہ وہ تا بقاء نسل بدستور موروثی متصور ہوگا اس سے واضح ہے کہ استمراری ہونا اسکا صریح مقصود ہے اور اسطرح کی شرط خلاف تعین میعاد کے ہے اور بالفعل کچہہ میعاد باقی نہین ہے اور اگر یہہ تسلیم کیا جاے کہ سو برس کی میعاد جو دستاویز مین درج ہو ہنوز نافذ ہے تو بہی وہ صرف حین حیات متعاقدین کے قایم رہ سکتی ہے چونکہ یہہ معاملہ پٹہ کا ہے لہذا اختتام اسکا بسبب وفات احد المتعاقدین کے وقوع مین آلیہ ہے کیونکہ اس امر کی نسبت شرع مین صاف لکھا ہے کہ اگر احد المتعاقدین یعنی نویسندہ پٹہ یا مستاجر وفات پاوے تو پٹہ ختم ہوجاتا ہے ایسی صورت مین اس جایداد کو جسکا اجارہ دیا گیا داخل ترکہ متوفی تصور کرنا چاہیے اور اس سے ادا ہونا دین مہر کا لازم ہے۔

چہارم چونکہ شرع کی رو سے پٹہ کا معاہدہ بسبب وفات نویسندہ کے ختم ہوجاتا ہے لہذا مستاجر پر ادا کرنا دین مہر کا واجب نہین ہے اور نہ وہ اسکا مجاز ہے پس اراضی مندرجہ پٹہ نویسندہ پٹہ کے زوجہ کو جو اسکی وارثہ اور قرضخواہ ہے ملنی چاہیے۔

گیارہوان باب

نظائر دعاوی و امور متعلقہ عدالت

مقدمہ ۱

س - ایک شخص کے قبضہ سے اسکے چند غلام جاتے رہے اور اس نے بارہ برس سے زیادہ ان کی بابت دعوی پیش نہین کیا اس جیسے کہ استحقاق اور قسم کی جایداد کا ایسی صورت مین جاتا رہتا ہے ویسے ہی قابض ہونا شخص مذکور کا نسبت غلامون کے زیل اسکے استحقاق کا ہوسکتا ہے یا نہین

امتداد زمانہ سے دعوی زائل نہین ہوسکتا۔

ج - اگر استحقاق کسی شخص کا غلامون یا کسی قسم کی جایداد منقولہ و غیر منقولہ کی نسبت ثابت ہو تو استحقاق اسکا بوجہ حاصل نرہنے قبضہ اور اسکے جو بارہ برس سے زاید یا کم ہو زائل نہین ہوسکتا۔ †

مقدمہ ۲

س - مفتیون کے روبرو ایک مختار نامہ بملاحظہ کے واسطے پیش ہوکر استفسار کیا گیا کہ اسکے ذریعہ سے مختار کو شرعاً استحقاق بیع کا پہنچتا ہے اور اگر پہنچتا ہے تو بیعنامجات کی تحریر مین کیا بعضا بطگی واقع ہوئی اور اگر شرعاً جائز ہونا ان دستاویزات کا بلحاظ مجاز ہونے مختار کے تسلیم کیا جاے تو سوال یہہ ہے کہ بیعنامہ اور رسید مختار نے حسب طریقہ معینہ شرع کے تحریر کیا یا نہین اور جایداد کا انتقال بذریعہ دستاویزات

---

† یہہ سوال ظاہرا مطابق قوانین سرکاری کے پوچھا گیا ہے نہ بلحاظ اصول شرع محمدی کے کیونکہ حسب منشاء قانون کے دعوی جایداد منقولہ کا در صورت پیدا ہونے بناء مخاصمت قبل بارہ برس تاریخ ارجاع نالش کے مسموع نہین ہوسکتا اور نہ بابت اراضی یا اور جایداد غیر منقولہ کے الا اس صورت مین کہ نا انصافی یا بے ایمانی کا اظہار ہو لیکن اس پچھلی صورت مین بعد گذرنے ساٹھہ سال کے دعوی مسموع نہین ہوسکتا مگر شرع محمدی کے مطابق کسی استحقاق کا دعوی بلحاظ تمادی ایام باطل نہین ہوسکتا اور ہر دعوی کا تصفیہ بلحاظ اسکی روئداد کے ہونا چاہیے — اصول دعاوی دفعہ ۱ و تنبیہ متعلقہ۔

مذکور کے شرعاً درست ہے یا نہین اور کیا اعتراض وارد ہوتا ہے ❊

ج - مختارنامہ مطابق عبارت و مصطلحات شرع کے مرتب نہین ہوا لیکن اسکے مضمون سے مستنبط ہو سکتا ہے کہ جتر سال نراین نے اپنے کل کاروبار کا انصرام بجناتھہ نراین اپنے بیٹے کے سپرد کیا اور مختارنامہ عام بابت بیع و رہن اور اہتمام اپنے علاقہ کے اسکے نام لکھدیا پس اگر گواہان مجاز سے ثابت ہو کہ جتر سال نراین نے اپنے بیٹے بجناتھہ نراین کو فی الواقع اہتمام اپنے کل کاروبار داد و ستد کا سپرد کر کے اسکو اجازت کلی واسطے بیع یا رہن یا اور طور پر منتقل کرنے جایداد کے دی تو بجناتھہ مذکور کو جایداد کے بیع کا اختیار کلی بصورت جائز حاصل ہوگا اور بیعنامہ اور رسید غیر صحیح ہین کیونکہ متن دستاویزات کے مضمون سے مستنبط ہو سکتا ہے کہ خود جتر سال نراین اصل بایع اور نویسندۂ دستاویزات تھا اور عبارت مندرجہ ذیل دستاویز اور قاضی کی تصدیق سے واضح ہوتا ہے کہ بیع بذریعہ بجناتھہ اسکے مختار کے عمل مین آیا پس ایسی دستاویز کی نسبت فی الواقع رنیقہ شرعی کا اطلاق نہین ہو سکتا لیکن اگر گواہون کی شہادت یا کسی اور ثبوت کے ذریعہ سے ظاہر ہو کہ بیع مختار یا اصل مالک کی جانب سے بہ رضامندی ہوا تو وہ شرع کے بموجب صحیح و جائز ہوگا اور دستاویزات مین جو ضابطہ کی غلطیان واقع ہوئی ہین انکا وقوع بسبب ناواقفیت نویسندہ دستاویزات مذکور کے تصور کیا جا سکتا ہے اور ایسی غلطیان واسطے عدم جواز دستاویز کے کافی نہین ہین ❊ †

واقع ہونا بیعنامہ کا بغلطی دستاویز مین ایسی نقص سے جو ... مذکور ... بیع مذکور کو ... نہین کرتا ❊

مقدمہ ۳

س - ایک شخص نے کنیز خرید کی اور وہ ہنوز بدستور حالت رقیت مین ہے اور اس سے ایک بیٹا اور دختر پیدا ہوئی اور کنیزک نے دختر کو آقا کی بہن کے سپرد کر دیا چنانچہ دختر مذکور وہان خدمات کنیزک بجالاتی ہے اب شخص مذکور اپنی بہن پر بابت دلائے جانے دختر کنیز زر خرید کے دعویدار ہے اور اپنے دعوی کے تائید مین دختر کی مان کو بطور گواہ پیش کرتا ہے ایسی صورت مین کنیز زر خرید کی شہادت شرعاً قابل منظوری ہے ❊

ج - حالات مظہرہ سوال سے واضح ہے کہ جو عورت گواہ قرار دی گئی ہے وہ کنیز ہے حالانکہ مسئلہ شرع کی رو سے رق کی شہادت قطعاً منظور نہین ہو سکتی پس ان کی شہادت نسبت دختر کے کہ وہ بھی کنیز ہے مقبول نہین ہو سکتی ❊ ‡

رق کی شہادت ناقابل منظوری ہے

مقدمہ ۴

س - عورت لاولد کے شوہر یا باپ کی شہادت ایسے معاملہ کی نسبت جس سے منافع اور فائدہ عورت مذکورہ کا متعلق ہو قابل منظوری ہے یا نہین

ج - جس معاملہ مین عورت کا نفع متصور ہو اسکی نسبت اسکے شوہر یا باپ کی شہادت منظور نہونی چاہیے ❊ §

اگر شوہر یا باپ کی شہادت منفعت مین ہو تو وہ قابل منظوری نہ ہوگی ❊

مقدمہ ۵

س - ایک شخص نے اوس وقت مین جب اسکا سن ایکسو برس سے بھی زیادہ متجاوز تھا کچھ اراضی بیع کی پس یہ معاملہ جو ایسی زیادہ عمر مین عمل مین آیا جائز اور اسکے وارثون پر واجب التعمیل ہے یا نہین اور مشتری کے ملازمون کی شہادت نسبت ثبوت بیع منظور ہو سکتی ہے یا نہین ❊

---

† اصول دعاوی وغیرہ دفعہ ۱۰ ❊

‡ ایضاً

§ اصول دعاوی وغیرہ دفعہ ۱۱ ❊

ملازم کی شہادت ناقابل منظوری ہے

ج - اگر بائع بیع کے وقت صحیح الحواس تہا تو معاہدہ بیع بلا لحاظ زمانہ تحریر اسکے وارثون پر واجب التعمیل ہوگا لیکن ملازم کی شہادت جو آقا کے مفید ہو ہرگز مقبول نہین ہو سکتی + †

مقدمہ ٦

س - بیان یہہ ہے کہ جب عمدہ بی بی قائم بی بی کی مان کا نکاح غلام حسین خان کے ساتہہ ہوا اوسوقت ٧٥ ہزار روپیہ بطور دین مہر قرار پایا اور غلام حسین خان کی زوجہ نے قائم بی بی ایک دختر اور ایک بہائی اور تین بہنین بطور وارث چہوڑکر وفات پائی بعد ازان غلام حسین بہی اپنی مان اور قائم بی بی دختر اور دو زوجہ اور دو بیٹے اور تین دختر چہوڑکر مر گیا اور عمدہ بی بی نے اپنے حین حیات دین مہر کا نہ کبہی دعوی پیش کیا اور نہ اس سے کبہی منکر ہوئی ایسی صورت مین غلام حسین خان کے ترکہ پر اسکے وارث دین مہر کا دعوی کر سکتے ہین یا نہین اور اگر فی الواقع یہہ ہو تو قائم بی بی یعنی دختر عمدہ بی بی کو کسقدر ترکہ پہنچے گا +

ج - ایک عورت گواہ کا اظہار ہے کہ وہ نکاح کے وقت مجلس عقد مین جب ایجاب و قبول عمل مین آیا موجود تہی اور نکاح اوسکے روبرو ہوا اور غلام حسین نے ٧٥ ہزار روپیہ کا مہر عمدہ بی بی کے واسطے معین کیا - اس بیان سے بادی النظر مین واضح ہوتا ہے کہ اس گواہ نے فی الواقع غلام حسین کا اقرار اس باب مین سنا لیکن جب اس سے سوال تردید ہوا تو وہ مظہر ہوئی کہ عروس کی مان وغیرہ اسکے پاس موجود تہی اور عروس کی مان نے نوشہ کو پیام اس مضمون کا بہیجا کہ ہماری بیٹی کا مہر بقدر ٧٥ ہزار روپیہ کے معین ہونا چاہیے اور غلام حسین نے ذمہ داری اسقدر مہر کی قبول کی اور ایجاب و قبول مردون کی مجلس مین عمل مین آیا اور مظہرہ کبہی ایسی مجلس مین جہان کہ وقت نکاح دختران غلام حسین کے بہی موجود نہ تہی - بس ایسے گواہ کی شہادت سے جو بہیجا جانا پیام اور موجود ہونا اپنا مردون کی مجلس مین ظاہر کرتی ہے واضح ہے کہ عروس معاہدہ کے عمل مین آنیکے واسطے مجلس مذکورہ مین نہین آئی علاوہ اسکے ایسا دستور بہی نہین ہے مگر یہہ قیاس ہو سکتا ہے کہ عورت مذکورہ مکان مجلس عقد کے دروازہ تک گئی اور وہان اوسنے گفتگو سنی ہو چنانچہ دوسرے گواہ کی شہادت سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے لیکن چونکہ خود عورت نے یہہ امر بیان نہین کیا ہے لہذا مجرد فرض کر لینا اوسکا شہادت کیلیے کافی نہین ہے علاوہ اسکے یہہ عورت عمدہ بیگم کے وارثون سے ہے اور یہہ بیان اوسکا کہ اسکو جایداد مین حصہ پانیکا استحقاق نہین ہے دو صورت اسکے دعویدار ہونیکے زمانہ آیندہ مین حق وراثت زائل نہین کرتا کیونکہ ایسے بیان سے استحقاق دوسرے شخص کا اسکے حصہ کی نسبت قائم نہین ہوتا اور اوسپر شرعاً دست برداری کا اطلاق نہین ہو سکتا اور اگر ہوتا تو بہی رسالہ تاثیر دست برداری کے نہایت اختلاف رائے واقع ہے اور شہادت ایک اور عورت کی کہ وہ بہی گواہ ہے متناقض ہے علاوہ اسکے یہہ اقرار اوسکا کہ وہ عمدہ بی بی کی کنیز ہے اوسکی شہادت کو غیر موثر کرتا ہے ‡ اور اگرچہ ایک اور مرد اور عورت مجلس عقد مین موجود نہ تہے لیکن شہادت اونکی اس امر مین کہ اونہون نے مقرر ہونا مقدار دین مہر کا مجلس عقد کے ایک مقام متصل سے سنا صحیح ہے مگر تعداد مفروضہ انکی تعداد مبینہ شرع سے کم ہے اور واضح ہو کہ دستاویز مہر جو دعویدار نے بہ بیان تحریر ہونے اسکے منجانب غلام حسین کے پیش کی ہے گواہون سے بخوبی ثابت ہے اور طرف ثانی کو بہی اس سے انکار نہین ہے اور اگر یہہ بہی تسلیم کیا جاوے کہ مہر مشروطہ مہر مثل سے زائد ہے تو بہی معاہدہ واجب التعمیل ہے

شہادت ایک وارث کی نسبت دوسرے وارث کے .

شہادت رد

---

† اصول دعاوی وغیرہ دفعہ ١١ +

‡ اصول دعاوی وغیرہ دفعات ٩ و ١٠ +

اور فی الحقیقت بعض گواہوں کے بیان سے ثابت ہوا ہے کہ اس خاندان کی اور دختروں کو ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ مہر ملتا رہا ہے اور شہادت دربارہ اقرار غلام حسین کے گو بذاتہ قطعی نہیں ہے مگر اس سے ثبوت حاصل ہے اور جعل کا ثبوت نہو سکا بس نتیجہ یہہ ہے کہ دین مہر کی تعداد گواہان موجودہ مجلس عقد سے حسب مراد شرع ثابت نہیں ہے لیکن دستاویز مہر صحیح وجائز پائی گئی اور اسکی نسبت جو گواہ گذرے ہین اونکی شہادت قابل اعتراض نہیں ہے اس دستاویز کے ذریعہ سے عمدہ بی بی کے وارث مستحق پانے اسکے دین مہر کے منجملہ ترکہ اسکے شوہر متوفی کے ہین اور منجملہ کل دین مہر یعنی ٥٠ ہزار روپیہ کے ١٢ ہزار ٥ سو ٠٠ روپیہ بابت حصہ اس شوہر کے وضع ہوگا اور قائم بی بی نصف یعنی ٢٧ ہزار ٥ سو روپیہ پائیگی اور ربوہ کے بھائی کو ٧ ہزارہ سو روپیہ اور اوسکی تین بہنون سے ہر واحد کو ٣ ہزار ٧ سو ٥٠ روپیہ ملینگے ٭

استحقاق دختر کا بمقابلہ شوہر اور بھائی اور تین بہنون کے ٭

مقدمہ ٧

س ایک شخص نے تین زوجہ چھوڑکر وفات پائی بڑی زوجہ سے ایک دختر تھی کہ وہ روبروا اپنے والدین کے دو بیٹے اور چار دختر چھوڑکر مرگئی اور بڑی زوجہ ٦٠ برس سے زیادہ عرصہ تک اپنے شوہر کے ساتھ رہی اور چند سال بعد وفات شوہر بلا وصول کرنے اپنے دین مہر کے فوت ہوئی — دوسری زوجہ سے بھی ایک دختر تھی چنانچہ وہ ہنوز زندہ ہے اور اس مقدمہ مین جو واسطے حصول جایداد موروثی کے دائر ہوا ہے مدعیہ ہے — تیسری زوجہ لاولد مرگئی مالک متوفی کی بڑی زوجہ کی اولاد مین چھہ دختر وپسر موجود ہین اور بڑا بیٹا جو مقدمہ مین مدعا علیہ ہے اپنے جواب مین دعوی کی نسبت اول یہہ عذر کرتا ہے کہ جایداد کی کل آمدنی واسطے ادا دین مہر یافتنی بڑی زوجہ کے کہ وہ بقدر ٥٠ ہزار روپیہ کے ہے کافی نہین اور عذر ثانی مدعا علیہ کا یہہ ہے کہ اگر زائد ہونا مالیت جایداد کا مقدار مذکور سے تسلیم کیا جاے تو بھی مدعا علیہ اور اسکے بھائی کہ وہ بڑی زوجہ کی دختر کی اولاد سے ہین بسبب موجود ہونے دیگر ذوی الفروض یا عصبات کے علاوہ دین مہر مشروطہ کے ترکہ سے آٹھوان حصہ پانیکے مستحق ہین اور تیسرا عذر مدعا علیہ کا یہہ ہے کہ مدعیہ جو اپنے تئین مالک متوفی کی دوسری زوجہ کی دختر بیان کرتی ہے وہ فی الواقع اسکی نانی کی کنیز کی دختر ہے اور اسکا نکاح کبھی مدعا علیہ کے نانا کے ساتھ نہین ہوا اور اس جہہ سے اسکو جایداد سے کچھہ حصہ پانیکا استحقاق نہین پہنچتا لیکن مدعیہ کو اس اخیر بیان کی صداقت سے انکار ہے اور مدعا علیہ نے کچھہ ثبوت امر مذکور کا پیش نہین کیا ہے اور نہ اس نے کوئی دستاویز واسطے ثبوت اسقدر روپیہ کے جسکا وہ معین کیا جانا بابت دین مہر اپنی نانی کے بیان کرتا ہے پیش کی ہے ایسی صورت مین سوال یہہ ہے کہ اگر زن منکوحہ شوہر کے پاس ٦٠ برس سے زیادہ عرصہ تک رہی اور اس عرصہ مین یا اسکی وفات کے بعد اسکے ترکہ سے اسکو دین مہر وصول نہوا ہو اور وہ بعد ازان مرجائے اور اوسکے ایک لڑکی ہوئی ہو جسنے اپنی والدین کی حیات مین وفات پائی ہو تو ایسی دختر کی اولاد کو منصب نانی کے دین مہر کے دعوی کرنیکا شرعاً پہنچتا ہے یا نہین ٭

ج — مہر معاوضہ نکاح کا ایکجزو ہے اور یہہ مسئلہ مسلمہ شرع ہے کہ جب تک دین مہر ادا نہو یا بخشا نجاے وہ بطور قرضہ شوہر کے ذمہ تصور کیا جاتا ہے اور دختر جو والدین کی حیات مین مرگئی اسکی اولاد نانی کی ذوی الارحام مین داخل ہے اور اگر اوسکے عویداران فائق مثل ذوی الفروض یا عصبات کے موجود نہون تو اولاد مذکور اسکی وارث ہے اور اسی وجہ سے انکو دین مہر پانیکا استحقاق پہنچتا ہے اور تمادی ایام شرعاً مانع دعوی مہر نہین ہے زمانہ حال کے بعض اہل فقہ بلحاظ اس امر کے کہ ان دنون مین اکثر جہوٹے دعوی پیش ہوتے ہین یہہ اصرار کرتے ہین کہ جو دعوی دین مہر کا بابت

دختر کی اولاد اپنی نانی متوفیہ کے دین مہر کی بابت بادعوی [illegible] تمادی ایام کے بھی دعوید [illegible] قواعد تمادی ایام بموجب بعض علماء حال کے جنکی رایے [illegible] تسلیم کیا گیا ہے

عرصہ کا ہوا اسکا نامنظور کرنا مناسب ہے چنانچہ بموجب رائے بعض عالمون کے میعاد سماعت ۳۳ سال ہے اور بعضون کے مطابق وہ بقدر ایک قرن کے ہے اور بعض عالمون نے قرن سے مراد ۳۰ برس اور بعض نے ۸۰ برس لی ہے - پس اگر مہر مدعوہ ثابت ہو تو تمادی ایام کا قاعدہ حسب تصریح بالا ہوگا اور اگر مقدار اسکی ثابت نہو تو حسب رائے و خلفا کے تعین اسکا بلحاظ مہر مثل مدعا علیہ کی نانی اور بہی مدعیہ کی مان کے ہونا چاہیے + †

بموجب قواعد تمادی ایام بعض علما دہ سال کے جنکی را تسلیم کیجاتی ہے +

مقدمہ ۸

س - ایک شخص کسیقدر جایداد کی نسبت بذریعہ ہبہ مطہرہ اور بعد ازان از روے وراثت کے دعویدار ہوا پس بلحاظ ایسے تناقض کے بطلان دعوی بوجہہ مختلف ہونے بیان استحقاق کے لازم آتا ہے یا نہین *

دعوی شخص واحد کی جانب سے باظہار خریداری اور بہی از روے وراثت کے

ج - شرع مین کوئی حکم صریح ایسا نہین ہے جسکی رو سے منظور کرنا دعوی وراثت کا ایسی صورت مین کہ اول بذریعہ ہبہ و بزمانہ مابعد وراثت کی بنا پر پیش کیا جاے جائز ہو بلکہ اگر دعوی وراثت کا بابت زمانہ ماقبل کے ہو تو شرع کی رو سے تناقض لازم آتا ہے چنانچہ ابراہیم شاہی مین فصول سے نقل ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مکان کی بابت اس بیان سے دعویدار ہو کہ اسنے اپنے باپ سے خرید کیا تہا اور بعد ازان اسی مکان کی بابت بذریعہ وراثت کے دعویدار ہو تو اسکا دعوی منظور ہونا چاہیے لیکن اگر اسنے پہلے دعوی اپنا مکان کی نسبت بذریعہ وراثت کے پیش کیا ہو اور بعدہ از روے استحقاق خریداری کے تو ایسا دعوی منظور نہین ہو سکتا کیونکہ بیان دعوی سے تناقض لازم آتا ہے - وجہہ اسکی یہہ معلوم ہوتی ہے کہ استحقاق وراثت نسبت اس شیے کے جو متوفی کی ملک سے اسکی وفات کے وقت نہتی قائم نہین ہو سکتا پس دعوی وراثت کے لیے حاصل ہونا استحقاق ملکیت کا وقت وفات کے لازم ہے لیکن چونکہ دعوی خریداری کی بنا پر پیش ہوا ہے لہذا حاصل ہونا حق ملکیت کا قبل وفات مالک سابق کے لازم آتا ہے حالانکہ اس صورت مین تناقض صریح واقع ہے اور یہہ صورت بجنسہ ایسی ہے کہ دعویدار نے اول متعلق ہونا جایداد کا دوسرے شخص سے اور بعد ازان لینا اسکا تسلیم کیا پس جو دعوی خریداری کی بنا پر ہو بعدہ پیش ہونے دعوی وراثت منجانب اسی شخص کے مسموع نہین ہو سکتا لیکن جب دعوی خریداری کا قبل دعوی وراثت کے کیا جاتا ہے تو اسکی نسبت یہہ صورت صادق نہین آسکتی کیونکہ جب کسی شیے کی نسبت استحقاق بذریعہ خریداری کے پیش کیا جاتا ہے تو حاصل ہونا استحقاق ملکیت کا دعویدار کی نسبت قبل وفات مالک سابق کے تسلیم کیا جاتا ہے اور استحقاق وراثت جو اسکی جانب سے پیش ہوا ہے وہ بابت جایداد متوفی کے ہے اور اس صورت مین ایسا تناقض جس سے دعوی نامقبول ہو سکے لازم نہین آتا چنانچہ ابراہیم شاہی مین لکہا ہے کہ تناقض کی وجہہ سے دعوی صرف اسی صورت مین ناقابل منظوری ہوتا ہے جب اس سے استحقاق مسلمہ کسی اور شخص کا رد و باطل ہوتا ہو علی ہذا القیاس فصول عمادیہ مین مرقوم ہے کہ اگر کوئی شخص بیان کرے کہ فلان جایداد فلان شخص کی ملک سے ہے اور بعد ازان خود اسکا دعویدار باظہار اپنی مالکیت کے ہو تو دعوی اسکا ناقابل منظوری ہے کسواسطے کہ استحقاق مسلمہ دوسرے شخص کا باطل ہوتا ہے اور یہی صورت لامحالہ اس دعوی کی نسبت صادق آتی ہے جو پہلے وراثت اور بعدہ خریداری کی بنا پر پیش ہو اور اسی نسخہ مین یہہ بہی لکہا ہے کہ اگر کوئی شخص جسکے قبضہ مین کچہہ جایداد ہو ایسے الفاظ کہے کہ یہہ جایداد میری نہین ہے یا مجہکو اسکی نسبت کچہہ حق و استحقاق نہین پہنچتا اور یہہ الفاظ ایسے وقت مین کہے جاوین جب جایداد مذکور کی نسبت مطالبہ کوئی

† اصول دعاوی وغیرہ دفعہ ا مہہ تجنبہ +

اور شخص دعویدار نہو - اور جب دعوی اسکی بابت پیش ہو تو شخص دخیل اصل مالک مستحق ہونا اپنا ظاہر کرے تو بہی باوجود لیے جانے
ایسے الفاظ کے دعوی اسکا واجب و جائز ہے کیونکہ ایسے الفاظ کے استعمال سے تسلیم کرنا استحقاق مالکیت کا نسبت کسی شخص خاص کے لازم
نہین آتا اور تناقض کی وجہہ سے دعوی صرف اسی صورت مین ناقابل منظوری ہوتا ہے جب دعوی مابعد سے استحقاق مسلمہ کسی شخص کا رد و باطل
ہوتا ہے اسی قاعدہ کی رو سے دعوی وراثت کا جو بزمانہ مابعد کیا گیا ہے دوسرے شخص کے استحقاق مسلمہ کو کالعدم نہین کر سکتا کسواسطے که
خریداری کے دعوی سے اقرار حاصل ہونے استحقاق کا نسبت کسی شخص کے لازم نہین آتا علاوہ اسکے مابین اس دعوی وراثت کے جو خریداری کے
بعد پیش ہو اور اس دعوی وراثت کے جو ہبہ کے بعد رجوع ہو اور مابین اس دعوی کے جو خریداری کے ذریعہ سے بعد دعوی وراثت اور
اس دعوی ہبہ کے جو بعد دعوی وراثت کے کیا جاوے کچہہ فرق نہین ہے اور دعوی ہبہ یا دعوی خریداری سے استحقاق مالکیت کا نسبت کسی اور
شخص کے قائم نہین ہوتا کیونکہ اگر استحقاق مذکور تسلیم کیا جاوے تو بہی وہ بذریعہ دعوی وراثت کے جو بزمانہ مابعد پیش کیا گیا ہو باطل ہو جائیگا
لیکن اگر صورت معکوس ہو تو تسلیم استحقاق لازم آتا ہے کیونکہ وراثت کے دعوی کی رو سے یہہ تسلیم کیا جاتا ہے که مالک سابق کو تاریخ وفات تک
حق مالکیت حاصل تہا اور بعد تسلیم ہوجانے اس استحقاق کے جو دعوی ہبہ یا خریداری بنظر ابطال وراثت کے پیش کیا جاوے تو اس سے تناقض واقع
ہوتا ہے اور نیز اختیاری لازم آتی ہے پس اس مقدمہ مین دعوی تسلیم ہونا چاہیے اور بلالحاظ تناقض کے تصفیہ اسکا بموجب روئداد حسب ضابطہ
معینہ یعنی از روے وجہہ ثبوت یا انکار یا اقرار حلفی کے ہونا چاہیے چنانچہ اشباہ و نظائر مین لکہا ہے که حاکم کا فیصلہ از روے وجہہ ثبوت یا انکار
یا اقرار حلفی کے ہونا چاہیے ✝ +

دعوی جو بعد ہبہ اور وراثت کے پیش ہو +

فیصلہ کس امر پر مبنی ہوگا +

مقدمہ ۹

س - مدعی اور مدعا علیہم کے باہم تنازع واقع ہے یعنی مدعی چہہ مکانون کی بابت جو مدعا علیہم کے قبضہ مین ہین باظہار ہونے اپنی جایداد موروثی کے
دعویدار ہے چنانچہ مدعا علیہم کو اس امر سے اقرار ہے مگر عذر انکا یہہ ہے که مدعی کے مورث نے ہمارے مورث کے ہاتہہ یہہ مکانات بعوض ۷ سو
۵۰ روپیہ کے رہن کئے تہے اور نامبرگان مظہر ہین که اگرچہ ہمارے پاس رہن نامہ موجود نہین ہے لیکن یہہ امر ہمارے مورث کے بہی کہاتہہ مین لکہا ہوا
ہے مدعی کا جواب یہہ ہے که مینے اپنی مان یعنی راہنہ مکانات اور بہی اپنے اور رشتہ دارون سے یہہ سنا تہا که زر رہن صرف بقدر ۴ سو ۹۶ روپیہ
کے تہا فریقین اپنے اپنے بیانات کی صداقت نسبت مقدار زر رہن کے وجہہ ثبوت سے ثابت نہین کر سکتے ایسی صورت مین کس فریق کا اظہار قابل
اعتبار ہے مدعا علیہم کا بہی کہاتہہ بغیر تائید کسی اور ثبوت کے بطور شہادت قابل منظوری ہے یا انفکاک رہن درصورت ادا ہونے اصل زر قرضہ
مقدار مظہرہ مدعی کے عمل مین آسکتا ہے اور منجملہ فریقین کے کس فریق سے حلف لیا جاوے +

تنازع مابین رائن و مدیون درباب زر قرضہ رہن کے

ج - مدعا علیہم تسلیم کرتے ہین که یہہ مکانات ان کے پاس رہن ہین مدعی کی ملک موروثی ہین اور صرف درباب بیان مقدار زر رہن کے اختلاف واقع ہے
یعنی مدعی ہونا زر قرضہ کا بقدر ۴ سو ۹۶ روپیہ کے تسلیم کرکے اسقدر زر زائد سے منکر ہے جسکا مدعا علیہم کو دعوی ہے اور مدعا علیہم کی جانب
سے مقدار زائد مدعوہ کی نسبت کچہہ ثبوت نہین گذرا ہے پس مدعی کا بیان حلفی معتبر متصور ہونا چاہیے کیونکہ اسکو نسبت مقدار زائد مظہرہ
مدعا علیہم کے انکار ہے اور مدعی کو اس امر کا حلف دینا چاہیے که اس نے اپنی مان اور واسطہ داران سے یہہ سنا تہا که مکانات بابت قرضہ

✝ اصول دعاوی وغیرہ دفعہ ۲۲ و ۲۳ +

تعدادی ۴سو۶۴ روپیہ کے کفالتاً رہن ہوئے تہے اور زائد ہونا زر رہن کا مقدار مظہرہ سے اس نے کبہی نہین سنا ہی کہا تہہ مدعا علیہم کی تائید مین کوئی ثبوت نہین ہے بطور شہادت مقبول نہین ہوسکتا + †

حساب بہی کہاتہ خانگی بطور شہادت کے مقبول نہین ہو سکتا +

مقدمہ ۱۰

س - اگر بعد وفات شوہر کے یہہ ثابت نہو کہ اسنے حین حیات کس نیت سے زر نقد و اسباب اپنی زوجہ کو دیا تو در باب نیت شوہر کے زوجہ کا بیان شرعاً قابل اعتبار ہے یا شوہر کے وارثون کا اظہار قابل ترجیح ہوگا +

ج - اگر باہمی بیان زوجہ اور دیگر وارثون کے اس بابمین اختلاف پایا جاوے یعنی وارثکا یہہ اظہار ہو کہ شوہر نے زوجہ کو کچہہ اسباب دیا تہا اور زوجہ اسباب مذکور کے پانے سے منکر ہو تو ایسی صورت مین وارثون پر گواہون کا پیش کرنا واجب ہے اور اگر وہ کچہہ ثبوت نرکہتے ہون تو زوجہ کا انکار حلفی معتبر متصور کیا جاویگا علی ہذالقیاس اگر اون کے بیانات مین درباب مالیت اسباب موصولہ کے اختلاف ہو یعنی وارثان مذکور اسباب کی ایک مقدار خاص اور زوجہ کم ہونا اوسکا مقدار مذکور سے ظاہر کرے تو بہی اسی قاعدہ کی مطابق عمل مین ہونا چاہیئے - اگر بیانات انکے کسی اور امر کی نسبت مختلف ہون یعنی وارث بیان کرین کہ شوہر نے زوجہ کو جایداد بعوض دین مہر کے دی تہی اور زوجہ بیان کرے کہ اسکو بطور ہبہ بغیر دینے معاوضہ کے حاصل ہوئی تو زوجہ پر پیش کرنا گواہون کا واجب ہے اور اگر وہ شہادت نگذران سکے تو وارثون کا اظہار حلفی قابل اعتبار ہوگا اگر فریقین کا بیان اثاث البیت کی نسبت مختلف ہو یعنی بیوہ اپنی ملک سے ہونا اس مال کا بیان کرے اور وارثون کا یہہ اظہار ہو کہ وہ ازان شوہر تہا اور فریقین واسطے ثبوت اپنے بیان کے گواہ نہ گذران سکین تو اسقدر مال جو خاص عورات کے استعمال کے لیے ہوتا ہے بیوہ کو درصورتیکہ وہ اپنے دعوی کی تائید حلف کرے سپرد کرنا چاہیئے اور جسقدر مال بالعموم قابل استعمال دونو کے ہے وہ اسی شرط کے ساتہہ وارثون کا حق ہوگا اور مال مشترکہ کی نسبت علماء کی راے مین کسیقدر اختلاف واقع ہے چنانچہ ابو حنیفہ کا قول ہے کہ جو شخص منجملہ ان اشخاص کے جنکی ملک سے ہونا مال کا بیان کیا گیا ہو موجود ہو وہ بعد لینے حلف کے اسکو پاویگا - اور اسمقدمہ مین شخص حی القائم بیوہ ہے اور بموجب راے محمد کے مال مذکور شوہر کے وارثون کو پہنچنا چاہیئے اور ابو یوسف کی راے ہے کہ اسقدر مال جو بلحاظ حیثیت زوجہ کے اسکے خاص استعمال مین رہا ہو اوسکو ملنا چاہیئے اور باقی شوہر کے وارثون کو اور حی القائم رہنا ایک شخص کا منجملہ طرفین کے کچہہ فرق پیدا نہین کرتا کیونکہ شوہر متوفی کے قائم مقام اسکے وارث ہین + ‡

تنازع مابین زوجہ اور دیگر وارثان کے درباب جایداد کے جو اوسکو شوہر سے حاصل ہوئی + اختلاف درباب مقدار مالیت اسباب کے + جایداد حاصل ہونیکی کیفیت +

استحقاق نسبت اثاث البیت کے

مقدمہ ۱۱

س - مدعیہ ۱۵ یا ۳۰ برس بعد وفات بازید خان نامی ایک شخص کے جو اسکا باپ تہا دعویدار ہے مدعا علیہ بجواب مظہر ہے کہ مسماۃ آیا بیل مدعیہ کی ماں اسکے باپ کی حرم اور اوسکی زوجہ مسماۃ بڑی بی بی کی کنیز تہی اور آیا بیل کا نکاح بازید خان کے ساتہہ کبہی نہین ہوا ایک گواہ جو مدعیہ نے پیش کیا ہے وہ قیاساً نکاح کا ہونا بیان کرتا ہے ایسی صورت مین دعوی وراثت جو مدعیہ نے پیش کیا ہے ثابت ہے یا نہین اور

---

† اصول دعاوی وغیرہ دفعہ ۴۴ - اسمقدمہ کے مدعیکو بلحاظ ایک صورت کے مدعا علیہ تصور کرنا چاہیئے کیونکہ جسقدر روپیہ کا واجب ہونا اسنے تسلیم کیا اس سے زیادہ کی بابت اسپر دعوی کیا گیا +

‡ اصول دعاوی وغیرہ دفعہ ۴۴ لغایت ۳۰ +

کس فریق پر تردید نکاح کا بار ثبوت شرعاً واجب آتا ہے یعنی مدعیہ پر جو باوصف اظہار حرم ہونے منجانب مدعا علیہ کے دعویدار ہے یا شرع کی رو سے نکاح ہونا رابیل کا جب تک تردید اسکی مدعا علیہ کی جانب سے نہو متحمل ہوگا +

قاعدہ در صورت نکاح ہونیکے +

ج - واضح ہو کہ مدعیہ نے ۲۵ یا ۳۰ برس بعد وفات بازید خان کے مدعا علیہ پر اسکے ترکہ کے واسطے باظہار حق وراثت کے نالش کی ہے مدعا علیہ جواب مین مظہر ہے کہ مسماۃ رابیل مدعیہ کی مان بازید خان کی حرم اور اسکی زوجہ مسماۃ بڑی بی بی کی کنیز تہی اور رابیل کا نکاح بازید خان کے ساتہہ کبہی نہین ہوا - اس جواب سے انکار استحقاق وراثت مدعیہ کا جو متوفی کی دختر ہے لازم آتا ہے اور وجہہ انکی یہہ ظاہر کی گئی ہے کہ اسکی مان کا نکاح بازید خان کے ساتہہ نہین ہوا تہا علاوہ اسکے یہہ اصرار کیا گیا ہے کہ مدعیہ کی مان بازید خان کی حرم اور اوسکی زوجہ کی کنیز تہی شرع کی رو سے ان جملہ دعاوی مین جنمین مدعا علیہ دعوی سے منکر ہو مدعی پر دعوی کا اثبات واجب ہے اور فی الحقیقت مدعا علیہ پر ثابت کرنا عدم جواز و نقص دعوی مدعی کا جو مدعا علیہ کے انکار سے بخوبی واضح ہو لازم نہین ہے الا اس صورت مین

قاعدہ عذرات خاص کی نسبت +

کہ مدعا علیہ کا عذر بنظر تردید دعوی مدعی کے پیش ہوا اور در صورت ثابت ہونیکے عذر مذکور کے مدعی کا اصل دعوی ساقط ہو جاتا ہے مگر ملحوظ رہے کہ ایسے عذر سے کسیقدر تسلیم کرنا دعوی مدعی کا پایا جاتا ہے ایسی صورت مین مدعا علیہ پر ثابت کرنا اپنے عذر کا ضرور ہے

تمثیل +

مثلاً زید عمرو پر بابت قرضہ ایکہزار روپیہ کے نالش کرے اور عمرو بنظر تردید دعوی کے ادا کیا جانا زر قرضہ کا ظاہر کرے ایسی حالت مین عمرو پر یہہ ثابت کرنا واجب ہے کہ روپیہ ادا ہو گیا اور اگر وہ یہہ امر ثابت نکر سکے تو زید کا دعوی بابت زر مدعوہ کے ثابت ہوگا کیونکہ عمرو کے

استثنار بنسبت عذرات خاص کے +

عذر سے اصل قرضہ کا اقرار پیدا ہوتا ہے اگر مدعا علیہ کے عذر سے کسیقدر تسلیم کرنا دعوی مدعی کا لازم نہ آتا اور مدعا علیہ نے انکار کیا ہوتا

تمثیل

تو اور صورت ہوتی مثلاً زید خالد کے بیٹے عمرو پر جو ہندہ کے بطن سے ہے بابت نصف ترکہ خالد کے اس بیان سے دعویدار ہو کہ وہ عمرو کا برادر علاتی اور خالد کا بیٹا ایک اور زوجہ یعنی زینب کے بطن سے ہے اور عمرو جواب مین مظہر ہو کہ زینب زید کی مان اور بکر کی زوجہ تہی اور اسی وجہہ سے وہ خالد کی زوجہ نہین ہو سکتی تہی اور نہ زید خالد کا بیٹا ہو سکتا تہا تو ایسی صورت مین مدعا علیہ کو اختیار ہے کہ ہونا نکاح کا مابین زینب و بکر کے ثابت کرے اور اگر وہ ثابت کرے تو دعوی ساقط ہو جائیگا اور اگر ثابت نکر سکے تو بہی زید پر ثابت کرنا اس امر کا لابد ہوگا کہ اسکی مان کا نکاح خالد کے ساتہہ ہوا یا وہ ہونا اپنا خالد کی اولاد سے کسی اور طور پر ثابت کرے ورنہ مستحق نصف ترکہ کا نہوگا اسمقدمہ خاص مین مدعا علیہ مظہر ہے کہ مدعیہ کی مان کا نکاح بازید خان کے ساتہہ نہین ہوا اور بیان کرتا ہے کہ اسکی مان بازید خان کی حرم اور اسکی زوجہ کی کنیز تہی پس اس جواب سے دعوی مدعیہ کی نسبت انکار قطعی لازم آتا ہے اگر مدعا علیہ کو منظور ہو تو اسے اختیار ہے کہ واسطے ثبوت اس امر کے کہ مدعیہ کی مان زوجہ بازید خان کی کنیز حسب منشاء شرع کے تہی شہادت پیش کرے اور اگر وہ اس امر کو ثابت کر سکے تو مدعیہ کا دعوی ساقط ہوگا لیکن اگر وہ ثابت نکر سکے یا وہ پیش کرنا ثبوت کا قطعی منظور نکرے تو بہی مدعیہ پر ثابت کرنا اس امر کا واجب ہے کہ اسکی مان کا نکاح ہوا تہا یا مدعیہ ہونا اپنا اولاد بازید خان سے کسی اور نہج سے ثابت کرے ورنہ وہ مستحق وراثت نہوگی جو گواہ کہ نکاح ہونا مادر مدعیہ کا قیاساً بیان کرتا ہے اسکو اقرار ہے کہ رسم نکاح اسکے سامنے ادا نہین ہوئی اور اسنے تسلیم کرنا نکاح کا بازید خان سے کبہی نہین

شہادت قیاسی

سنا علاوہ اسکے گواہ مذکور بیان کرتا ہے کہ میرا قیاس اس امر پر مبنی ہے کہ حافظ رحمت روہیلہ کے حکومت عہد مین زنا قطعی ممنوع تہا اور

اس سے وہ یہہ نتیجہ پیدا کرتا ہے کہ تعلق بازید خان کا مادر مدعیہ کے ساتھہ بذریعہ نکاح کے ہوا ہوگا لیکن ایسی شہادت قیاسی شرعاً قابل منظوری نہین ہے کیونکہ یہہ ضرور ہے کہ گواہ کو یقین واثق ہو ۔ مدعاعلیہ نے تسلیم کیا ہے کہ مدعی کی ماں بازید خان کی حرم تہی مگر جب اس بیان پر از روے متن کے لحاظ کیا جاتا ہے تو لفظ حرم کے استعمال سے ثبوت موید نکاح حاصل نہین ہوتا اگرچہ بموجب قول بعض علمار کے لفظ حرم سے زن منکوحہ مراد ہے لیکن روزمرہ مین اس سے کنیز یا وہ عورت سمجھی جاتی ہے جو کسی شخص کے ساتھہ بحالت ہونے یا ہونے نکاح کے سکونت پذیر اور پردہ نشین ہوتی ہے پس چونکہ مدعاعلیہ نے صاف بیان کیا ہے کہ مدعیہ کی ماں غیر منکوحہ تہی لہذا لفظ حرم مستعملہ مدعاعلیہ سے صرف زن مدخولہ مراد لینی چاہیے پس جب اسطرح کا لفظ استعمال کیا جاوے اور ایک گواہ کی شہادت قیاسی گذرے تو اس سے احتمال اس امر کا نہین ہوتا کہ مادر مدعیہ کا نکاح بازید خان کے ساتھہ ہوا ۔ †

مقدمہ ۱۲

س ۔ ایک شخص نے ایک عورت پر واسطے کسیقدر جایداد کے اس بیان سے نالش کی کہ جس شخص کو عورت مذکور اپنا باپ بیان کرتی ہے مدعی اصل مین وہ اسکی بیٹی نہین ہے بلکہ جایداد کی نسبت مجہکو وراثتاً استحقاق پہنچتا ہے چنانچہ مدعاعلیہا کے حق مین ڈگری صادر ہوئی لہذا مدعی نے فیصلہ کی ناراضی سے اپیل دائر کیا ہے اور چونکہ مدعاعلیہا دوران نالش مین فوت ہوئی لہذا مدعی اپنے عذر سابقہ سے منحرف ہو کر مظہر ہے کہ وہ فی الحقیقت اسی شخص کی بیٹی تہی جسکو اسنے اپنا باپ ظاہر کیا اور مجہکو بذریعہ رشتہ دار ہونے شخص مذکور کے متوفیہ کی جایداد پر بطور وارث جائز قابض ہونیکا استحقاق پہنچتا ہے اگر پہلا بیان مدعیکا واقعی تصور کیا جاے تو بہی بوجہہ اسکے کہ وہ پہلے مرتبہ منکر ہو چکا ہے اسکو اس بیان سے مستفید ہونیکا منصب ہے یا نہین ۔

---

† یہہ فتوی محمد رشید اور حمید اللہ عدالت کے مفتیون نے دیا تہا اور اسی کے مطابق فیصلہ صادر ہوا لیکن مولوی امان اللہ نے جو اسوقت سراج الدین کی جگہہ قاضی القضات تہا اس مضمون سے فتوی دیا کہ چونکہ ہونا نکاح کا ثابت ہے لہذا مدعیہ مستحق وراثت ہے ہرچند اس راے سے فطانت اور ذی علمی ظاہر ہے لیکن وہ کا حقہ مطابق اسمقدمہ کے نہوئی پس تحریر کرنا اسکے صحیح ترجمہ کا ضرور نہین ہے ۔ مولوی امان اللہ نے تحریر کیا کہ اثبات نکاح کے واسطے پیش ہونا ثبوت موید یا شوہر کا ایجاب ضرور ہے اور ایک گواہ کی شہادت قیاسی سے ثبوت اسکا نہین ہو سکتا لیکن ساتھہ ہی اسکے انہون نے اس امر پر اصرار کیا کہ جب مدعاعلیہ نے یہہ تسلیم کیا کہ مدعیہ کی ماں بازید خان کی حرم تہی تو اس سے دعوی مدعیہ کا ثابت ہو گیا اور مولوی موصوف نے چند نہایت معتبر نسخون کا حوالہ واسطے ثابت کرنے اس امر کے دیا ہے کہ لفظ حرم سے زن منکوحہ پردہ نشین مراد ہے لیکن واضح ہو کہ اسمقدمہ مین لفظ حرم کے اصل مقصود و معنی کی تنقیح بر عکس معنی مظہرہ مدعاعلیہ کے منظور نہ تہی علاوہ اسکے مولوی موصوف نے یہہ حجت تحریر کی کہ عرصہ تک ہمخانہ رہنا زن و مرد کا بادی النظر مین ثبوت نکاح ہے اور بغیر ثبوت کے قایم کرنا اشتباہ زنا کا نسبت مسلمان کے کہ یہہ امر قیاس سے نہایت بعید ہے داخل گناہ ہے اور جب دو صورتین فرض کیجائین تو منتخب کرنا اس صورت کا چاہیے جو زیادہ تر قابل یقین ہو لیکن واضح ہو کہ اسمقدمہ مین یہہ بحث نہ تہی کہ ثبوت نکاح کے واسطے کس درجہ کی شہادت درکار ہے بلکہ بحث یہہ تہی کہ مدعیہ کو واسطے ثابت کرنے اپنے دعوی کے کس درجہ کی شہادت کا پیش کرنا ضرور تہا کیونکہ قاعدہ کلیہ شرع کا یہہ ہے کہ بعد انکار مدعاعلیہ کے مدعی اپنے دعوی کا ثبوت پیش کرے اگر یہہ نالش بغرض منسوخی نکاح معظہرہ کے دائر ہوئی ہوتی تو فی الواقع نکاح ہونیکا احتمال ہوتا اور استحکام اسکا شہادت سمعی و قرائن ثبوتیہ مثلاً معاشرت و شہرت

دعوی وراثت کا جو ایسے بر واسطہ مبنی ہو جسکے وجود سے دعویدار پیشتر منکر ہو چکا ہو

ج - واضح ہوتا ہے کہ مدعی نے حین حیات اس عورت کے جسکی جایداد کی بابت وہ دعویدار ہے یہہ بیان کیا تہا کہ وہ اس شخص کی بیٹی نہین ہے جسکو اس نے اپنا باپ ظاہر کیا تہا اور اب بعد وفات عورت مذکورہ کے مدعی اسکے ترکہ کی بابت بلحاظ واسطہ داری اوسی شخص کے باہم جسکے اور عورت مذکورہ کے اوسنے نہونا کسی واسطہ کا بیان کیا تہا دعویدار ہے پس یہہ دعوی جایداد کا فی الحقیقت بجبلہ تسلیم واسطہ داری کے ہے اور بوجہہ تناقض کے شرعاً قابل منظوری نہین ہے * فصول استروشنی مین لکہا ہے کہ ایک شخص نے دوسرے پر وجہہ معاش کا دعوی باظہار بہائی ہونیکے پیش کیا لیکن شخص پر دعوی تہا وہ واسطہ داری سے منکر ہوا بعد ازان مدعی نے وفات پائی اور مدعا علیہ اسکے ترکہ کی بابت باظہار اس امر کے کہ متوفی اسکا بہائی تہا دعویدار ہوا پس اسکا دعوی تسلیم نہین ہو سکتا کیونکہ یہہ امر شرعاً بمنزلہ تسلیم واسطہ داری کے نہین ہے کیونکہ تسلیم واسطہ داری کیلئے مبرا ہونا تناقض سے ضرور ہے اور یہہ دعوی فی الحقیقت بابت جایداد کے ہے - علاوہ اسکے مدعی نے اس صورت خاص مین سوائے انکار اس واسطہ داری کے جسکی بنا پر متوفیہ دعویدار تہی یہہ بہی بیان کیا کہ وہ کسی اور شخص کی بیٹی تہی اور بہ ثبوت اس بیان کے اس نے شہادت بہی پیش کی پس گویا اقرار شخص مقربر واجب التعمیل ہے کیونکہ اگر عورت متوفیہ کے باپ نے یہہ بیان کیا ہوتا کہ وہ کسی اور شخص کے صلب سے تہی تو ایسا اقرار شخص مذکور کی نسبت واجب التعمیل ہوتا اور شخص مذکور کو عورت مذکورہ کی نسبت باظہار اسکی دختر ہونیکے دعوی کرنیکا اختیار باقی نرہتا اور چونکہ مدعی نے عدالت ماتحت مین یہہ بیان کیا تہا کہ جس شخص کی عورت مذکورہ اپنے تئین بیٹی ظاہر کرتی ہے وہ لاولد تہا اور یہہ جایداد عورت مذکورہ کو عصباً حاصل ہوئی لہذا مدعی کو بطور وارث جائز متوفیہ کے اب دعویدار ہونیکا منصب نہین پہنچتا * †

مقدمہ ۱۴

س - یہہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص کا نکاح ایک عورت کے ساتہہ ہوا اور اس امر کی تائید مین ثبوت بہی پیش ہوا ہے یعنی ایک مرد اور ایک عورت کا یہہ اظہار ہے کہ ہم مجلس عقد مین نکاح کے وقت موجود تہے ایک اور مرد اور عورت کا یہہ بیان ہے کہ ہمنے اس شخص کو جسکا شوہر ہونا ظاہر کیا گیا ہے نکاح کی نسبت اقرار کرتے ہوئے سنا اور ایک اور شخص ادائے شہادت کرتا ہے کہ زن و مرد جنکا نکاح ہونا بیان کیا گیا ہے مثل زوجہ و شوہر کے رہا کرتے تہے پس یہہ شہادت واسطے اثبات نکاح کے شرعاً کافی ہے یا نہین *

شہادت نکاح کی تعریف *

ج - یہہ شہادت واسطے ثبوت ادائے رسم نکاح کے شرعاً کافی نہین ہے کیونکہ مختلف گواہ مختلف امور بیان کرتے ہین اور کوئی امر خاص بہ ثبوت ادا ہونے رسم مذکور کے گواہان تعداد معینہ سے بالاتفاق ثابت نہین ہے * ‡

وغیرہ سے ہوتا ہے - اصول دعاوی وغیرہ دفعہ ۲۱ *

† اصول دعاوی وغیرہ دفعہ ۲۲ *

‡ یہہ امر صرف مسئلہ شہادت سے متعلق ہے گواہون کا اظہار واسطے ثبوت ظن قویہ نکاح کے بلا شک ثبوت کافی تصور کیا جاتا اور اسکے ذریعہ سے جملہ حقوق متعلقہ نکاح حاصل ہوتے لیکن گو نکاح کا ظن قوی کہ اسقدر شرعاً کافی ہے شہادت سے باعتبار کل حاصل ہوا لیکن باوجود اس کے بہی وہ شہادت واسطے ثبوت صرف ایک امر خاص نوع نکاح کے کافی تصور نہ کی گئی اور اصول نظائر متعلقہ نکاح سے واضح ہوگا کہ جو تعبیر اس جگہہ قائم کی گئی ہے تائید اسکی جمیع مسائل نکاح سے ہوتی ہے *

مقدمہ ۱۴

اگر ایک فریق قبل فیصلہ مقدمہ کے وفات پا جاوے تو بلا نالش کاروائی جدید کے مقدمہ بمقابلہ اسکے وارثون کے تجویز ہو سکتا ہے

س - ایک مقدمہ اپیلانٹ بحالت دائر رہنے اور قبل الانفصال ہونے مقدمہ کے مر گیا پس مقدمہ کا فیصلہ بمقابلہ اسکے وارثون کے ہونا چاہیے یا نہین اور اگر رسپانڈنٹ کا استحقاق ثابت ہو تو اپیلانٹ کے وارث بابت ایفاء دعوی کے ذمہ وار ہین یا نہین یا رسپانڈنٹ پر دائر کرنا نالش جدید کا اپیلانٹ کے وارثون پر لازم ہوگا +

ج - مقدمہ بمقابلہ اپیلانٹ کے وارثون کے کہ وے اسکے قائم مقام ان جائز مین تجویز ہونا چاہیے اور اگر رسپانڈنٹ کا استحقاق ثابت ادر نالش بابت کسی خاص شے کے ہو تو وہ رسپانڈنٹ کو دلادی جاے یا اگر دعوی زر نقد کا ہو تو وہ اپیلانٹ کے ترکہ سے وصول کرا دیا جاے اور اپیلانٹ کے وارثون پر دائر کرنا نالش جدید کا ضرور نہین ہے +

مقدمہ ۱۵

بغرض شناخت عورت پردہ نشین کے یہہ ضرور ہے کہ منجملہ ان گواہون کے جنکے روبرو اسنے دستخط ثبت کیے ہون ایک گواہ بینا ہو

س ۱ - ایک عورت نے پردہ کے پیچھے بیٹھ کر اپنا ہاتھ پردہ سے باہر نکالا اور بسماعت گواہون کے ایک دستاویز پر دستخط کرکے یہہ کہا کہ مینے یہہ دستاویز اپنے شوہر کے نام تحریر کی اور گواہ وقت طلب ہونے واسطے ثبوت دستاویز کے مظہر ہوئے کہ ہمنے دستاویز پر مسماۃ کے کہنے سے تصدیق ثبت کی تہی اور ہم مسماۃ کو بوجہہ اس کے پردہ نشین ہونیکے صورت سے نہین پہچانتے بلکہ اسکی آواز سے بہی آگاہ نہین ہین ایسی صورت مین ایسے گواہون کی شہادت بغرض ثبوت اس امر کے کہ اس عورت نے دستاویز پر دستخط کیے وہ فی الواقع شخص مذکور کی زوجہ ہے شرعاً کافی ہے یا نہین +

ج ۱ - اگر منجملہ گواہون کے کسی گواہ نے عورت کو اپنی آنکہہ سے دیکہا ہو اور دیگر گواہون کو گواہ مذکور کی اس تصدیق پر بنا اتفاق اطمینان ہو کہ عورت مذکورہ فی الحقیقت اس شخص کی زوجہ ہے جسکے نام دستاویز تحریر ہوئی تو انکی شہادت واسطے ثبوت شناخت عورت کے کافی ہوگی لیکن اگر ایک گواہ نے بہی اسے نہ دیکہا ہو تو صرف اسکی آواز کے سننے سے شہادت کافی نہ سمجہی جائیگی +

س ۲ - اگر یہہ فرض کیا جاے کہ اس عورت پردہ نشین کو جسنے اپنے دستخط دستاویز پر ثبت کیے صرف ایک عورت نے دیکہا تہا اور بقیہ گواہون کو اسکے بیان پر اعتبار ہوا تو شہادت انکی ایسی صورت مین کافی ہوگی یا نہین +

یہہ ضرور ہے کہ گواہ مذکر ہو +

ج ۲ - امر مذکورہ بالا ان شخصون کی گواہی سے ثابت نہین ہو سکتا جنہون نے زن پردہ نشین کو اپنی آنکہہ سے نہین دیکہا بلکہ اس عورت کے بیان پر اعتبار کیا جسنے اسکو دیکہا تہا لیکن اگر گواہون مین سے بجاے عورت کے کسی مرد نے زن پردہ نشین کو دیکہا ہوتا تو شہادت موید بقیہ گواہون کی کافی ہوتی + †

† ماصول دعاوی وغیرہ دفعہ ۹ +

تمت بالخیر

ضمیمہ —— وراثت

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۱	شاہ اسحق مفلس بنام منیب الحق	عدالت اپیل پٹنہ	۲۲ اگست ۱۸۱۹ء
۲	مسماۃ بی بی کانو بنام علی شاہ	ضلع علیگڈھ	۲۰ جولائی ۱۸۱۶ء
۳	مسماۃ ناسو بنام خادم علی	ضلع بہار	۲۱ جولائی ۱۸۱۴ء
۴	بجو وغیرہ بنام مسماۃ الہی بیگم	ضلع بریلی	۵ ستمبر ۱۸۲۱ء
۵	وجیہہ النساخانم وغیرہ بنام مرزا حسین علی	صدر دیوانی عدالت	۵ دسمبر ۱۸۰۸ء
۶	بستی خان مفلس بنام مینا بی بی	ضلع ہوگلی	۷ مارچ ۱۸۱۵ء
۷	شاہ ابادی بنام شاہ علی نقی	صدر دیوانی عدالت	۱۴ جولائی ۱۸۰۳ء
۸	" " +	عدالت اپیل کلکتہ	۱۳ اگست ۱۸۲۱ء
۹	مسماۃ بدلی بنام روشن	شہر بنارس	۵ جنوری ۱۸۱۵ء
۱۰	سدا بنام فقیرا وغیرہ	ضلع بریلی	۲۱ ستمبر ۱۸۱۸ء
۱۱	بی بی جان عرف بی بی منیضہ بنام فیض خان وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۱۱ مئی ۱۸۲۱ء
۱۲	منور النسا وغیرہ بنام زمان خان وغیرہ	عدالت اپیل بریلی	۲۳ نوامبر ۱۸۲۰ء
۱۳	مسماۃ شرف النسا وغیرہ بنام امامی خانم	شہر مرشد آباد	۱۶ اپریل ۱۸۱۳ء
۱۴	مسماۃ بہیکن مفلس بنام میر جعفر وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۲۹ جولائی ۱۸۱۴ء
۱۵	مسماۃ منی بنام طاہر وغیرہ	ضلع بریلی	۱۹ مئی ۱۸۱۹ء
۱۶	رحیم علی بنام شاہ شمس الدین وغیرہ	ضلع شاہ آباد	۲۶ اپریل ۱۸۱۰ء
۱۷	واجد شاہ وغیرہ بنام امام خان وغیرہ	ضلع فرخ آباد	۲۰ جولائی ۱۸۱۸ء
۱۸	مسماۃ جوہر بنام مہر علی	عدالت اپیل پٹنہ	۷ ستمبر ۱۸۱۹ء
۱۹	مسماۃ منی بنام طاہر وغیرہ	ضلع بریلی	۱۹ مئی ۱۸۱۹ء
۲۰	فرزند علی بنام مرزا اسلا حسین	ضلع سارن	۲۱ ستمبر ۱۸۱۲ء
۲۱	" " +	ضلع چوبیس پرگنہ	۹ فروری ۱۸۱۹ء
۲۲	ظہور النسا وغیرہ بنام مہدی علی خان	عدالت اپیل پٹنہ	۱۵ اپریل ۱۸۱۴ء
۲۳	محمد امین الدین خان بنام	+	+
	محمد حسین الدین خان	عدالت اپیل ڈھاکہ	۶ نوامبر ۱۸۲۱ء
۲۴	شیخ فصیح اللہ بنام میر منور علی وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۲۰ جولائی ۱۸۱۴ء
۲۵	جمرو وغیرہ بنام باچو وغیرہ	شہر پٹنہ	۱۶ جولائی ۱۸۰۷ء
۲۶	مرزا شمس الدین وغیرہ بنام مسماۃ رجو وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۱۹ مئی ۱۸۱۴ء
۲۷	متو بی بی وغیرہ بنام برکت اللہ وغیرہ	ضلع بردوان	۲۶ دسمبر ۱۸۲۱ء
۲۸	شیخ احمد بنام مناجان وغیرہ	ضلع چٹگانون	۳۰ جولائی ۱۸۲۱ء
۲۹	مرزا صدر الدین بنام میر شاہ علی	ضلع شاہ آباد	۷ نوامبر ۱۸۰۷ء
۳۰	وجیہہ النساخانم وغیرہ بنام مرزا حسین علی	صدر دیوانی عدالت	۵ دسمبر ۱۸۰۸ء
۳۱	مطیع اللہ بنام محمد قاتل وغیرہ	ضلع ندیا	۱۲ مارچ ۱۸۱۷ء
۳۲	شیخ جبیتو بنام شیخ جبلہ	شہر ڈھاکہ	۱۳ جولائی ۱۸۱۵ء
۳۳	" " +	شہر چٹگانون	۴ جنوری ۱۸۱۶ء
۳۴	مسماۃ رحیمن بنام مسماۃ نورن وغیرہ	شہر مرشد آباد	۲۰ اپریل ۱۸۱۹ء
۳۵	حسرت اللہ خان بنام سید مرتضیٰ خان	ضلع چوبیس پرگنہ	۱۸ جولائی ۱۸۰۷ء
۳۶	نظام الدین بنام مسماۃ عزت وغیرہ	عدالت اپیل بریلی	۲۹ نوامبر ۱۸۲۰ء
۳۷	" " +	ضلع چٹگانون	۲۷ جون ۱۸۱۷ء
۳۸	مسماۃ چاند بی بی بنام محمد تقی	صدر دیوانی عدالت	۲۷ اگست ۱۸۱۲ء
۳۹	محمد حافظ بنام محمد نواز	ضلع میمن سنگھ	۴ جون ۱۸۱۷ء
۴۰	زمان بی بی وغیرہ بنام رمضان علی وغیرہ	ضلع باقر گنج	۲۴ دسمبر ۱۸۲۱ء
۴۱	مسماۃ عقیدہ خانم بنام مرزا جہجو	شہر ڈھاکہ	۱۳ مئی ۱۸۰۳ء
۴۲	احمد اللہ بنام در علی وغیرہ	ضلع ہوگلی	۱۹ جولائی ۱۸۲۰ء
۴۳	" " +	ضلع ہوگلی	۱۵ مارچ ۱۸۱۹ء
۴۴	محمد زمان بنام درباری سہائی	ضلع میمن سنگھ	۲ اکتوبر ۱۸۲۰ء
۴۵	جیت داس بنام روشن	شہر بنارس	[illegible] ۱۸۱۵ء

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۴۶	امیر علی بنام بہادر حسین وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۲۷ مارچ سنہ ۱۸۱۸ء
۴۷	مانک چند بنام تلوک سنگھ وغیرہ	ضلع سلہٹ	۲۷ فروری سنہ ۱۸۲۲ء
۴۸	سماۃ نبیرہ بی بی بنام شیخ شجاع الدین	عدالت اپیل کلکتہ	۱۳ ستمبر سنہ ۱۸۱۷ء
۴۹	〃 〃 〃	ضلع میمن سنگھ	۱۷ مارچ سنہ ۱۸۱۷ء
۵۰	امداد علی بنام محمد کاظم وغیرہ	ضلع بردوان	۲۶ نوامبر سنہ ۱۸۲۱ء
۵۱	کنور رتن سنگھ بنام فیض اللہ وغیرہ	ضلع بریلی	۲۱ جولائی سنہ ۱۸۱۴ء
۵۲	〃 〃 〃	ضلع میمن سنگھ	۳۱ مارچ سنہ ۱۸۱۴ء
۵۳	فیض الدین وغیرہ بنام رفیق وغیرہ	ضلع چوبیس گنہ	۱۵ دسمبر سنہ ۱۸۰۹ء
۵۴	سماۃ بہلو بنام معتیم وغیرہ	ضلع چٹگاؤن	۱۵ جنوری سنہ ۱۸۲۱ء
۵۵	مانک جہان بنام شہامت علی خان	عدالت اپیل پٹنہ	۲۰ جولائی سنہ ۱۸۱۵ء
۵۶	امام بخش وغیرہ بنام منو بی بی	ضلع بردوان	۲۳ اگست سنہ ۱۸۲۱ء
۵۷	سید عبد العلی بنام سید غلام احمد	ضلع جگیلدہ	۱۰ مئی سنہ ۱۸۱۶ء
۵۸	نصرت اللہ خان بنام لحاظ الدین وغیرہ	ضلع ہوگلی	۲۶ مارچ سنہ ۱۸۱۷ء
۵۹	سدا بنام فقیرا وغیرہ	ضلع بریلی	۲۱ ستمبر سنہ ۱۸۱۸ء
۶۰	غلام امام عین اللہ بنام سماۃ ستیا	عدالت اپیل پٹنہ	۱۸ مئی سنہ ۱۸۱۴ء
۶۱	〃 〃 〃	ضلع بردوان	۲۴ اگست سنہ ۱۸۰۶ء
۶۲	غلام حسین بنام سماۃ زینب بی بی	صدر دیوانی عدالت	۸ جون سنہ ۱۸۱۰ء
۶۳	غلام محی الدین وغیرہ بنام امید علی وغیرہ	عدالت اپیل ڈھاکہ	۳ ستمبر سنہ ۱۸۱۷ء
۶۴	قمر علی وغیرہ بنام بصیر محمد	ضلع چٹگانون	۱۷ فروری سنہ ۱۸۰۹ء
۶۵	شمس الدین وغیرہ بنام سلیم الدین وغیرہ	ضلع باقرگنج	یکم ستمبر سنہ ۱۸۰۳ء
۶۶	〃 〃 〃	ایضاً	〃
۶۷	سید کاظم بنام بی بی منیا	ایضاً	〃
۶۸	[illegible] بیگ بنام سماۃ رسن و غلام حسین	ضلع بریلی	۳ فروری سنہ ۱۸۰۷ء
۶۹	سماۃ حیاتی خانم بنام گلشن خانم و مرزا مہدی	صدر دیوانی عدالت	۳۱ جولائی سنہ ۱۸۰۷ء
۷۰	شریف النسا بنام حقیر النسا وغیرہ	ایضاً	۱۶ نوامبر سنہ ۱۸۲۲ء
۷۱	کالیخان بنام سماۃ ڈکو بی بی	عدالت اپیل ڈھاکہ	۱۹ مارچ سنہ ۱۸۰۵ء
۷۲	گلزاری وغیرہ بنام لال جی مل	ضلع مراداباد	〃
۷۳	کرامت خان وغیرہ بنام خیراتی وغیرہ	ضلع فرخ آباد	۲ اپریل سنہ ۱۸۲۰ء
۷۴	سماۃ رحیمن بنام سماۃ نورن وغیرہ	شہر مرشدآباد	۲۰ اپریل سنہ ۱۸۱۸ء
۷۵	سماۃ نجبا بی بی بنام سماۃ عیوض وغیرہ	ضلع جسور	۲۶ اگست سنہ ۱۸۱۹ء
۷۶	مان بی بی بنام کبیرن	شہر پٹنہ	۳ نوامبر سنہ ۱۸۰۷ء
۷۷	مصری خانم و عصمت النسا بنام مرزا احسن بیگ وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۱۹ جون سنہ ۱۸۱۶ء
۷۸	سماۃ امینا بی بی بنام سماۃ گلبدن	شہر ڈھاکہ	۲۵ اپریل سنہ ۱۸۱۴ء
۷۹	سماۃ بہیکن مفلس بنام للو ورت رام	عدالت اپیل پٹنہ	۲۲ مارچ سنہ ۱۸۱۳ء
۸۰	عمر دراز بنام فرزان بی بی	ضلع باقرگنج	〃
۸۱	رمضان علی بنام محمد زمان وغیرہ	ضلع چٹگانون	۲۳ مئی سنہ ۱۸۲۲ء
۸۲	سماۃ دہنیان بنام سماۃ ملکی	شہر بنارس	۴ جون سنہ ۱۸۲۱ء
۸۳	کمیا بی بی بنام مہتاب الدین وغیرہ	ضلع چٹگانون	۶ فروری سنہ ۱۸۱۷ء
۸۴	جمیل النسا بنام محفوظ علی وغیرہ	ضلع علیگڈہ	۱۹ اگست سنہ ۱۸۱۳ء
۸۵	محمد واثق وغیرہ بنام محمد امیر وغیرہ	ضلع باقرگنج	۱۳ فروری سنہ ۱۸۲۱ء
۸۶	سماۃ ننو بنام خادم علی	ضلع بہار	۱۲ جولائی سنہ ۱۸۱۸ء
۸۷	ثناء اللہ بنام سماۃ پہول بی بی وغیرہ	ضلع چٹگانون	۱۲ جولائی سنہ ۱۸۱۶ء
۸۸	〃 〃 〃	عدالت اپیل بریلی	۱۸ اپریل سنہ ۱۸۲۱ء
۸۹	〃 〃 〃	ضلع علیگڈہ	۲۷ اپریل سنہ ۱۸۱۳ء
۹۰	مراد خان بنام کریم خان	شہر مرشدآباد	۱۷ اپریل سنہ ۱۸۰۹ء
۹۱	سماۃ زلیخا وغیرہ بنام سماۃ [illegible] بی بی	ضلع چٹگانون	۷ ستمبر سنہ ۱۸۲۴ء

بیع

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۱	ساۃ فہیدہ وغیرہ بنام بیچو پرے	ضلع سارن	۱۶ جولائی سنہ ۱۸۲۱ء
۲	نصرت اللہ خان بنام لحاظ الدین وغیرہ	ضلع ہوگلی	۲۶ مارچ سنہ ۱۸۱۷ء
۳	جہان النساء بنام ملیح الدین	صدر دیوانی عدالت	۳۰ مئی سنہ ۱۸۱۸ء
۴	شنگو وسلیا بنام پران کشن	ضلع باقرگنج	+
۵	ساۃ شنکو بنام میر فرزند علی	شہر پٹنہ	۱۲ دسمبر سنہ ۱۸۲۰ء
۶	مہادیوا گندہ بنام ساۃ عشورن	شہر ڈھاکہ	۲ جولائی سنہ ۱۸۲۰ء
۷	شیخ برکت اللہ بنام خوبی وغیرہ	شہر پٹنہ	۳۱ جون سنہ ۱۸۱۸ء
۸	کشن سنگہ بنام سنگلا	ضلع فرخ آباد	۳ فروری سنہ ۱۸۱۷ء
۹	ساۃ بی بن بنام فیضن وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۲۷ جولائی سنہ ۱۸۱۰ء
۱۰	ساۃ ظہور النساء وغیرہ بنام مہدی علی خان وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۵ اپریل سنہ ۱۸۱۴ء
۱۱	رحم علی بنام شاہ شمس الدین	ضلع شاہ آباد	۲۶ اپریل سنہ ۱۸۱۸ء
۱۲	ساۃ خود بدولت وغیرہ بنام ساۃ حفظ النساء	+	+
۱۳	عبد النبی بنام سالگرام وغیرہ	ضلع فرخ آباد	۱۰ مارچ سنہ ۱۸۱۳ء
۱۴	محمد تقی بنام محمد سجدہ وغیرہ	ضلع بیربھوم	۲۷ نومبر سنہ ۱۸۱۵ء
۱۵	شیخ معین الدین بنام لال بی بی	ضلع ہوگلی	۳۱ جولائی سنہ ۱۸۲۳ء

شفع

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۱	دواؤ امراؤ سنگہ بنام دیوان حیات سنگہ	ضلع شاہ آباد	۲۳ مارچ سنہ ۱۸۲۱ء
۲	شیر خان وغیرہ بنام شہامت علی	ضلع چٹگانون	۸ جون سنہ ۱۸۱۷ء
۳	رادہاکشن تیواری بنام دہکو و بناک	شہر پٹنہ	۱۸ مارچ سنہ ۱۸۲۰ء
۴	بہوانی پرشاد بنام شیخ کریم	ضلع تپرہ	۹ جنوری سنہ ۱۸۱۶ء
۵	محمد مدار وغیرہ بنام ساۃ نورن بی بی	ضلع چٹگانون	۱۹ مئی سنہ ۱۸۲۴ء
۶	شہامت اللہ بنام محمد سمیع وغیرہ	عدالت اپیل ڈھاکہ	۲۸ دسمبر سنہ ۱۸۲۰ء
۷	محمد زماں بنام محمد اشرم وغیرہ	ضلع چٹگانون	۴ مارچ سنہ ۱۸۱۷ء
۸	گنا مین جیجی نداس وارث لچھمن داس بنام بجبجو وغیرہ	شہر پٹنہ	۱۴ اپریل سنہ [illegible]
۹	حسنو بنام منور خان وہلاس	ضلع شاہ آباد	۹ اپریل سنہ ۱۸۱۲ء

ہبہ

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۱	+	ضلع بندیل کھنڈ	+
۲	فرخ النساء بیگم بنام میر عبد الکریم	عدالت اپیل پٹنہ	۱۰ جنوری سنہ ۱۸۱۷ء
۳	بیجو وغیرہ بنام ساۃ الہی بیگم	ضلع بریلی	۵ ستمبر سنہ ۱۸۲۱ء
۴	ساۃ ہیکن بیفاس بنام اللہ ودود شداد	عدالت اپیل پٹنہ	۲۲ مارچ سنہ ۱۸۱۴ء
۵	ساۃ منیفہ وغیرہ بنام منیف اللہ وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۱۰ جنوری سنہ ۱۸۱۹ء
۶	سید البخت بنام خواجہ اراتون	ضلع باقرگنج	۱۶ ستمبر سنہ ۱۸۲۰ء
۷	ساۃ خوبن بنام اصغر علی	عدالت اپیل پٹنہ	۲۹ جنوری سنہ ۱۸۱۷ء
۸	شیخ محمد علی بنام ساۃ حبیبہ وغیرہ	ضلع شاہ آباد	۲۸ مارچ سنہ ۱۸۱۲ء
۹	ساۃ سید النساء بیگم وغیرہ بنام ساۃ ہما جان	ضلع بیربھوم	۲۷ ستمبر سنہ ۱۸۲۲ء
۱۰	غلام نجف خان بنام شہامت علی خان وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۲۰ جولائی سنہ ۱۸۱۵ء
۱۱	دیندار خان بنام غلام حسین خان	ضلع فرخ آباد	۱۹ ستمبر سنہ ۱۸۱۷ء
۱۲	ساۃ صغیرا وغیرہ بنام غلام نبی خان وغیرہ	ضلع بیربھوم	۷ مئی سنہ ۱۸۱۸ء
۱۳	ساۃ حمیدہ بنام امام بخش	عدالت اپیل پٹنہ	۲۸ ستمبر سنہ ۱۸۱۸ء
۱۴	بخشو خلیفہ وغیرہ بنام بیجو	ضلع چٹگانون	۳ اپریل سنہ ۱۸۱۵ء
۱۵	ساۃ بی بی ہمیدہ بنام ساۃ بی بی حفیظہ	ضلع شاہ آباد	۱۰ جولائی سنہ ۱۸۰۵ء
۱۶	صورت جنگ خان بنام نعمت اللہ خان	عدالت اپیل بریلی	۱۱ مئی سنہ ۱۸۲۰ء
۱۷	تارا بی بی بنام عینو بی بی	ضلع ہوگلی	۶ ستمبر سنہ ۱۸۲۳ء
۱۸	کشن چند نندی بنام ساۃ لطف النساء وغیرہ	شہر ڈھاکہ	۲۲ اپریل سنہ ۱۸۱۵ء
۱۹	احسن علی بنام ارجمن وغیرہ	ضلع شاہ آباد	۲۱ اگست سنہ ۱۸۱۰ء
۲۰	غلام عباس بنام کالی وغیرہ	ضلع بریلی	[illegible]
۲۱	ساۃ چاند بی بی وغیرہ بنام محمد تقی	صدر دیوانی	[illegible]

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۲۳	سماۃ منتورہ وغیرہ بنام سماۃ پیاری وغیرہ	ضلع شاہ آباد	۷ دسمبر ۱۸۲۰ء
۲۴	سماۃ بنو بی بی وغیرہ بنام فخر الدین	صدر دیوانی عدالت	۱۹ اپریل ۱۸۱۶ء
	وصیت		
۱	خیرات علی بنام ممتاز علی وغیرہ	ضلع الہ آباد	۱۲ دسمبر ۱۸۲۱ء
۲	〃 〃 〃	شہر پٹنہ	۱۷ اگست ۱۸۱۳ء
۳	سماۃ ارجمنی بیگم بنام فیض اللہ	عدالت اپیل پٹنہ	۲۵ مارچ ۱۸۲۲ء
۴	محمد حضور بنام بہرام خان	شہر ڈھاکہ	۱۲ ستمبر ۱۸۰۹ء
۵	سماۃ عشورن بنام امام بخش وغیرہ	ضلع بہار	۱۷ مارچ ۱۸۱۷ء
	نکاح و مہر و طلاق و نسب		
۱	بنی بیگم بنام محمد عاشق	ضلع باقر گنج	۲۶ جولائی ۱۸۱۰ء
۲	〃 〃 〃	ضلع بندیل کھنڈ	〃
۳	سمرقندی بی بنام امداد خان	ضلع سلہٹ	۸ فروری ۱۸۲۲ء
۴	سماۃ صاحب بانو بنام کبیر محمد	ضلع چٹاگانون	۲۴ فروری ۱۸۲۱ء
۵	میر شریف علی وغیرہ بنام محمد حسین وغیرہ	ضلع علیگڈھ	۱۸ مئی ۱۸۱۰ء
۶	دیندار خان بنام ورثاء [illegible]	ضلع فرخ آباد	۱۹ ستمبر ۱۸۱۷ء
۷	〃 〃 〃	ضلع ہوگلی	۱۷ اگست ۱۸۱۹ء
۸	〃 〃 〃	ضلع بندیل کھنڈ	〃
۹	〃 〃 〃	ایضاً	〃
۱۰	شرف النساء بنام خضر النساء وغیرہ	صدر دیوانی عدالت	۱۶ نومبر ۱۸۲۲ء
۱۱	غلام حسین علی بنام سماۃ زینب بی بی مادر نابالغ ہمت علی	ایضاً	۸ جون ۱۸۰۱ء
۱۲	〃 〃 〃	〃	〃
۱۳	سماۃ صاحب جی بیگم بنام	ضلع ہوگلی	۲۵ جنوری ۱۸۲۲ء

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۱۴	سمرجند وغیرہ بنام امداد خان	ضلع سلہٹ	۲۲ مئی ۱۸۱۸ء
۱۵	علی مظفر خان بنام ولی خان وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۹ مئی ۱۸۱۲ء
۱۶	کبیر الدین احمد بنام عصمت بی بی	ایضاً	۲۴ مئی ۱۸۱۷ء
۱۷	سماۃ یاورا بنام امام بخش صوبہ دار وغیرہ	ضلع چوبیس پرگنہ	۱۰ ستمبر ۱۸۱۹ء
۱۸	سماۃ روپو بنام سماۃ بداموں	شہر پٹنہ	۹ ستمبر ۱۸۱۸ء
۱۹	سید ابراہیم علی بنام بھگونت سنگھ	ضلع بہار	۲۰ فروری ۱۸۱۲ء
۲۰	سماۃ کریم النساء مفلس بنام رحم علی	عدالت اپیل پٹنہ	۳۱ جولائی ۱۸۱۲ء
۲۱	موتی بی بی بنام نبتی بی بی	شہر ڈھاکہ	۲۵ جنوری ۱۸۱۳ء
۲۲	محبت جنگ خان بنام سماۃ زینبن وغیرہ	عدالت اپیل بریلی	۲۳ دسمبر [illegible]
۲۳	مان سنگھ رائے بنام میرزا و سماۃ بہو خانم	ضلع فرخ آباد	۲۵ اپریل ۱۸۱۷ء
۲۴	غلام منصور بنام وجیہ بی بی	ضلع بردوان	۱۰ جولائی ۱۸۱۳ء
۲۵	غلام امام و عین اللہ بنام سماۃ سیتا	عدالت اپیل پٹنہ	۱۸ مئی ۱۸۱۴ء
۲۶	〃 〃 〃	ضلع باقر گنج	۱۲ جنوری ۱۸۱۷ء
۲۷	رحم علی بنام شاہ شمس الدین وغیرہ	ضلع شاہ آباد	۲۶ اپریل ۱۸۱۰ء
۲۸	〃 〃 〃	ضلع بندیل کھنڈ	〃
۲۹	〃 〃 〃	صدر دیوانی عدالت	〃
۳۰	محمد علی خان بنام نصیر الدین علی خان وارث جاریہ بیگم متوفیہ 〃	〃	〃
۳۱	سماۃ ظہورن بنام شمشیر خان	ضلع ہوگلی	۱۴ نومبر ۱۸۲۱ء
۳۲	میر نجیب اللہ خان بنام دردانہ خاتون	عدالت اپیل پٹنہ	۵ جنوری [illegible]
۳۳	بہادر خان و نور بی بی بنام کریم بخش	ضلع چوبیس پرگنہ	۲۲ اپریل ۱۸۱۸ء
۳۴	نبیہ بیگم بنام محمد عاشق	ضلع باقر گنج	۲۵ اپریل ۱۸۰۹ء
۳۵	غلام حسین علی بنام زینب بی بی	صدر دیوانی عدالت	۸ جون [illegible]

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۳۶	مشرف خان وغیرہ بنام رام نرسنگھ	ضلع میمن سنگھ	۲۲ مئی سنہ ۱۸۱۷ء
۳۷	وجیہ النساء خانم بنام حسن علی	صدر دیوانی عدالت	۵ دسمبر سنہ ۱۸۱۸ء
۳۸	پیرن بی بی بنام عمدہ خانم	عدالت اپیل ڈھاکہ	۹ ستمبر سنہ ۱۸۱۶ء
۳۹	مساۃ چاند بی بی وغیرہ بنام پیر محمد	شہر ڈھاکہ	۲۵ اپریل سنہ ۱۸۱۵ء
۴۰	مساۃ چاند بی بی بغلس بنام میر ناصر علی	عدالت اپیل پٹنہ	۱۲ اگست سنہ ۱۸۲۴ء
۴۱	مساۃ خوب دولت وغیرہ بنام مسماۃ حفیظ النساء وغیرہ	ضلع مرادآباد	+
۴۲	مساۃ نوازا بنام محمد جوان	ضلع چٹگانون	۷ رجب سنہ ۱۲۲۴
۴۳	جھجو وغیرہ بنام مساۃ الہی بیگم	ضلع بریلی	۵ ستمبر سنہ ۱۸۲۱ء
۴۴	مساۃ نور بی بی بنام امیر محمد	ضلع چٹگانون	۱۹ اپریل سنہ ۱۸۱۵ء
۴۵	+	ضلع سلہٹ	۱۹ جولائی سنہ ۱۸۲۲ء
۴۶	+	ضلع ہوگلی	۲۲ دسمبر سنہ ۱۸۱۹ء
۴۷	مرزا جان وغیرہ بنام اعظم علی وغیرہ	صدر دیوانی عدالت	۲۰ مارچ سنہ ۱۸۲۰ء
۴۸	جیون خان صوبہ دار بنام مرزا شیر علی	ضلع چٹگانون	۲۱ اپریل سنہ ۱۸۱۸ء
	ولایت ونابالغی		
۱	محمد سخی بنام بصیر محمد	ضلع چٹگانون	۷ جولائی سنہ ۱۸۲۱ء
۲	اکبر خان بنام مراد اللہ وغیرہ	ضلع بریلی	۳۱ مئی سنہ ۱۸۱۹ء
۳	محمد کاظم بنام قمرصہ بی بی	ضلع سلہٹ	۸ جولائی سنہ ۱۸۲۱ء
۴	مساۃ سید النساء بیگم وغیرہ بنام مساۃ صاحب جان وغیرہ	ضلع بیربھوم	۲۰ دسمبر سنہ ۱۸۲۲ء
۵	خواجہ ابو محمد خان بنام خواجہ برکت اللہ خان	صدر دیوانی عدالت	۲۰ فروری سنہ ۱۸۱۵ء
۶	عظمت اللہ بنام رام بہادر	ضلع چٹگانون	۲۲ ستمبر سنہ ۱۸۱۵ء
	رقیت		
۱	+	عدالت اپیل بریلی	۹ مئی سنہ ۱۸۱۸ء

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۲	+	نظامت عدالت	۲۸ [illegible] سنہ ۱۸۱۸ء
۳	دیندار خان بنام غلام حسین خان	ضلع فرخ آباد	۱۹ ستمبر سنہ [illegible]
۴	+	ضلع مرادآباد	۳ جولائی سنہ ۱۸۱۸ء
۵	مساۃ منکو بنام حسین علی وغیرہ	ضلع سہارنپور	۲۹ جولائی سنہ ۱۸۰۸ء
۶	مساۃ سبحانی بنام مساۃ شتابن	ضلع شاہ آباد	۱۸ نومبر سنہ ۱۸۱۶ء
۷	مداری خان بنام خیراتی خان	عدالت اپیل بریلی	۷ مئی سنہ ۱۸۱۷ء
۸	قاضی سعید الدین بنام یوسف وغیرہ	ضلع ٹپیرہ	۱۸ نومبر سنہ ۱۸۱۵ء
۹	مساۃ کریم النساء بنام زہرہ	ضلع بریلی	یکم نومبر سنہ ۱۸۲۰ء
۱۰	مساۃ جانی بنام طاہر	ضلع چٹگانون	یکم دسمبر سنہ ۱۸۱۷ء
۱۱	+	ضلع بندیل کھنڈ	۱۸ ستمبر سنہ ۱۸۱۲ء
	وقف		
۱	سید شاہ غلام نجف بنام روشن بی بی	ضلع ہوگلی	۹ مارچ سنہ ۱۸۱۹ء
۲	جگن ناتھ جیبر سجی بنام گوربہتر وغیرہ	ایضاً	۶ جون سنہ ۱۸۱۶ء
۳	+	ضلع اگرہ	۲۱ جون سنہ ۱۸۱۳ء
۴	مساۃ حیات النساء وعبد اللہ بنام فخر الاسلام	صدر دیوانی عدالت	۱۰ جون سنہ ۱۸۱۵ء
۵	حسین بخش وغیرہ بنام خیر اللہ	ضلع شاہ آباد	۱۴ مارچ سنہ ۱۸۱۹ء
۶	مساۃ کلو بنام اسد علی شاہ	شہر مرشدآباد	۱۳ جولائی سنہ ۱۸۱۹ء
۷	شیخ مرتضیٰ وغیرہ بنام شیخ محمد باقر وغیرہ	ضلع اگرہ	۹ جنوری سنہ ۱۸۱۵ء
۸	ایضاً ایضاً	عدالت اپیل بریلی	۲۱ مئی سنہ ۱۸۱۴ء
۹	+	ضلع بندیل کھنڈ	۱۲ نومبر سنہ ۱۸۱۴ء
۱۰	شیخ بھیکن بنام شیخ بہادر	ضلع بیربھوم	۱۸ مئی سنہ ۱۸۱۸ء
	دیون وکفالت		
۱	قرض خواہان کلب علی خان متوفی بنام ورثا کلب علی خان متوفی	ضلع اگرہ	۲۷ جون سنہ ۱۸۰۵ء

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۲	بستی خان مفلس بنام مینا بی بی	ضلع ہوگلی	۷ مارچ سنہ ۱۸۱۵ع
۳	+ " "	ضلع بندیل کہنڈ	+
۴	جیون لال بنام آبادی خان وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۱۴ فروری سنہ ۱۸۱۴ع
۵	قاضی عزیز الدین بنام علی رضا و عزت النسا	ضلع بریلی	۱۰ جنوری سنہ ۱۸۱۷ع
۶	سوتی رام بنام ناہر وغیرہ	ضلع علیگڈہ	۲۸ ستمبر سنہ ۱۸۰۶ع
۷	رام شنکر رائے بنام جیجے بی بی وغیرہ	ضلع باقر گنج	+
۸	سماۃ جگن بنام مرزا یوسف بیگ	عدالت اپیل پٹنہ	۲۱ فروری سنہ ۱۸۱۴ع
۹	علی اسمعیل خان بنام بہولا ناتہہ	شہر پٹنہ	۲۴ ستمبر سنہ ۱۸۱۵ع
۱۰	سماۃ فاطمہ بنام امام بخش و رحیم بخش	عدالت اپیل پٹنہ	۴ فروری سنہ ۱۸۱۴ع

دعاوی اور معاملات عدالت کے بیان مین

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۱	ہیجار وغیرہ بنام جانو بی بی وغیرہ	شہر ڈہاکہ	۱۵ فروری سنہ ۱۸۱۵ع
۲	چتر سال نراین بنام بیجناتہہ نراین وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۳ نومبر سنہ ۱۸۱۴ع

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۳	محمد سمیع چودہری بنام سماۃ نمیرہ بی بی وغیرہ	ضلع تپیرہ	۷ فروری سنہ ۱۸۱۶ع
۴	سماۃ دینا بی بی بنام سماۃ سعدی بی بی	شہر ڈہاکہ	۴ مئی سنہ ۱۸۱۰ع
۵	کیوان این بنام محمد [illegible] وغیرہ	ضلع سلہٹ	۲۰ جون سنہ ۱۸۱۶ع
۶	راجہ علی بخش خان بنام قائم بی بی	صدر دیوانی عدالت	۳۰ جولائی سنہ ۱۸۰۷ع
۷	سماۃ جان بی بی بنام حکیم واحد علی	عدالت اپیل بریلی	۱۹ جولائی سنہ ۱۸۱۹ع
۸	+ " "	ضلع سارن	+
۹	نظام الدین بنام گوبند رائے وغیرہ	ضلع سہارنپور	۹ مارچ ۱۳ [illegible]
۱۰	میر نجیب اللہ خان بنام دردانہ خاتون	عدالت اپیل پٹنہ	+
۱۱	حکیم احمد علی خان مفلس بنام سماۃ جان بی بی	صدر دیوانی عدالت	۲۳ مئی سنہ ۱۸۲۱ع
۱۲	منہاج الدین بنام شاہ علی نقی	ایضاً	۱۴ جولائی سنہ ۱۸۰۳ع
۱۳	سراج الدین وغیرہ بنام عولی	عدالت اپیل پٹنہ	۲۵ جون سنہ ۱۸۱۵ع
۱۴	سیوک رام بنام جگ نندن سنگہ	ایضاً	۱۶ اپریل سنہ ۱۸۱۴ع
۵	کالیجان بنام دکہو بی بی	عدالت اپیل ڈہاکہ	۱۹ مارچ سنہ ۱۸۰۵ع

تمت بالخیر

قطعہ تاریخ از نتائج طبع جناب سید مقصود عالم رضوی متخلص بہ مقصود

چہپا جو نسخہ شرع محمدی مقصود — کہا فقیہون نے ہان سر سرمدی یہہ ہے
لکہی یہہ جہنی کی تاریخ طبع موزون نے — کتاب مونس شرع محمدی یہہ ہے
۱۲۹۲ھ

قطعہ تاریخ بنائے مطبع حسینی آگرہ

ہمان بانی مطبع نیک طینت — بنام از حسین و علی یافت شہرت
چنین گفت مقصود سال بنایش — ہمہ مطبع باصفا بخشش راحت
۱۸۵۵ع



اول مرتبہ ۵۰۰ جلد

قیمت فیجلد ۳ر

تمام شد